لینن

دنیا کے مزدورو ، ایک ہو !

لینن

منتخب تصانیف

حصۂ چہارم

دارالاشاعت ترقی
ماسکو ۱۹۷۱ء

پبلشر کا نوٹ

اس ایڈیشن میں لینن کے پانچویں روسی مجموعۂ تصانیف سے مضامین ترجمہ کئے گئے ھیں اور ھمارے قارئین کی آسانی کے لئے اس ایڈیشن کو چار جلدوں میں شایع کیا جا رہا ھے۔

В. И. ЛЕНИН

ИЗБРАННЫЕ ПРОИЗВЕДЕНИЯ

часть четвертая

на языке урду

فہرست

کمیونزم میں ''بائیں بازو'' کی طفلانہ بیماری

(۱)

کس معنی میں ہم روسی انقلاب کی بین‌اقوامی اہمیت کا ذکر کر سکتے ہیں ؟

روس میں پرولتاریہ کے سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے بعد (۲۵ اکتوبر (۷ نومبر) ۱۹۱۷ء) پہلے مہینوں کے دوران یہ محسوس ہو سکتا تھا کہ پسماندہ روس اور مغربی یورپ کے ترقی‌یافتہ ملکوں کے درمیان زبردست فرق کی وجہ سے ان مؤخرالذکر ملکوں میں پرولتاریہ کا انقلاب ہمارے ملک کے انقلاب سے بہت کم ملتاجلتا ہوگا۔ اب ہم ایسا کافی زیادہ بین‌اقوامی تجربہ رکھتے ہیں جو انتہائی یقینی طور پر بتاتا ہے کہ ہمارے انقلاب کی بعض اہم خصوصیات مقامی، قومی، محض روسی نہیں ہیں بلکہ بین‌اقوامی اہمیت رکھتی ہیں۔ میں یہاں بین‌اقوامی اہمیت کا ذکر اس کے وسیع معنی کے لحاظ سے نہیں کر رہا ہوں: بعض ہی نہیں بلکہ ہمارے انقلاب کی ساری بنیادی اور بہت سی ثانوی خصوصیات تمام ملکوں پر اپنے اثر کے معنی میں بین‌اقوامی اہمیت رکھتی ہیں۔ نہیں، میں نے یہاں ان الفاظ کا ذکر انتہائی محدود معنی میں کیا ہے یعنی بین‌اقوامی اہمیت کے تحت بین‌اقوامی پیمانے پر اس بات کے دہرائے جانے کی بین‌اقوامی اہمیت یا تاریخی ناگزیری کو سمجھتے ہوئے جو ہمارے ملک میں ہوئی ہے، یہ بات ماننا پڑتی ہے کہ ہمارے انقلاب کی بعض خصوصیات اس اہمیت کی حامل ہیں۔

لیکن اس حقیقت کے بارے میں مبالغے سے کام لینا اور ہمارے انقلاب کی محض بعض بنیادی خصوصیات سے اس کو آگے لے جانا

بہت بڑی غلطی ہوتی۔ ٹھیک اسی طرح یہ بھی نظرانداز کرنا غلطی ہوتی کہ پرولتاری انقلاب کی فتح کے بعد چاہے وہ ایک ہی ترقی‌یافتہ ملک میں کیوں نہ ہوتی غالباً زبردست تبدیلی ہوتی یعنی روس اس کے بعد جلدھی مثالی نہ رہتا اور پھر پسماندہ ہو جاتا ('' سوویت ،، اور سوشلسٹ دونوں معنی میں) ۔

لیکن موجودہ تاریخی لمحے میں صورت حال یہ ہے کہ روسی مثال سب ملکوں کو کچھ نہ کچھ دکھا رہی ہے جو ان کے ناگزیر مستقبل قریب کے لئے بڑی اھمیت رکھتا ہے ۔ سارے ملکوں کے اگواکار مزدور اس کو بہت دن ہوئے سمجھ چکے ھیں اور انھوں نے اس کو اکثر دریافت کرنے کے بمقابلہ اپنی انقلابی طبقے کی حس سے زیادہ سمجھا ہے ۔ یہی وجہ ہے سوویت اقتدار کی بین‌اقوامی '' اھمیت ،، کی (لفظ کے محدود معنی میں) اور بالشویک نظرئے اور طریقہ ھائے‌کار کے بنیادی اصولوں کی بھی ۔ اس کو جرمنی میں کاؤتسکی اور آسٹریا میں اوٹو باؤیر اور فریڈرک ادلیر قسم کے دوسری انٹرنیشنل (۲) کے '' انقلابی ،، لیڈروں نے نہیں سمجھا اور اسی وجہ سے وہ رجعت‌پرست اور انتہائی بری قسم کے موقع پرستی اور سماجی غداری کی وکالت کرنےوالے ثابت ہوئے ۔ برسبیل تذکرہ '' عالمی انقلاب ،، («Weltrevolution») (۳) کا گمنام پمفلٹ جو وی‌آنا میں ۱۹۱۹ ء میں (Sozialistische Bücherei, Heft 11; Ignaz Brand *) شایع ھوا ان کے سارے طریقۂفکر اور سارے خیالات کے سلسلے کو زیادہ واضح کرکے دکھاتا ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ ٹھیک ھوگا کہ ان کی حماقت ، اصول‌پرستی ، ذلالت اور مزدور طبقے کے مفادات سے غداری کی پوری گہرائی کو دکھاتا ہے — اور وہ بھی '' عالمی انقلاب ،، کے نظرئے کی '' وکالت ،، کے پردے میں ۔

بہر حال ، ہم اس پمفلٹ پر کبھی دوسری بار تفصیلی روشنی ڈالیں گے ۔ یہاں ہم صرف ایک اور بات کی طرف توجہ دینگے ۔ بہت زمانہ گذرے ، جب کاؤتسکی ابھی مارکسیسٹ تھا اور غدار نہیں بنا تھا ، اس نے مؤرخ کی حیثیت سے اس سوال کو لیتے ہوئے اس صورت حال کے پیدا ھونے کے امکان کی پیش‌بینی کی تھی‌جسمیں روسی

---

* سوشلسٹ لائبریری ، ایڈیشن ۱۱ ۔ یگناتس برانڈ ۔ (ایڈیٹر)

پرولتاریہ کی انقلابیت مغربی یورپ کے لئے مثال بن جائےگی۔ یہ ۱۹۰۲ء کی بات ھے جب کاؤتسکی نے انقلابی ''اسکرا،، (۴) میں ''سلاف اور انقلاب،، نامی مضمون لکھا تھا۔ اس نے اس مضمون میں یہ لکھا تھا :

''موجودہ زمانے میں،، (۱۸۴۸ء کے برعکس) ''یہ خیال کیا جاسکتا ھے کہ نہ صرف سلاف انقلابی قوموں کی صفوں میں آ گئے ھیں بلکہ انقلابی خیالات اور انقلابی عمل کا مرکز بھی زیادہ سے زیادہ سلاف لوگوں کی طرف منتقل ہوتا جا رہا ھے۔ انقلابی مرکز مغرب سے مشرق کی طرف منتقل ھو رہا ھے۔ انیسویں صدی کے پہلے نصف میں وہ فرانس میں اور عارضی طور پر انگلستان میں تھا۔ ۱۸۴۸ء میں جرمنی بھی انقلابی قوموں کی صفوں میں آ گیا... نئی صدی ایسے واقعات سے شروع ھوئی ھے جو اس خیال کی طرف لے جاتے ھیں کہ ھم انقلابی مرکز کی مزید منتقلی کی طرف جا رہے ھیں یعنی روس کی طرف اس کی منتقلی ... روس نے مغرب سے بہت کچھ انقلابی پیش‌قدمی حاصل کی ھے اور اب ممکن ھے وہ خود انقلابی سرچشمے کی حیثیت سے اس کی خدمت کے لئے تیار ھو۔ ممکن ھے کہ روسی انقلابی تحریک کا لپکتا ھوا شعلہ بےجان تنگ‌نظری اور نپی‌تلی سیاست کے اس جذبے کو صاف کر دینے کا زوردار ذریعہ ثابت ھو جو ھماری صفوں میں پھیلنا شروع ھو گیا ھے اور پھر جدوجہد کی پیاس اور ھمارے عظیم مقصد کے لئے پرجوش وفاداری کو بھڑکا دے۔ مغربی یورپ کے لئے روس بہت دنوں سے محض رجعت پرستی اور مطلق‌العنانی کا گڑھ نہیں رہا ھے۔ بلکہ اب واقعات اس کے ٹھیک برعکس ھیں۔ روس میں مغربی یورپ رجعت پرستی اور مطلق العنانی کا گڑھ بن گیا ھے... شاید روسی انقلابیوں نے زار سے مدت ھوئے نبٹ لیا ھوتا اگر ان کو بیک‌وقت اس کے اتحادی یعنی یورپی سرمائے کے خلاف بھی جدوجہد نہ کرنی پڑتی۔ ھم امید کرتے ھیں کہ اس بار وہ دونوں

دشمنوں سے نبٹنے میں کامیاب ہوں گے اور نیا " مقدس اتحاد "، پہلے والوں کے مقابلے میں زیادہ جلدی ٹوٹے گا۔ بہرحال روس کی موجودہ جدوجہد چاہے جس طرح ختم ہو اس میں شہیدوں کا (افسوس ، کہ وہ کافی سے زیادہ ہوں گے) جو خون بہے گا اور مصیبتیں پیش آئیں گی وہ رائگاں نہ ہوں گی۔ وہ ساری مہذب دنیا میں سماجی انقلاب کی کونپلوں کو پروان چڑھائیں گی اور ان کو تیزی کے ساتھ زیادہ گداز بنائیں گی۔ ۱۸۴۸ ء میں سلاف لوگ وہ جان لیوا پالا تھے جس نے عوامی بہار کے پھولوں کو مار دیا۔ ممکن ہے کہ اب انکا نوشتۂ تقدیر وہ طوفان بننا ہو جو رجعت پرستی کی برف کو توڑ دے اور قطعی طور پر اپنے ساتھ قوموں کے لئے نئی خوشگوار بہار لائے "، (کارل کاؤتسکی۔ " سلاف اور انقلاب "، نامی مضمون ، روسی سوشل ڈیموکریٹ انقلابی اخبار " اسکرا "، کے شمارے ۱۸، ۱۰ مارچ ۱۹۰۲ ء میں)۔

۱۸ سال پہلے کاؤتسکی نے خوب لکھا ہے !

(۲)

بالشویکوں کی کامیابی کی ایک بنیادی شرط

غالباً اب تقریباً ہر شخص یہ دیکھتا ہے کہ بالشویک ڈھائی سال تو کیا ، ڈھائی مہینے تک بھی برسر اقتدار نہیں رہ سکتے تھے ، ہماری پارٹی میں سخت اور واقعی آہنی ڈسپلن کے بغیر ، سارے مزدور طبقے کی طرف سے اس کی بھر پور اور بے دریغ حمایت کے بغیر یعنی ان تمام مزدوروں کی حمایت کے بغیر جو سوچنے سمجھنے والے ، ایماندار ، پرایثار اور بااثر ہیں اور پسماندہ لوگوں کے پرت کو اپنے پیچھے لے چلنے یا رغبت دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ نئے طبقے کی انتہائی پرایثار اور انتہائی بے دریغ جنگ ہے ایک بہت ہی طاقتور دشمن کے خلاف ، بورژوازی کے خلاف ، جس کی مزاحمت اس کا تختہ الٹنے سے (خواہ وہ ایک ہی ملک میں کیوں نہ ہو) دس گنی ہو جاتی ہے اور جس کی طاقت

کا راز صرف بین‌اقوامی سرمائے کی طاقت ، بورژوازی کے بین اقوامی روابط کی مضبوطی اور استحکام ھی نہیں ھیں بلکہ رسم و رواج کی طاقت ، چھوٹے پیمانے کی پیداوار کی طاقت بھی ھیں - کیونکہ چھوٹے پیمانے کی پیداوار اب بھی دنیا میں باقی ھے اور بدقسمتی سے بہت ھے ، اور چھوٹے پیمانے کی پیداوار متواتر ، روزانہ ، ھر گھنٹے ، ھنگامی طور پر اور بڑے پیمانے پر سرمایہ‌داری اور بورژوازی کو جنم دیتی رھتی ھے - یہ تمام اسباب پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کو ضروری بناتے ھیں اور بورژوازی پر فتح طویل ، سخت اور زندگی وموت کی پرایثار جنگ کے بغیر نا ممکن ھے - یہ جنگ تحمل ، ضابطے ، پائداری اور قوت ارادی کی استواری اور وحدت کا تقاضہ کرتی ھے -

میں دھراتا ھوں ، روس میں پرولتاریہ کی فتح یاب ڈکٹیٹرشپ کے تجربے نے ان لوگوں کو بھی صاف دکھا دیا ھے جو سوچنے کی صلاحیت نہیں رکھتے یا جن کو اس سوال کے بارے میں سوچنے کا موقع نہیں ملا ھے کہ قطعی مرکزیت اور پرولتاریہ کا سخت ضابطہ بورژوازی پر فتح کی ایک بنیادی شرط ھیں -

اس کے بارے میں اکثر کہا جاتا ھے - لیکن اس کے بارے میں بہت ناکافی سوچا جاتا ھے کہ اس کے معنی کیا ھیں اور کن حالات میں یہ ممکن ھے ؟ کیا یہ بہتر نہ ھوتا کہ سوویت اقتدار اور بالشویکوں کی جو تعریفیں ھوتی ھیں ان کے ساتھ اکثر ان اسباب کا سنجیدہ تجزیہ بھی ھوتا کہ بالشویک اس ڈسپلن کو کیوں قائم کر سکے جو انقلابی پرولتاریہ کے لئے ضروری تھا -

بالشویزم کا وجود ، سیاسی خیال کے رجحان اور سیاسی پارٹی کی حیثیت سے ۱۹۰۳ء سے ھے (٥) - صرف بالشویزم کے وجود کی ساری مدت کی تاریخ ھی اس کی وضاحت قابل اطمینان طور پر کر سکتی ھے کہ وہ انتہائی مشکل حالات میں آھنی ڈسپلن کیوں قائم کرسکا اور برقرار رکھ سکا جو پرولتاریہ کی فتح کے لئے ضروری تھا -

اور سب سے پہلے یہ سوال پیدا ھوتے ھیں : پرولتاریہ کی انقلابی پارٹی کا ڈسپلن کیسے برقرار رکھا جاتا ھے ؟ اس کو کیسے آزمایا جاتا ھے ؟ اس کو کیسے مضبوط کیا جاتا ھے ؟ اول ، پرولتاری ھراول کے شعور اور انقلاب کے لئے اس کی وفاداری ، اس کے تحمل ،

قربانی اور بہادری سے ۔ دوسرے ، محنت کشوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد سے ، سب سے پہلے پرولتاریہ سے لیکن اسی طرح محنت کش لوگوں میں غیر پرولتاریہ کے ساتھ بھی اس کے مربوط ہونے ، قریب‌ترین رابطہ قائم رکھنے اور ان میں ایک حد تک مدغم ہونے کی صلاحیت سے ۔ تیسرے ، سیاسی رہنمائی کی صحت سے جو یہ ہراول کر رہا ہے ، اس کی حکمت‌عملی اور طریقۂ کار کی صحت سے ، بشرطیکہ وسیع پیمانے پر لوگ خود اپنے تجربے سے اس کی صحت کا یقین کر لیں ۔ ان حالات کے بغیر اس انقلابی پارٹی میں ڈسپلن نہیں حاصل کیا جا سکتا جو اس اگوا کار طبقے کی پارٹی ہونے کی واقعی صلاحیت رکھتی ہو ، جس کا مقصد بورژوازی کا تختہ الٹنا اور سارے سماج کی تشکیل نو کرنا ہے ۔ ان حالات کے بغیر ، ڈسپلن قائم کرنے کی تمام کوششیں بےمعنی ، زبانی اور مضحکہ‌خیز ہوتی ہیں ۔ دوسری طرف یہ حالات یکدم نہیں پیدا ہو سکتے ۔ ان کی تخلیق طویل محنت اور سخت تجربے سے ہوتی ہے ۔ ان کی تخلیق میں صحیح انقلابی نظریئے سے آسانی ہوتی ہے جو اپنی جگہ پر کوئی جامد عقیدہ نہیں ہوتا بلکہ واقعی عوامی اور واقعی انقلابی تحریک کی عملی سرگرمیوں سے قریبی تعلق رکھنے سے مختتم شکل اختیار کرتا ہے ۔

اگر ۱۹۱۷ — ۲۰ ء کے برسوں میں بالشویزم بےنظیر سخت حالات میں ، انتہائی سخت مرکزیت اور آہنی ڈسپلن کی تخلیق کر سکا اور اس کو کامیابی سے قائم رکھا تو اس کا سبب صرف روس کی متعدد تاریخی خصوصیات ہیں ۔

ایک طرف ، ۱۹۰۳ ء میں بالشویزم مارکسی نظریئے کی بہت ہی مضبوط بنیاد پر نمودار ہوا ۔ اسی اور صرف اسی انقلابی نظریئے کی صحت کو نہ صرف ساری انیسویں صدی کے عالمی تجربے نے ثابت کیا بلکہ خاص طور سے روس میں انقلابی خیالات کی گمراہیوں ، تذبذب ، غلطیوں اور ناامیدیوں کے تجربے نے بھی ۔ تقریباً نصف صدی کے دوران پچھلی صدی کی تقریباً پانچویں سے دسویں دہائی تک روس میں انتہائی وحشیانہ اور رجعت‌پرست زارشاہی کے ظلم کے حالات میں ترقی‌پسند خیالات رکھنےوالے لوگ ایک صحیح انقلابی نظریئے کے بڑے شوق کے ساتھ متلاشی تھے اور امریکہ اور یورپ میں اس شعبے

میں تمام اور ہر ''آخری لفظ،، کا بےنظیر کوشش اور گہرائی سے مطالعہ کرتے تھے۔ مارکس‌ازم، اس واحد صحیح انقلابی نظرئے کو روس نے آدھی صدی کی تاریخ میں بےنظیر مصیبتوں اور قربانیوں کو جھیل کر، بےنظیر انقلابی بہادری، ناقابل یقین توانائی، پرایثار تلاش، مطالعہ، عملی آزمائش، نا امیدی، تصدیق اور یورپ کے تجربے سے حاصل کیا۔ زارشاہی سے مجبور ہو کر جو سیاسی جلاوطنی نصیب ہوئی اس کی بدولت انیسویں صدی کے دوسرے نصف میں انقلابی روس نے بین‌اقوامی روابط کی ایسی دولت اور انقلابی تحریک کے عالمی اشکال اور نظریات کے بارے میں ایسی لا جواب معلومات حاصل کیں جو کسی دوسرے ملک کو نصیب نہیں ہوئی تھیں۔

دوسری طرف، بالشویزم جو نظرئے کی اس سنگلاخ بنیاد پر نمودار ہوا تھا عملی تاریخ کےایسے پندرہ برسوں (۱۷ — ۱۹۰۳ ء) سے گذرا جن کی نظیر اپنے تجربے کی دولت کے لحاظ سے دنیا میں نہیں ملتی۔ کیونکہ کوئی بھی ملک ان پندرہ سال کے دوران ایسے بڑے انقلابی تجربے کے قریب تک نہیں پہنچا، تحریک کی ایسی مختلف شکلوں — قانونی اور غیر قانونی، پرامن اور طوفانی، پوشیدہ اور علانیہ، مقامی حلقوں اور عوامی تحریکوں، پارلیمانی اور دہشت‌انگیز شکلوں کے تیز اور نوع بنوع سلسلے سے نہیں گذرا۔ کسی دوسرے ملک میں ایسے مختصر وقت میں جدید سوسائٹی کے تمام طبقوں کی جدوجہد کی شکلوں، رنگوں اور طریقوں کا ایسا ذخیرہ نہیں اکٹھا ہوا تھا، ایسی جدوجہد جو ملک کی پسماندگی اور زارشاہی کے جوے کی سختی کی وجہ سے غیرمعمولی تیزی کے ساتھ پختہ ہوئی اور امریکہ اور یورپ کے سیاسی تجربے کے معقول ''آخری لفظ،، کو بڑے شوق اور کامیابی کے ساتھ اپنے میں ضم کر لیا۔

(۳)
بالشویزم کی تاریخ میں خاص منزلیں

انقلاب کی تیاری کے سال (۵ — ۱۹۰۳ ء)۔ ہر جگہ یہ محسوس کیا گیا کہ ایک بڑا طوفان قریب آرہا ہے۔ تمام طبقوں میں ابال اور تیاری کی حالت تھی۔ بیرون ملک تارکین‌وطن کا پریس

انقلاب کے سارے بنیادی مسائل پر نظریاتی بحث کر رہا تھا۔ تین بنیادی طبقوں کے نمائندے، تین اہم سیاسی رجحانات نے — اعتدال پرست بورژوا، پیٹی بورژوا ڈیموکریٹک (''سوشل ڈیموکریٹک،، اور ''سوشل انقلابی،، رجحانات کے لیبل سے ڈھکا ہوا (۲)) اور پرولتاری انقلابی — لائحہ عمل اور طریقۂ کار کے خیالات کے درمیان انتہائی سخت جدوجہد کرتے ہوئے اس علانیہ طبقاتی جدوجہد کی پیش بینی اور تیاری کی جو آنے والی تھی۔ ان تمام مسائل کا جائزہ جن کے لئے عوام نے ۷ — ۱۹۰۵ء میں اور ۲۰ — ۱۹۱۷ء میں مسلح جدوجہد کی، ان کی ابتدائی شکل میں، اس وقت کے پریس کے ذریعہ لیا جا سکتا ہے (اور لینا چاہئے)۔ ان تین خاص رجحانات کے درمیان، درحقیقت، بہت سی درمیانی، عبوری اور نیم یقینی شکلیں تھیں۔ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ پریس کے ترجمانوں، پارٹیوں، جتھوں اور گروہوں کی جدوجہد میں ان سیاسی اور نظریاتی رجحانات نے جو واقعی طبقاتی نوعیت رکھتے تھے معین شکل اختیار کر لی تھی، طبقات نے آنے والی لڑائیوں کے لئے اپنے کو نظریاتی سیاسی اسلحہ سے لیس کر لیا تھا۔

انقلاب کے سال (۷ — ۱۹۰۵ء)۔ سارے طبقے کھل کر میدان میں آ گئے۔ لائحہ عمل اور طریقۂ کار کے متعلق سارے خیالات کو عوام کے اقدام سے آزمایا گیا۔ ہڑتالوں کی جدوجہد اپنی شدت اور وسعت کے لحاظ سے دنیا میں بےنظیر تھی۔ معاشی ہڑتال نے سیاسی ہڑتال کی شکل اختیار کی اور سیاسی ہڑتال نے بغاوت کی۔ رہنما پرولتاریہ اور مذبذب اور متزلزل پیچھے چلنے والے کسانوں کے درمیان تعلقات کی عملی طور پر آزمائش ہوئی۔ جدوجہد کے ہنگامی ارتقا کے دوران تنظیم کی سوویت شکل پیدا ہوئی۔ سوویتوں کی اہمیت کے بارے میں اس زمانے کے بحث مباحثوں نے ۲۰ — ۱۹۱۷ء کے برسوں کی عظیم جدوجہد کی پیش بینی کی۔ جدوجہد کی پارلیمانی اور غیرپارلیمانی شکلوں میں، پارلیمنٹ کے بائیکاٹ کی جگہ پارلیمنٹ میں حصہ لینے کے طریقۂ کار، اور جدوجہد کی قانونی اور غیرقانونی شکلوں میں ادل بدل اور ساتھ ہی ان کے باہمی تعلقات اور روابط — یہ سب اپنے مواد کی حیرت‌انگیز دولت کی وجہ سے نمایاں تھا۔ اس دور کا

هر مہینہ سیاسی سائنس کی بنیادوں کی تعلیم کے لحاظ سے، عوام اور لیڈروں، طبقوں اور پارٹیوں کےلئے " پرامن "، اور " آئینی "، ارتقا کے ایک پورے سال کے برابر تھا۔ ۱۹۰۵ ء کے " عام ریہرسل " کے بغیر ۱۹۱۷ ء کے اکتوبر انقلاب کی فتح ممکن نہ ہوتی ۔

رجعت پرستی کے سال (۱۹۰۷ — ۱۰ ء)۔ زارشاهی کی فتح ہوئی۔ ساری انقلابی اور مخالف پارٹیاں ٹوٹ پھوٹ گئیں۔ یاس، بددلی، پھوٹ، تفرقہ، غداری اور فحش‌نگاری نے سیاست کی جگہ لےلی۔ فلسفیانہ آئیڈیلزم کی طرف کشش زیادہ بڑھ گئی، عرفانیت (mysticism) انقلاب دشمن جذبات کا پردہ بن گئی۔ لیکن اسی وقت اس زبردست شکست نے ھی انقلابی پارٹیوں اور انقلابی طبقے کو سچا اور کارآمد سبق دیا، تاریخی جدلیات کا سبق، سیاسی جدوجہد کو سمجھنے اور اس کو ماہرانہ اور فن‌کارانہ طور سے کرنے کا سبق۔ دوستوں کی پہچان مصیبت میں ہوتی ہے۔ شکست‌خوردہ فوجیں اچھا سبق حاصل کرتی ھیں۔

فتح‌یاب زارشاهی کو مجبور ہونا پڑا کہ وہ روس میں بورژوا سے قبل‌والی اور سرقبیلی زندگی کی باقیات کا جلدازجلد خاتمہ کر دے۔ روس کا بورژوا ارتقا لاجواب تیزی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ طبقات سے علحدہ اور طبقات سے اوپر جو واہمے تھے، سرمایہ‌دار نظام سے گریز کے امکانات کے جو واہمے تھے وہ خاک میں مل گئےھیں۔ طبقاتی جدوجہد بالکل نئے اور زیادہ واضح روپ میں آئی ہے۔

انقلابی پارٹیوں کو آخر تک سبق لینا چاہئے۔ انہوں نے حملہ کرنا سیکھا۔ اب یہ سمجھنا پڑا کہ اس سائنس میں ایسی سائنس کا اضافہ کرنا چاہئے کہ کیسے صحیح طور پر پیچھے ہٹنا چاہئے۔ یہ سمجھنا پڑا اور انقلابی طبقے نے اپنے تلخ تجربے سے یہ سمجھنا سیکھا کہ صحیح طور پر حملہ کرنا اور صحیح طور پر پیچھے ہٹنا نہ سیکھ کر فتح حاصل کرنا مکن نہیں ہے۔ تمام ٹوٹی پھوٹی مخالف اور انقلابی پارٹیوں میں بالشویک سب‌سے زیادہ نظم سے، اپنی " فوج "، کے سب سے کم نقصان کے ساتھ، اس کے قلب کو سب سے زیادہ محفوظ رکھ‌کر، سب سے کم (گہرائی اور ناقابل علاج ہونے کے لحاظ سے) تفرقوں کے ساتھ، سب سے کم بددلی اور زیادہ سے زیادہ

وسیع ، صحیح اور زوردار طور پر اپنے کام کی تجدید کی انتہائی صلاحیت کے ساتھ پیچھے ہٹے۔ اور بالشویکوں نے اس کو صرف اس لئے حاصل کیا کہ انہوں نے بےحد سختی سے انقلابی لفاظوں کا پردہ چاک کیا اور ان کو نکال باھر کیا جو یہ سمجھنا نہیں چاھتے تھے کہ پیچھے ہٹنے کی ضرورت ھے ، کہ پیچھے ہٹنے کی مہارت کی ضرورت ھے ، کہ انتہائی رجعت‌پرست پارلیمنٹوں میں ، انتہائی رجعت‌پرست ٹریڈیونینوں ، کوآپریٹیو اور بیمے وغیرہ کی تنظیموں میں قانونی کام کرنا سیکھنے کی قطعی ضرورت ھے۔

ابھار کے سال (۱۹۱۰ — ۱۴ ء)۔ ابتدا میں ترقی ناقابل یقین طور پر سست‌رفتار تھی، پھر ۱۹۱۲ ء کے دریائے لینا کے واقعہ (۷) کے بعد کچھ زیادہ تیز ہو گئی۔ بےنظیر مشکلات پر قابو حاصل کرکے بالشویکوں نے منشویکوں کو پیچھے ڈھکیلا جن کا رول مزدور تحریک میں بورژوا ایجنٹوں کی حیثیت سے ۱۹۰۵ ء کے بعد ساری بورژوازی نے خوب سمجھ لیا تھا اور اسی‌لئے ساری بورژوازی نے بالشویکوں کے خلاف ہزاروں طرح سے ان کی حمایت کی تھی۔ لیکن بالشویک ایسا کرنے میں کبھی کامیاب نہ ھوتے اگر وہ غیرقانونی کام کے ساتھ ساتھ " قانونی امکانات " کو لازمی طور پر استعمال کرنے کے صحیح طریقۂ کار کو نہ اپناتے۔ انتہائی رجعت‌پرست دوما میں بالشویکوں نے سارے مزدور گروپ کو جیت لیا۔

پہلی عالمی سامراجی جنگ (۱۹۱۴ — ۱۷ ء)۔ قانونی پارلیمانیت نے انتہائی رجعت‌پرست " پارلیمنٹ " کے حالات میں ، انقلابی پرولتاریہ کی پارٹی ، بالشویکوں کی انتہائی کارآمد خدمت کی۔ بالشویک ممبروں کو سائبیریا بھیجدیا گیا (۸)۔ سوشل سامراجیت ، سوشل شاونزم، سوشل حب‌وطنی ، بااصول اور بےاصول بین‌اقومیت ، امن‌پرستی (pacifism) اور امن‌پرستوں کے واھموں کی انقلابی تردید کے خیالات کے تمام رنگوں کو تارکین وطن کے پریس میں پوری طرح پیش کیا گیا۔ دوسری انٹرنیشنل کے پڑھے لکھے احمق اور بوڑھی عورتیں جنھوں نے حقارت اور غرور سے روسی سوشلسٹ تحریک میں " گروھوں " کی افراط اور ان کے درمیان شدید جدوجھد پر ناکیں سکوڑی تھیں جب جنگ نے تمام ترقی‌یافتہ ملکوں میں ان کو ڈینگ‌بھری "قانون‌پرستی"

سے محروم کر دیا تو وہ ایسے آزاد (غیر قانونی) تبادلۂخیال اور صحیح خیالات کی ایسی آزاد (غیرقانونی) ترتیب کے قریب تک بھی نہ پہنچ سکے جیسا کہ روسی انقلابیوں نے سوئٹزرلینڈ اور متعدد دوسرے ملکوں میں کیا تھا۔ اسی لئے تمام ملکوں کے کھلے ہوئے سوشل حب وطن اور ''کاؤتسکی کے حامی،، بھی پرولتاریہ کے انتہائی زبردست غدار ثابت ہوئے۔ اور اگر ۱۹۱۷ — ۲۰ ء کے برسوں میں بالشویکوں کی فتح ہوئی تو اس فتح کا ایک بنیادی سبب یہ تھا کہ بالشویکوں نے ۱۹۱۴ ء کے آخر میں ھی سوشل شاونزم اور ''کاؤتسکی‌ازم،، (جن سے فرانس میں لونگےازم (۹)، انگلستان میں انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی (۱۰) اور فیبئن لوگوں (۱۱) کے لیڈروں کے خیالات اور اٹلی میں توراتی وغیرہ وغیرہ کے خیالات مطابقت رکھتے ھیں) کی گندگی، ذلالت اور خباثت کا پردہ انتہائی سختی کے ساتھ چاک کرنا شروع کر دیا تھا اور بعد میں عوام کو خود اپنے تجربے سے بالشویک خیالات کے صحیح ھونے کا زیادہ سے زیادہ یقین ھوتا گیا۔

روس میں دوسرا انقلاب (فروری سے اکتوبر ۱۹۱۷ ء تک)۔ زارشاھی کی ناقابل یقین کہنگی اور فرسودگی نے (مصیبت بھری جنگ کی ضربوں اور صعوبتوں کی مدد سے) اس کے خلاف ناقابل یقین بربادی کی طاقت پیدا کردی - چند دنوں کے اندر روس بورژوا جمہوری ریپلک میں تبدیل ھوگیا جو، جنگ کی حالت میں، دنیا کے ھر ملک سے زیادہ آزاد تھی۔ حزب مخالف اور انقلابی پارٹیوں کے لیڈر حکومت منظم کرنے لگے جیسا کہ انتہائی ''صحیح معنوں میں پارلیمانی،، ریپلکوں میں ھوتا ھے۔ اس واقعہ نے کہ کوئی پارلیمنٹ میں حزب مخالف کا لیڈر رہا ھے، چاھے وہ انتہائی رجعت‌پرست ھو، انقلاب میں اس لیڈر کے آئندہ رول کو آسان بنا دیا۔

منشویکوں اور ''سوشلسٹ انقلابیوں،، نے چند ھفتوں میں دوسری انٹرنیشنل کے یورپی ھیروؤں، وزارت کے حامیوں (۱۲) اور دوسرے ایسے ویسے موقع‌پرستوں کے طور طریقوں، دلیلوں اور دھوکے کی باتوں کو لاجواب طور پر اپنا لیا۔ اب ھم جو کچھ شیئدمانوں اور نوسکیئوں، کاؤتسکی اور ھلفرڈنگ کے بارے میں، رینیر اور

اوستیرلتز ، اوٹو باؤیر اور فریتس ادلیر ، توراتی اور لونگے کے بارے میں ، فیبئنوں اور برطانیہ کی انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی کے لیڈروں کے بارے میں پڑھتے ھیں ، وہ سب ھم کو اکتا دینےوالی تکرار اور جانے پہچانے ، پرانے موضوع کا اعادہ معلوم ھوتا ھے (اور واقعی ھے بھی) ۔ ھم یہ سب منشویکوں میں دیکھ چکے ھیں ۔ تاریخ نے مذاق کیا اور پسماندہ ملک کے موقع پرستوں کو بعض ترقی یافتہ ملکوں کے موقع پرستوں کا پیش رو بنا دیا ۔

اگر دوسری انٹرنیشنل کے سارے ھیرو دیوالئے ھو گئے ھیں اور سوویتوں اور سوویت اقتدار کی اھمیت اور رول کے بارے میں اپنے کو رسوا کر چکے ھیں ، اگر اس مسئلے میں تین بہت اھم پارٹیوں کے لیڈروں نے جو اب دوسری انٹرنیشنل کو چھوڑ چکی ھیں (یعنی جرمن انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی (۱۳) ، فرانسیسی لونگے کے حامی اور برطانوی انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی) خاصکر "نمایاں" طور سے بدنامی مول لی ھے اور گمراھی اختیار کی ھے ، اگر ان سب نے اپنے کو پیٹی بورژوا ڈیموکریسی کے تعصبات کا غلام ثابت کیا ھے (بالکل ۱۸۴۸ ء کے پیٹی بورژوا لوگوں کے جذبے میں جو اپنے کو "سوشل ڈیموکریٹ" کہتے تھے) ، تو ھم یہ سب منشویکوں کی مثال سے دیکھ چکے ھیں ۔ تاریخ نے یہ مذاق کیا کہ روس میں ۱۹۰۵ ء میں سوویتوں کا جنم ھوا ، فروری — اکتوبر ۱۹۱۷ ء میں منشویکوں نے سوویتوں کے رول اور اھمیت کو نہ سمجھ کر اپنے دیوالیہ پن کا اظہار کیا اور ان کو جعلی بنا دیا ، اب سوویت اقتدار کا خیال ساری دنیا میں ابھرا ھے اور سارے ملکوں کے پرولتاریہ کے درمیان بےنظیر تیزی سے پھیل رھا ھے اور دوسری انٹرنیشنل کے پرانے ھیرو سوویتوں کے رول اور اھمیت کو سمجھنے کی عدم صلاحیت کی وجہ سے بھی ھمارے منشویکوں کی طرح ھر طرف دیوالیہ ھوگئے ھیں ۔ تجربے نے ثابت کیا ھے کہ پرولتاری انقلاب کے بعض اھم سوالوں کے بارے میں سارے ملکوں کو ناگزیر طور پر وھی کرنا ھوگا جو روس نے کیا ھے ۔

ان خیالات کے باوجود جو آجکل یورپ اور امریکہ میں اکثر ملتے ھیں ، بالشویکوں نے پارلیمانی اور (درحقیقت) بورژوا ریپبلک

کے خلاف اور منشویکوں کے خلاف اپنی فاتحانہ جدوجہد بہت ہوشیاری سے شروع کی اور اس کی تیاری کوئی آسان کام نہ تھا۔ مذکورہ دور کی ابتدا میں ہم نے حکومت کا تختہ الٹنے کی اپیل نہیں کی بلکہ سوویتوں کی ترتیب و تشکیل اور مزاج میں تبدیلی کے بغیر اس طرح تختہ الٹنے کے غیر ممکن ہونے کی وضاحت کی۔ ہم نے بورژوا پارلیمنٹ، آئین‌ساز اسمبلی کے بائیکاٹ کا اعلان نہیں کیا بلکہ کہا — اور ہماری پارٹی کی اپریل (۱۹۱۷ء) کانفرنس کے بعد سرکاری طور پر پارٹی کی طرف سے کہا — کہ آئین‌ساز اسمبلی رکھنےوالی بورژوا ریپبلک بہتر ہے آئین‌ساز اسمبلی نہ رکھنےوالی بورژوا ریپبلک سے، لیکن ''مزدوروں اور کسانوں کی ریپبلک،،' سوویت ریپبلک کسی بھی بورژوا ڈیموکریٹک، پارلیمانی ریپبلک سے بہتر ہوگی۔ بغیر ایسی محتاط، ہمہ گیر، ہوشیارانہ اور طویل تیاری کے ہم نے نہ تو اکتوبر ۱۹۱۷ء میں فتح حاصل کی ہوتی اور نہ اس فتح کو استوار کر سکتے۔

(۳)

مزدور تحریک کے اندر کس طرح کے دشمنوں سے جدوجہد میں بالشویزم پروان چڑھا، تپا اور پختہ ہوا؟

سب سے پہلے اور زیادہ‌تر اس موقع‌پرستی کے خلاف جدوجہد میں جو ۱۹۱۴ء میں قطعی طور پر سوشل شاونزم میں تبدیل ہو گئی اور جس نے قطعی طور پر پرولتاریہ کے خلاف بورژوازی کی طرفداری کی۔ قدرتی طور پر، مزدور طبقے کی تحریک کے اندر بالشویزم کی یہی خاص دشمن تھی۔ یہ اب بھی بین‌اقوامی پیمانے پر خاص دشمن ہے۔ بالشویک اس دشمن کی طرف بڑی توجہ دیتے رہے تھے اور اب بھی دے رہے ہیں۔ بالشویکوں کی سرگرمی کا یہ پہلو اب غیرملکوں میں بھی کافی شہرت حاصل کر چکا ہے۔

مزدور طبقے کے اندر بالشویزم کے دوسرے دشمن کی بات اور ہے۔ دوسرے ملکوں میں اس کے بارے میں بہت کم معلومات ہیں

که بالشویزم اس پیٹی بورژوا انقلابیت کے خلاف جدوجہد کے طویل برسوں میں پروان چڑھا ، مضبوط ہوا اور پختہ بنا جو انارکزم کی مہک رکھتی ہے یا اس سے کچھ نہ کچھ مستعار لیتی ہے ، جو پائدار پرولتاری طبقاتی جدوجہد کے شرائط اور تقاضوں پر کسی نہ کسی طرح پوری نہیں اترتی ہے۔ مارکسیسٹوں کے لئے نظریاتی طور پر یہ پوری طرح ثابت ہو گیا ہے — اور یورپ کے تمام انقلابوں اور انقلابی تحریکوں کے تجربے نے اس کی پوری تصدیق کی ہے — کہ چھوٹا صاحب جائداد ، چھوٹا مالک (ایک سماجی ٹائپ جس کی بہت سے یورپی ملکوں میں کافی وسیع اور کثیر تعداد میں نمائندگی ہے) جو سرمایہ‌دار نظام میں مستقل جبروتشدد کا اور اکثر حالات زندگی میں انتہائی شدید اور تیز ابتری و بربادی کا شکار رہتا ہے ، آسانی سے انقلابی شدائد تک پہنچ سکتا ہے ، لیکن تحمل ، تنظیم ، ضابطے اور استقلال کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ سرمایہ‌داری کی دہشتوں سے "بدحواس" پیٹی بورژوا ، یہ ایسا معاشرتی مظہر ہے جو انارکزم کی طرح سارے سرمایہ‌دار ملکوں کی خصوصیت ہے۔ ایسی انقلابیت کی ناپائداری اور اس کا بانجھپن ، تابعداری ، بددلی ، توہم اور حتی‌کہ کسی نہ کسی بورژوا "فیشن‌ایبل" رجحان کی طرف "جنون آمیز" کشش میں تیزی سے اس کی تبدیلی کی صلاحیت — یہ ساری باتیں عام طور پر سب کو معلوم ہیں۔ لیکن ان حقائق کا نظریاتی یا تجریدی اعتراف انقلابی پارٹیوں کو پرانی غلطیوں سے بری نہیں کر دیتا جو ہمیشہ غیرمتوقع مواقع پر نمودار ہوتی ہیں ، کچھ نئی شکل میں ، ایسے بھیس یا ماحول میں جو پہلے نہیں دیکھا گیا تھا ، انوکھی — کم و بیش انوکھی صورت حال میں۔

انارکزم اکثر مزدور طبقے کی تحریک کے موقع‌پرست گناہوں کے لئے ایک طرح کی سزا رہا ہے۔ دونوں نقائص میں تال‌میل رہا ہے۔ اور اگر روس میں ، بمقابلہ یورپی ملکوں کے اس کی آبادی کی زیادہ پیٹی بورژوا تشکیل کے باوجود ، انارکزم کا اثر دو انقلابوں (۱۹۰۵ ء اور ۱۹۱۷ ء) اور ان کی تیاری کے دوران بہت ہی کم تھا تو اس کے لئے بلاشبہ بالشویزم ایک حد تک قابل تعریف ہے جس نے موقع‌پرستی

کے خلاف ہمیشہ انتہائی اور غیر مصالحانہ جدوجہد کی ہے۔ میں ''ایک حد تک،، کہتا ہوں کیونکہ روس میں انارکزم کو کمزور کرنے کے کام میں اور زیادہ اہم رول اس بات نے ادا کیا کہ ماضی میں (۱۹ ویں صدی کی آٹھویں دھائی میں) انارکزم نے غیر معمولی طور پر ترقی کی اور آخری حد تک اپنی غلطیوں کو، انقلابی طبقے کےلئے رھنما نظرئے کی حیثیت سے اپنی نامعقولیت کو آشکار کر دیا۔

۱۹۰۳ء میں جب بالشویزم نمودار ہوا تو اس نے پیٹی بورژوازی، نیم‌نراجی (یا اتائی نراجی) انقلابیت کے خلاف شدید جدوجہد کی روایت کو اپنایا، ایسی روایت کو جو ہمیشہ سے انقلابی سوشل ڈیموکریسی میں موجود تھی اور ۱۹۰۰ — ۳ء کے دوران ہمارے ملک میں خاص طور سے مضبوط ہو گئی تھی جبکہ روس میں انقلابی پرولتاریہ کی ایک عوامی پارٹی کی بنیادیں ڈالی جا رہی تھیں۔ بالشویزم نے اس پارٹی کے خلاف جدوجہد کو سنبھالا اور جاری رکھا جو سب سے زیادہ پیٹی بورژوا انقلابیت کے رجحانات کا اظہار کرتی تھی یعنی ''سوشلسٹ انقلابیوں،، کی پارٹی سے۔ یہ جدوجہد تین اہم نکات پر ہو رہی تھی۔ اول تو اس پارٹی نے جو مارکس‌ازم کو مسترد کرتی تھی، کوئی سیاسی اقدام کرنے سے پہلے طبقاتی طاقتوں اور ان کے باھمی تعلقات کے سخت معروضی جائزے کی ضرورت کو سمجھنے سے ضد کے ساتھ منکر تھی (یہ کہنا زیادہ ٹھیک ہوگا کہ نہیں سمجھ سکتی تھی)۔ دوسرے، یہ پارٹی اپنی خاص ''انقلابیت،، یا ''بایاں‌پن،، انفرادی دھشت‌پرستی اور قاتلانہ اقدامات کو تسلیم کرنےمیں سمجھتی تھی جس کو ہم مارکسیسٹ قطعی طور پر مسترد کرتے تھے۔ ظاھر ھے کہ ہم نے انفرادی دھشت‌پرستی کو صرف مصلحتاً مسترد کیا جبکہ وہ لوگ جنھوں نے ''اصولی طور پر،، عظیم فرانسیسی انقلاب کی دھشت کی یا عام طور پر، ساری دنیا کی بورژوازی سے گھری ہوئی فتحیاب انقلابی پارٹی کی دھشت کی مذمت کی ان کا مذاق ومضحکہ پلیخانوف نے ۱۹۰۰ — ۳ء میں ھی اڑایا تھا جب وہ مارکسیسٹ اور انقلابی تھا۔ تیسرے، ''سوشلسٹ انقلابی،، جرمن سوشلسٹ ڈیموکریٹک پارٹی کی نسبتاً غیراھم موقع‌پرست خامیوں پر ھنسنے کو ''بایاں‌پن،، سمجھتے تھے جبکہ وہ اس پارٹی

کے شدید موقع پرستوں کی خود نقل کرتے تھے مثلاً زرعی مسئلے میں یا پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے مسئلے میں۔

برسبیل تذکرہ، تاریخ نے اب وسیع اور عالمی پیمانے پر اس رائے کی تصدیق کر دی ہے جس کی وکالت ہم نے ہمیشہ کی یعنی یہ کہ انقلابی جرمن سوشل ڈیموکریسی (غور کیجئے کہ ۱۹۰۰ – ۳ء میں ھی پلیخانوف نے برنشٹائن کو پارٹی سے نکالنے کا مطالبہ کیا تھا اور ۱۹۱۳ء میں بالشویکوں نے اس روایت کو جاری رکھتے ہوئے لیگین کی ساری ذلالت، کمینگی اور غداری کا پردہ چاک کیا) ایسی پارٹی سے بالکل قریب ہو گئی تھی جو انقلابی پرولتاریہ کو فتح حاصل کرنے کے لئے چاہئے تھی۔ اب ۱۹۲۰ء میں، جنگ کے دور اور جنگ کے بعد کے پہلے برسوں کی تمام شرمناک تباھیوں اور بحرانوں کے بعد یہ بات صاف دکھائی دیتی ہے کہ تمام مغربی پارٹیوں میں سے جرمن انقلابی سوشل ڈیموکریسی نے ھی زیادہ اچھے لیڈر دئے اور دوسروں کے مقابلے میں جلدی سنبھالالیا، صحت‌مند بنی اور دوبارہ مضبوط ہوگئی۔ یہ اسپارٹاک والوں (۱۴) کی پارٹی اور ''جرمن انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی،، کے بائیں پرولتاری بازو میں دیکھا جا سکتا ہے جو کاؤتسکیوں، ھلفرڈنگوں، لیڈیبوروں اور کریسپینوں کی موقع پرستی اور بے کرداری کے خلاف اٹل جدوجہد کر رھی ہے۔ اگر ایک مکمل تاریخی دور پر نظر ڈالی جائے یعنی پیرس کمیون (۱۵) سے پہلی سوشلسٹ سوویت ریپبلک تک تو انارکزم کی طرف مارکس‌ازم کا عام رویہ قطعی واضح اور مسلمہ ہو جاتا ہے۔ آخرکار مارکس‌ازم صحیح ثابت ہوا اور اگر انارکسٹوں نے زیادہ تر سوشلسٹ پارٹیوں کے درمیان ریاست کے بارے میں پھیلے ہوئے موقع پرست نظریات کو بجا طور پر آشکار کیا تو اول، اس موقع پرستی کا تعلق ریاست کے بارے میں مارکس کے خیالات کی توڑ مروڑ اور حتی کہ ان کو چھپانے سے تھا (میں نے اپنی کتاب ''ریاست اور انقلاب،، میں یہ بتایا ہے کہ بیبل نے اینگلس کا ایک خط ۳۶ سال تک ۱۸۷۵ء سے ۱۹۱۱ء تک چھپائے رکھا جس میں ریاست کے بارے میں رائج سوشل ڈیموکریٹک خیالات کی موقع پرستی کا خاص وضاحت، شدت،

صفائی اور صراحت کے ساتھ پردہ چاک کیا گیا تھا *)، دوسرے، ان موقع پرست خیالات کی تصحیح اور سوویت اقتدار اور بورژوا پارلیمانی جمہوریت پر اس کی برتری کا اعتراف سب سے زیادہ وسیع پیمانے پر اور تیزی سے یورپی اور امریکی سوشلسٹ پارٹیوں کے مارکسی رجحانات کے اندر ہوا۔

بالشویزم نے خود اپنی پارٹی کے اندر "بائیں" انحرافات کے خلاف جو جدوجہد چلائی اس نے دو موقعوں پر خاص طور سے وسیع صورت اختیار کرلی: ۱۹۰۸ء میں اس سوال پر کہ آیا انتہائی رجعت‌پرست "پارلیمنٹ" اور مزدوروں کی ان جائز انجمنوں میں شرکت کی جائے یا نہیں جن پر انتہائی رجعت‌پرست قوانین کے ذریعہ پابندیاں عائد کی جا رہی تھیں اور پھر ۱۹۱۸ء میں (بریست کا معاہدہ (۱۶)) اس سوال پر کہ کون سا "سمجھوتہ" ٹھیک ہوگا۔

۱۹۰۸ء میں "بائیں‌بازو" کے بالشویکوں کو ہماری پارٹی سے نکال دیا گیا کیونکہ انہوں نے انتہائی رجعت‌پرست "پارلیمنٹ" میں شریک ہونے کی ضرورت کو ضد کے ساتھ سمجھنے سے انکار کردیا (۱۷)۔ "بائیں بازو" والوں نے جن میں بہت سے شاندار انقلابی تھے جو بعد کو کمیونسٹ پارٹی کے قابل‌تعریف ممبر ہوئے (اور اب بھی ہیں) — ۱۹۰۵ء کے بائیکاٹ کے کامیاب تجربے کو خاص طور سے اپنی بنیاد بنایا۔ جب اگست ۱۹۰۵ء میں زار نے ایک مشاورتی "پارلیمنٹ" (۱۸) کے انعقاد کا اعلان کیا تو بالشویکوں نے تمام مخالف پارٹیوں اور منشویکوں کی شدید مخالفت کی حالت میں اس کے بائیکاٹ کی اپیل کی اور ۱۹۰۵ء کے اکتوبر انقلاب نے (۱۹) واقعی اس "پارلیمنٹ" کا صفایا کردیا۔ اس وقت بائیکاٹ صحیح ثابت ہوا، اس وجہ سے نہیں کہ رجعت‌پرست پارلیمنٹوں میں عدم شرکت عام طور پر صحیح ہے بلکہ اس وجہ سے کہ ہم نے معروضی حالت کا صحیح اندازہ لگایا جو تیزی کے ساتھ عوامی ہڑتال کو پہلے سیاسی ہڑتال اور پھر انقلابی ہڑتال بنا رہی تھی اور آخرکار اس کو بغاوت میں تبدیل کر رہی تھی۔ علاوہ بریں اس وقت جدوجہد اس

---

* دیکھئے اس ایڈیشن کا حصۂ دوم، صفحہ ۲۳۵۔ (ایڈیٹر)

سوال پر مرکوز تھی کہ آیا پہلی نمائندہ اسمبلی کا انعقاد زار پر چھوڑ دیا جائے یا پرانی حکومت سے اس کے انعقاد کو چھین لینے کی کوشش کی جائے۔ جب اس بات کا یقین قطعی نہیں رہا اور نہ ہو سکتا تھا کہ معروضی حالت اسی طرح کی ہوگی اور اس حالت کے ارتقا کا اسی سمت میں اور اسی رفتار سے قطعی یقین بھی نہ رہا تو اب بائیکاٹ ٹھیک نہیں تھا۔

۱۹۰۵ء میں ''پارلیمنٹ،، کے بالشویک بائیکاٹ نے انقلابی پرولتاریہ کو بیش بہا سیاسی تجربے سے مالامال کیا اور دکھایا کہ جب جدوجہد کی جائز اور ناجائز، پارلیمانی اور غیرپارلیمانی شکلیں مخلوط کردی جاتی ہیں تو کبھی کبھی پارلیمانی شکلوں کو مسترد کرنا کارآمد حتی کہ ضروری ہوتا ہے۔ بہرحال اس تجربے کو اندھوں کی طرح، نقل کرکے اور بلا سمجھے بوجھے دوسرے حالات اور دوسرے مواقع پر استعمال کرنابہت بڑی غلطی ہوگی۔ ۱۹۰۶ء میں ''دوما،، کا بالشویک بائیکاٹ غلطی تھی، اگرچہ ایک چھوٹی اور آسانی سے ٹھیک کی جانےوالی غلطی *۔ ۱۹۰۷ء، ۱۹۰۸ء اور بعد کے برسوں میں ''دوما،، کا بائیکاٹ ایک انتہائی سنگین غلطی تھی جس کو ٹھیک کرنا مشکل تھا کیونکہ اس وقت ایک طرف انقلابی لہر کے تیزی سے اٹھنے اور اس کے بغاوت میں تبدیل ہونے کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی اور دوسری طرف بورژوا شاہی کی تجدید سے تعلق رکھنےوالی ساری تاریخی صورت‌حال کا تقاضہ یہ تھا کہ قانونی اور غیرقانونی سرگرمیوں کو متحد کردیا جائے۔ آج، جب ہم اس مکمل تاریخی دور پر نظر ڈالتے ہیں، جس کا تعلق بعد کے ادوار سے بالکل واضح ہوگیا ہے، یہ بات انتہائی صاف ہوجاتی ہے کہ

---

* جس بات کا اطلاق افراد پر ہوتا ہے اس کا اطلاق، ضروری تبدیلیوں کے ساتھ، سیاست اور پارٹیوں پر بھی ہوتا ہے۔ سمجھدار وہی نہیں ہوتا جو غلطی نہ کرے۔ نہ تو ایسے لوگ ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ سمجھدار وہ ہے جس کی غلطیاں بہت سنگین نہیں ہوتیں اور جو ان کو آسانی اور تیزی کےساتھ ٹھیک کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

۱۴ — ۱۹۰۸ ء میں بالشویک پرولتاریہ کی انقلابی پارٹی کا قلب نہیں برقرار رکھ سکتے تھے (اس کو مضبوط کرنے اور فروغ دینے کی بات تو جانے دیجئیے) اگر انہوں نے انتہائی شدید جدوجہد میں یہ نقطۂ نظر نہ اختیار کیا ہوتا کہ جدوجہد کی قانونی اور غیرقانونی شکلوں کو متحد کرنا لازمی ہے اور انتہائی رجعت‌پرست پارلیمنٹ اور متعدد دوسرے اداروں میں (بیماروں کی سہولتوں کی انجمنوں وغیرہ) جو رجعت‌پرست قوانین تک محدود تھے شرکت کرنا لازمی ہے۔

۱۹۱۸ ء میں حالات پھوٹ تک نہیں پہنچے تھے۔ اس وقت "بائیں بازو" کے کمیونسٹوں (۲۰) نے ہماری پارٹی کے اندر صرف ایک علحدہ گروہ یا "جتھ" بنا لیا تھا اور وہ بھی بہت دنوں کےلئے نہیں۔ اسی سال، ۱۹۱۸ ء میں "بائیں‌بازو کی کمیونزم" کے انتہائی نمایاں نمائندوں مثلاً کامریڈ رادیک اور بوخارین نے کھلم کھلا اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ ان کو معلوم ہوا کہ بریست کا معاہدہ سامراجیوں سے سمجھوتہ تھا جو اصولی طور پر ناقابل معافی اور انقلابی پرولتاریہ کی پارٹی کےلئے نقصان‌دہ تھا۔ یہ واقعی سامراجیوں سے سمجھوتہ تھا۔ لیکن یہ ایسا سمجھوتہ تھا جس کو ان حالات میں کرنا ہی تھا۔

آج، جب بریست کے معاہدے پر دستخط کرنے کے بارے میں اپنے طریقۂ کار پر مثال کےلئے "سوشلسٹ انقلابیوں" کے حملے کے بارے میں سنتا ہوں یا جب میں کامریڈ لینسبیری کو اپنے ساتھ ایک گفتگو میں یہ کہتے سنتا ہوں "ہمارے برطانوی ٹریڈیونین لیڈر کہتے ہیں کہ اگر بالشویکوں کیلئے سمجھوتہ کرنا جائز تھا تو ان کےلئے بھی سمجھوتہ کرنا جائز ہے"، میں عام طور پر اس کا جواب سب سے پہلے اس سادہ اور "مقبول‌عام" مثال سے دیتا ہوں:

تصور کیجئیے کہ آپکی موٹرکار مسلح ڈاکوؤں نے روک لی۔ آپ نے ان کو اپنے پیسے، پاسپورٹ، ریوالور اور کار حوالے کردی۔ اس کے بدلے میں آپ کو ڈاکوؤں کے خوشگوار ساتھ سے چھٹکارا مل گیا۔ یہ بلاشبہ سمجھوتہ ہے۔ «Do ut des» (میں تم کو اپنے پیسے، اسلحہ اور کار "دیتا" ہوں تاکہ تم مجھکو اپنے پاس سے صحیح سلامت نکل‌جانے کا موقع "دو")۔ بہرحال کوئی ایسا

سمجھدار آدمی پانا مشکل ہوگا جو ایسے سمجھوتے کو "اصولی طور پر ناقابل‌قبول" قرار دے یا جو سمجھوتہ کرنے‌والے کو ڈاکوؤں کا معاون کہے (چاہے ڈاکو کار اور اسلحہ کو مزید ڈکیتیوں کےلئے کیوں نہ استعمال کریں)۔ جرمن سامراج کے ڈاکوؤں سے ہمارا سمجھوتہ بھی ٹھیک اسی قسم کا سمجھوتہ تھا۔

لیکن جب ۱۸ — ۱۹۱۴ء میں اور پھر ۲۰ — ۱۹۱۸ء میں، روس میں منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں نے اور جرمنی میں شیڈمان والوں (اور بڑی حد تک کاؤتسکی کے حامیوں) نے، آسٹریا میں اوٹو باؤیر اور فریڈرک ادلیر نے (رینیر اینڈ کمپنی کا تو کوئی ذکر نہیں)، فرانس میں ریناڈیل اور لونگے اینڈ کمپنی نے، برطانیہ میں فیبئنوں، "انڈپنڈنٹ" اور "ترودوویک" ("لیبرسٹ" (۲۱)) نے اپنی بورژوازی اور کبھی کبھی "اتحادی" بورژوازی کے ساتھ اپنے ملکوں کے انقلابی پرولتاریہ کےخلاف سمجھوتے کئے تو یہ سب حضرات واقعی ڈاکوؤں کے معاونوں کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔

نتیجہ صاف ہے: سمجھوتوں کو "اصولی طور پر" مسترد کرنا، عام طور پر سمجھوتوں کے جواز کو مسترد کرنا وہ چاہے جس طرح کے ہوں ایسی طفلانہ بات ہے جس پر سنجیدگی سے غور کرنا بھی مشکل ہے۔ ایک ایسے سیاسی لیڈر کوجو انقلابی پرولتاریہ کےلئے کارآمد بننا چاہتا ہے ایسے ہی سمجھوتوں کے ٹھوس معاملات میں امتیاز کرنا چاہئے جو ناقابل معافی اور موقع‌پرستی اور دغابازی کا اظہار ہیں۔ اس کو چاہئے کہ ان ٹھوس سمجھوتوں کے خلاف نکتہ‌چینی کی ساری طاقت، بےدریغ بھانڈا پھوڑنے اور ان‌تھک جدوجہد کا سارا زور لگا دے اور تجربہ‌کار "کاروباری" سوشلسٹوں اور پارلیمانی یسوعیوں کو "عام طور پر سمجھوتوں" کے بارے میں مباحثوں کے ذریعہ اپنی ذمہ‌داری سے نکل بھاگنے اور چرکا دینے کی اجازت نہ دے۔ اسی طریقے سے برطانوی ٹریڈیونیوں کے "لیڈر" صاحبان اور فیبئن سوسائٹی اور "انڈپنڈنٹ" لیبر پارٹی کے بھی اس غداری کی ذمےداری سے اپنا پیچھا چھڑاتے ہیں جس کے وہ مرتکب ہوئے ہیں کیونکہ انھوں نے ایسا سمجھوتہ کیا ہے جو واقعی بدترین قسم کی موقع‌پرستی، دغابازی اور غداری کے برابر ہے۔

سمجھوتوں کی مختلف قسمیں ہیں۔ ہر سمجھوتے یا سمجھوتے کی ہر قسم کی صورت‌حال اور ٹھوس حالات کا تجزیہ کرنے کی صلاحیت رکھنا چاہئے۔ آدمی کو اس شخص میں جس نے اپنے پیسے اور اسلحہ ڈاکوؤں کے حوالے کردئے ہیں تاکہ وہ ان کی بری حرکتوں کو کم کر سکے اور ان کے قتل و غارت میں سہولت پیدا کر سکے اور اس شخص کے درمیان امتیاز کرنا چاہئے جو اپنا پیسہ اور اسلحہ ڈاکوؤں کو دیتا ہے تاکہ ان کی لوٹ‌مار میں شریک‌دار بن سکے۔ سیاست میں یہ کسی طرح ہمیشہ ایسی سیدھی‌سادی بات نہیں ہوتی جیسی کہ طفلانہ طور پر سادہ مثال میں۔ بہرحال جو شخص بھی مزدوروں کےلئے کوئی اس قسم کا نسخہ سوچنا چاہتا ہے جو ان کو تمام صورتوں کےلئے بالکل بنے بنائے تیار حل مہیا کریگا یا یہ وعدہ کرتا ہے کہ انقلابی پرولتاریہ کی پالیسی کو کبھی مشکل یا پیچیدہ صورت حال کا سامنا نہیں کرنا پڑیگا وہ شخص محض جعل‌ساز ہے۔

غلط ترجمانی کی کوئی گنجائش نہ چھوڑنے کےلئے میں ٹھوس سمجھوتوں کے تجزئے کے لئے کئی بنیادی قواعد کا خاکہ پیش کرنے کی کوشش کرونگا چاہے وہ بہت ہی مختصر کیوں نہ ہو۔

جس پارٹی نے بریست کے معاہدے پر دستخط کرکے جرمن سامراجیوں کے ساتھ سمجھوتہ کیا وہ ۱۹۱۴ء کے آخر سے ہی عملی طور پر اپنی بین‌الاقوامیت کو پروان چڑھا رہی تھی۔ وہ زارشاہی کی شکست کی اپیل کرنے اور دو سامراجی لٹیروں کے درمیان جنگ میں ”ملک کے دفاع“ کی مذمت کرنے سے نہیں ڈرتی تھی۔ اس پارٹی کے پارلیمانی نمائندے بورژوا حکومت کے وزارتی عہدوں کی طرف جانےوالے راستے کو اختیار کرنے کے مقابلے میں سائبیریا میں جلاوطنی کو ترجیح دیتے تھے۔ زارشاہی کا تختہ الٹنے اور جمہوری ریپبلک قائم کرنے والے انقلاب نے اس پارٹی کےلئے ایک نئی اور زبردست آزمائش پیش کی — اس نے ”اپنے“ سامراجیوں کے ساتھ کوئی سمجھوتے نہیں کئے بلکہ تیاری کرکے ان کا تختہ الٹ دیا۔ جب اس نے سیاسی اقتدار پایا تو اس نے نہ تو جاگیرداروں کی اور نہ سرمایہ‌داروں کی ملکیت کا کوئی نشان باقی چھوڑا۔ سامراجیوں کے خفیہ معاہدوں کا کھلا اعلان کرکے اور ان کو ختم کرکے اس پارٹی نے تمام قوموں

کے سامنے امن کی تجویز پیش کی اور بریست کے لٹیروں کے دباؤ کو صرف اس وقت مانا جب برطانوی فرانسیسی سامراجیوں نے صلح کو ناکام بنا دیا اور بالشویک، جرمنی اور دوسرے ملکوں میں جلد انقلاب لانے کےلئے امکانی طور پر جو کچھ کر سکتے تھے کر چکے۔ اس سمجھوتے کا قطعی صحیح ہونا جو ایسی پارٹی نے ایسی صورت حال میں کیا تھا روز بروز زیادہ صاف اور واضح ہوتا جا رہا ہے۔

روس میں منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں نے (۱۹۱۴ — ۲۰ ء میں ساری دنیا میں دوسری انٹرنیشنل کے لیڈروں کی طرح) غداری سے ابتدا کی — براہ راست یا بالواسطہ "ملک کے دفاع"، یعنی خود اپنی لٹیری بورژوازی کے دفاع کو بجا قرار دیکر۔ انھوں نے خود اپنے ملک کی بورژوازی کے ساتھ ایتلاف کرکے اور خوداپنی بورژوازی کے ساتھ ملکر خود اپنے ملک کی انقلابی پرولتاریہ کے خلاف لڑتے ہوئے غداری جاری رکھی۔ انکا بلاک پہلے روس میں کیرینسکی اور کیڈیٹوں (۲۲) کے ساتھ اور پھر کولچاک اور دنیکن کے ساتھ، بیرون ملک ان کے ہمخیالوں کے اپنے اپنے ملکوں کی بورژوازی کے بلاک کی طرح درحقیقت پرولتاریہ کے خلاف دغا دیکر بورژوازی کی طرف بھاگ جانا تھا۔ ابتدا سے لیکر آخر تک سامراج کے لٹیروں سے ان کے سمجھوتہ کرنے کا مطلب سامراجی لوٹ میں شریک کار ہونا تھا۔

(۵)

جرمنی میں "بائیں بازو" کا کمیونزم۔
لیڈر، پارٹی، طبقہ اور عوام

جن جرمن کمیونسٹوں کا ہم اب ذکر کر رہے ہیں وہ اپنے کو "بائیں بازو" کا نہیں کہتے بلکہ، اگر میں غلطی پر نہیں ہوں، تو "اصولی طور پر حزب مخالف" کہتے ہیں۔ بہرحال جو کچھ ذیل میں دیا جائےگا اس سے دیکھا جا سکتا ہے کہ وہ "بائیں بازو کی طفلانہ بیماری" کی ساری علامتیں ظاہر کرتے ہیں۔

'' فرینکفورٹ بر مائن کے مقامی گروپ ،، کا شایع کیا ہوا ایک پمفلٹ جو اس حزب مخالف کے نقطۂ نظر کی عکاسی کرتا ہے اور جس کا عنوان ہے '' جرمنی کی کمیونسٹ پارٹی (اسپارٹاکس لیگ) میں پھوٹ ،، اس حزب مخالف کے خیالات کے نچوڑ کو انتہائی نمایاں طور پر اور بہت ہی صفائی اور اختصار کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ چند حوالے قاری کو اس نچوڑ سے متعارف کرانے کےلئے کافی ہوں گے :

'' کمیونسٹ پارٹی انتہائی باعزم طبقاتی جدوجہد کی پارٹی ہے ... ،،
'' ... سیاسی طور پر یہ عبوری دور ،، (سرمایہ‌داری اور سوشلزم کے درمیان) '' پرولتاری ڈکٹیٹرشپ کا ہے ... ،،
'' ... سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ ڈکٹیٹرشپ کون بروئےکار لائے گا – کمیونسٹ پارٹی یا پرولتاری طبقہ؟ .. اصولی طور پر کیا ہمیں کمیونسٹ پارٹی کی ڈکٹیٹرشپ کی کوشش کرنی چاہئے یا پرولتاری طبقے کی ڈکٹیٹرشپ کے لئے؟ .. ،،

(تمام Italics اصل کے مطابق ہیں -)

پھر پمفلٹ کا مصنف جرمن کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کو جرمن انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے ساتھ ایتلاف کے راستے تلاش کرنے اور جدوجہد کے '' تمام سیاسی ذرائع کو ،، جن میں پارلیمانیت بھی شامل ہے '' اصولی طور پر تسلیم کرنے کے سوال کو ،، اٹھانے کے لئے ، جس کا محض مقصد انڈپنڈنٹوں کے ساتھ ایتلاف کی واقعی اور خاص کوششوں کو چھپانا ہے ، عزم ٹھہراتا ہے۔ آگے چلکر پمفلٹ کہتا ہے :

'' حزب مخالف نے دوسرا راستہ اختیار کیا ہے۔ اس کی رائے ہے کہ کمیونسٹ پارٹی کی حکمرانی اور پارٹی کی ڈکٹیٹرشپ کا سوال محض طریقۂ کار کا سوال ہے۔ بہر صورت کمیونسٹ پارٹی کی حکمرانی پارٹی کی ہر حکمرانی کی آخری صورت ہے۔ اصولی طور پر ہمیں پرولتاری طبقے

کی ڈکٹیٹرشپ کے لئے کوشش کرنی چاہئے ۔ اور پارٹی کے تمام اقدامات ، اس کی تنظیموں ، جدوجہد کے طریقوں ، حکمت عملی اور طریقۂ کار کا رخ اسی مقصد کی طرف ہونا چاہئے ۔ اس کے مطابق ، دوسری پارٹیوں سے ہر طرح کے سمجھوتے ، جدوجہد کی پارلیمانی شکلوں کی طرف ساری واپسی جو تاریخی اور سیاسی لحاظ سے فرسودہ ہو چکی ہیں اور پینترےبازی اور صلح جوئی کی ہر پالیسی کو پورے عزم کے ساتھ مسترد کر دینا چاہئے ،، ۔ '' انقلابی جدوجہد کے مخصوص پرولتاری طریقوں پر زور دینا چاہئے ۔ وسیع ترین بنیادوں پر اور وسیع ترین گنجائش کے ساتھ تنظیم کی نئی صورتیں پیدا کرنا چاہئے تاکہ کمیونسٹ پارٹی کی قیادت میں انتہائی وسیع پرولتاری حلقے اور پرت انقلابی جدوجہد میں شرکت کر سکیں ۔ فیکٹری تنظیموں پر مبنی مزدوروں کی یونین کو تمام انقلابی عناصر مجتمع کرنے کی جگہ ہونا چاہئے ۔ اس کو ان تمام مزدوروں کو متحد کرنا چاہئے جو اس نعرے کی پیروی کرتے ہیں کہ '' ٹریڈیونینوں سے نکل آؤ ! ،، یہیں پر مجاہد پرولتاریہ اپنی وسیع جنگجو صفوں کو لڑائی کےلئے منظم کرتی ہے ۔ طبقاتی جدو جہد ، سوویت نظام اور ڈکٹیٹرشپ کو تسلیم کرناہی داخلے کے لئے کافی ہونا چاہئے ۔ اس کے بعد مجاہد عوام کی ساری سیاسی تعلیم اور جدوجہد میں ان کی سیاسی رہنمائی کمیونسٹ پارٹی کا فریضہ ہے جو مزدور یونین کے باہر رہتی ہے ... ،،

'' ... نتیجے میں دو کمیونسٹ پارٹیاں اب ایک دوسرے کے خلاف کھڑی ہیں :

'' ایک لیڈروں کی پارٹی ہے جو انقلابی جدوجہد کو منظم کرکے اوپر سے اس کی رہنمائی کرنا چاہتی ہے ، سمجھوتوں اور پارلیمانیت کو مانتی ہے تاکہ ایسی صورتحال پیدا کر سکے جس میں وہ ڈکٹیٹرشپ پر عمل کرنےوالی مخلوط حکومت میں شامل ہو سکے ۔

" دوسری کثیر تعداد عوام کی پارٹی ہے جو نیچے سے انقلابی سیلاب کی توقع رکھتی ہے، جو جانتی ہے اور اس جدوجہد میں واحد طریقہ استعمال کرتی ہے — ایسا طریقہ جو صاف طور پر منزل کی طرف لے جاتا ہے، اور سارے پارلیمانی اور موقع پرست طریقوں کو مسترد کرتی ہے۔ یہ واحد طریقہ غیر مشروط طور پر بورژوازی کا تختہ الٹنا ہے تاکہ اس کے بعد سوشلزم کی تکمیل کے لئے پرولتاری طبقاتی ڈکٹیٹرشپ قائم کی جائے ... "

" ... وہاں — لیڈروں کی ڈکٹیٹرشپ ہے، یہاں — کثیر تعداد عوام کی ڈکٹیٹرشپ! یہی ہمارا نعرہ ہے "۔

یہ ہیں موٹی موٹی خصوصیات جو جرمن کمیونسٹ پارٹی میں حزب مخالف کے خیالات کی کردارنگاری کرتی ہیں۔

کوئی ایسا بالشویک جس نے شعوری طور پر بالشویزم کو ترقی دینے میں ۱۹۰۳ء سے حصہ لیا ہے یا اس ترقی کا قریب سے مشاہدہ کیا ہے ان دلیلوں کو پڑھنے کے بعد فوراً کہے گا " کیسی پرانی اور جانی بوجھی بکواس ہے! کیا " بائیں بازو " کا بچپن ہے! "

لیکن ہم ان دلیلوں کا جائزہ ذرا زیادہ غور سے لیں گے۔

" پارٹی کی ڈکٹیٹرشپ یا طبقے کی ڈکٹیٹرشپ؟ لیڈروں کی ڈکٹیٹرشپ (پارٹی) یا عوام کی ڈکٹیٹرشپ (پارٹی)؟ " کے سوال کو محض پیش کرنا انتہائی ناقابل یقین اور بہت ہی گڈمڈ سوچ بچار کا ثبوت ہے۔ یہ لوگ بالکل کوئی انوکھی بات گڑھنا چاہتے ہیں اور ہوشیار بننے کی کوشش میں اپنے کو مضحکہ‌انگیز بنا دیتے ہیں۔ یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ عوام طبقات میں تقسیم ہیں، کہ طبقوں سے عوام کا مقابلہ محض اس وقت ممکن ہے جب عام طور پر وسیع اکثریت کا مقابلہ، جو پیداوار کے سماجی سسٹم میں اپنی پوزیشن کے لحاظ سے تقسیم نہیں کی گئی ہے، ان پرتوں سے کیا جاتا ہے جو پیداوار کے سماجی سسٹم میں خاص پوزیشن اختیار کرتے ہیں، کہ قاعدے کے مطابق زیادہ‌تر صورتوں میں، کم از کم آجکل کے مہذب ملکوں میں، طبقات کی رہنمائی سیاسی پارٹیاں کرتی ہیں، کہ سیاسی پارٹیوں کو

عام طور پر کم‌وبیش ایسے ٹھوس گروہ چلاتے ھیں جو انتہائی مستند ، بااثر اور تجربےکار لوگوں پر مشتمل ھوتے ھیں جن کو انتہائی ذمےدار منصبوں کےلئے منتخب کیا جاتا ھے اور جو لیڈر کہلاتے ھیں ۔ یہ سب ابتدائی باتیں ھیں ۔ یہ سب صاف اور سادہ ھے ۔ اس کی جگہ پر گڑبڑ باتیں کیوں لائی جائیں ۔ ایک طرف تو یہ معلوم ھوتا ھے کہ یہ لوگ الجھ گئے جب انھوں نے اپنے کو بیڈھب صورت حال میں پایا ، جب پارٹی کے قانونی سے اچانک غیرقانونی صورت میں تبدیل ھونے سے لیڈروں ، پارٹیوں اور طبقوں کے درمیان مروجہ ، عام اور معمولی تعلقات میں گڑبڑ ھو گئی ۔ جرمنی میں ، دوسرے یورپی ملکوں کی طرح لوگ قانونیت کے ، باقاعدہ پارٹی کانگرسوں میں " لیڈروں " کے آزاد اور صحیح انتخاب کے عادی ھیں ۔ پارلیمانی انتخابوں ، عام جلسوں اور پریس کے ذریعہ ، ٹریڈ یونینوں اور دوسری انجمنوں وغیرہ کے جذبات کے ذریعہ پارٹی کی طبقاتی تشکیل کو آزمانے کے موزوں طریقے کے بےحد عادی بن گئے ھیں ۔ جب ان مروجہ کارروائیوں کے بجائے انقلاب کے طوفانی ارتقا اور خانہ جنگی میں اضافے کیوجہ سے تیزی کے ساتھ قانونیت سے غیر قانونیت کی طرف جانا ، دونوں کو متحد کرنا اور " لیڈروں کے گروھوں " کو منتخب کرنے یا ان کی تشکیل کرنے یا ان کو قائم رکھنے کے " غیر مناسب " اور " غیرجمہوری " طریقوں کو اختیار کرنا ضروری ھو گیا تو لوگ اپنے حواس کھو بیٹھے اور کوئی بالکل خرافات بات سوچنے لگے ۔ غالباً ھالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کے بعض ممبر (جو بدقسمتی سے ایسے چھوٹے ملک میں پیدا ھوئے تھے جو اعلی خصوصی مراعات اور اعلی پائداری والی قانونیت کی روایات اور حالات رکھتا تھا ، جنھوں نے قانونیت سے غیرقانونیت میں تبدیلی کبھی نہیں دیکھی تھی) انتشار میں مبتلا ھو گئے ، اپنے حواس کھو بیٹھے اور ان فضول اختراعات کی تخلیق میں معاون ھوئے ۔

دوسری طرف ، " عوام " اور " لیڈروں " کے الفاظ کا محض بےسوچا سمجھا اور بےرابطہ استعمال ھے جو ھمارے زمانے میں " فیشن‌ایبل " ھو گئے ھیں ۔ ان لوگوں نے بہت کچھ سنا ھے اور " لیڈروں " پر حملوں کے بارے میں اچھی طرح جان لیا ھے جن میں

ان کو ''عوام ،، کے مقابلے میں رکھا گیا ہے ۔ پھر بھی وہ کوئی ایسی بات نہیں سوچ سکے جس سے معاملہ ان کے لئے صاف ہوجاتا ۔

''لیڈروں ،، اور ''عوام ،، کے درمیان فرق کو خاص صفائی اور شدت کے ساتھ تمام ملکوں میں سامراجی جنگ کے آخر اور اس کے بعد لایا گیا ۔ اس کے بنیادی سبب کی مارکس اور اینگلس نے ۱۸۵۲ ء — ۱۸۹۲ ء کے دوران برطانیہ کی مثالوں سے بہت بار وضاحت کی ۔ برطانیہ کی اجارے دارانہ پوزیشن نے ''عوام ،، میں سے نیم پیٹی بورژوا اور موقع پرست ''مزدور اشرافیہ ،، کی تخلیق کی ۔ اس مزدور اشرافیہ کے لیڈر متواتر بورژوازی کی طرف جاتے رہے اور براہ‌راست یا بالواسطہ اس کی کفالت میں رہے ۔ مارکس نے اپنے لئے ان بدمعاشوں کی نفرت کی عزت حاصل کی کیونکہ انہوں نے کھلم کھلا ان کو غدار قرار دیا ۔ جدیدترین (بیسویں صدی کی) سامراج نے چند ترقی‌یافتہ ملکوں کو غیرمعمولی امتیازی پوزیشن دی جس کی بنیاد پر دوسری انٹرنیشنل میں ہر جگہ غدار قسم کے لیڈر پیدا ہو گئے — موقع پرست ، سوشل‌شاونسٹ ، جو اپنی حرفت کے ، اپنی مزدور اشرافیہ کے پرت کے مفادات کے علمبردار ہیں ۔ ''عوام ،، سے یعنی محنت‌کشوں کے وسیع‌ترین پرتوں ، ان کی اکثریت ، سب سے زیادہ کم اجرت پانے‌والے مزدوروں سے موقع پرست پارٹیوں کے کٹ جانے کی بنیاد پڑی ۔ اس برائی سے جدوجہد کئے بغیر ، موقع پرست ، سوشل غدار لیڈروں کو بےنقاب ، بدنام اور راندہ کئے بغیر انقلابی پرولتاریہ کی جیت نہیں ہو سکتی ۔ یہی وہ پالیسی ہے جو تیسری انٹرنیشنل (۲۳) نے چلائی ۔

اس سلسلے میں عام طور پر عوام کی ڈکٹیٹرشپ کا مقابلہ لیڈروں کی ڈکٹیٹرشپ سے کرنے تک جانا مضحکہ‌انگیز بیہودگی اور حماقت ہے ۔ خاص طور سے دلچسپ بات تو یہ ہے کہ پرانے لیڈروں کے بجائے ، جو معمولی باتوں کے بارے میں عام طور پر مسلمہ خیالات رکھتے ہیں ، نئے لیڈر (''لیڈر مردہ‌باد ،، کے نعرے کی آڑ میں) لائے جا رہے ہیں جو واہیات اور فضول بکواس کرتے ہیں ۔ جرمنی میں لاؤفینبیرگ ، وولفگیئم ، ہورنر ، کارل شریدر ، فریڈرک وینڈیل

اور کارل یرلیر * ایسے ھی لوگ ھیں۔ مؤخرالذکر کی سوال کو '' گہرا '' کرنے کی کوشش اور سیاسی پارٹیوں کے غیرضروری اور '' بورژوا ھونے '' کا اعلان اتنی بکواس کے ھرقلیسی ستون (۲۵) ھیں کہ آدمی صرف ان پر ھاتھ ھی جھٹک سکتا ھے۔ حقیقت یہ ھے کہ ایک چھوٹی سی غلطی بہت بڑی بن سکتی ھے اگر اس غلطی پر ضد کی جائے، اگر اس کو گہرائی سے ثابت کیا جائے اور اسکو '' آخر تک چلایا جائے ''۔

پارٹی کے اصولوں اور پارٹی کے ڈسپلن سے انکار — حزب مخالف میں یہ نوبت پہنچ گئی ھے۔ یہ بورژوازی کے حق میں پرولتاریہ کی مکمل تباھی کے مترادف ھے۔ یہ مترادف ھے پیٹی بورژوا کے انتشار، عدم استحکام اور استقلال، اتحاد اور ٹھوس عمل کے لئے عدم صلاحیت کے جن کی اگر ھمت‌افزائی کی جائے تو ناگزیر طور پر ھر پرولتاری انقلاب تباہ ھو جائےگا۔ کمیونزم کے نقطۂنظر سے پارٹی کے اصولوں

---

* کارل یرلیر کے مضمون '' پارٹی کو توڑ دینا '' ('' کمیونسٹ مزدور اخبار '' (۲۴) ھیمبرگ، ۷ فروری ۱۹۲۰ء، شمارہ ۳۲) میں کہا گیا ھے: '' مزدور طبقہ بورژوا جمہوریت کو تباہ کئے بغیر بورژوا ریاست کو تباہ نہیں کر سکتا اور وہ بورژوا جمہوریت کو پارٹیوں کے تباہ کئے بغیر تباہ نہیں کر سکتا۔ ''

لاطینی ملکوں کے بہت زیادہ سرپھرے سینڈیکیٹ‌والے اور انارکسٹ اس واقعہ سے '' اطمینان '' حاصل کرسکتے ھیں کہ وہ ٹھوس جرمن جو بظاھر اپنے کو مارکسیسٹ سمجھتے ھیں (مندرجہ بالا اخبار میں اپنے مضامین کے ذریعہ ک۔ یرلیر اور ک۔ ھورنر نے صاف طور پر دکھایا ھے کہ وہ اپنے کو ٹھوس مارکسیسٹ سمجھتے ھیں۔ لیکن انتہائی مضحکہ‌انگیز طریقے سے ناقابل‌یقین بکواس کرتے ھیں اور یہ ظاھر کر دیتے ھیں کہ وہ مارکس‌ازم کی الف بے بھی نہیں جانتے) وہ انتہائی نامعقول بیانات دیتے ھیں۔ صرف مارکس‌ازم کو مان لینے ھی سے کوئی غلطیوں سے بری نہیں ھو جاتا۔ روسی اس کو بخوبی جانتے ھیں کیونکہ ھمارے یہاں مارکس‌ازم اکثر '' فیشن‌ایبل '' رھا ھے۔

سے انکار کا مطلب یہ ہے کہ سامراج کی تباہی سے قبل‌والے دور میں (جرمنی میں) چھلانگ لگائی جائے کمیونزم کی نچلی یا وسطی منزل کی طرف نہیں بلکہ اونچی منزل کی طرف۔ ہم روس میں (بورژوازی کا تختہ الٹنے کے بعد تیسرے سال) سرمایہ‌داری سے سوشلزم کی طرف عبور کے یا کمیونزم کی بالکل نچلی منزل کی طرف پہلے قدم اٹھا رہے ہیں۔ پرولتاریہ کی فتح کے بعد طبقات باقی ہیں اور ہر جگہ برسوں تک باقی رہیں گے۔ ممکن ہے کہ برطانیہ میں جہاں کسان نہیں ہیں (لیکن بہرحال چھوٹے چھوٹے مالک ہیں) اس کی مدت کم ہو۔ طبقات کے خاتمے کا مطلب محض زمین‌داروں اور سرمایہ‌داروں کو نکال پھینکنا نہیں ہے۔ اس کو ہم نے مقابلتاً آسانی سے کر لیا۔ اس کا مطلب چھوٹے اشیائے تجارت کی پیداوار کرنے‌والوں کا خاتمہ بھی ہے اور انکو نکالنا ممکن نہیں، ان کو کچلنا ممکن نہیں، ہمیں ان کے ساتھ رہنا سہنا چاہئے، ان کو صرف بہت ہی طویل، سست رفتار اور محتاط تنظیمی کام کے ذریعہ بدلا جا سکتا ہے (اور بدلنا چاہئے) اور پھر سے تربیت دی جاسکتی ہے۔ وہ پرولتاریہ کو ہر طرف سے پیٹی بورژوا فضا سے گھیرے ہوئے ہیں جو پرولتاریہ کے اندر جذب ہو کر اس کو خراب کرتی ہے۔ وہ پرولتاریہ کو باربار پیٹی بورژوا بے کرداری، تفریق، انفرادیت اور ولولہ‌انگیزی سے یاس تک پہنچنے کے جذبات میں مبتلا کرتے ہیں۔ پرولتاریہ کی سیاسی پارٹی کے اندر انتہائی سخت مرکزیت اور ضابطے کی ضرورت ہے تاکہ اس کا مقابلہ کیا جاسکے، تاکہ پرولتاریہ کا تنظیمی رول (اور یہی اس کا خاص رول ہے) صحیح، کامیاب اور فاتحانہ طور پر ادا کیا جا سکے۔ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ پرانے سماج کی طاقتوں اور روایات کے خلاف ایک سخت جدوجہد ہے — خون آشام اور بے خون بہائے، تشددآمیز اور پرامن، فوجی اور معاشی، تعلیمی اور انتظامی جدوجہد۔ لاکھوں اور کروڑوں لوگوں کی عادت کی طاقت سب سے زبردست طاقت ہے۔ جدوجہد میں فولادی اور پختہ بنی ہوئی پارٹی کے بغیر، زیرغور طبقے کے سارے ایماندار لوگوں کا اعتماد رکھنے‌والی پارٹی کے بغیر، اس پارٹی کے بغیر جو عوام کی مزاجی کیفیت کا مطالعہ کرے اور اس پر اثر انداز ہو،

ایسی جدوجہد کامیابی سے چلانا ممکن نہیں ہے ۔ بڑی مرکوز بورژوازی پر فتح حاصل کر لینا ہزار بار آسان ہے بمقابلہ اس کے کہ لاکھوں کروڑوں چھوٹی ملکیت رکھنےوالوں کو ''جیتا،، جائے ۔ وہ اپنی معمولی ، روزمرہ کی ، نظر نہ آنےوالی ، ناقابل گرفت اور انتشارآمیز سرگرمیوں سے وہی نتائج پیدا کرتے ہیں جنکی بورژوازی کو ضرورت ہے ، جو بورژوازی کو بحال کرتے ہیں ۔ جو بھی پرولتاری پارٹی کے فولادی ضابطے کو ذرا بھی کمزور کرتا ہے (خاص طور سے اس کی ڈکٹیٹرشپ کے زمانے میں) وہ پرولتاریہ کے خلاف واقعی بورژوازی کی مدد کرتا ہے ۔

لیڈروں — پارٹی — طبقے — عوام کے بارے میں سوال کے ساتھ ساتھ ''رجعت‌پرست،، ٹریڈیونینوں کا سوال بھی اٹھانا چاہئے ۔ لیکن پہلے میں اپنی پارٹی کے تجربے کی بنا پر چند آخری باتیں کہنا چاہتا ہوں ۔ ہماری پارٹی میں ''لیڈروں کی ڈکٹیٹرشپ،، پر ہمیشہ حملے کئے گئے ہیں ۔ مجھے یاد ہے کہ پہلی بار اس طرح کا حملہ ۱۸۹۵ ء میں کیا گیا جبکہ باقاعدہ طور پر پارٹی نہیں تھی لیکن پیٹرسبرگ میں مرکزی گروپ کی تشکیل ہو رہی تھی جس کو اضلاعی گروپوں کی قیادت سنبھالنی تھی (۲۶) ۔ ہماری پارٹی کی نویں کانگرس (اپریل ۱۹۲۰ ء) میں ایک چھوٹا سا حزب مخالف تھا ۔ اس نے بھی ''لیڈروں کی ڈکٹیٹرشپ،، اور ''اولیگارشی،، وغیرہ کی مخالقت کی (۲۷) ۔ اس لئے جرمنوں کے درمیان ''بائیں بازو کے کمیونزم،، کی ''طفلانہ بیماری،، میں کوئی حیرت‌انگیز، نئی اور خوفناک بات نہیں ہے ۔ یہ بیماری بےخطر گذر جائےگی اور اس کے بعد جسمانی نظام اور بھی مضبوط ہو جائےگا ۔ دوسری طرف، قانونی اور غیرقانونی کام کے تیزرفتار تبادلے نے ، جسکا تعلق خاص عملے ہی کو یعنی لیڈروں ہی کو خاص طور سے چھپانے ، خاص طور سے راز میں رکھنے کی ضرورت سے تھا ، ہمارے لئے کبھی کبھی بہت ہی خطرناک حالات پیدا کر دئے ۔ سب سے بری بات یہ ہوئی کہ ۱۹۱۲ ء میں بالشویکوں کی مرکزی کمیٹی میں مالینوفسکی جیسا جاسوس گھس آیا ۔ اس نے دسیوں بہت اچھے اور انتہائی وفادار رفیقوں کے ساتھ دغا کی ، ان کو

عمر قید کی سخت سزا تک پہنچایا اور ان میں بہتوں کو موت کے گھاٹ تک پہنچانے میں جلدی کرائی۔ اگر وہ اور زیادہ نقصان نہیں پہنچا سکا تو اس کی وجہ یہی تھی کہ ھمارے قانونی اور غیرقانونی کام کے درمیان صحیح توازن رکھا گیا تھا۔ پارٹی کی مرکزی کمیٹی اور دوما کے ممبر کی حیثیت سے مالینوفسکی کو ھمارا اعتماد حاصل کرنے کی غرض سے اس کے لئے مجبور ھونا پڑا کہ وہ ھمیں قانونی روزانہ اخبار قائم کرنے میں مدد دے جو زارشاھی میں بھی منشویکوں کی موقع پرستی کے خلاف جدوجہد کر سکے اور مناسب خفیہ صورت میں بالشویزم کے بنیادی اصولوں کو پھیلا سکے۔ ایک ھاتھ سے بالشویزم کے دسیوں بہترین کارکنوں کو عمر قید اور سزائے موت کے لئے بھیجتے ھوئے مالینوفسکی مجبور تھا کہ وہ دوسرے ھاتھ سے ھزاروں نئے بالشویکوں کی تربیت میں قانونی پریس کے ذریعہ مدد دے۔ وہ جرمن کامریڈ (اور انگریز، امریکی، فرانسیسی اور اطالوی بھی) جو رجعت‌پرست ٹریڈ یونینوں کے اندر انقلابی کام کرنے کے فریضے سے دو چار ھیں، اس سے سبق حاصل کر سکتے ھیں *۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سے ملکوں میں، جن میں انتہائی ترقی‌یافتہ ممالک بھی ھیں، بورژوازی آج بھی کمیونسٹ پارٹیوں

---

* مالینوفسکی جرمنی میں جنگی قیدی تھا۔ روس کو واپسی پر، جبکہ بالشویک برسر اقتدار تھے، اس پر ھمارے مزدوروں نے مقدمہ چلایا اور اس کے گولی ماری۔ منشویکوں نے ھماری اس غلطی پر شدید نکتہ‌چینی کی کہ ایک جاسوس ھماری مرکزی کمیٹی کا ممبر تھا۔ لیکن جب کیرینسکی کے زمانے میں ھم‌نے دوما کے صدر رودزیانکو کی گرفتاری اور اس پر مقدمہ چلانے کا مطالبہ کیا تھا کیونکہ وہ جنگ سے پہلے بھی جانتا تھا کہ مالینوفسکی جاسوس ھے اور اس نے ترودوویکوں (۲۸) اور دوما کے اندر مزدوروں کو اس کی اطلاع نہیں دی تو کیرینسکی کی حکومت میں نہ تو منشویکوں اور نہ سوشلسٹ انقلابیوں نے ھمارے مطالبے کی حمایت کی اور رودزیانکو آزاد رھا اور بے‌روک دنیکن کے ساتھ جا ملا۔

کے اندر جاسوس بھیج رہی ہے اور بھیجتی رہےگی۔ اس خطرے کے خلاف لڑنے کا ایک طریقہ قانونی اور غیرقانونی کام کا مہارت کے ساتھ تال میل ہے۔

(٦)

کیا انقلابیوں کو رجعت‌پرست ٹریڈیونینوں میں کام کرنا چاہئے؟

جرمن ’’ بائیں‌بازو ‘‘ والے سمجھتے ھیں کہ ان کے لئے اس سوال کا جواب قطعی طور پر نفی میں ہے۔ ان کے خیال میں ’’ رجعت‌پرست ‘‘ اور ’’ انقلاب کی مخالف ‘‘ ٹریڈ یونینوں کے خلاف جوشیلی تقریریں اور ان پر غصے میں برسنا ھی کافی ہے (جیسا کہ ک۔ هورنر نے خاص کر بڑی ھی ’’ سنجیدگی ‘‘ سے اور خاص کر بڑے ھی احمقانہ طریقے سے کیا ہے) یہ ’’ ثابت ‘‘ کرنے کے لئے کہ انقلابیوں کو اور کمیونسٹوں کو زرد، سوشل شاونسٹ، مالکوں سے سمجھوتہ کرنےوالی، انقلاب مخالف اور لیگین‌کی ٹریڈیونینوں میں کام کرنا غیرضروری ھی نہیں بلکہ ممنوع ہے۔

’’ بائیں‌بازو ‘‘ والے جرمن چاہے کتنے ھی زوروں میں اپنے اس طریقۂ کار کی انقلابیت پر اعتقاد رکھتے ہوں لیکن واقعہ یہ ہے کہ بنیادی طور پر ان کا فیصلہ غلط ہے اور خالی لفاظی کے سوا اس سے کچھ حاصل نہیں۔

اس بات کو صاف کرنے کے لئے، میں خود اپنے تجربے سے شروع کرتا ہوں، موجودہ پمفلٹ کے عام منصوبے کی حد میں رہ کر، جس کا مقصد یہ ہے کہ بالشویزم کی تاریخ اور اس کے موجودہ طریقۂ کار میں جو بات عام استعمال، عام جواز اور عام طور سے سب کےلئے لازم ہے، اسے مغربی یورپ پر صادق کرکے دکھایا جائے۔

لیڈروں — پارٹی — طبقے — عوام کا جو باھمی تعلق ہے، اور اسی کے ساتھ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ اور اس کی پارٹی کا ٹریڈ یونینوں سے جو تعلق ہے، روس میں ان کی ٹھوس شکل یہ ہے:

ڈکٹیٹرشپ پرولتاریہ کے ہاتھ میں ہے، پرولتاریہ سوویتوں میں منظم ہے، اس کی رہنمائی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کرتی ہے، پارٹی کی پچھلی کانگرس کے حساب سے اس وقت (اپریل ۱۹۲۰ء میں) اس کے ممبروں کی تعداد ۶ لاکھ گیارہ ہزار ہے۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء کے انقلاب سے پہلے اور اس کے بعد بھی کمیونسٹ پارٹی کے ممبروں کی تعداد میں بڑی کمی بیشی ہوئی۔ پہلے کافی کم ممبر تھے۔ ۱۹۱۸ء اور ۱۹۱۹ء میں بھی کم ہی تھے۔ ہم اس سے ڈرتے ہیں کہ پارٹی کی ممبری حد سے زیادہ بڑھ جائے، کیونکہ اپنے کو فروغ دینے والے اور ڈھونگیے، جو صرف اس قابل ہیں کہ گولی سے اڑا دئے جائیں، حکمراں پارٹی میں گھسنے کی ضرور کوشش کرتے ہیں۔ آخری بار جب ہم نے پارٹی کے دروازے صرف مزدوروں اور کسانوں کے لئے بالکل کھول دئے، وہ زمانہ تھا (۱۹۱۹ء کی سردیوں کا) جب یودینچ کی فوج پیٹروگراد سے چند کوس رہ گئی تھی اور دنیکن اوریل تک آپہنچا تھا (ماسکو سے تقریباً ساڑھے تین سو ورسٹ کے فاصلے پر) یعنی ایسے وقت جب سوویت ریپبلک کے سر پر جان لیوا خطرہ منڈلا رہا تھا اور حالات ایسے نازک تھے کہ غرض کے بندے، قسمت آزمائیاں کرنے والے، ڈھونگیے اور ناقابل اعتبار لوگ یہ امید نہیں لگا سکتے تھے کہ کمیونسٹ پارٹی میں گھس کر کوئی فائدہ حاصل کرلیں گے (بلکہ زیادہ خطرہ اس بات کا تھا کہ انہیں پھانسی پر لٹکا دیا جائے، سزائیں ملیں)۔ کمیونسٹ پارٹی سالانہ اپنی کانگرسیں کرتی ہے (پچھلی کانگرس میں شرکت کے لئے ہزار ممبروں پر ایک ڈیلی گیٹ چنا گیا تھا) اور پارٹی کی رہنمائی مرکزی کمیٹی کے ہاتھ میں ہے جس میں انیس ممبر ہوتے ہیں اور ان ممبروں کا چناؤ پارٹی کی کانگرس میں ہوتا ہے۔ روزمرہ کا کام ماسکو میں اس سے بھی کم تعداد کے ممبروں کی کمیٹیاں چلاتی ہیں، یعنی ایک "اورگ بیورو" (انتظامی بیورو) ہے اور دوسری "پولیٹ بیورو" (پولیٹکل بیورو)۔ ان کمیٹیوں کو مرکزی کمیٹی کے عام جلسوں میں چنا جاتا ہے اور ہر ایک کمیٹی میں مرکزی کمیٹی کے پانچ ممبر رکھے جاتے ہیں۔ یہ قطعی "اولیگارشی" معلوم ہوتی ہے۔ سیاست یا تنظیم کے معاملات میں ایک بھی اہم سوال

ایسا نہیں ہوتا جسے ہماری ریپبلک میں کوئی بھی ریاستی ادارہ کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی ھدایات لئے بغیر اپنے آپ سے طے کردے۔

پارٹی اپنے کام میں ٹریڈ یونینوں پر براہ‌راست انحصار کرتی ھے۔ اب ٹریڈ یونینوں کی ممبری پچھلی کانگرس (اپریل ۱۹۲۰ ء) کے حساب سے چالیس لاکھ سے اوپر ھے، اور یہ ضابطے کی رو سے کسی پارٹی کی ممبر نہیں ھیں۔ اصل میں، ٹریڈیونینوں کی بہت بڑی اکثریت کے سب ھدایت‌کار ادارے اور سب سے پہلے مختلف پیشوں کی ٹریڈیونینوں کے کل‌روس مرکز یا بیورو کا ھدایت‌کار ادارہ (جو ٹریڈیونینوں کی کل روس مرکزی کونسل کہلاتا ھے) کمیونسٹوں پر مشتمل ھیں اور کمیونسٹ پارٹی کی تمام ھدایات پر عمل کرتے ھیں۔ اس طرح سے مجموعی طور پر ہمارے یہاں ایسا ڈھانچہ موجود ھے جو باضابطہ کمیونسٹ نہیں ھے۔ اس میں لوچ اور لچک رکھی گئی ھے، وہ نسبتاً وسیع اور بہت زبردست پرولتاری ڈھانچہ ھے، جس کے ذریعے کمیونسٹ پارٹی طبقے اور عام لوگوں سے گہرا رشتہ رکھتی ھے اور اسی کے ذریعے پارٹی کی رہنمائی میں طبقاتی ڈکٹیٹرشپ چل رہی ھے۔ ٹریڈ یونینوں سے نزدیکی تعلق رکھے بغیر، ان کی دلی تائید اور سرفروشانہ خدمت کے بغیر، نہ صرف معاشی زندگی میں، بلکہ فوجی معاملات میں بھی ہمارے لئے ہرگز ممکن نہیں تھا کہ ڈھائی سال کا تو ذکر کیا، ڈھائی مہینے بھی ملک کی حکومت چلا سکیں اور ڈکٹیٹرشپ قائم رکھ سکیں۔ قدرتی بات ھے کہ عمل میں اس نزدیکی تعلق کا مطلب یہ ھوتا ھے کہ بہت ھی پیچیدہ اور مختلف قسموں کا کام کیا جائے جس کی شکلیں یہ ھیں کہ پروپیگنڈا اور ایجی‌ٹیشن چلتا رھے، وقت ضرورت اور اکثر و بیشتر کانفرنسیں ھوتی رھیں، ان میں ٹریڈیونینوں کے نمایاں کارکن ھی نہیں بلکہ عام طور سے ان کے بااثر کارکن شریک ھوں۔ اس نزدیکی تعلق کا مطلب یہ ھے کہ منشویکوں کے خلاف ڈٹ کر جدوجہد کی جائے، جن کو اب بھی کچھ لوگ، اگرچہ ان کی تعداد بہت تھوڑی ھے، مانتے ھیں اور منشویک اپنے معتقدوں کو ہر قسم کی انقلاب مخالف چالیں سکھاتے ھیں، ایسی چالیں، جن میں نظریاتی طور پر جمہوریت کی

حمایت (بورژوا) جمہوریت کی اور ٹریڈ یونینوں کی '' آزادی ،، (اس کا مطلب ہے پرولتاری اقتدار سے پاک آزادی !) کی تبلیغ سے لے کر پرولتاری ضابطے کو اندر سے توڑنا وغیرہ تک شامل ہے۔

هم سمجھتے هیں کہ '' عوام ،، سے ٹریڈ یونینوں کے ذریعے رابطہ قائم رکھنا کافی نہیں ہے۔ انقلاب کے دوران عملی سرگرمیوں نے همارے یہاں بےپارٹی مزدوروں اور کسانوں کی کانفرنسوں کو جنم دیا ، اور هم پوری طرح ان کے حق میں هیں ، انهیں بڑھانا اور پھیلانا چاهتے هیں ، تاکہ عام لوگوں کا موڈ جان سکیں ، ان کے قریب آسکیں ، ان کے مانگوں کو پورا کر سکیں اور ان میں سب سے اچھے کارکنوں کو سرکاری عہدوں پر بٹھا سکیں وغیرہ۔ حال میں هی ایک سرکاری فیصلے کے ذریعے ، جو سرکاری کنٹرول کی عوامی کمیساریت کو بدل کر '' مزدوروں اور کسانوں کا نگرانی محکمہ ،، بنایا گیا ہے، اس قسم کی بےپارٹی کانفرنسوں کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ مختلف طرح کی تحقیقات اور تفتیش وغیرہ کے لئے سرکاری کنٹرول کے ممبر چنیں۔

اس کے علاوہ ، ظاهر ہے کہ پارٹی کا سارا کام سوویتوں کے ذریعے هو رها ہے اور سوویتوں میں تمام کام کرنے والے ، سب پیشوں کے لوگ هیں۔ ضلع کی سوویتوں کی کانگرسیں اس قسم کے جمہوری ادارے هیں جن کا جواب بورژوا دنیا کی سب سے عمدہ جمہوری ریپبلکوں تک نے کبھی پیش نہیں کیا۔ اور ان کانگرسوں کے ذریعے (جن کی کارروائیوں پر کمیونسٹ پارٹی خاص دھیان رکھتی ہے) اور ان کے علاوہ طبقاتی شعور رکھنےوالے مزدوروں کو دیہات کے علاقوں میں هرطرح کے عہدوں پر لگاتار مقرر کرکے پرولتاری طبقہ کسانوں کے رهنما کی حیثیت سے اپنی ذمہ‌داری انجام دیتا ہے ، شہری پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ عمل میں آتی ہے ، دیہات کے مالداروں ، بورژوازی ، استحصال کرنےوالوں اور نفع خوروں وغیرہ کے خلاف باقاعدہ جدوجہد چلائی جا رهی ہے۔

تو یہ هیں پرولتاری سرکاری اقتدار کے کل پرزے ، اگر انهیں '' اوپر سے ،، دیکھا جائے ، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے عملی حصول کے نقطۂ نظر سے۔ امید کی جا سکتی ہے کہ پڑھنے والا سمجھ جائے گا

که روسی بالشویک، جسے اس مشینری سے واقفیت ہے اور جس نے پچیس سال کے دوران اس کو چھوٹے چھوٹے، خلاف قانون اور خفیہ حلقوں سے ابھرتے ہوئے دیکھا ہے، وہ "اوپر سے" یا "نیچے سے" اور لیڈروں کی ڈکٹیٹرشپ یا عوام کی ڈکٹیٹرشپ وغیرہ کے بارے میں ساری خواہ مخواہ باتوں کو مضحکہ خیز اور طفلانہ خرافات کے سوا اور کچھ کیوں نہیں سمجھتا، اس کے نزدیک یہ بحثابحثی ایسی ہے جیسے کہ یہ بحث کہ آدمی کی بائیں ٹانگ زیادہ کارآمد ہے یا دایاں بازو۔

بالکل اسی طرح ہم کو جرمن بائیں بازووالوں کا بڑا شاندار، نہایت عالمانہ اور خوفناک حد تک یہ انقلابی ارشاد مضحکہ‌خیز اور طفلانہ خرافات معلوم ہوتا ہے کہ کمیونسٹوں کو رجعت پرست ٹریڈیونینوں میں نہ تو کام کرنا چاہئے، نہ وہ ان میں کام کر سکتے ہیں، اس کام سے منہ پھیر لینا بالکل جائز ہے، ان ٹریڈیونینوں کو چھوڑ دینا لازم ہے اور اپنی ایک بالکل نئی، صاف ستھری، بڑے پیارے (اور غالباً زیادہ‌تر بالکل ہی نوجوان) کمیونسٹوں کی خود کی سوچی ہوئی "مزدور یونین" تیار کرنا قطعی ضروری ہے، وغیرہ وغیرہ۔

سرمایہ‌داری لازمی طور پر سوشلزم کےلئے وراثت چھوڑتی ہے۔ ایک طرف تو یہ وراثت مزدوروں کے درمیان پیشوں اور ہنروں کے پرانے امتیازات، صدیوں میں پیدا ہونےوالے امتیازات ہوتے ہیں اور دوسری طرف ٹریڈیونینیں ہوتی ہیں جو بہت ہی سست رفتار سے، سالہاسال کے دوران، ایسی وسیع‌تر صنعتی یونینوں میں تبدیل ہو کر ترقی کر سکتی ہیں اور کرینگی جن میں حرفتی یونینوں جیسی کم بات ہوگی (وہ صرف حرفتوں، کاروباروں اور پیشوں کو نہیں بلکہ ساری صنعتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لینگی)۔ اور بعد کو ان صنعتی یونینوں کے ذریعہ آگے قدم بڑھانا چاہئے لوگوں میں محنت کی تقسیم مٹا دینے کی جانب، انہیں تعلیم دینے، ان کی تربیت کرنے کی طرف، ایسے لوگ تیار کرنے کی طرف جو ہر ایک پہلو سے ترقی‌یافتہ ہوں، سب پہلوؤں سے تربیت‌یافتہ ہوں، ایسے لوگ جنھیں ہر کام کرنا آتا ہو۔ کمیونزم اس منزل کی جانب بڑھ رہا ہے اور اسے بڑھنا چاہئے، وہ اس منزل پر پہنچ جائے گا، لیکن اس میں بہت سال لگیں گے۔

ایک پوری طرح ترقی‌یافتہ ، پوری طرح پائدار اور خوب نکھرے ہوئے ، بھرپور اور پختہ کمیونزم کے مستقبل نتائج کو آج ہی عمل میں لانے کی کوشش ایسی بات ہے جیسے چار برس کے بچے کو اونچے درجے کا علم حساب پڑھانے کی کوشش۔

ہم سوشلزم کی تعمیر شروع کر سکتے ہیں (اور کرنی بھی چاہئے) مگر یہ تعمیر خیالی پروازوں کے سروسامان سے اور ہمارے تیار کئے ہوئے خاص الخاص انسانی مادے سے نہیں ہوگی ، بلکہ اس میں وہی انسانی مسالہ لگے گا جو سرمایہ‌داری ہمارے پاس چھوڑ گئی ہے۔ بے شک اس کام میں "مشکلات" بہت ہیں لیکن اس کے علاوہ کوئی اور تدبیر ایسی نہیں جس کے متعلق گفتگو بھی کی جا سکے۔

سرمایہ‌دارانہ ارتقا کے ابتدائی زمانے میں ٹریڈ یونینیں مزدور طبقے کے لئے زبردست ترقی کا نشان تھیں کیوں‌کہ اس‌کا مطلب یہ تھا کہ انتشار اور بے‌بسی کی حالت سے نکل کر مزدوروں نے طبقاتی تنظیم کی ابتدا کی طرف رجوع کیا۔ جب پرولتاریہ کی طبقاتی تنظیم کی سب سے اعلا شکل ابھرنی شروع ہوئی ، یعنی پرولتاریہ کی انقلابی پارٹی ظہور میں آئی (یہ نام تب تک اسے زیب نہیں دیتا جب تک وہ لیڈروں کو طبقے اور عوام سے اس طرح جوڑنا نہ سیکھ لے کہ وہ جدا نہ ہو سکیں) اس وقت ٹریڈ یونینیں لازمی طور پر کچھ ایسے پہلو ظاہر کرنے لگیں جو رجعت‌پرست تھے ؛ ان میں کچھ پیشہ‌ورانہ تنگ‌نظری ، کچھ غیرسیاسی رہنے کا رجحان ، کچھ گھٹن کے آثار وغیرہ نمودار ہونے لگے۔ لیکن پرولتاریہ کی ترقی دنیا میں کہیں بھی اس کے سوا کسی اور راہ سے نہیں ہوئی تھی اور نہ ہو سکتی تھی کہ اس کی ٹریڈ یونینیں ہوں ، ٹریڈیونینوں اور مزدور طبقے کی پارٹی کے درمیان عملی تعاون ہو۔ پرولتاریہ نے بڑھ کر سیاسی طاقت چھین‌لی ، یہ ایک طبقے کی حیثیت سے آگے کی طرف پرولتاریہ کے لئے زبردست قدم ہے اور پارٹی کو پہلے سے کہیں زیادہ ، صرف پرانے طریقے سے نہیں بلکہ نئے طریقے سے ٹریڈ یونینوں کی تعلیم وتربیت کرنی چاہئے ، ان کی رہنمائی کرنی چاہئے۔ اسی کے ساتھ یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہئے کہ ٹریڈ یونینیں "کمیونزم کی ضروری تعلیم گاہ"

هیں اور ابھی ایک زمانے تک رہیں‌گی ، وہ تیاری کا ایسا اسکول ہیں جو پرولتاریہ کو اپنی ڈکٹیٹرشپ چلانے کی تربیت دیتا ہے ، مزدوروں کی ایسی ناگزیر انجمنیں ہیں جو ملک کی پوری معاشی زندگی کے انتظامات کو رفتہ رفتہ مزدور طبقے کے ہاتھوں میں منتقل کر دیں‌گی (الگ الگ پیشوں کے ہاتھ میں نہیں) اور بعد میں تمام محنت کرنے‌والوں کے ہاتھ میں اس کی باگ‌ڈور پہنچ جائےگی۔

ٹریڈ یونینوں کے اندر ’’ رجعت‌پرستی ،، کا کچھ نہ کچھ عنصر ، مذکورہ معنی میں ، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے ہوتے باقی رہ جانا ناگزیر بات ہے ۔ اس نکتے کو نہ سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ سرمایہ‌داری سے اشتراکیت میں تبدیلی کے بنیادی حالات کو نہیں سمجھا گیا ۔ اس ’’ رجعت‌پرستی ،، سے ڈرنا ، اس سے بچ کر نکلنے کی کوشش کرنا ، اس پر سے پھلانگ جانا بڑی حماقت ہوگی کیوں‌کہ یہ پرولتاری ہراول دستے کا اس ذمہ‌داری سے جان چرانا ہوگا جو مزدور طبقے اور کسانوں میں سب سے پچھڑے ہوئے لوگوں اور بالکل عام لوگوں کو تعلیم دینے ، سدھارنے ، شعور پیدا کرنے اور انہیں نئی زندگی کی طرف کھینچ لینے کی ذمہ‌داری ہے ۔ دوسری طرف یہ اور بھی سخت غلطی ہوگی کہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی حاصلات کو اس وقت تک التوا میں رکھا جائے جب تک کہ ایک ایک مزدور میں بھی پیشہ‌ورانہ تنگ‌نظری یا اپنے اپنے ہنر اور اپنے کھاتے کی یونین والا چھوٹا رجحان باقی نہ رہ جائے ۔ سیاستداں کا فن (اور کمیونسٹ کی صحیح فرض شناسی) اس میں ہے کہ ان حالات اور اس وقت کا بالکل ٹھیک اندازہ لگایا جائے جب پرولتاریہ کا ہراول بڑھ کر کامیابی کے ساتھ طاقت ہاتھ میں لے سکے ، جب وہ اس قابل ہو کہ اقتدار چھیننے کے دنوں میں اور اس کے بعد مزدور طبقے کی اور ان محنت کرنے‌والوں کی بھی کافی بڑی تعداد سے اچھی خاصی حمایت حاصل کر سکے جو پرولتاری نہیں ہوتے ہیں ، اور بعد میں جب وہ اس قابل ہو کہ محنت کرنے‌والوں کی بڑی تعداد کو سکھا کر ، سدھا کر اور انہیں اپنی طرف کھینچ کر اپنی حکمرانی کو قائم بھی رکھ سکے ، پائدار بھی بنا سکے اور اسے پھیلا بھی سکے ۔

اس سے آگے ۔ ان ملکوں میں جو روس سے زیادہ ترقی‌یافتہ ھیں ، ٹریڈیونینوں کے اندر ایک خاص رجعت‌پرستی ھمارے ملک سے کافی زیادہ زوروں میں ظاھر ھوتی رھی ھے اور یہ ھونا ھی تھا ۔ ھمارے یہاں کے منشویکوں کو ٹریڈیونینوں کی پشت پناھی حاصل ھو گئی (اور اب تک بعض بعض ٹریڈ یونینوں میں حاصل ھے) خاص اس وجہ سے کہ مزدوروں میں اپنے اپنے پیشے کی تنگ‌نظری ، حرفتی خودی اور موقع‌پرستی موجود تھی ۔ مغرب کے منشویکوں کے قدم ٹریڈ یونینوں میں اور بھی مضبوطی سے جمے ھوئے ھیں ۔ وھاں پر ھمارے یہاں کے مقابلے میں پیشہ‌ورانہ گروہ‌بندی ، تنگ‌نظری ، خودغرضی ، بے‌حسی ، مطلب‌پرستی کی شکار ، ٹٹ پونجیا ، سامراجی ذھنیت رکھنے‌والی اور سامراج کی ٹکڑ گدا ، سامراج کی بگاڑی ھوئی " مزدور اشرافیہ " کہیں زیادہ جاندار ھے ۔ اس میں کوئی شک نہیں ۔ مغربی یورپ میں گومپرس ، مسٹر ژوؤ ، ھنڈرسن ، میرھیم ، لیگین اینڈ کمپنی جیسے لوگوں کے مقابلے میں لڑنا اس سے کہیں زیادہ مشکل ھے جتنا ھمارے ملک میں ان منشویکوں سے ٹکر لینا جو قطعی ایک جیسا سماجی اور سیاسی ٹائپ رکھتے ھیں ۔ اس جدوجہد میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھنا چاھئے اور اسے ھر حال میں ، ھماری طرح ، اس نوبت تک پہنچا دینا چاھئے کہ موقع‌پرستی اور سوشل‌شاونزم کے وہ رھنما ، جن کی اصلاح ممکن نہیں ھے ، بالکل بے‌آبرو ھو جائیں اور ٹریڈ یونینوں سے نکال باھر کئے جائیں ۔ سیاسی طاقت اس وقت تک چھینی ھی نہیں جا سکتی (اور اسے چھیننے کی کوشش بھی نہیں کرنی چاھئے) جب تک کہ یہ جدوجہد ایک خاص منزل تک نہ پہنچ چکی ھو ۔ یہ " خاص منزل " مختلف ملکوں اور مختلف حالات میں ایک دوسرے سے مختلف ھوگی ، اس کا بالکل صحیح اندازہ ھر ایک ملک میں وھی لوگ کر سکتے ھیں جو وھاں پرولتاریہ کے خوب غوروفکر کرنے‌والے ، تجربہ‌کار اور باخبر سیاسی رھنما ھوں ۔ (روس میں اس جدوجہد کی کامیابی کی ایک کسوٹی وہ الکشن تھا جو ۱۹۱۷ ء کے نومبر میں آئین‌ساز اسمبلی کے لئے کیا گیا تھا (۲۹) ، ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۷ ء کے پرولتاری انقلاب کے چند روز بعد ۔ اس چناؤ میں منشویکوں

کو شکست فاش ہوئی۔ انھیں صرف ۷ لاکھ ووٹ ملے اور اگر قفقاز پار کے ووٹ بھی ملالئے جائیں تو کل چودہ لاکھ، اور ان کے مقابلے میں بالشویکوں نے نوے لاکھ ووٹ پائے۔ میرا مضمون ملاحظہ ہو ''آئین ساز اسمبلی کے الکشن اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ''، جو ''کمیونسٹ انٹرنیشنل'' رسالے (۳۰) کے ساتویں اور آٹھویں شماروں میں شائع ہو چکا ہے۔)

لیکن ہم اس ''مزدور اشرافیہ'' کے خلاف جدوجہد عام مزدوروں کی طرف سے کرتے ہیں تاکہ انھیں اپنی طرف کھینچ لیں۔ ہم موقع‌پرستی اور سوشل شاونزم کے لیڈروں کے خلاف بھی جدوجہد کرتے ہیں تاکہ مزدور طبقے کو اپنی طرف توڑ لیں۔ یہ ایسا ابتدائی اصول ہے اور اتنی صاف حقیقت ہے کہ اسے بھولنا حماقت ہوگی۔ اور ٹھیک یہی حماقت جرمنی کے ''بائیں بازو'' کے کمیونسٹ کرتے ہیں جب ٹریڈیونینوں کے سب سے اوپر کے لیڈروں کے رجعت پرستانہ اور انقلاب مخالف مزاج کو دیکھ کر وہ یہ نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ ان ٹریڈ یونینوں کو ہی چھوڑو!! ان میں کام کرنے کو لات مارو!! اپنی نئی اور مصنوعی قسم کی مزدور جماعتیں بناؤ!! یہ ایسی ناقابل معافی حماقت ہے کہ اسے کمیونسٹوں کی طرف سے بورژوازی کی سب سے بڑی خدمت کے برابر سمجھنا چاہئے۔ کیوں کہ ہمارے منشویک، ٹریڈ یونینوں کے تمام موقع‌پرست، سوشل شاونسٹ اور کاؤتسکی‌والے لیڈروں کی طرح لے‌دے‌کر بس ''مزدور تحریک کے اندر بورژوازی کے ایجنٹ'' ہیں (جیسا کہ ہم منشویکوں کے خلاف ہمیشہ کہتے آئے ہیں)۔ یا پھر یہ لوگ امریکہ کے دانیل ڈی لیون کے ماننے والوں کے اس لاجواب اور بالکل سچے قول کے مطابق ''سرمایہ‌دار طبقے کے مزدور جی‌حضورئے ہیں'' (labor lieutenants of the capitalist class)۔ رجعت‌پرست ٹریڈ یونینوں کے اندر کام نہ کرنے کے معنی ہیں کہ ناپختہ‌کار یا پسماندہ مزدوروں کو رجعت‌پرست لیڈروں، بورژوازی کے ایجنٹوں، مزدور اشرافیہ یا ''بورژوا رنگ کے مزدوروں'' کے حوالے کر دیا جائے، ان کے اثر میں چھوڑ دیا جائے (ملاحظہ ہو اینگلس کا خط مارکس کے نام ۱۸۵۸ء کا لکھا ہوا، برطانوی مزدوروں کے متعلق (۳۱)۔)

یہ واھیات ”نظریہ،، کہ کمیونسٹوں کو رجعت پرست ٹریڈ یونینوں میں شامل نہیں ھونا چاھئے، خود یہی بہت صاف طور سے ثابت کرتا ھے کہ ”بائیں بازو،، کے کمیونسٹ ”عوام،، پر اثر ڈالنے کے سوال کو کس قدر ڈھیلے ڈھالے طریقے سے دیکھتے ھیں اور ”عوام،، کے بارے میں بلند بانگ نعروں کا کس قدر غلط استعمال کرتے ھیں۔ اگر آپ ”عوام،، کے کام آنا چاھتے ھیں، اگر آپ ”عوام،، کی ھمدردی اور حمایت چاھتے ھیں تو پھر مشکلات سے ڈرنا نہیں چاھئے، زحمتوں سے نہیں گھبرانا چاھئے، ”لیڈروں،، کے بغلی گھونسوں اور تذلیلوں اور پیچھے پڑنے سے نہیں ڈرنا چاھئے (جو موقع پرست اور سوشل شاونسٹ ھونے کی بدولت اکثر حالتوں میں یا تو براہ‌راست، ورنہ بالواسطہ بورژوازی اور پولیس والوں سے ملے رہتے ھیں) بلکہ لازمی طور پر جہاں بھی عوام موجود ھوں، وھاں کام کرنا چاھئے۔ آپ کو ھر ایک قربانی کے لئے تیار رھنا چاھئے، بڑی سے بڑی رکاوٹوں پر قابو پانے کے قابل ھونا چاھئے تاکہ باقاعدہ، جم کر اور صبروضبط کے ساتھ خاص کر ان اداروں میں، ان انجمنوں اور سوسائٹیوں میں، چاھے وہ بڑی ھی رجعت پرست ھوں ایجی‌ٹیشن اور پروپیگنڈا کریں جہاں پرولتاری یا نیم پرولتاری لوگ ھوں۔ خاص کر ٹریڈ یونینیں اور مزدوروں کی کوآپریٹیو انجمنیں (کوآپریٹیو انجمنیں کم از کم بعض اوقات) ایسی جگہیں ھیں جہاں عوام موجود ھیں۔ سویڈن کے اخبار «Folkets Dagblad Politiken» (۳۲) کے ۱۰ مارچ ۱۹۲۰ء کے شمارے میں جو اعدادوشمار نکلے ھیں، ان کے مطابق برطانیہ میں ٹریڈ یونینوں کی ممبری ۱۹۱۷ء کے آخر میں ۵۵ لاکھ تھی اور ۱۹۱۸ء کے آخر میں بڑھ کر ۶۶ لاکھ ھو گئی، یعنی ۱۹ فیصدی بڑھی۔ اور ۱۹۱۹ء ختم ھوتے ھوتے ممبروں کی تعداد ۷۵ لاکھ ھو گئی ھے۔ فرانس اور جرمنی میں ٹریڈ یونینوں کے ممبروں کی تعداد میرے پاس موجود نہیں ھے لیکن ان ملکوں میں بھی ممبروں کی تعداد تیزی سے بڑھنے کے بارے میں ایسے حقائق موجود ھیں جو قطعی ناقابل تردید ھیں اور ھر شخص ان کو جانتا ھے۔

یہ واقعات بہت ھی روشن طریقے سے وہ حقیقت جتاتے ھیں جس کی تصدیق دوسری ہزاروں علامتوں سے بھی ہو رھی ھے یعنی یہ کہ طبقاتی شعور اور صف‌بندی کرنے کی امنگ خاص کر پرولتاری عوام میں بڑھتی جا رھی ھے ، ”عام لوگوں کی صفوں میں ،، اور پچھڑے ہوئے لوگوں میں بڑھتی جا رھی ھے ۔ برطانیہ ، فرانس اور جرمنی کے کروڑوں مزدور پہلی‌بار بالکل بےتنظیمی کے اندھیرے سے نکل کر تنظیم کی سب سے ابتدائی ، سب سے نیچے کی ، بہت سادہ اور ان کے لئے جو ابھی تک بورژوا ڈیموکریٹک وھموں میں ڈوبے ہوئے ھیں ، ایسی شکل اختیار کر رھے ھیں جس میں نہایت آسانی سے شامل ہوا جا سکتا ھے ، یعنی ٹریڈ یونین میں — اور انقلابی ، مگر ناسمجھ بائیں بازو کے کمیونسٹ پاس کھڑے ہوئے پکار رھے ھیں ”عوام ، عوام ،، ! لیکن ٹریڈ یونینوں میں کام کرنے سے انھیں انکار ھے !! انکار کا بہانہ یہ ھے کہ یہ ٹریڈیونینیں ”رجعت پرست ،، ھیں !! اب وہ ان کی جگہ بالکل نئی نویلی ، صاف ستھری ایسی پاک‌صاف ”مزدور یونین ،، بنانے چلے ھیں جس پر بورژوا ڈیموکریٹک وھموں کا داغ نہ لگا ہو ، جو پیشہ‌ورانہ اور الگ الگ کھاتے کی تنگ نظری کی قصوروار نہ ہو ، اور جو بقول ان کے بہت وسیع تنظیم ہوگی (ہوگی !) اور اس کا ممبر بننے کی صرف (صرف !) ایک شرط رکھی جائےگی کہ ”سوویت نظام اور ڈکٹیٹرشپ کو تسلیم کیا جائے ،، (مذکورہ بالا حوالہ پڑھئے) !!

اس سے بڑھ کر بےوقوفی اور انقلاب کو اس سے بڑھ کر نقصان پہنچانےوالی بات کا تصور نہیں کیا جا سکتا جو یہ ”بائیں بازو ،، والے انقلابی کر رھے ھیں ۔ ھاں ، اگر آج ھم روس میں ، روسی بورژوازی اور اتحادثلاثہ (۳۳) کی طاقتوں کے مقابلے میں ڈھائی سال تک بےمثال فتوحات پانے کے بعد بھی ٹریڈ یونین کی ممبری کے لئے یہ شرط لگائیں کہ آدمی ”ڈکٹیٹرشپ پر ایمان لائے ،، تو یہ ھماری بےوقوفی ہوگی ، اس طرح ھم عوام میں اپنے اثر کو نقصان اور منشویکوں کو طاقت پہنچائیں گے ۔ کیوں‌کہ کمیونسٹوں کی تمام‌تر ذمہ‌داری یہ ھے کہ وہ پچھڑے ہوئے لوگوں کو قائل کر سکیں ،

ان کے درمیان کام کریں اور من گھڑت یا بچکانہ " بائیں بازو " والے نعرے لگا کر اپنے اور ان کے درمیان دیوار کھڑی نہ کر لیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ گومپرس، ہنڈرسن، ژوؤ اور لیگین صاحبان ان " بائیں بازو " کے انقلابیوں کے بڑے شکر گزار ہوں گے جنھوں نے " بااصول " جرمن مخالفین کی طرح (خدا بچائے اس " اصول پرستی " سے!) یا پھر امریکہ میں " دنیا کے صنعتی مزدور " (۳۴) کے بعض انقلابیوں کی طرح اس کا پرچار شروع کردیا کہ رجعت پرست ٹریڈ یونینوں کو چھوڑا جائے اور ان میں کام کرنے سے انکار کر دیا جائے۔ اس میں شبہ نہیں کہ یہ صاحبان جو موقع پرستی کے " لیڈر " ہیں، بورژوا سیاست‌دانی کی ساری چالیں چلیں گے، بورژوا حکومتوں، پادریوں، پولیس‌والوں اور عدالتوں کا سہارا لیں گے تاکہ کمیونسٹوں کو ٹریڈ یونینوں میں گھسنے سے روکا جائے، ہر ترکیب سے ان کو باہر رکھا جائے، اور ٹریڈ یونینوں میں ان کے کام کو جتنا ہو سکے ناپسندیدہ بنا دیا جائے، ان کی تذلیل کی جائے، تنگ کیا جائے اور ان کا پیچھا لیا جائے۔ ضرورت اس بات کی ھے کہ ہم ان تمام حرکتوں کا مقابلہ کر سکیں، ہرقسم کی قربانی دینے پر تیار ہوں اور پھر اگر ضرورت پڑے تو ہر قسم کی چال، ہوشیاری اور غیرقانونی داؤپیچ سے کام لے کر، ہونٹ سی کر، سچائی چھپا کر بھی اس پر اڑے رہیں تاکہ کسی طرح ٹریڈ یونین کے اندر گھس جائیں، وہیں جمے رہیں اور چاہے جو ہو، اپنا کمیونسٹ پروپیگنڈا کرتے رہیں۔ زارشاہی کے زمانے میں ہم کو کسی قسم کی بھی " قانونی سہولتیں " ۱۹۰۵ ء تک حاصل نہیں تھیں لیکن پھربھی جب زوباتوف نام کے خفیہ پولیس والے نے " سیاہ‌صد " (۳۵) مزدوروں کے جلسے اور محنت کش لوگوں کی سوسائٹیاں بنانی شروع کیں تاکہ انقلابیوں کو پھانسا جائے اور ان سے مقابلہ کیا جائے تو ہم نے اپنی پارٹی کے ممبروں کو ان جلسوں اور سوسائٹیوں میں بھرتی کرا دیا (مجھے خود ان میں سے ایک شخص کامریڈ بابوشکن یاد ھے، یہ سینٹ پیٹرسبرگ کا ایک نمایاں مزدور تھا جسے زار کے افسروں نے ۱۹۰۶ ء میں گولی ماردی)۔ ان لوگوں نے عوام سے

رابطه رکھا، اپنا ایجی‌ٹیشن جاری رکھنے کی ترکیبیں نکال لیں اور مزدوروں کو زوباتوف کے آدمیوں کے اثر سے نکال لینے میں کامیاب ہو گئے *۔ البتہ یہ ہے کہ مغربی یورپ میں جہاں قانونی جواز رکھنےوالے، آئینی، بورژوا ڈیموکریٹک تعصبات خاص کر گہری جڑیں رکھتے ہیں، زیادہ جمے ہوئے ہیں، وہاں یہ کام زیادہ مشکل ہے۔ تاہم یہ کیا جا سکتا ہے اور کیا جانا چاہئے اور ایک ضابطے اور قاعدے کے ساتھ کیا جانا چاہئے۔

تیسری انٹرنیشنل کی انتظامیہ کمیٹی کو، میری ذاتی رائے میں، رجعت‌پرست ٹریڈ یونینوں میں شرکت سے انکار کی پالیسی کی قطعی مذمت کرنا چاہئے اور کمیونسٹ انٹرنیشنل کی اگلی کانگرس سے کہنا چاہئے کہ وہ اس پالیسی کی عام طور سے مذمت کرے (وضاحت کے ساتھ بتایا جائے کہ یہ انکار کیوں ناسمجھی کی حرکت ہے اور پرولتاری انقلاب کے کام کو اس سے کتنا انتہا درجے کا نقصان ہے) اور خاص کر ہالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کے بعض ممبروں کے طریقۂ کار کی مذمت کرے، جنھوں نے براہ‌راست یا بالواسطہ، کھلے عام یا ڈھکے چھپے، پوری طرح یا جزوی طور پر (اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا) اس غلط پالیسی کی تائید کی۔ تیسری انٹرنیشنل کو دوسری انٹرنیشنل کی چالوں سے خود کو بےتعلق کر لینا چاہئے، نازک سوالوں کو ٹال جانے یا ان سے کترا جانے کی نہیں بلکہ انہیں دو ٹوک طریقے سے سامنے کی پالیسی اختیار کرنی چاہئے۔ جو سچائی تھی وہ پوری کی پوری ان لوگوں کے سامنے رکھ دی گئی جو "انڈپنڈنٹ" تھے (یعنی جرمن انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی)، اب اسی طرح "بائیں بازو" کے کمیونسٹوں سے بھی حق بات صاف صاف کہہ دینی چاہئے۔

---

* گومپرس، ہنڈرسن، ژوؤ اور لیگین قسم کے لوگ بالکل ہمارے یہاں کے زوباتوف ہیں، فرق اتنا ہے کہ ان لوگوں کا لباس یورپی ہے، مہارت کی پالش ہے، سلیقہ اور تمیز ہے اور اپنی گندی پالیسی کو بنا سجا کر باریکی سے چلانے کا ڈیموکریٹک ہنر آتا ہے۔

کیا ہمیں بورژوا پارلیمنٹوں میں شریک ہونا چاہئے ؟

” بائیں بازو ،، کے جرمن کمیونسٹ انتہائی حقارت اور انتہائی لاپروائی سے اس سوال کا جواب نفی میں دیتے ہیں ۔ ان کی دلیلیں ؟ ہم اوپر کے حوالے میں ان کو دیکھ چکے ہیں :

” ... پارلیمانیت کی جدوجہد کی تاریخی اور سیاسی لحاظ سے فرسودہ صورتوں کی طرف ہر طرح کی واپسی کو قطعی طور پر مسترد کر دینا چاہئے ... ،،

پارلیمانیت کی طرف ” واپسی ،، ! یہ مضحکہ‌خیز بناوٹ کے ساتھ کہا گیا ہے اور صاف طور سے غلط ہے ۔ ممکن ہے کہ جرمنی میں سوویت ریپبلک کا اس وقت وجود ہو ؟ بہرحال ایسا نہیں ہے ! پھر ” واپسی ،، کی بات کیسے کی جاسکتی ہے ؟ کیا یہ خالی خولی بات نہیں ہے ؟

پارلیمانیت کی ” تاریخی لحاظ سے فرسودگی ،، ۔ یہ پروپیگنڈے کے لحاظ سے صحیح ہے ۔ لیکن ہر ایک جانتا ہے کہ اسمیں اور عملی طور سے اس پر قابو پانے میں بڑا فاصلہ ہے ۔ سرمایہ‌دار نظام کو دسیوں سال پہلے بالکل بجا طور پر ” تاریخی لحاظ سے فرسودہ ،، کہنا ممکن تھا لیکن اس سے سرمایہ‌دار نظام کی بنیاد پر انتہائی طویل اور متواتر جدوجہد کی ضرورت نہیں ختم ہو جاتی ۔ عالمی تاریخ کے نقطۂ نظر سے پارلیمانیت ” تاریخی لحاظ سے فرسودہ ،، ہے یعنی بورژوا پارلیمانیت کا دور ختم ہو چکا ہے اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کا دور شروع ہوا ہے ۔ یہ بات مسلمہ ہے ۔ لیکن عالمی تاریخ کا پیمانہ دہائی برسوں میں ہوتا ہے ۔ دس بیس سال پہلے یا بعد ، یہ عالمی تاریخ کے پیمانے کے نقطۂ نظر سے کوئی فرق نہیں رکھتے ، یہ عالمی تاریخی نقطۂ نظر سے بہت معمولی بات ہے جس کا ذرا بھی خیال نہیں کیا جا سکتا ۔ لیکن اسی سبب سے ہی عملی

سیاست کے سوال کو عالمی تاریخی پیمانے سے ناپنا بالکل صریحی غلطی ہوگی۔

کیا پارلیمانیت ''سیاسی لحاظ سے فرسودہ،، ھے؟ یہ دوسری بات ھے۔ اگر یہ بات صحیح ھوتی تو '' بائیں بازو ،، کی پوزیشن مضبوط ھوتی۔ لیکن اس کو بہت ھی سنجیدہ تجزئے کے ذریعہ ثابت کرنے کی ضرورت ھے اور '' بائیں بازووالوں ،، کو یہ تک پتہ نہیں ھے کہ اس کو کیا کس طرح جائے۔ '' پارلیمانیت کے بارے میں مقالے ،، میں جو تجزیہ ھے وہ بھی، جیسا کہ ھم دیکھتے ھیں، بہت ھی بیکار ھے۔ یہ مقالہ ''کمیونسٹ انٹرنیشنل کے عارضی ایمسٹرڈم بیورو کے بلیٹین ،، نمبر ۱ («Bulletin of the Provisional Bureau in Amsterdam of the Communist International», February 1920) میں شایع ھوا ھے اور صاف طور پر ھالینڈ کے بائیں بازو یا بائیں بازو کے ھالینڈوالوں کی خواھشوں کا اظہار کرتا ھے۔

اول تو، روزا لکسمبرگ اور کارل لیبکنیخت جیسے ممتاز سیاسی لیڈروں کی رائے کے برعکس، جرمن '' بائیں بازووالے ،، ' جیسا کہ ھم جانتے ھیں، پارلیمانیت کو جنوری ۱۹۱۹ء میں بھی '' سیاسی لحاظ سے فرسودہ ،، سمجھتے تھے۔ ھم جانتے ھیں کہ '' بائیں بازووالے ،، غلطی پر تھے۔ یہ واحد واقعہ فوراً اور جڑ سے اس دعوے کو ختم کر دیتا ھے کہ پارلیمانیت '' سیاسی لحاظ سے فرسودہ ،، ھے۔ '' بائیں بازووالوں ،، پر یہ ثابت کرنے کی ذمےداری آتی ھے کہ ان کی اس وقت کی مسلمہ غلطی اب غلطی کیوں نہیں رھی ھے؟ وہ ذرہ برابر بھی ثبوت نہیں دیتے ھیں اور نہ دے سکتے ھیں۔ کسی سیاسی پارٹی کا اپنی غلطیوں کی طرف رویہ اس بات کا اندازہ لگانے کا ایک انتہائی اھم اور معتبر معیار ھے کہ پارٹی کتنی سنجیدہ ھے اور وہ اپنے طبقے اور محنت کش عوام کے لئے اپنی ذمےداری کو عملی طور پر کیسے پورا کرتی ھے۔ غلطی کو علانیہ تسلیم کرنا، اس کے اسباب معلوم کرنا، اس صورت حال کا تجزیہ کرنا جسکا نتیجہ یہ ھوا ھے اور غلطی کو ٹھیک کرنے کے طریقوں پر توجہ کے ساتھ بحث مباحثہ کرنا— یہ ھے سنجیدہ پارٹی کی علامت، یہ ھے اس کی اپنی ذمےداری کی تکمیل، یہ ھے طبقے کی اور پھر عوام کی تربیت وتعلیم۔ اپنی اس ذمےداری

کو نہ پورا کر کے ، اپنی بین غلطی کو سمجھنے کے لئے غیر معمولی توجہ ، ہوشمندی اور احتیاط سے کام نہ لیکر جرمنی میں (اور ہالینڈ میں بھی) ''بائیں بازووالے،، اس سے بالکل یہی ثابت کرتے ہیں کہ وہ کسی طبقے کی پارٹی نہیں ہیں ، عوام کی پارٹی نہیں ہیں بلکہ دانش‌ور لوگوں اور چند ایسے مزدوروں کا گروہ ہیں جو دانش‌وری کے انتہائی برے پہلوؤں کی نقل کر رہے ہیں۔

دوسرے، فرینک‌فورٹ کے ''بائیں بازووالوں،، کے گروہ کے اسی پمفلٹ میں ، جس سے ہم نے اوپر تفصیلی حوالے دئے ہیں ، ہم پڑھتے ہیں :

> ''... لکھوکھا مزدور جو مرکز ،، (کیتھولک ''سنٹر ،، پارٹی) ''کی پیروی کرتے ہیں انقلاب دشمن ہیں۔ دیہی پرولتاریہ انقلاب‌دشمن فوج کے لئے کثیرتعداد دستے فراہم کرتا ہے ،، (مندرجہ بالا پمفلٹ کا تیسرا صفحہ)۔

یہ ہر طرح ظاہر ہے کہ اس کو بہت بڑھا چڑھا کر اور مبالغے کے ساتھ کہا گیا ہے۔ لیکن بنیادی بات جو یہاں دی گئی ہے مسلمہ ہے اور اس کے لئے ''بائیں بازووالوں ،، کا اعتراف ان کی غلطی کا خاص طور سے واضح ثبوت ہے۔ یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ ''پارلیمانیت سیاسی لحاظ سے فرسودہ،، ہو چکی ہے اگر ''لکھوکھا ،، پرولتاریہ اور ان کے ''دستے،، نہ صرف عام طور پر پارلیمانیت کے حق میں ہیں بلکہ براہ‌راست ''انقلاب دشمن ،، ہیں ! ؟ یہ بات صاف ہے کہ جرمنی میں پارلیمانیت سیاسی لحاظ سے ابھی فرسودہ نہیں ہوئی ہے۔ یہ بات صاف ہے کہ جرمنی میں ''بائیں بازووالوں ،، نے اپنی خواہشات کو ، اپنے نظریاتی سیاسی رویے کو معروضی حقیقت سمجھ لیا۔ انقلابیوں کے لئے یہ انتہائی خطرناک غلطی ہے۔ روس میں جہاں خاص طور سے ایک طویل مدت تک اور مخصوص نوع بنوع صورتوں میں ، زارشاہی کے وحشیانہ جوئے نے طرح طرح کے انقلابیوں کو پیدا کیا ، ایسے انقلابی جو لاجواب ایثار ، ولولے ، بہادری اور قوت ارادی کے مالک تھے ، روس میں ہم نے انقلابیوں کی اس غلطی کا خاص طور سے قریبی مشاہدہ

کیا ، خاص طور سے غور کے ساتھ مطالعہ کیا ، خاص طور سے اچھی طرح اس کو جانتے ھیں اور اسی لئے ھم کو یہ دوسروں میں زیادہ صاف نظر آتی ھے - کمیونسٹوں کے لئے جرمنی میں پارلیمانیت درحقیقت ''سیاسی لحاظ سے فرسودہ ،، ھوچکی ھے ، لیکن معاملہ بالکل یہ ھے کہ ھمارے لئے جو کچھ فرسودہ ھے اس کو ھمیں کسی طبقے کے لئے ، عوام کے لئے فرسودہ نہ سمجھنا چاھئے - ھم یہاں بھی دیکھتے ھیں کہ '' بائیں بازووالے ،، بحث نہیں کر سکتے ، اپنے کو طبقے کی پارٹی کی طرح ، عوام کی پارٹی کی طرح نہیں چلا سکتے - آپ کو عوام کی سطح تک ، طبقے کے پسماندہ پرتوں تک نہیں گرنا چاھئے - یہ مسلمہ ھے - آپ کو یہ تلخ سچائی ان سے کہہ دینا چاھئے - آپ کو چاھئے کہ ان کے بورژوا جمہوری اور پارلیمانی تعصبات کو تعصبات کہیں - لیکن اس کے ساتھ ھی آپ کی یہ ذمےداری ھے کہ ھوشمندی کے ساتھ آپ پورے طبقے (نہ صرف اس کے کمیونسٹ ھراول کے) اور سارے محنت کش عوام (نہ صرف اس کے اکواکار لوگوں) کے طبقاتی شعور اور تیاری کی واقعی حالت کی نگرانی کریں -

اگر صرف '' لکھوکہا ،، اور '' دستے ،، نہیں بلکہ صنعتی مزدوروں کی کافی بڑی اقلیت کیتھولک پادریوں کی (اور زرعی مزدور زمینداروں اور امیر کسانوں (Grossbauern) کی پیروی کرتی ھے تو اس سے بلاشبہ یہ نتیجہ نکلتا ھے کہ جرمنی میں پارلیانیت سیاسی لحاظ سے ابھی فرسودہ نہیں ھوئی ھے ، کہ پارلیمانی انتخابات اور پارلیمانی پلیٹ‌فارم کی جدوجہد میں شرکت انقلابی پرولتاریہ کی پارٹی کے لئے لازمی ھے خصوصاً اس کے اپنے طبقے کی پسماندہ پرتوں کی تربیت کے لئے ، ٹھیک اس مقصد کے لئے کہ غیر ترقی‌یافتہ ، کچلے اور جاھل دیہی عوام کو بیدار کیا جائے اور روشن خیال بنایا جائے - جب تک آپ میں بورژوا پارلیمنٹ اور ھر دوسرے قسم کے رجعت‌پرست اداروں کو ختم کرنے کی طاقت نہیں ھے ، آپ کا یہ فرض ھے کہ آپ ان کے اندر محض اس وجہ سے کام کریں کہ وھاں ابھی مزدور ھیں جن کو پادریوں اور دیہاتی پسماندگی نے بیوقوف بنا دیا ھے ، ورنہ آپ محض بکواسی بننے کا خطرہ مول لینگے -

تیسرے ، " بائیں بازو "، کے کمیونسٹ ہم بالشویکوں کے بارے میں بہت سی اچھی باتیں کہتے ھیں۔ کبھی کبھی یہ کہنے کا دل چاھتا ہے کہ وہ ہماری تعریف کم کرتے اور بالشویکوں کے طریقۂ کار کو زیادہ سمجھنے کی کوشش کرتے ، اس سے زیادہ واقفیت حاصل کرتے! ہم نے روسی بورژوا پارلیمنٹ ، آئین‌ساز اسمبلی کے انتخابات میں ستمبر — نومبر ۱۹۱۷ ء میں حصہ لیا۔ ہمارا طریقۂ کار ٹھیک تھا یا نہیں؟ اگر نہیں ، تو اس کو صاف طور سے کہنے اور ثابت کرنے کی ضرورت ہے ، یہ بین‌اقوامی کمیونزم کے صحیح طریقۂ کار کو مرتب کرنے کے لئے ضروری ہے۔ اگر ٹھیک ہے تو اس سے کچھ نتائج بھی اخذ کرنا چاھئے۔ ظاہر ہے کہ روس کے حالات کا مقابلہ مغربی یورپ سے کرنے کا کوئی سوال نہیں ہے۔ لیکن خاص طور سے اس سوال کے بارے میں کہ " پارلیمانیت کے سیاسی لحاظ سے فرسودہ "، ہونے کا نظریہ کیا ہے ، ہمارے تجربے پر ضرور ٹھیک سے توجہ دینا چاھئے کیونکہ جب تک ٹھوس تجربے کو پیش‌نظر نہ رکھا جائے ایسے نظریات بہت آسانی سے خالی بکواس بن جاتے ھیں۔ کیا ہم روسی بالشویکوں کو ستمبر — نومبر ۱۹۱۷ ء میں بمقابلہ دوسرے مغربی کمیونسٹوں کے یہ سمجھنے کا زیادہ حق نہیں تھا کہ روس میں پارلیمانیت سیاسی لحاظ سے فرسودہ ہو چکی ہے؟ ہاں تھا ، کیونکہ سوال یہ نہیں ہے کہ آیا بورژوا پارلیمنٹوں کا وجود بہت زمانے سے ہے یا کم زمانے سے بلکہ یہ کہ محنت‌کش عوام سوویت نظام کو (نظریاتی ، سیاسی اور عملی طور پر) قبول کرنے اور بورژوا جمہوری پارلیمنٹ کو ختم کرنے (یا ختم ہونے دینے) پر کس حد تک تیار ھیں۔ یہ بالکل مسلمہ اور پوری طرح پایۂ‌ثبوت کو پہنچا ہوا تاریخی واقعہ ہے کہ ستمبر — نومبر ۱۹۱۷ ء میں شہری مزدور طبقہ اور روس کے سپاھی اور کسان ، کچھ مخصوص حالات کیوجہ سے ، سوویت نظام کو قبول کرنے اور انتہائی جمہوری بورژوا پارلیمنٹ کو ختم کرنے کے لئے غیرمعمولی طور پر تیار تھے۔ بہر حال بالشویکوں نے آئین‌ساز اسمبلی کا بائیکاٹ نہیں کیا بلکہ پرولتاریہ کے سیاسی اقتدار حاصل کرنے سے پہلے اور بعد میں انتخابات میں حصہ لیا۔ ان انتخابات نے بہت ھی قیمتی (اور پرولتاریہ کے لئے

بہت حدتک کارآمد) سیاسی نتائج دئے اور میں یہ امید کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ اس کو میں نے متذکرہ بالا مضمون میں ثابت کر دیا ہے جسمیں روس میں آئین‌ساز اسمبلی کے انتخاب کے بارے میں تفصیلی تجزیہ کیا گیا ہے۔

اس سے جو نتیجہ اخذ ہوتا ہے وہ قطعی مسلمہ ہے۔ یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ سوویت ریپبلک کی فتح سے چند ہفتے پہلے، بلکہ اسکی اس فتح کے بعد بھی، بورژوا جمہوری پارلیمنٹ میں شرکت نہ صرف انقلابی پرولتاریہ کو نقصان نہیں پہنچاتی ہے بلکہ اسکو پسماندہ عوام پر یہ ثابت کرنے کا امکان فراہم کرتی ہے کہ ایسی پارلیمنٹوں کا خاتمہ کیوں کر دینا چاہئے، وہ ان کے خاتمے کو کامیاب بنانے میں مدد دیتی ہے، بورژوا پارلیمانیت کو "سیاسی لحاظ سے فرسودہ بنانے" میں معاون ہوتی ہے۔ اس تجربے کو نظرانداز کرنے اور ساتھ ہی کمیونسٹ انٹرنیشنل سے الحاق کا دعوی کرنے کا مطلب جس کو اپنا طریقۂ کار بین‌اقوامی طور پر مرتب کرنا چاہئے (محدود یا یک‌رخا قومی نہیں بلکہ بین‌اقوامی طریقۂ کار) سخت غلطی ہے اور درحقیقت بین‌اقوامیت کو عمل میں ترک کرنا اور زبانی ماننا ہے۔

اب ہم پارلیمنٹوں میں شرکت کرنے کے خلاف "ہالینڈوالی بائیں‌بازو" کی دلیلوں کا جائزہ لیں گے۔ یہ متذکرہ بالا "ہالینڈوالے" مقالوں میں سب سے اہم (انگریزی سے ترجمہ) چوتھا مقالہ ہے:

> "جب پیداوار کا سرمایہ‌دار نظام ٹوٹ جاتا ہے اور سماج انقلاب کی حالت" میں ہوتا ہے تو خود عوام کی سرگرمی کے مقابلہ میں پارلیمانی کارکردگی کی اہمیت رفتہ رفتہ ختم ہوتی جاتی ہے۔ جب ان حالات میں پارلیمنٹ انقلاب‌دشمنی کا مرکز اور آلہ بن جاتی ہے، جبکہ دوسری طرف مزدور طبقہ اپنے اقتدار کا آلہ سوویتوں کی صورت میں تیار کرتا ہے، تو ممکن ہے کہ پارلیمانی کارکردگی میں سب اور ہر طرح کی شرکت سے پرہیز ضروری ہو جائے۔"

پہلا جملہ صاف طور پر غلط ہے کیونکہ عوام کی سرگرمی — مثلاً زبردست ہڑتال — ہمیشہ پارلیمانی کارکردگی سے زیادہ اہم ہوتی ہے ، نہ کہ صرف انقلاب کے دوران یا انقلابی صورت‌حال میں ۔ یہ صاف طور پر کمزور اور تاریخی‌وسیاسی لحاظ سے غلط دلیل خاص وضاحت کے ساتھ صرف یہ دکھاتی ہے کہ اس کے پیش کرنےوالے قانونی اور غیرقانونی جدوجہد کو متحد کرنے کے عام یورپی تجربے (۱۸۴۸ ء اور ۱۸۷۰ ء کے انقلابوں سے پہلے کے فرانسیسی تجربے ، ۱۸۷۸ — ۹۰ ء کے جرمن تجربے وغیرہ) اور متذکرہ‌بالا روسی تجربے دونوں کو نظرانداز کرتے ہیں ۔ یہ سوال عام اور خاص لحاظ سے زبردست اہمیت رکھتا ہے کیونکہ تمام مہذب اور ترقی‌یافتہ ملکوں میں وہ وقت تیزی سے قریب آ رہا ہے جب یہ اتحاد انقلابی پرولتاریہ کی پارٹی کے لئے زیادہ سے زیادہ لازمی ہوتا جاتا ہے (اور کچھ حدتک ہو گیا ہے) کیونکہ پرولتاریہ اور بورژوازی کے درمیان خانہ‌جنگی پختہ اور قریب ہوتی جا رہی ہے ، کیونکہ ریپبلکن اور عام طور پر بورژوا حکومتیں ہر طرح کی قانون شکنی کی حد تک جا کر کمیونسٹوں پر وحشیانہ مظالم کرتی ہیں (اس کی ایک مثال امریکہ ہے) وغیرہ وغیرہ ۔ یہ اہم سوال ہالینڈ والوں اور عام طور پر بائیں بازووالوں کے بالکل سمجھ میں نہیں آیا ہے ۔

دوسرا جملہ ، اول تو تاریخی لحاظ سے غلط ہے ۔ ہم بالشویکوں نے انتہائی انقلاب‌دشمن پارلیمنٹوں میں شرکت کی اور تجربے نے دکھایا کہ ایسی شرکت نہ صرف کارآمد تھی بلکہ انقلابی پرولتاریہ کی پارٹی کے لئے ضروری تھی روس میں پہلے بورژوا انقلاب (۱۹۰۵ ء) کے فوراً بعد دوسرے بورژوا انقلاب (فروری ۱۹۱۷ ء) اور پھر سوشلسٹ انقلاب (اکتوبر ۱۹۱۷ ء) کی تیاری کے لئے ۔ دوسرے یہ جملہ بالکل غیرمنطقی ہے ۔ اگر کوئی پارلیمنٹ انقلاب‌دشمنی کا آلہ اور ”مرکز“ بن جاتی ہے (حقیقت میں وہ کبھی ”مرکز“ نہیں رہی ہے اور نہیں ہوسکتی ہے لیکن یہ تو برسبیل تذکرہ ہے) جبکہ مزدور اپنے اقتدار کا آلہ سوویتوں کی صورت میں تیار کر رہے ہوں تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مزدوروں کو تیاری کرنا چاہئے (نظریاتی ، سیاسی اور ٹکنیکی لحاظ سے تیاری کرنا چاہئے) پارلیمنٹ

کے خلاف سوویتوں کی جدوجہد کے لئے ، سوویتوں کے ذریعہ پارلیمنٹ کو برخاست کرنے کے لئے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ بالکل نہیں نکلتا کہ اس برخاستگی میں انقلاب‌دشمن پارلیمنٹ کے اندر سوویت حزب مخالف کی موجودگی سے رکاوٹ پڑتی ہے یا آسانی نہیں ہوتی۔ دنیکن اور کولچاک کے خلاف اپنی فاتحانہ جدوجہد میں ہم نے کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ ان کے کیمپ میں کسی سوویت یا پرولتاری حزب مخالف کا وجود ہماری فتوحات کے لئے کوئی اہمیت نہ رکھتا ہو۔ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ۵ جنوری ۱۹۱۸ء کو آئین‌ساز اسمبلی کی برخاستگی میں اس بات سے رکاوٹ نہیں بلکہ آسانی ہوئی کہ اس انقلاب‌دشمن آئین‌ساز اسمبلی میں جو برخاست کی جانےوالی تھی ایک بااستقلال بالشویکوں اور بےاستقلال بائیں‌بازو والے سوشلسٹ انقلابیوں کا سوویت حزب مخالف تھا۔ مقالے کو پیش کرنےوالے بالکل الجھ گئے ہیں اور انھوں نے اگر سب کا نہیں تو متعدد انقلابوں کا تجربہ بھلا دیا ہے جو یہ دکھاتا ہے کہ انقلابوں کے دوران رجعت‌پرست پارلیمنٹ کے باہر عوام کی سرگرمی کو اس پارلیمنٹ کے اندر انقلاب سے ہمدردانہ جذبات رکھنےوالے (یا اس سے بہتر یہ کہ براہ‌راست انقلاب کی حمایت کرنےوالے) حزب مخالف کے ساتھ متحد کرنا خاص طور سے کتنا کارآمد ہوتا ہے۔ ہالینڈوالے اور عام طور سے "بائیں بازووالے" اس سلسلے میں انقلاب کے ایسے نظریہ‌دانوں کی طرح دلیلیں پیش کرتے ہیں جنھوں نے کبھی کسی اصلی انقلاب میں حصہ نہیں لیا ہے یا کبھی انقلابوں کی تاریخ کے بارے میں پوری طرح نہیں سوچا ہے یا بھولےپن سے کسی رجعت‌پرست ادارے کے داخلی "انکار" کو متعدد معروضی عناصر کی متحدہ طاقت کی بنا پر اس کی واقعی بربادی سمجھ لیا ہے۔ کسی نئے سیاسی (اور صرف سیاسی ہی نہیں) خیال کو بدنام کرنے اور نقصان پہنچانے کا انتہائی قابل بھروسہ طریقہ یہ ہے کہ اس کی حمایت کرنے کے نام سے اس کو حماقت کی حد تک گرا دیا جائے۔ کیونکہ کوئی حقیقت اگر اس کو "حد سے متجاوز" کر دیا جائے (جیساکہ سینیر دتسگین نے کہا ہے)، اگر اس میں مبالغہ کیا جائے یا اگر اس کو حقیقی استعمال کی حد کے باہر کیا جائے تو وہ حماقت تک گرسکتی ہے اور وہ ناگزیر طور پر ، ان حالات

کے تحت، حماقت بن سکتی ہے۔ ہالینڈ اور جرمنی کے بائیں بازو والے اسی قسم کی بدسلوکی بورژوا جمہوری پارلیمنٹوں سے برتر سوویت شکل کی حکومت کی نئی حقیقت کے ساتھ کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی اس پرانے نقطۂ نظر کی بات کرے اور عام طور پر کہے کہ بورژوا پارلیمنٹوں میں شرکت سے انکار کرنا کسی حالت میں بھی قابل قبول نہیں ہے تو وہ غلطی پر ہوگا۔ میں یہاں وہ ڈھلے ڈھلائے حالات پیش کرنے کی کوشش نہیں کرونگا جن میں بائیکاٹ مفید ہوگا۔ میں ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ اس مضمون کا فریضہ کہیں زیادہ معمولی ہے یعنی بین‌اقوامی کمیونسٹ طریقۂ کار کے بعض فوری اہم سوالوں کے تعلق سے روسی تجربے کا مطالعہ کرنا۔ روسی تجربے نے بالشویکوں کے بائیکاٹ کے استعمال کی ایک کامیاب اور صحیح مثال (۱۹۰۵ء) اور دوسری جو غلط تھی (۱۹۰۶ء) ہمیں فراہم کی ہے۔ پہلی صورت کا تجزیہ کرتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک رجعت‌پرست حکومت کو ایک رجعت‌پرست پارلیمنٹ منعقد کرنے سے روکنے میں ہم ایسی صورت‌حال میں کامیاب ہوئے جبکہ غیرپارلیمانی انقلابی عوامی عمل (خصوصاً ہڑتالیں) غیرمعمولی تیزرفتاری سے بڑھ رہا تھا، جبکہ پرولتاریہ اور کسانوں کا کوئی بھی پرت رجعت‌پرست حکومت کو ذرا بھی مدد نہیں دے سکتا تھا، جبکہ انقلابی پرولتاریہ پسماندہ عوام پر ہڑتالی جدوجہد اور زرعی تحریک کے ذریعہ اثر انداز ہو رہا تھا۔ یہ بات بالکل صاف ہے کہ یہ تجربہ آج کے یورپ کے حالات پر منطبق نہیں ہوسکتا۔ مندرجہ بالا دلیلوں کی بنا پر یہ بھی صاف ہے کہ ہالینڈوالے اور دوسرے "بائیں بازو والے" پارلیمنٹوں میں عدم‌شرکت کی جو وکالت کرتے ہیں، خواہ وہ مشروط ہو، بنیادی طور پر غلط اور انقلابی پرولتاریہ کے مقصد کے لئے مضرت‌رساں ہے۔

مغربی یورپ اور امریکہ میں پارلیمنٹ مزدور طبقے کے اگواکار انقلابیوں کے لئے خاص طور سے قابل نفرت ہوگئی ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بالکل سمجھ میں آتا ہے کیونکہ جنگ کے دوران اور اس کے بعد پارلیمنٹ میں سوشلسٹ اور سوشل ڈیموکریٹ ممبران کی زبردست اکثریت نے جو رویہ اختیار کیا اس سے زیادہ مکروہ، ذلیل اور غدارانہ اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ بہرحال، یہ

طے کرتے وقت کہ اس عام طور پر مسلمہ برائی کے خلاف کیسے لڑا جائے، اس کیفیت سے ھار مان لینا نہ صرف نامعقول بلکہ قطعی مجرمانہ ہوگا۔ مغربی یورپ کے بہت سے ملکوں میں انقلابی کیفیت، ہم کہہ سکتے ہیں، فی‌الوقت ایک "انوکھی" یا "کمیاب" چیز ہے جس کا مدتوں سے بیکار اور بے چینی سے انتظار تھا۔ غالباً لوگ اسی‌لئے اس کیفیت کو آسانی سے قبول کر لیتے ہیں۔ واقعی عوام میں بلا انقلابی کیفیت کے اور بغیر ان حالات کے جو اس کیفیت میں افزائش کی سہولتیں پیدا کرتے ہیں انقلابی طریقۂ کار کبھی عمل کی صورت نہیں اختیار کریگا۔ لیکن ہم نے روس میں طویل، تکلیف‌دہ اور خون‌آشام تجربے سے اس حقیقت کی تصدیق کی ہے کہ محض انقلابی کیفیت پر ہی انقلابی طریقۂ کار کو نہیں بنانا چاہئے۔ طریقۂ کار کو کسی ریاست (اور اس کے اطراف کی ریاستوں اور عالمی پیمانے پر تمام ریاستوں) کی ساری طبقاتی طاقتوں کا سنجیدہ اور سخت معروضی حساب لگا کر اور اسی طرح انقلابی تحریک کے تجربے کا حساب لگا کر بنانا چاہئے۔ پارلیمانی موقع‌پرستی کو محض گالیاں دیکر، پارلیمنٹوں میں شرکت سے محض انکار کرکے اپنی "انقلابیت" کا اظہار کرنا بہت آسان ہے۔ لیکن محض اس کے آسان ہونے سے یہ انتہائی مشکل فریضہ نہیں حل ہو جاتا۔ یورپ کی پارلیمنٹوں میں واقعی انقلابی پارلیمانی گروپ بنانا بمقابلہ روس کے کہیں زیادہ مشکل ہے۔ یہ بات مانی ہوئی ہے۔ لیکن یہ تو اس عام حقیقت کا محض ایک خاص اظہار ہے کہ روس میں ۱۹۱۷ء کی ٹھوس، تاریخی طور پر غیر معمولی انوکھی صورت‌حال میں سوشلسٹ انقلاب شروع کرنا آسان تھا، جبکہ اس کو جاری رکھنا اور انجام تک پہنچانا یورپی ملکوں کے مقابلے میں روس کے لئے زیادہ مشکل ہوگا۔ میں نے ۱۹۱۸ء کی ابتدا میں ہی اس صورت‌حال کی طرف توجہ دلائی تھی اور اس کے بعد دوسال کے تجربے نے اس خیال کے ٹھیک ہونے کی پوری طرح تصدیق کردی۔ ایسے مخصوص حالات جیسے (۱) سوویت انقلاب کو (اس کی وجہ سے) سامراجی جنگ کے خاتمے سے مربوط کرنے کا امکان جس نے مزدوروں اور کسانوں کو ناقابل یقین حد تک ھلکان کر دیا ہے، (۲) سامراجی درندوں کے عالمی طاقت رکھنےوالے دو

4*

گروھوں کے درمیان ، جو اپنے سوویت دشمن کے خلاف متحد نہیں ہو سکے ، تباہ کن جنگ سے عارضی طور پر فائدہ اٹھانے کا امکان ، (۳) نسبتاً طویل خانہ‌جنگی کو برداشت کرنے کا امکان جس کی وجہ کچھ حد تک ملک کی زبردست وسعت اور ذرائع رسل ورسائل کی کمی ھے ، (۴) کسانوں میں ایسی گہری بورژوا جمہوری انقلابی تحریک کی موجودگی کہ پرولتاریہ کی پارٹی نے کسانوں کی پارٹی (سوشلسٹ انقلابی پارٹی جو اکثریت میں بالشویزم کے سخت خلاف تھی) کے انقلابی مطالبات کو لیا اور پرولتاریہ کے سیاسی اقتدار کے حصول کیوجہ سے فوراً ان کو عملی جامہ پہنایا (۳٦) — اس طرح کے مخصوص حالات اس وقت مغربی یورپ میں نہیں ھیں اور ایسے یا ان سے ملتے جلتے حالات کا اعادہ بہت آسان نہیں ھے۔ اسی لئے ، ضمناً ، متعدد دوسرے اسباب کے علاوہ ، ھمارے مقابلے میں مغربی یورپ میں سوشلسٹ انقلاب شروع کرنا زیادہ مشکل ھے۔ رجعت‌پرست پارلیمنٹوں کو انقلابی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کے مشکل کام پر سے "چھلانگ" لگا کر اس مشکل سے "کترانے" کی کوشش بالکل بچپن ھے۔ آپ نیا سماج قائم کرنا چاھتے ھیں ؟ اور رجعت‌پرست پارلیمنٹ میں بایقین ، پرخلوص اور باھمت کمیونسٹوں پر مشتمل اچھا پارلیمانی گروہ بنانے کی مشکل سے ڈرتے ھیں ! کیا یہ بچپن نہیں ھے ؟ اگر کارل لیبکنیخت جرمنی میں اور ھیوگ‌لینڈ سویڈن میں نیچے سے کثیر تعداد عوام کی حمایت کے بغیر ھی رجعت‌پرست پارلیمنٹوں کو حقیقی انقلابی طور سے استعمال کرنے کی مثال قائم کر سکے تو تیزی کے ساتھ بڑھتی ھوئی انقلابی پارٹی، عوام کی جنگ کے بعد کی ناامیدیوں اور تلخیوں کے درمیان ، بری سے بری پارلیمنٹوں میں کمیونسٹ گروپ کیسے نہیں بنا سکتی ؟ ! مغربی یورپ میں کثیر تعداد پسماندہ مزدور اور اس سے زیادہ چھوٹے کسان بمقابلہ روس کے کہیں زیادہ بورژوا جمہوری اور پارلیمانی تعصبات سے بھرے ھوئے ھیں۔ اسی وجہ سے بورژوا پارلیمنٹ جیسے اداروں میں صرف اندر سے ھی کمیونسٹ ھر مشکل میں اٹل رہ کر ان تعصبات کو بےنقاب اور دور کرنے ، ان پر قابو پانے کے لئے طویل اور متواتر جدوجہد کر سکتے ھیں (اور کرنا چاھئے)۔

جرمنی کے " بائیں بازووالے " اپنی پارٹی کے خراب " لیڈروں " کی شکایت کرتے ھیں اور ناامید ھوکر مضحکہآمیز حد تک " لیڈروں " سے " انکار " کرتے ھیں - لیکن ایسے حالات میں ، جن میں اکثر " لیڈروں " کو پوشیدہ ھونا پڑتا ھے ، اچھے ، معتبر ، آزمودہکار اور مستند " لیڈروں " کا تیار ھونا خاص طور سے مشکل بات ھے اور اس مشکل کو کامیابی کے ساتھ دور کرنا قانونی اور غیرقانونی کام کو متحد کئے بغیر ، " لیڈروں " کو دوسرے طریقوں کے علاوہ پارلیمانی میدان میں آزمائے بغیر ناممکن ھے - نکتہچینی — انتہائی تیز ، بےرحمانہ اور اٹل نکتہچینی پارلیمانیت یا پارلیمانی سرگرمی کے خلاف نہ کرنا چاھئے بلکہ ان لیڈروں کے خلاف ھونا چاھئے جو پارلیمانی انتخابات اور پارلیمانی پلیٹفارم کو انقلابی اور کمیونسٹ طور سے استعمال کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور ان لیڈروں کے خلاف اور زیادہ نکتہ چینی ھونا چاھئے جو اسکو کرنا نہیں چاھتے - صرف ایسی نکتہچینی معہ نالائق لیڈروں کونکال باھر کرنے اور انکی جگہ پر لائق لیڈروں کو لانے کے، ایسا کارآمد اور مفید کام ھوگی جو بیک وقت " لیڈروں " کو مزدور طبقے اور محنتکش عوام کے قابل بننے کی تربیت دیگا اور عوام کو اس کی تربیت دیگا کہ وہ سیاسی حالت اور ان پیچیدہ فریضوں کو سمجھ سکیں جو اس حالت سے پیدا ھوتے ھیں *-

---

* مجھے اٹلی میں " بائیں‌بازو " کے کمیونزم سے واقفیت حاصل کرنے کا بہت کم امکان ملا ھے - کامریڈ بوردیگا اور انکا " بائیکاٹ کرنےوالے کمیونسٹوں " کا گروہ (Comunista astensionista) پارلیمنٹ میں عدم شرکت کی وکالت کرنے میں بلاشبہ غلطی پر ھیں - لیکن کامریڈ بوردیگا کی ایک بات مجھے ٹھیک معلوم ھوتی ھے ، جتنا کہ ان کے رسالے " سوویت " کے دو شماروں («Il Soviet» (۳۷) نمبر ۳ و ۴ ، ۱۸ جنوری و یکم فروری ۱۹۲۰ ء) سے ، کامریڈ سیراتی کے عمدہ رسالے " کمیونزم " کے چار کتابچوں («Comunismo» (۳۸) شمارہ ۱ — ۴ ، یکم اکتوبر — ۳۰ نومبر ۱۹۱۹ ء) سے اور اطالوی بورژوا اخباروں کے الگ الگ شماروں سے جو میں نے دیکھے

کوئی سمجھوتے نہیں ؟

فرینک‌فورٹ پمفلٹ کے حوالے میں ہم نے دیکھا ہے کہ " بائیں‌بازووالے ،، کس قطعیت کے ساتھ اس نعرے کو پیش کرتے ہیں - ایسےلوگوں کو دیکھ‌کر افسوس ہوتا ہے جو بلاشبہ اپنے کو مارکسی سمجھتے ہیں اور مارکسی بننے کی خواہش رکھتے ہیں لیکن مارکس‌ازم کے بنیادی حقائق کو بھول گئے ہیں - ۳۳ بلانکیسٹ کمیوناروں (۴۰) کے مینی‌فسٹو کے خلاف ۱۸۷۴ ء میں اینگلس نے یہ لکھا ہے جو مارکس کی طرح ایسے نایاب مصنفوں میں سے تھے جنکی ہر زبردست تصنیف کا ہر جملہ لاجواب اور گہرے خیالات رکھتا ہے :

ہیں اندازہ لگایا جا سکتاہے - کامریڈ بوردیگا اور ان کا گروپ توراتی اور اس کے ہم‌خیالوں پر حملہ کرنے میں بجا ہیں جو سوویت اقتدار اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کو تسلیم کرنےوالی پارٹی میں ہیں اور پھر بھی پارلیمنٹ کے ممبران کی حیثیت سے اپنی مضرت‌رساں اور موقع‌پرست پالیسی پہلے کی طرح جاری رکھتے ہیں - واقعی اسکو برداشت کرنے میں کامریڈ سیراتی اور پوری اطالوی سوشلسٹ پارٹی غلطی کر رہے ہیں جو اتنی ہی مضرت‌رساں ہو سکتی ہے اور اتنے ہی خطرے پیدا کر سکتی ہے جتنا کہ اس نے ہنگری میں کیا ہے جہاں ہنگریائی توراتیوں نے پارٹی اور سوویت حکومت (۳۹) دونوں میں اندر سے توڑ پھوڑ کی - پارلیمنٹ کے موقع‌پرست ممبروں کی طرف ایسا غلط ، بےاصول اور بےکردار رویہ ، ایک طرف " بائیں‌بازو ،، کے کمیونزم کو جنم دیتا ہے اور دوسری طرف کافی حد تک اس کے وجود کو بجا قرار دیتا ہے - کامریڈ سیراتی جب ممبر پارلیمنٹ توراتی کو " بےاصول ،، ہونے کا ملزم ٹھہراتے ہیں («Comunismo» نمبر ۳) تو وہ صاف غلطی کرتے ہیں - اطالوی سوشلسٹ پارٹی ہی بےاصول ہے کیونکہ وہ توراتی اینڈ کمپنی جیسے موقع‌پرست ممبران پارلیمنٹ کو برداشت کرتی ہے -

”... ہم کمیونسٹ ہیں ،، (بلانکیسٹ کمیوناروں نے اپنے مینیفسٹو میں لکھا) ” کیونکہ ہم درمیانی اسٹیشنوں پر رکے بغیر اپنی منزل مقصود تک پہنچنا چاہتے ہیں ، بغیر کسی طرح کے سمجھوتوں کے جو محض یوم فتح کو ملتوی کرتے ہیں اور غلامی کے دور کو طول دیتے ہیں۔ ،،

جرمن کمیونسٹ اس لئے کمیونسٹ ہیں کہ وہ ان تمام درمیانی اسٹیشنوں اور سمجھوتوں کے پار ، جو ان کی تخلیق نہیں ہیں بلکہ تاریخی ارتقا نے پیدا کئے ہیں ، اپنے مختتم مقصد کو صاف طور سے دیکھتے ہیں اور مستقل طور سے اس کے حصول کی کوشش کرتے ہیں یعنی طبقات کا خاتمہ کرنا اور ایسے سماج کی تخلیق جسمیں زمین اور تمام ذرائع پیداوار کی ذاتی ملکیت نہ رہےگی۔ ۳۳ بلانکیسٹ اس لئے کمیونسٹ ہیں کیونکہ وہ تصور کرتے ہیں کہ اگر وہ درمیانی اسٹیشنوں اور سمجھوتوں پر سے چھلانگ لگا کر گزرنا چاہتے تو معاملہ طے ہو جاتا ہے اور اگر وہ چند دن میں ” شروع ہوتا ہے ،، ' جسکا ان کو قطعی یقین ہے اور اقتدار ان کے ہاتھ میں آجاتا ہے تو پرسوں ہی ” کمیونزم رائج کر دیا جائےگا ،،۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ اگر اس کو ابھی کرنا ممکن نہیں ہے تو وہ کمیونسٹ نہیں ہیں۔

” یہ کیا طفلانہ معصومیت ہے کہ اپنی ذاتی بےصبری کو نظریاتی دلیل کی حیثیت سے پیش کیا جائے ! ،، (فریڈرک اینگلس۔ ” بلانکیسٹ کمیوناروں کا پروگرام ،، جرمن سوشل ڈیموکریٹک اخبار «Volksstaat» (۴۱) ، ۱۸۷۴ء ، شمارہ ۷۳ ، ” ۱۸۷۱ — ۷۵ء کے مضامین ،، کے مجموعے میں۔ روسی ترجمہ ، پیٹروگراد ، ۱۹۱۹ء ، صفحات ۵۳ — ۵۲)۔

اسی مضمون میں اینگلس نے والیان کے لئے بڑی عزت کا اظہار کیا ہے اور والیان (جو گید کی طرح اگست ۱۹۱۴ء تک ، سوشلزم سے ان کی غداری سے پہلے ، بین اقوامی سوشلزم کے بڑے لیڈروں میں سے تھا) کی ” مسلمہ خدمات ،، کا ذکر کیا ہے۔ لیکن اینگلس نے بین غلطی کو تفصیلی تجزئے کے بغیر نہیں چھوڑا۔ واقعی ، بہت

کمسن اور ناتجربےکار انقلابیوں کو اور پیٹی بورژوا انقلابیوں حتی کہ معزز عمر اور بہت تجربہ رکھنےوالوں کو بھی یہ محسوس ہوتا ہے کہ ”سمجھوتوں کی اجازت دینا“ بہت ہی ”خطرناک“ ناقابل‌فہم اور غلط ہے۔ بہت سے سوفسطائی (جو غیرمعمولی یا حد سے زیادہ ”تجربہ‌کار“ سیاست‌داں ہوتے ہوئے) ٹھیک اسی طرح دلائل پیش کرتے ہیں جیسے موقع‌پرستی کے برطانوی لیڈر جنکا ذکر کامریڈ لینسبیری نے کیا ہے: ”اگر بالشویکوں کو کسی سمجھوتے کی اجازت ہے تو ہم کو ہر قسم کے سمجھوتے کی اجازت کیوں نہیں؟“ لیکن بہت سی ہڑتالوں کا تربیت‌یافتہ پرولتاریہ (طبقاتی جدوجہد کا صرف تنہا یہ مظہر لیتے ہوئے) اس بہت گہری (فلسفیانہ، تاریخی، سیاسی، نفسیاتی) حقیقت پر عام طور سے خوب عبور رکھتا ہے جو اینگلس نے پیش کی ہے۔ ہر پرولتاری ہڑتال سے گذرا ہے، نفرت‌انگیز ظلم واستحصال کرنےوالوں کے ساتھ ”سمجھوتوں“ سے گذرا ہے جبکہ مزدوروں کو یا تو کچھ حاصل کئے بغیر یا ان کے مطالبات کے جزوی طور پر مانے جانے کے بعد کام پر واپس جانا پڑا ہے۔ ہر پرولتاری، عوامی جدوجہد کی حالت اور طبقاتی تضادات میں جنکے درمیان وہ رہتا ہے سخت شدت پیدا ہو جانے کی وجہ سے وہ فرق دیکھتا ہے جو معروضی حالات سے مجبور ہوکر کئے ہوئے سمجھوتے (مثلاً ہڑتالی فنڈ کی کمی، باہر سے مدد نہ ملنا، ناممکن حد تک بھوک اور تھکن)، مزدوروں کی انقلابی وفاداری اور جدوجہد جاری رکھنے کی تیاری کو حقیر نہ قرار دینےوالے سمجھوتے اور غداروں کے سمجھوتے کے درمیان ہے جو اپنے خودغرضانہ مفادات (ہڑتال توڑنےوالے بھی ”سمجھوتے“ کرتے ہیں!)، اپنی بزدلی، سرمایہ‌داروں کی خدمتگذاری کرنے کی خواہش، سرمایہ‌داروں کی دھمکیوں، کبھی ترغیب، کبھی بخشش اور کبھی خوشامد کے سامنے جھکنے کو معروضی حالات سے منسوب کرتے ہیں (برطانوی مزدور تحریک کی تاریخ اس طرح کے بہت سے سمجھوتوں کی مثالیں پیش کرتی ہے جو برطانوی ٹریڈ یونین لیڈروں نے کئے ہیں، لیکن کسی نہ کسی شکل میں تمام ملکوں کے تقریباً سارے مزدوروں نے اس طرح کے مظہر کا مشاہدہ کیا ہے)۔

ظاہر ہے کہ غیرمعمولی مشکلات اور پیچیدگی کے معاملات بھی ہوتے ہیں جب کہ کسی نہ کسی ''سمجھوتے،، کی اصلی نوعیت کے صحیح اندازے کے لئے زیادہ سے زیادہ کوششوں کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح جیسے قتل کے کیسوں میں جبکہ یہ طے کرنا آسان نہیں ہوتا کہ آیا قتل بجا اور ضروری تھا (مثلاً بچاؤ کے لئے) یا ناقابل معافی لاپروائی کیوجہ سے ہوا یا کسی شاطر کی مکارانہ چال کا نتیجہ تھا۔ ظاہر ہے کہ سیاست میں جہاں طبقات اور پارٹیوں کے درمیان تعلقات — قومی اور بین‌اقوامی — کبھی کبھی انتہائی پیچیدہ ہوتے ہیں، بہت سے ایسے معاملات اٹھیں‌گے جو ہڑتال میں جائز ''سمجھوتے،، یا کسی ہڑتال توڑنے والے، غدار لیڈر کے غدارانہ ''سمجھوتے،، وغیرہ کے سوال سے زیادہ مشکل ہوں گے۔ کوئی ایسا نسخہ یا عام اصول تیار کر لینا، (''کوئی سمجھوتہ نہیں،،!) جو تمام معاملات کےلئے موزوں ہو، حماقت ہوگی۔ آدمی کے شانوں پر ایسا سر ہونا چاہئے کہ وہ ہر معاملے کے بارے میں انفرادی طور سے غور کرسکے۔ درحقیقت پارٹی تنظیم اور اپنے نام کے مستحق پارٹی لیڈروں کا کام یہی ہے کہ وہ معین طبقے* کے تمام سوچنے سمجھنےوالے نمائندوں کے طویل، ثابت قدم، نوع بنوع اور ہمہ‌رخی کام کے ذریعہ ضروری معلومات اور تجربہ حاصل کریں، اور معلومات اور تجربے کے علاوہ پیچیدہ سیاسی سوالوں کا جلد اور صحیح طور پر حل کرنے کے لئے ضروری سیاسی شعور بھی۔

---

* ہر طبقے کے اندر، انتہائی روشن خیال ملکوں کے حالات میں بھی، انتہائی ترقی یافتہ طبقے کے اندر بھی، جبکہ حالات اس کی تمام روحانی طاقتوں کو غیرمعمولی بلندی تک اٹھا دیتے ہیں، طبقے کے ایسے نمائندے ہمیشہ رہے ہیں اور ناگزیر طور پر اس وقت تک رہیں گے (جب تک طبقات کا وجود ہے، جب تک ناطبقاتی سماج خود اپنی بنیادوں پر پوری طرح مضبوط اور مستحکم نہیں ہوتا) جو نہ تو سوچتے ہیں اور نہ سوچنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ سرمایہ‌دار نظام عوام پر جبروتشدد کرنےوالا سرمایہ‌دار نظام نہ رہتا اگر ایسا نہ ہوتا۔

بھولے اور بالکل ناتجربےکار لوگ یہ خیال کرتے ھیں کہ عام طور پر سمجھوتے کے جواز کو تسلیم کر لینا کافی ھے اور اس موقع پرستی، جس سے ھم اٹل جدوجہد کر رھے ھیں اور ھمیں کرنا چاھئے، اور انقلابی مارکس‌ازم یا کمیونزم کے درمیان ھر طرح کی حد ختم ھو جائےگی۔ لیکن ایسے لوگ، اگر ابھی تک یہ نہیں جانتے کہ قدرت اور سماج میں ساری حدود متحرک اور کچھ درجے تک مشروط ھیں تو طویل تعلیم، تربیت، حصول علم، سیاسی اور روزمرہ کے تجربے کے سوا کوئی اور ان کی مدد نہیں کر سکتا۔ سیاست کے عملی سوالوں میں جو کسی ایک یا مخصوص تاریخی لمحے میں نمودار ھوتے ھیں ان سوالوں کو علحدہ کر لینا اھم ھے جن سے سب سے زیادہ ناقابل‌قبول اور غدارانہ سمجھوتوں کا اظہار ھوتا ھے جو انقلابی طبقے کے لئے مہلک موقع پرستی کا مجسمہ ھیں اور ان کی وضاحت اور ان کے خلاف جدوجہد کی پوری کوشش کرنا چاھئے۔ ۱۸ — ۱۹۱۴ء کی سامراجی جنگ کے دوران جو یکساں لٹیرے اور درندے ملکوں کے دو گروھوں کے درمیان تھی، سوشل‌شاونزم ایسی خاص اور بنیادی قسم کی موقع پرستی تھی یعنی "دفاع وطن" کی حمایت جو عملی طور پر ایسی جنگ میں "اپنی" بورژوازی کے قزاقانہ مفادات کی حمایت کے برابر تھی۔ جنگ کے بعد لٹیری "مجلس اقوام" (۴۲) کی حمایت، انقلابی پرولتاریہ اور "سوویت" تحریک کے خلاف اپنے ملک کی بورژوازی سے براہ راست یا بالواسطہ اتحاد کی حمایت، "سوویت اقتدار" کے خلاف بورژوا جمہوریت اور بورژوا پارلیمانیت کی حمایت — یہ تھے ان ناقابل‌قبول اور غدارانہ سمجھوتوں کے خاص مظاھر جو مجموعی طور پر انقلابی پرولتاریہ اور اس کے کاز کے لئے مہلک موقع پرستی پیدا کرتے تھے۔

"... پورے عزم کے ساتھ دوسری پارٹیوں سے ھر طرح کے سمجھوتے سے ... پینترےبازی اور صلح جوئی کی ھر پالیسی کو مسترد کر دینا چاھئے" —

فرینک‌فورٹ کے پمفلٹ میں جرمن بائیں بازووالوں نے لکھا ھے۔

یہ حیرت کی بات ہے کہ ایسے خیالات کے باوجود یہ بائیں بازووالے ، بالشویزم کی قطعی مذمت نہیں کرتے ۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ جرمن بائیں‌بازووالے نہ جانتے ہوں کہ بالشویزم کی ساری تاریخ ، اکتوبر انقلاب سے پہلے اور بعد کو بھی ، پینترےبازی ، صلح‌جوئی اور دوسری پارٹیوں کے ساتھ سمجھوتوں کے واقعات سے بھری پڑی ہے اور ان میں بورژوا پارٹیاں بھی ہیں !

بین‌اقوامی بورژوازی کا تختہ الٹنے کے لئے لڑائی لڑنا ، ایسی لڑائی جو سوگنا زیادہ مشکل ، طویل اور پیچیدہ ہے بمقابلہ ان سخت اور عام لڑائیوں کے جو ریاستوں کے درمیان ہوتی ہیں ، اور پینترےبازی یا دشمنوں کے مفادات کے درمیان تصادم سے (خواہ وہ وقتی ہی کیوں نہ ہو) فائدہ اٹھانے سے یا امکانی اتحادیوں کے ساتھ (خواہ وہ وقتی ، غیرمعتبر ، مذبذب یا مشروط ہی کیوں نہ ہوں) صلح‌جوئی اور سمجھوتوں سے قبل ہی سے انکار کرنا ، کیا یہ انتہائی حماقت کی بات نہیں ہے ؟ کیا یہ اس کے مانند نہیں ہے کہ کسی ایسے پہاڑ کی سخت چڑھائی درپیش ہو جو ابھی تک نامعلوم اور پہنچ سے باہر تھا اور پہلے ہی سے کبھی کبھی ٹیڑھے میڑھے چلنے ، کبھی کبھی پیچھے لوٹنے سے انکار کر دیا جائے ، منتخبہ سمت چلنے اور مختلف سمت اختیار کرنے سے انکار کر دیا جائے ! اور ایسے لوگ جو اس حدتک کم شعور رکھنےوالے اور ناتجربہ‌کار ہیں (یہ اچھا ہو اگر اس کی توجیہ ان کی کم‌سنی سے کی جائے ، خدا نے نوجوانوں کو بنایا ہی اس طرح ہے کہ وہ کچھ وقت تک ایسی حماقت کی باتیں کرتے ہیں) ان کو حمایت ملی ہے (خواہ براہ راست ہو یا بالواسطہ ، کھلی ہو یا چھپی ہوئی ، کلی ہو یا جزوی) ہالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کے بعض ممبروں سے !!

پرولتاریہ کے پہلے سوشلسٹ انقلاب کے بعد ، ایک ملک میں بورژوازی کا تختہ الٹنے کے بعد ، اس ملک کا پرولتاریہ بہت دنوں تک بمقابلہ بورژوازی کے کمزور رہتا ہے ، محض بورژوازی کے زبردست بین‌اقوامی رابطے کیوجہ سے اور اس وجہ سے بھی کہ اس ملک کے ، جہاں بورژوازی کا تختہ الٹا ہے ، چھوٹے تجارتی سامان بنانےوالے خود بخود اور متواتر سرمایہ‌داری اور بورژوازی کی بحالی اور نوجیون

کرتے ھیں ۔ زیادہ طاقتور دشمن کو صرف انتہائی کوشش سے اور دشمنوں کے درمیان ہر '' دراڑ ،، کو ، خواہ وہ انتہائی چھوٹی ھی کیوں نہ ھو ، مختلف ملکوں کی بورژوازی کے درمیان یا الگ الگ ملکوں کے اندر بورژوازی کے مختلف گروھوں یا قسموں کے درمیان مفادات کے ہر تصادم کو لازمی ، دقیق ، پر فکر ، محتاط اور ماہرانہ طور سے استعمال کرکے جیتا جا سکتا ھے اور اسی طرح ہر ایسے امکان کو حاصل کر کے بھی ، خواہ وہ انتہائی کم کیوں نہ ھو ، جس سے کثیر تعداد لوگوں کا اتحاد مل سکے چاھے وہ وقتی ، مذبذب ، غیرمستحکم ، غیر معتبر اور مشروط ھی کیوں نہ ھو ۔ جو اس کو نہیں سمجھا ھے وہ مارکس‌ازم کو اور عام طور پر سائنسی اور جدید سوشلزم کو ذرہ برابر نہیں سمجھا ھے ۔ جس نے عملی طور پر ، کافی مدت کے دوران اور کافی نوع بنوع سیاسی حالات کے تحت ، اس حقیقت کو کام میں لانے کی صلاحیت نہیں ثابت کی ھے اس نے استحصال کرنےوالوں سے ساری محنت‌کش انسانیت کو آزاد کرانے کی جدوجہد میں انقلابی طبقے کو مدد دینا ابھی نہیں سیکھا ھے ۔ اور یہ بات پرولتاریہ کے سیاسی اقتدار جیتنے کے پہلے اور بعد دونوں ادوار سے تعلق رکھتی ھے ۔

ھمارا نظریہ کوئی کٹر عقیدہ نہیں ھے بلکہ عمل کےلئے رھنما ھے — مارکس اور اینگلس نے کہا ھے اور کارل کاؤتسکی اور اوٹو باؤیر وغیرہ جیسے '' پیٹنٹ ،، مارکسیسٹوں کی سب سے بڑی غلطی ، سب سے بڑا جرم یہی ھے کہ انھوں نے اس کو نہیں سمجھا اور پرولتاریہ کے انقلاب کے انتہائی اھم لمحات میں اس کو استعمال نہیں کر سکے ۔ ''سیاسی سرگرمی نیوسکی پروسپکٹ کا فٹ‌پاتھ (پیٹروگراد کی سب سے بڑی اور بالکل سیدھی ھی سڑک کا صاف ، چوڑا اور ھموار فٹ‌پاتھ) نہیں ھے ،، — مارکس سے قبل کے دور کے عظیم روسی سوشلسٹ ن ۔ گ ۔ چرنی‌شیفسکی نے بھی کہا ھے ۔ چرنی شیفسکی کے بعد سے روسی انقلابیوں کو اس حقیقت کے نظرانداز یا فراموش کرنے کی قیمت بے شمار قربانیوں سے ادا کرنی پڑی ھے ۔ اس کی امکان بھر کوشش کرنا چاھئے کہ مغربی یورپ اور امریکہ میں

بائیں بازو کے کمیونسٹ اور مزدور طبقے کے مخلص انقلابی اس حقیقت کو پانے کےلئے اتنی بڑی قیمت نہ ادا کریں جتنی کہ پسماندہ روسیوں نے کی ہے۔

روسی انقلابی سوشل ڈیموکریٹوں نے زارشاهی کے زوال تک متعدد بار بورژوا اعتدال پرستوں کی خدمات کو استعمال کیا یعنی ان کے ساتھ بہت سے عملی سمجھوتے کئے اور ۱۹۰۱ء — ۱۹۰۲ء میں ، بالشویزم کے ظہور میں آنے سے پہلے "اسکرا" کے پرانے ایڈیٹوریل بورڈ نے (اس ایڈیٹوریل بورڈ میں پلیخانوف ، ایکسیلروڈ ، زاسولیچ ، مارتوف ، پوتریسوف اور میں تھا) بورژوا اعتدال پرستی کے لیڈر استرووے کے ساتھ رسمی سیاسی اتحاد کر لیا (یہ سچ ہے کہ بہت دنوں کےلئے نہیں) ، اور ساتھ ہی وہ بورژوا اعتدال پرستی اور مزدور طبقے کی تحریک میں اس کے اثر کی چھوٹی سی نشانی کے خلاف بھی متواتر اور شدید نظریاتی اور سیاسی جدوجہد کر سکا۔ بالشویکوں نے بھی ہمیشہ اسی پالیسی کو جاری رکھا۔ ۱۹۰۵ء سے انہوں نے اعتدال پرست بورژوازی اور زارشاهی کے خلاف کسانوں کے ساتھ مزدور طبقے کے اتحاد کی باقاعدگی سے وکالت کی ، ساتھ ہی زارشاهی کے خلاف بورژوازی کی حمایت سے کبھی انکار نہیں کیا (مثلاً الکشن کے دوسرے راؤنڈ میں یا دوسری ووٹنگ میں) اور بورژوا انقلابی کسان پارٹی ، "سوشلسٹ انقلابیوں" کے خلاف انتہائی اٹل نظریاتی اور سیاسی جدوجہد بھی نہیں بند کی اور ان کو ایسے پیٹی بورژوا ڈیموکریٹوں کی حیثیت سے بےنقاب کیا جو اپنے سوشلسٹ ہونے کے بارے میں دروغ گوئی کرتے تھے۔ ۱۹۰۷ء کے دوما کے انتخابات کے دوران بالشویکوں نے ، قلیل مدت کےلئے ، "سوشلسٹ انقلابیوں" کے ساتھ رسمی سیاسی بلاک بنایا۔ ۱۹۰۳ — ۱۲ء کے دوران کئی سال تک ہم منشویکوں سے واحد سوشل ڈیموکریٹک پارٹی میں رسمی طور پر رہے مگر پرولتاریہ میں بورژوا اثر پھیلانےوالے اور موقع پرستوں کی حیثیت سے ان کے خلاف نظریاتی اور سیاسی جدوجہد کبھی نہیں بند کی ۔ جنگ کے دوران ہم نے "کاؤتسکی‌والوں" ، بائیں بازو کے منشویکوں (مارتوف) اور "سوشلسٹ انقلابیوں" کے ایک حصے (چیرنوف اور ناتانسون) سے کچھ سمجھوتے کئے ، زمروالڈ اور کین‌تال (۳۳)

میں ان کے ساتھ بیٹھے اور مشترکہ مینی‌فسٹو شایع کئے لیکن ہم نے ''کاؤتسکی‌والوں،، ' مارتوف اور چیرنوف (۱۹۱۹ ء میں ناتانسون کا انتقال ہو گیا، وہ ہم سے بہت قریب تھا اور یہ '' انقلابی کمیونسٹ،، نرودنک (۴۴) ہم سے تقریباً یکجہتی رکھتا تھا) کے خلاف نظریاتی سیاسی جدوجہد نہ کبھی بند کی نہ اس کو کمزور کیا۔ ٹھیک اکتوبر انقلاب کے وقت ہم نے رسمی نہیں بلکہ انتہائی اہم (اور بہت کامیاب) سیاسی بلاک پیٹی بورژوا کسانوں کے ساتھ بنایا اور سوشلسٹ انقلابیوں کے زرعی پروگرام کو کلی طور پر بلا واحد ترمیم کے اپنایا یعنی ہم نے بےشک سمجھوتہ کیا تاکہ کسانوں کے سامنے یہ ثابت کر سکیں کہ ہم ان کو دبانا نہیں بلکہ ان کے ساتھ سمجھوتہ کرنا چاہتے ہیں۔ ساتھ ہی ہم نے '' بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں،، (۴۵) سے ایک رسمی سیاسی بلاک بنانے اور حکومت میں شرکت کرنے کی تجویز کی (اور جلد ہی اس کو عملی جامہ پہنایا)۔ لیکن انہوں نے بریست کے معاہدے کے بعد ہمارے ساتھ اس بلاک کو ختم کر دیا اور پھر جولائی ۱۹۱۸ ء میں ہمارے خلاف بغاوت کی حد تک پہنچ گئے اور بعد میں ہمارے خلاف مسلح جدوجہد تک کی۔

اسی لئے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جرمنی کے بائیں‌بازووالوں کے جرمن کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی پر حملے، کیونکہ وہ '' انڈپنڈنٹوں،، (جرمن انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک‌پارٹی، کاؤتسکی‌والوں) کے ساتھ بلاک بنانے کا خیال رکھتی ہے، ہمیں قطعی سنجیدہ نہیں معلوم ہوتے اور صاف طور پر ثابت کرتے ہیں کہ '' بائیں‌بازووالے،، غلطی پر ہیں۔ ہمارے یہاں روس میں دائیں‌بازووالے منشویک (کیرینسکی کی حکومت کے شرکا) بھی تھے جو جرمن شیڈمانوں سے مطابقت رکھتے تھے اور بائیں بازووالے منشویک (مارتوف) جو دائیں‌بازووالے منشویکوں کے مخالف تھے اور جرمن کاؤتسکی والوں سے مطابقت رکھتے تھے۔ کثیر تعداد مزدوروں کا منشویکوں سے بالشویکوں کی طرف رفتہ‌رفتہ آنا ہم نے ۱۹۱۷ ء میں صاف طور سے دیکھا۔ جون ۱۹۱۷ ء میں سوویتوں کی پہلی کل روس کانگرس میں ہماری طرف صرف ۱۳ فیصدی تھے۔ سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کی

اکثریت تھی۔ سوویتوں کی دوسری کانگرس میں (۲۵ اکتوبر ۱۹۱۷ء — پرانا کیلنڈر) ہم ۵۱ فیصدی ووٹ رکھتے تھے۔ جرمنی میں مزدوروں کی دائیں سے بائیں کی طرف اسی طرح کی اور بالکل یکسان کشش نے فوراً ہی کمیونسٹوں کو کیوں طاقتور نہیں بنایا بلکہ پہلے بیچ والی ” انڈپنڈنٹ “ پارٹی کو ، حالانکہ یہ پارٹی نہ تو کبھی اپنا آزاد سیاسی نظریہ اور نہ کوئی آزاد سیاست رکھتی تھی اور صرف شیڈمانوں اور کمیونسٹوں کے درمیان ڈانواں ڈول تھی ؟

ظاہر ہے کہ اس کا ایک سبب جرمن کمیونسٹوں کا غلط طریقۂ کار تھا جنکو چاہئے کہ انتہائی بےخوفی اور ایمانداری سے اس غلطی کو تسلیم کریں اور اس کی تصحیح کریں۔ غلطی یہ تھی کہ انہوں نے رجعت‌پرست بورژوا پارلیمنٹ اور رجعت‌پرست ٹریڈ یونینوں میں شرکت سے انکار کیا ، غلطی مشتمل تھی اس ” بائیں‌بازو “ کی طفلانہ بیماری کے بہت سے مظاہر پر جو اب سطح پر آ گئی اور اس کا علاج زیادہ اچھی طرح ، زیادہ تیزی کے ساتھ اور پارٹی کی ساخت کےلئے زیادہ کارآمد طور پر کیا جا سکے گا۔

صاف ظاہر ہے کہ جرمن ” انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی “ اندر سے ہمگون نہیں ہے۔ پرانے موقع‌پرست لیڈروں (کاؤتسکی ، ہلفرڈنگ اور بظاہر بڑی حد تک کریسپین اور لیڈیبور وغیرہ) کے ساتھ ساتھ جنھوں نے سوویت اقتدار اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی اہمیت کو سمجھنے کے بارے میں اپنی عدم‌صلاحیت ، پرولتاریہ کی انقلابی جدوجہد کی رہنمائی کرنے کی عدم‌صلاحیت کو ثابت کر دیا ہے ، اس پارٹی میں ایک بایاں‌بازو ، پرولتاری بازو ابھرا ہے اور تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ اس پارٹی کے (جسمیں میرے خیال میں ساڑھے سات لاکھ تک ممبر ہیں) سیکڑوں ہزاروں ممبر پرولتاری ہیں جو شیڈمان کو چھوڑ کر تیزی کے ساتھ کمیونزم کی طرف آ رہے ہیں۔ یہ پرولتاری بازو ” انڈپنڈنٹوں “ کی لائپزگ (۱۹۱۹ء) کانگرس میں ہی تیسری انٹرنیشنل سے فوری اور غیرمشروط الحاق کی تجویز پیش کرچکا ہے۔ پارٹی کے اس بازو کے ساتھ ” سمجھوتہ “ کرنے سے ڈرنا بالکل مضحکہ‌انگیز ہے۔ اس کے برعکس کمیونسٹوں کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کے ساتھ سمجھوتے کی مناسب شکل تلاش کریں اور اسکو

حاصل کریں ، ایسے سمجھوتے کی شکل جو ایک طرف اس بازو سے ضروری مکمل اتحاد کو آسان بنائے اور اس میں جلدی کرے اور دوسری طرف انڈپنڈنٹوں کے موقع پرست دائیں بازو کے خلاف کمیونسٹوں کی نظریاتی سیاسی جدوجہد میں کوئی خلل نہ ڈالے۔

غالباً سمجھوتے کی موزوں صورت نکالنا آسان کام نہ ہوگا لیکن صرف کوئی دھوکہ باز ہی جرمن مزدوروں اور کمیونسٹوں سے فتح کے '' آسان ،، راستے کا وعدہ کر سکتا ہے۔

سرمایہ داری سرمایہ داری نہ رہتی اگر '' خالص ،، پرولتاریہ ایسے نوع بنوع عبوری اقسام کے کثیر تعداد لوگوں سے نہ گھرا ہوتا جو پرولتاریہ سے نیم پرولتاریہ (جو اپنی محنت کی طاقت کو بیچکر کچھ حد تک روزی کماتے ہیں) کی طرف ، نیم پرولتاریہ سے چھوٹے کسان کی طرف (اور چھوٹے دستکاروں ، کاریگروں اور عام طور پر چھوٹی املاک والوں کی طرف) ، چھوٹے کسان سے اوسط درجے کے کسان وغیرہ کی طرف جاتے ہیں ، اگر پرولتاریہ خود زیادہ ترقی یافتہ اور کم ترقی یافتہ پرتوں میں تقسیم نہ ہوتا ، اگر علاقائی باشندگی ، حرفت اور کبھی کبھی مذہب وغیرہ کے لحاظ سے تقسیم نہ ہوتا۔ ان سب باتوں سے ضرورت پیدا ہوتی ہے ، مسلمہ ضرورت پیدا ہوتی ہے پرولتاریہ کے ہراول دستے کے لئے ، اس کے باشعور حصے کے لئے ، کمیونسٹ پارٹی کے لئے کہ وہ پینترے بازی کرے ، پرولتاریہ کے مختلف گروپوں ، مزدوروں اور چھوٹی املاک والے مالکوں کی مختلف پارٹیوں سے صلح جوئی اور سمجھوتے کرے۔ ساری بات یہ ہے کہ اس طریقۂ کار کو پرولتاریہ کے شعور ، انقلابیت ، جدوجہد کرنے اور فتح حاصل کرنے کی صلاحیت کی عام سطح کو بلند کرنے (نیچا کرنے کے لئے نہیں) کے لئے استعمال کیا جائے۔ برسبیل تذکرہ اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ منشویکوں پر بالشویکوں کی فتح کا نہ صرف ۱۹۱۷ء کے اکتوبر انقلاب تک بلکہ اس کے بعد بھی یہ تقاضہ تھا کہ پینترے بازی ، صلح جوئی اور سمجھوتوں کی ان چالوں کو استعمال کیا جائے جو ، ظاہر ہے ، منشویکوں کے مقابلے میں بالشویکوں کو زیادہ تیزرفتار ، مستحکم اور مضبوط بنائیں۔ پیٹی بورژوا ڈیموکریٹ (جن میں منشویک بھی ہیں) لازمی طور پر بورژوازی اور پرولتاریہ کے درمیان ، بورژوا

ڈیموکریسی اور سوویت نظام کے درمیان، اصلاح پرستی اور انقلابیت کے درمیان، مزدوروں سے محبت اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے خوف وغیرہ کے درمیان ڈگمگاتے رہتے ہیں۔ کمیونسٹوں کا صحیح طریقۂ کار یہ ہونا چاہئے کہ ان ڈگمگاہٹوں سے فائدہ اٹھایا جائے نہ کہ ان کو نظرانداز کیا جائے۔ فائدہ اٹھانے کے لئے ان عناصر کو تب اور اس حد تک چھوٹ دینی پڑتی ہے جو پرولتاریہ کی طرف جب اور جس حد تک رخ کرتے ہیں اور ساتھ ہی ان عناصر کے خلاف جدوجہد کی جائے جو بورژوازی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ صحیح طریقۂ کار اختیار کرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے یہاں منشویکوں کا زیادہ سے زیادہ زوال ہوا اور ہو رہا ہے، جس نے کٹر موقع پرست لیڈروں کو کاٹ کر الگ کر دیا اور ہمارے کیمپ میں بہتر مزدور، پیٹی بورژوا ڈیموکریسی کے بہتر عناصر لایا۔ یہ طویل عمل ہے اور جلدبازی کا یہ فیصلہ کہ "کوئی سمجھوتہ نہیں، کوئی پینترے بازی نہیں"، صرف انقلابی پرولتاریہ کے اثر کو مضبوط بنانے اور اس کی طاقتوں میں اضافہ کرنے کے لئے مضرت‌رساں ہوگا۔

آخر میں، جرمنی کے "بائیں بازو والوں" کی بےشک غلطی معاہدۂ ورسائی (۳۶) کو ماننے سے صاف انکار ہے۔ اس نقطۂ نظر کی جتنی زیادہ "سنجیدگی" اور "غرور" سے، جتنا زیادہ "فیصلہ کن"، اور قطعی طور سے مثلاً ک۔ ہورنر تشکیل کرتے ہیں، اتنی ہی کم اسمیں سمجھداری پائی جاتی ہے۔ بین‌اقوامی پرولتاری انقلاب کے موجودہ حالات میں "قومی بالشویزم" (لاؤفنبیرگ اور دوسروں) کی بین لغویات کی مذمت کرنا ہی کافی نہیں ہے جو اتحاد ثلاثہ کے خلاف جنگ کرنے کے لئے جرمن بورژوازی کے ساتھ بلاک بنانے کی حد تک پہنچ گیا ہے۔ یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ ماننے سے انکار کرنا قطعی غلط طریقۂ کار ہوگا کہ سوویت جرمنی کو (اگر جرمن سوویت ریپبلک جلد نمودار ہوئی) کچھ مدت کے لئے معاہدۂ ورسائی کو تسیلم کرنا اور اس کے سامنے جھکنا ہی پڑیگا۔ اس سے یہ مطلب نہیں نکلتا کہ انڈپنڈنٹ ان حالات میں معاہدۂ ورسائی پر دستخط کا مطالبہ کرنے میں صحیح تھے جب شیڈمان جیسے لوگ برسر حکومت تھے، جب ابھی ہنگری میں سوویت حکومت کا تختہ

نہیں الٹا گیا تھا اور جب اس کا امکان تھا کہ وی‌آنا میں سوویت انقلاب سوویت ہنگری کی حمایت کریگا۔ اس وقت ’’ انڈپنڈنٹوں ،، کی چالیں اور پینترے بازی بہت بری تھیں کیونکہ انہوں نے شیڈمان غداروں کی جواب‌دھی کم‌وبیش اپنے سر لے لی اور شیڈمان‌والوں سے شدید (اور ٹھنڈے دل سے) طبقاتی جنگ کے نقطۂ نظر سے ہٹ کر ’’ بے طبقاتی ،، یا ’’ ماورائے طبقاتی ،، نقطۂ نظر تک لنڈھک گئے۔

تو اب صورت حال صاف طور پر یہ ھے کہ جرمنی کے کمیونسٹوں کو یہ وعدہ کر کے کہ کمیونزم کی فتح کی صورت میں معاھدۂ ورسائی کو لازمی اور اٹل طور پر مسترد کر دیا جائےگا، اپنے ھاتھ نہ باندھ لینا چاھئے۔ یہ حماقت ہوگی۔ ان کو یہ کہنا چاھئے : شیڈمان اور کاؤتسکی‌والوں نے سوویت روس سے، سوویت ہنگری سے اتحاد کے معاملے میں رکاوٹ ڈالکر (جزوی طور پر بالکل تباہ کرکے) متعدد غدارانہ کام کئے ھیں۔ ھم کمیونسٹ ایسے اتحاد کو آسان بنانے اور اس‌کی تیاری کے لئے ھر ذریعہ استعمال کریں‌گے، علاوہ بریں معاھدۂ ورسائی کو مسترد کرنا اور وہ بھی فوراً، ھم پر بالکل فرض نہیں ھے۔ کامیابی کے ساتھ اس کو مسترد کرنے کا انحصار نہ صرف جرمنی میں بلکہ سوویت تحریک کی بین‌اقوامی کامیابیوں پر ھے۔ اس تحریک میں شیڈمان اور کاؤتسکی‌والوں نے گڑبڑ کیا اور ھم نے اسکی مدد کی۔ یہی معاملے کا سارا نچوڑ ھے، یہی اختلاف کی جڑ ھے۔ اور اگر ھمارے طبقاتی دشمن، استحصال کرنےوالے اور ان کے پٹھو، شیڈمانوں اور کاؤتسکی‌والوں نے جرمن اور بین‌اقوامی سوویت تحریک کو مضبوط بنانے، جرمن اور بین‌اقوامی سوویت انقلاب کو مضبوط بنانے کے بہت سے امکانات کو ھاتھ سے جانے دیا تو وہ موردالزام ھیں۔ جرمنی میں سوویت انقلاب بین‌اقوامی سوویت تحریک کو مضبوط بنائےگا جو معاھدۂ ورسائی کے خلاف اور عام طور پر بین‌اقوامی سامراج کے خلاف سب سے مضبوط گڑھ (اور واحد معتبر، ناقابل تسخیر اور عالمی طاقت رکھنےوالا گڑھ) ھے۔ سامراج سے کچلے ھوئے دوسرے ملکوں کو سامراج کے جوئے سے نجات دلانے کے سوالات کے ھوتے ھوئے معاھدۂ ورسائی سے نجات کو قطعی، اٹل اور فوری ترجیح دینا انقلابی بین‌اقوامیت نہیں پیٹی‌بورژوا قوم‌پرستی ھے (جو کاؤتسکی،

هلفرڈنگ، اوٹو باؤیر اینڈ کمپنیوالوں کو ہی زیب دیتی ہے)۔*
یورپ کے کسی بھی بڑے ملک میں، جن میں جرمنی بھی شامل ہے، بورژوازی کا تختہ الٹنا بین‌اقوامی انقلاب کے لئے اتنا مفید ہے کہ اس کے لئے، اگر ضرورت ہو، تو معاہدۂ ورسائی کے وجود کو زیادہ مدت تک برقرار رکھاجا سکتا ہے اور رکھنا چاہئے۔ اگر روس تنہا انقلاب کے فائدے کے لئے معاہدۂبریست کو چند مہینوں تک برداشت کرسکا تو اسمیں کوئی ناممکن بات نہیں ہے کہ سوویت جرمنی سوویت روس کے اتحاد سے انقلاب کے فائدے کےلئے معاہدۂورسائی کے وجود کو زیادہ مدت تک برداشت کرے۔

فرانس اور برطانیہ وغیرہ کے سامراجی جرمن کمیونسٹوں کو بھڑکا اور پھنسا رہے ہیں: "کہو، کہ تم معاہدۂورسائی پر دستخط نہیں کروگے"۔ اور بائیں‌بازو کے کمیونسٹ بچوں کی طرح اس جال میں پھنس جاتے ہیں جو ان کے لئے بچھایا گیا ہے بجائے اس کے کہ وہ اس مکار اور فی‌الوقت زیادہ طاقتور دشمن کے خلاف چال چلیں، بجائے اس کے کہ اس سے کہیں "اب تو ہم معاہدۂورسائی پر دستخط کرینگے"۔ پہلے سے اپنے ہاتھ بندھوا لینا، دشمن سے صاف کہدینا جو اس وقت ہم سے بہتر مسلح ہے، کہ ہم اس سے لڑیں‌گے اور کب لڑینگے، انقلابیت نہیں حماقت ہے۔ ایسے وقت جنگ چھیڑنا جب وہ صاف طور پر ہمارے لئے نہیں بلکہ دشمن کے فائدے کے لئے ہو، جرم ہے اور انقلابی طبقے کے ایسے سیاست‌داں کہیں بھی کارآمد نہیں ہیں جو "پینترےبازی، صلح‌جوئی اور سمجھوتے" نہ کر سکتے ہوں تاکہ جانی بوجھی غیرمناسب جنگ سے بچا جاسکے۔

(۹)

"بائیں‌بازو" کا کمیونزم برطانیہ میں

برطانیہ میں‌ابھی کمیونسٹ پارٹی تو نہیں ہے لیکن مزدوروں کے درمیان ایک تازہ، وسیع، طاقتور اور تیزی سے بڑھتی ہوئی کمیونسٹ تحریک ہے جو بجا طور پر خوشکن امیدوں کی حامل ہے۔ کچھ

ایسی سیاسی پارٹیاں اور تنظیمیں ہیں ('' برطانوی سوشلسٹ پارٹی ،، (۴۷) ، '' سوشلسٹ لیبر پارٹی ،، ' '' جنوبی ویلس کی سوشلسٹ سوسائٹی ،، ' '' ورکرس سوشلسٹ فیڈریشن ،، (۴۸)) جو کمیونسٹ پارٹی بنانا چاهتی هیں اور اس کے بارے میں آپسمیں بات‌چیت کر رهی هیں ۔ اخبار '' ورکرس ڈریڈناوٹ ،، (۴۹) (جلد ۶ ، شماره ۴۸ ، ۲۱ فروری ۱۹۲۰ ء) میں جو متذکره‌بالا تنظیموں میں سے آخرالذکر کا هفته‌وار ترجمان هے اس کی ایڈیٹر کامریڈ سیلویا پانکهرسٹ کا ایک مضمون شایع هواهے جس کا عنوان هے '' کمیونسٹ پارٹی کی طرف ،، ۔ اس مضمون میں اس بات‌چیت کے بارے میں بتایا گیا هے جو چاروں متذکره تنظیموں کے درمیان متحده کمیونسٹ پارٹی بنانے کے بارے میں تیسری انٹرنیشنل سے الحاق ، پارلیمانیت کے بجائے سوویت نظام اور پرولتاریه کی ڈکٹیٹرشپ کو تسلیم کرنے کی بنیاد پر هو رهی هے ۔ متحده کمیونسٹ پارٹی فوراً بنانے میں سب سے بڑی رکاوٹ پارلیمنٹ میں شرکت اور اس بارے میں اختلاف‌رائے هے که آیا نئی کمیونسٹ پارٹی کو پرانی ، ٹریڈیونین‌والی ، موقع پرست اور سوشل شاونسٹ لیبر پارٹی سے الحاق کرنا چاهئے جو زیاده تر ٹریڈیونینوں پر مشتمل هے ۔ '' ورکرس سوشلسٹ فیڈریشن ،، اور اسی طرح ''سوشلسٹ لیبر پارٹی ،، * نے پارلیمانی انتخابوں اور پارلیمنٹ میں حصه لینے کی اور لیبر پارٹی سے الحاق کی بھی مخالفت کی هے ۔ ان سب‌باتوں میں وه برطانوی سوشلسٹ پارٹی کے سارے یا زیاده‌تر ممبروں سے اختلاف رکھتے هیں جو ان کی نگاه میں برطانیه میں '' کمیونسٹ پارٹیوں کا دایاں‌بازو ،، هے (صفحه ۵ ، سیلویا پانکهرسٹ کا متذکره بالا مضمون) ۔

اس طرح بنیادی تقسیم وهی هے جو جرمنی میں‌هے ، اس صورت کے زبردست فرق کے باوجود جسمیں اختلاف (جرمنی میں یه صورت برطانیه کے مقابلے میں '' روسی ،، سے زیاده قریب هے) اور دوسری چیزوں کا اظهار هوتا هے ۔ اب همیں '' بائیں بازووالوں ،، کی دلیلوں کو دیکھنا چاهئے ۔

---

* میرے خیال میں یه پارٹی لیبر پارٹی سے الحاق کے خلاف هے لیکن پارلیمنٹ میں شرکت کی مخالفت اس کے تمام ممبر نهیں کرتے ۔

پارلیمنٹ میں شرکت کے سوال کے بارے میں کامریڈ سیلویا پانکھرسٹ نے اسی شمارہ میں شایع‌شدہ گلاخر (W. Gallacher) کے ایک مضمون کا حوالہ دیا ہے جنھوں نے گلاسگو کی '' اسکاٹ‌لینڈ کی مزدوروں کی کونسل ،، کی طرف سے لکھا ہے :

'' یہ کونسل ،، انھوں نے لکھا ہے ''قطعی پارلیمنٹ کے خلاف ہے اور اس کے پیچھے مختلف سیاسی تنظیموں کے بائیں‌بازو ہیں - ہم اسکاٹ‌لینڈ میں انقلابی تحریک کے نمائندے اس کے لئے کوشاں ہیں کہ صنعتوں میں (پیداوار کی مختلف شاخوں میں) انقلابی تنظیمیں اور کمیونسٹ پارٹی قائم کریں جس کی بنیاد سارے ملک میں سماجی کمیٹیوں پر ہو - بہت دنوں سے ہم پارلیمانیت کے سرکاری حامیوں سے جھگڑتے رہے - ہم نے ان کے خلاف علانیہ اعلان جنگ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی اور وہ ہم پر علانیہ حملہ کرنے سے ڈرتے ہیں -

'' لیکن یہ صورت‌حال زیادہ دن تک نہیں رہ سکتی - سارے محاذ پر ہماری فتح ہو رہی ہے -

'' اسکاٹ‌لینڈ میں انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی کے عام ممبروں میں پارلیمنٹ کے خیال کی ناپسندیدگی برابر بڑھتی جا رہی ہے اور سوویتوں (انگریزی تحریر میں روسی لفظ کا استعمال) یا مزدوروں کی کونسلوں کی تقریباً ہر شاخ حمایت کر رہی ہے - یہ واقعی ان حضرات کےلئے بڑی اہم بات ہے جو سیاست کو پیشہ سمجھتے ہیں اور اپنے ممبروں کو پارلیمانیت کے آغوش میں واپس لانے کےلئے ہر امکانی طریقہ استعمال کر رہے ہیں - انقلابی رفیقوں کو اس گروہ کی کوئی حمایت نہ کرنا چاہئے (سب الفاظ مصنف کے خط‌کشیدہ ہیں) - یہاں ہماری جدوجہد سخت ہوگی - اس کی ایک سب سے بری صورت ان لوگوں کی غداری ہوگی جن‌کےلئے ذاتی اغراض بمقابلہ انقلاب کے زیادہ ترغیبی طاقت رکھتے ہیں - پارلیمانیت کی کسی‌طرح حمایت صرف اس بات میں

مدد کرتی ہے کہ اقتدار ہمارے برطانوی شیڈمانوں اور نوسکیوں کے ھاتھ میں آجائے۔ ھنڈرسن ، کلائنس (Clynes) اینڈ کمپنی انتہائی رجعت‌پرست ھیں۔ سرکاری انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی ، بورژوا اعتدال پرستوں کے کنٹرول میں زیادہ سے زیادہ ھوتی جا رھی ہے جنھوں نے حضرات میکڈانلڈ ، اسنوڈین اینڈ کمپنی کے کیمپ میں اپنا '' روحانی گھر ،، پا لیا ہے۔ سرکاری انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی تیسری انٹرنیشنل کے سخت خلاف ہے اور کثیر تعداد لوگ اس کے حق میں ھیں۔ پارلیمانی موقع‌پرستوں کی کسی بھی حمایت کا مطلب متذکرہ بالا حضرات کے ھاتھوں میں کھیلنا ہے۔ یہاں برطانوی سوشلسٹ پارٹی کی کوئی اھمیت نہیں ہے۔ یہاں ضرورت ایک صحت‌مند انقلابی صنعتی تنظیم کی ہے اور ایک کمیونسٹ پارٹی کی جو صاف ، ٹھیک ٹھیک معین اور سائنسی بنیادوں پر کام کر رھی ھو۔ اگر ھمارے رفیق ان دونوں کو بنانے میں ھماری مدد کر سکتے ھیں تو ھم ان کی مدد خوشی سے قبول کریں گے اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تو خدا کے واسطے گڑبڑ نہ کریں اگر وہ ان رجعت پرستوں کی حمایت کرکے انقلاب سے غداری نہیں کرنا چاھتے جو اتنے اشتیاق کے ساتھ پارلیمانی '' اعزاز ،، (؟ — سوالیہ نشان مصنف کا ہے) کے لئے بےتاب ھیں اور جو یہ ثابت کرنے کے مشتاق ھیں کہ وہ اسی مؤثر طریقے سے حکمرانی کر سکتے ھیں جیسے طبقاتی سیاست کے '' مالک ،، خود کرتے ھیں۔ ،،

میری رائے میں ایڈیٹر کے نام یہ خط ان نوجوان کمیونسٹوں یا عام مزدوروں کی مزاجی کیفیت اور نقطۂ نظر کا بخوبی اظہار کرتا ہے جو ابھی ابھی کمیونزم کی طرف جانے لگے ھیں۔ یہ مزاجی کیفیت بڑی حد تک خوشکن اور بیش قیمت ہے۔ اس کی قدر کرنے اور حمایت کرنے کی صلاحیت ھونی چاھئے کیونکہ اس کے بغیر برطانیہ میں اور ھر کسی ملک میں پرولتاری انقلاب کی فتح کی کوئی امید

نہیں ہو سکتی۔ ایسے لوگوں کا، جو عوام کی اس مزاجی کیفیت کی عکاسی کرسکتے ہیں اور ایسی مزاجی کیفیت (جو اکثر معطل، بے خبر اور خوابیدہ ہوتی ہے) عوام میں پیدا کر سکتے ہیں، بچاؤ کرنا چاہئے اور توجہ کے ساتھ ان کو ہر طرح کی مدد دینی چاہئے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ان سے براہ راست اور صاف کہنا چاہئے کہ عظیم انقلابی جدوجہد میں عوام کی رہنمائی کے لئے محض مزاجی کیفیت کافی نہیں ہے اور ایسی ویسی غلطیاں، جو انقلاب سے نہایت وفادار لوگ کرنے والے ہیں یا کر رہے ہیں، انقلاب کے کاز کے لئے مضرت رساں ہیں۔ ایڈیٹر کے نام کامریڈ گلاخر کا خط بلاشبہ ان سب غلطیوں کی جڑ کو دکھاتا ہے جو جرمنی کے "بائیں بازو" کے کمیونسٹ کر رہے ہیں اور جو روس کے "بائیں بازو" کے بالشویکوں نے ۱۸ — ۱۹۰۸ء میں کی تھیں۔

خط لکھنے والا بورژوا "طبقاتی سیاست دانوں" کے خلاف شریفانہ اور پرولتاری نفرت (جو بہرحال نہ صرف پرولتاریوں کی بلکہ سب محنت کشوں کی، جرمن اصطلاح کے مطابق "چھوٹے لوگوں" کی سمجھ میں بھی آتی ہے اور عزیز ہے) سے لبریز ہے۔ کچلے ہوئے اور استحصال کے شکار لوگوں کے نمائندے میں یہ نفرت واقعی "ہرطرح کی دانائی کی ابتدا" ہے، کسی بھی سوشلسٹ اور کمیونسٹ تحریک اور اس کی کامیابی کی بنیاد ہے۔ لیکن خط لکھنے والے نے بظاہر یہ بات پیش نظر نہیں رکھی کہ سیاست وہ سائنس اور آرٹ ہے جو آسمان سے نہیں نازل ہوتا اور مفت نہیں نصیب ہوتا اور اگر پرولتاریہ بورژوازی پر فتح حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کو خود اپنے، پرولتاری، "طبقاتی سیاست داں" تیار کرنا چاہئے اور ایسے جو بورژوا سیاست دانوں سے برے نہ ہوں۔

خط لکھنے والا یہ اچھی طرح سمجھتا ہے کہ پارلیمنٹ نہیں بلکہ صرف مزدوروں کی سوویتیں پرولتاریہ کے مقاصد حاصل کرنے کا آلہ ہو سکتی ہیں اور واقعی جو لوگ اس کو ابھی تک نہیں سمجھے ہیں وہ سخت رجعت پرست ہیں چاہے وہ انتہائی صاحب علم، انتہائی تجربے کار سیاست داں، انتہائی پرخلوص سوشلسٹ، بہت پڑھے لکھے مارکسیسٹ، انتہائی ایماندار شہری اور صاحب خاندان کیوں

نہ ہوں۔ لیکن خط لکھنےوالے نے یہ پوچھا تک نہیں ، اس کو اس بارے میں سوال کرنے کی ضرورت کا خیال بھی نہیں آیا کہ کیا پارلیمنٹ پر سوویتوں کی فتح حاصل کی جاسکتی ہے ، "سوویت" سیاستدانوں کو پارلیمنٹ میں بھیجے بغیر ؟ اندر سے پارلیمانیت میں انتشار پیدا کئے بغیر ؟ پارلیمنٹ کو برطرف کرنے کےلئے سوویتوں کے آئندہ فریضے کی کامیابی کےلئے پارلیمنٹ کے اندر ہی تیاری کئے بغیر ؟ پھر بھی خط لکھنےوالے نے بالکل صحیح خیال کا اظہار کیا ہے کہ برطانیہ میں کمیونسٹ پارٹی کو سائنسی بنیادوں پر کام کرنا چاہئے۔ سائنس کا تقاضہ ہے ، اول ، تو دوسرے ملکوں کے تجربے کو پیش‌نظر رکھنا ، خصوصاً ، اگر دوسرے ملکوں کو ، جو سرمایہ‌دار بھی ہیں ، اسی طرح کا تجربہ ہو رہا ہے یا تھوڑے دن ہوئے ہوچکا ہے ، دوسرے ، تمام ان طاقتوں ، گروہوں ، پارٹیوں ، طبقوں اور کثیر تعداد لوگوں کو پیش‌نظر رکھناچاہئے جو اس ملک کے اندر سرگرم عمل ہوں اور یہ بھی کہ پالیسی کا تعین محض ایک گروہ یاپارٹی کی خواہشوں اور خیالات ، شعور کے درجے اور جدوجہد کےلئے تیاری کی بنا پر نہ ہونا چاہئے۔

یہ سچ ہے کہ ہنڈرسن ، کلائنس ، میکڈانلڈ اور اسنوڈین جیسے لوگ انتہائی رجعت‌پرست ہیں۔ اسی طرح یہ بھی سچ ہے کہ وہ اقتدار اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے ہیں (لیکن بورژوازی کے ساتھ ایتلاف کو ترجیح دیتے ہوئے) ، کہ وہ پرانے بورژوا ڈھرے کے مطابق "حکمرانی" کرنا چاہتے ہیں ، کہ جب وہ برسر اقتدار ہوں‌گے تو وہ شیئدمان اور نوسکے جیسے لوگوں کے طور طریقے اختیار کریں‌گے۔ یہ سب سچ ہے۔ لیکن اس سے یہ مطلب نہیں نکلتا کہ ان کی حمایت کرنا انقلاب سے غداری ہے ، اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ انقلاب کے مفاد میں مزدور طبقے کے انقلابی ان حضرات کی کچھ حد تک پارلیمانی حمایت کریں۔ اس خیال کی وضاحت کےلئے میں دو موجودہ برطانوی سیاسی دستاویزوں کو لونگا : (۱) ۱۸ مارچ ۱۹۲۰ء کی وزیراعظم لائڈجارج کی تقریر(۱۹ مارچ ۱۹۲۰ء کے اخبار «The Manchester Guardian» (۵۰) کے بیان کے مطابق) اور (۲) "بائیں بازو" کی کمیونسٹ ، کامریڈ سیلویا پانکھرسٹ کی دلیلیں متذکرہ بالا مضمون میں۔

اپنی تقریر میں لائڈ جارج نے ایسکویتھ (جس کو خاص طور سے جلسے میں مدعو کیا گیا تھا لیکن اس نے آنے سے انکار کر دیا) اور ان لبرلوں (liberals) سے بحث کی تھی جو کنسرویٹیو پارٹی سے ایتلاف نہیں کرنا چاہتے ہیں بلکہ لیبر پارٹی سے قریب کے خواہاں ہیں۔ (ایڈیٹر کے نام کامریڈ گلاخر کے متذکرہ بالا خط میں بھی ہم نے اس واقعہ کی طرف اشارہ دیکھا کہ لبرل لوگ انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی میں جا رہے ہیں)۔ لائڈجارج نے یہ ثابت کیا کہ لبرلوں کا کنسرویٹیووں کے ساتھ ایتلاف ضروری ہے اور وہ بھی مضبوط، ورنہ لیبر پارٹی کے جیت‌جانے کا امکان ہے جس کو لائڈ جارج سوشلسٹ ”پکارنا بہتر سمجھتے ہیں،، اور جو ذرائع پیداوار کی ”اجتماعی ملکیت،، کے لئے کوشاں ہے۔ ”فرانس میں اس کو کمیونزم کہتے تھے،،— برطانوی بورژوازی کے لیڈر نے اپنے سامعین لبرل پارلیمانی پارٹی کے ممبران سے عام فہم طریقے سے وضاحت کی جو غالباً اس کو ابھی تک نہیں جانتے تھے، — ”جرمنی میں اس کو سوشلزم کا نام دیا گیا، روس میں اس کو بالشویزم کہتے ہیں،،۔ لائڈ جارج نے وضاحت کی کہ لبرلوں کے لئے یہ ناقابل قبول ہے کیونکہ لبرل اصولی طور پر نجی ملکیت کے حق میں ہیں۔ ”تمدن خطرے میں ہے،، مقرر نے اعلان کیا اور اسی لئے لبرلوں اور کنسرویٹیووں کو متحد ہو جانا چاہئے...

”... اگر آپ زرعی علاقوں کو جائیں،، لائڈ جارج نے کہا ”میں مانتاہوں کہ آپ وہاں پہلے کی طرح اب بھی پارٹی کی پرانی تفریقات پائیں گے۔ وہاں خطرہ دور ہے۔ وہاں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ لیکن جب معاملہ دیہاتی علاقوں تک پہنچ جائے گا تو وہاں بھی اتنا ہی بڑا خطرہ ہوگا جتنا وہ بعض صنعتی علاقوں میں ہے۔ ہمارے ملک میں ۸۰ فیصدی لوگ صنعت و تجارت میں لگے ہیں اور مشکل سے ۲۰ فیصدی زراعت میں۔ یہ ایک ایسی صورت‌حال ہے جس کو میں متواتر پیش‌نظر رکھتا ہوں جب میں اس خطرے کا خیال کرتا ہوں جو مستقبل میں

ہمارے لئے ہے ۔ فرانس میں کاشتکاروں کی آبادی ہے اور آپ کو معینہ خیالات کی ٹھوس بنیاد ملتی ہے جو بہت تیزی سے نہیں بڑھتی ہے اور جس کو انقلابی تحریک آسانی سے نہیں اکساتی ہے ۔ ہمارے ملک میں معاملے کی صورت مختلف ہے ۔ ہمارے ملک میں دنیا کے کسی دوسرے ملک کے بمقابلہ الٹ پلٹ کرنا آسان ہے اور اگر اس نے ڈگمگانا شروع کیا تو متذکرہ سبب کی بنا پر دوسرے ملکوں کے بمقابلہ یہاں تباہی زیادہ سخت ہوگی ۔ ،،

اس سے قاری دیکھ سکتا ہے کہ مسٹر لائڈ جارج نہ صرف بہت عقلمند ہیں بلکہ انہوں نے مارکسیسٹوں سے بہت کچھ سیکھا ہے اور لائڈ جارج سے سیکھنا ہمارے لئے بھی کوئی گناہ نہیں ہے ۔ بحث کا یہ قصہ بھی کافی دلچسپ ہے جو لائڈ جارج کی تقریر کے بعد ہوا:

''مسٹر وولیس (Wallace)، ممبر پارلیمنٹ : میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعظم اپنی پالیسی کے کیا نتائج صنعتی علاقوں میں صنعتی مزدوروں کے لحاظ سے دیکھتے ہیں جن میں سے بہت زیادہ اس وقت لبرل ہیں اور جن سے ہم کو بہت زیادہ حمایت ملتی ہے ۔ کیا اس کا امکانی نتیجہ یہ نہ ہوگا کہ لیبرپارٹی کی طاقت ان مزدوروں کی طرف سے بہت زیادہ بڑھ جائےگی جو اس وقت ہمارے پرخلوص حامی ہیں ؟

''وزیراعظم : میرا خیال بالکل مختلف ہے ۔ یہ واقعہ کہ لبرل آپسمیں لڑ رہے ہیں بلاشبہ لبرلوں کی بہت بڑی تعداد کو ناامیدی کی وجہ سے لیبر پارٹی کی طرف ڈھکیلتا ہے جسمیں اب لبرلوں کی کافی تعداد ہے جو بڑی خوبیوں کے لوگ ہیں اور جو اب حکومت کو بدنام کرنے میں لگے ہوئے ہیں ۔ اسکا نتیجہ بلاشبہ یہ ہے کہ لیبر پارٹی کے حق میں پبلک کے خیالات کافی مضبوط ہو

رہے ہیں۔ پبلک کی رائے ان لبرلوں کی طرف نہیں مڑ رہی ہے جو لیبر پارٹی کے باہر ہیں بلکہ لیبر پارٹی کی طرف جا رہی ہے۔ ضمنی الکشن نے اس کو دکھایا ہے۔ ،،

برسبیل تذکرہ یہ کہنا ہے کہ یہ بحث خاص طور سے دکھاتی ہے کہ بورژوازی کے انتہائی عقلمند لوگ کتنے الجھ گئے ہیں اور ناقابل تلافی حماقتیں کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اسی میں بورژوازی کی بربادی لکھی ہے۔ ہمارے لوگ حماقتیں بھی کر سکتے ہیں (یہ سچ ہے، بشرطیکہ یہ حماقتیں بہت بڑی نہ ہوں اور وہ بروقت صحیح کرلی جائیں) اور پھر بھی آخر میں وہ فتحیاب ہوں گے۔

دوسری سیاسی دستاویز — ''بائیں بازو ،، کی کمیونسٹ کامریڈ سیلویا پانکھرسٹ کی مندرجہ‌ذیل دلیل ہے:

''کامریڈ انکپین (برطانوی سوشلسٹ پارٹی کے جنرل سکریٹری) لیبر پارٹی کو ''مزدور طبقے کی تحریک کی خاص تنظیم ،، کہتے ہیں۔ برطانوی سوشلسٹ پارٹی کے ایک اور ممبر نے تیسری انٹرنیشنل کی کانفرنس میں برطانوی سوشلسٹ پارٹی کے نظرئے کا اظہار اور زیادہ زوروں میں کیا۔ انھوں نے کہا: ''ہم لیبر پارٹی کو منظم مزدور طبقے کی حیثیت سے دیکھتے ہیں۔ ،،

لیبر پارٹی کے بارے میں اس خیال میں ہم نہیں شریک ہیں۔ لیبر پارٹی میں تعداد بہت کثیر ہے، اگرچہ اس کے ممبر کافی حد تک نکھٹو اور بےاعتنا ہیں اور ان مزدوروں اور مزدورنیوں پر مشتمل ہیں جو ٹریڈ یونین میں اس لئے شامل ہو گئے ہیں کہ ان کے ورکشاپ کے ساتھی ٹریڈ یونین‌والے ہیں اور اس لئے بھی کہ وہ الاؤنس حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

لیکن ہم تسلیم کرتے ہیں کہ لیبر پارٹی میں کثیر تعداد ممبروں کیوجہ یہ واقعہ بھی ہے کہ وہ ایسے مکتب فکر کی قائم کی ہوئی ہے جس کی حدوں سے برطانوی مزدور طبقہ ابھی آگے نہیں بڑھا ہے اگرچہ لوگوں کے ذہن میں

زبردست تبدیلیاں پک رہی ھیں جو جلدھی اس صورت‌حال کو بدل دیں گی ... ،،

’’ ... برطانیہ کی لیبر پارٹی ، دوسرے ملکوں کی سماجی محب‌وطن تنظیموں کی طرح سماج کے قدرتی ارتقا کے دوران لازمی طور پر برسر اقتدار آئے گی ۔ کمیونسٹوں کا کام ایسی طاقتوں کا بنانا ھے جو سماجی محب وطنوں کا تختہ الٹ دیں اور ھمیں اپنے ملک میں اس کام میں نہ تو تاخیر کرنی چاھئے اور نہ ھچکچانا چاھئے ۔

ھمیں اپنی توانائی لیبر پارٹی کی طاقت میں اضافہ کرکے نہ ضایع کرنا چاھئے ۔ اس کا تو برسر اقتدار آنا لازمی ھے ۔ ھمیں اپنی طاقتیں کمیونسٹ تحریک کے قیام پر مرکوز کرنی چاھئیں جو اس پر فتح حاصل کرے گی ۔ لیبر پارٹی جلد حکومت سنبھالے گی ۔ انقلابی حزب مخالف کو اس پر چھاپہ مارنے کے لئے تیار رھنا چاھئے ... ،،

اس طرح لبرل بورژوازی صدیوں کے تاریخی تجربے سے روشن ’’ دو پارٹیوں ،، (استحصال کرنےوالوں کی) والے نظام سے ، جو استحصال کرنے والوں کےلئے غیرمعمولی طور پر موزوں ھے ، انکار کرتی ھے اور اپنی طاقتوں کو متحد کرنا ضروری سمجھتی ھے تاکہ لیبر پارٹی کے خلاف جدوجہد کی جائے ۔ لبرلوں کا کچھ حصہ ، ڈوبتے ھوئے جہاز کے چوھوں کی طرح لیبرپارٹی کی طرف بھاگا آ رھا ھے ۔ بائیں‌بازو کے کمیونسٹ لیبر پارٹی کا برسر اقتدار آنا ناگزیر سمجھتے ھیں اور یہ تسلیم کرتے ھیں کہ اس وقت وہ مزدوروں کی اکثریت رکھتی ھے ۔ وہ اس‌سے ایسا عجیب نتیجہ اخذ کرتے ھیں جسکو سیلویا پانکھرسٹ نے اس طرح پیش کیا ھے :

’’ کمیونسٹ‌پارٹی کو سمجھوتے نہ کرنا چاھئے ... اس کو اپنا نظریہ خالص اور اپنی آزادی کو اصلاح‌پرستی سے بےداغ رکھنا چاھئے ۔ اس کا مشن آگے بڑھنا ھے ، ٹھہرنا اور راستے سے ھٹنا نہیں ھے ، کمیونسٹ انقلاب کے راستے پر سیدھے جانا ھے ۔ ،،

اس کے برعکس، اس واقعہ سے کہ برطانوی مزدوروں کی اکثریت برطانوی کیرینسکیوں اور شیڈمانوں کے پیچھے چل رہی ہے اور ابھی اس کو ان لوگوں پر مشتمل حکومت کا تجربہ نہیں ہوا ہے، ایسا تجربہ جو روس اور جرمنی میں کثیر تعداد مزدوروں کے کمیونزم کی طرف جانے کے لئے ضروری تھا، یہ نتیجہ بلاشبہ برآمد ہوتا ہے کہ برطانوی کمیونسٹوں کو پارلیمانیت میں شرکت کرنا چاہئے، پارلیمنٹ کے اندر سے کثیر تعداد مزدوروں کو عملی طور پر ہنڈرسنوں اور اسنوڈینوں کی حکومت کے نتائج دیکھنے میں مدد دینی چاہئے، ہنڈرسنوں اور اسنوڈینوں کو لائڈجارج اور چرچل کے اتحاد کو شکست دینے میں مدد دینی چاہئے۔ اس سے مختلف اقدام کا مطلب انقلاب کے کام کو مشکل بنانا ہے کیونکہ مزدور طبقے کی اکثریت کے خیالات میں تبدیلی کے بغیر انقلاب ممکن نہیں ہے اور یہ تبدیلی عوام کا سیاسی تجربہ پیدا کرتا ہے محض پروپیگنڈا کبھی نہیں پیدا کرتا۔ "بغیر سمجھوتوں کے آگے بڑھو، راستے سے نہ ہٹو" — یہ نعرہ صاف طور پر غلط ہے اگر اس کو مزدوروں کی بےطاقت اقلیت عمداً یہ جانتے ہوئے دیتی ہے (یا جسکو بہر نوع یہ جاننا چاہئے) کہ لائڈجارج اور چرچل پر ہنڈرسن اور اسنوڈین کی فتح کی حالت میں اکثریت مختصر عرصے کے دوران ھی اپنے لیڈروں سے مایوس ہو جائےگی اور کمیونزم کی حمایت کرنے لگے گی (یا بہرنوع وہ کمیونسٹوں کی طرف غیرجانبداری یا زیادہ‌تر خیرسگالانہ غیرجانبداری کا رویہ اختیار کرےگی)۔ یہ بالکل اس طرح ہے جیسے دس ہزار سپاہی لڑائی میں پچاس ہزار دشمنوں کے خلاف کود پڑیں جبکہ ان کے لئے "ٹھہرنا"، "راستے سے ہٹنا"، حتی کہ "سمجھوتہ کرلینا" بھی ٹھیک ہوتا تاکہ ایک لاکھ کی کمک آنے کا وقت مل سکے جو فوراً میدان جنگ میں نہیں اترسکتی۔ یہ دانش‌ورانہ بچپن ہے، انقلابی طبقے کا سنجیدہ طریقۂ کار نہیں ہے۔

انقلاب کا بنیادی قانون جس کی سارے انقلابوں نے اور خصوصاً بیسویں صدی میں روس کے تین انقلابوں (٥١) نے تصدیق کی ہے، یہ ہے: انقلاب کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ استحصال اور ظلم و تشدد کے شکار عوام کو یہ شعور ہو جائے کہ وہ پرانے طریقے سے زندگی

نہیں بسر کرسکتے اور وہ تبدیلی کا مطالبہ کریں۔ انقلاب کے لئے یہ ضروری ہے کہ استحصال کرنےوالے پرانے طریقے سے زندگی نہ گذار سکیں اور حکم نہ چلا سکیں۔ صرف اس‌وقت جبکہ ''نیچے لوگ،، پرانے کو نہ چاہیں اور ''اونچے لوگ،، پرانے کو نہ چلا سکیں، صرف اسی وقت انقلاب فتحیاب ہو سکتا ہے۔ اس حقیقت کا اظہار دوسرے الفاظ میں یوں کیا جاسکتا ہے : انقلاب بلا کل قومی بحران کے (جو استحصال کے شکار اور استحصال کرنےوالوں پر بھی اثر انداز ہو) ناممکن ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انقلاب کے لئے ضرورت ہے، اول، مزدوروں کی اکثریت (یا بہر صورت زیادہ‌تر باشعور، با فکر اور سیاسی طور پر سر گرم عمل مزدور) پوری طرح انقلاب کی ضرورت کو سمجھے اور اس کے لئے جان تک دینے کو تیار ہو۔ دوسرے یہ کہ حکمران طبقوں کو حکومت میں ایسے بحران سے گذرنا پڑے جو انتہائی پسماندہ عوام کو بھی سیاست میں گھسیٹ لے (ہر حقیقی انقلاب کی علامت یہ ہے کہ سیاسی جدوجہد کی صلاحیت رکھنےوالے ایسے محنت کش اور مظلوم عوام کے نمائندوں کی تعداد میں دس گنا حتی کہ سو گنا اضافہ ہو جو ابھی تک بے اعتنا تھے)، حکومت کو کمزور کردے اور انقلابیوں کے لئے یہ بات ممکن کر دے کہ اس کا تختہ وہ جلد از جلد الٹ دیں۔

برطانیہ میں، جیسا کہ لائڈ جارج کی تقریر سے بھی دیکھا جا سکتا ہے، کامیاب پرولتاری انقلاب کے لئے دونوں حالات واضح طور پر ابھر رہے ہیں۔ اس وقت بائیں بازو کے کمیونسٹوں کی غلطیاں خاص طور سے خطرناک ہیں کیونکہ بعض انقلابی ان میں سے ہر حالت کی طرف کافی فکر، کافی توجہ، کافی سمجھداری اور کافی سوجھ بوجھ‌والا رویہ نہیں اختیار کر رہے ہیں۔ اگرہم محض انقلابی گروپ نہیں بلکہ انقلابی طبقے کی پارٹی ہیں، اگر ہم اپنے پیچھے عوام کو چلانا چاہتے ہیں (اور اس کے بغیر ہم محض باتونی ہونے کا خطرہ مول لیتے ہیں) تو ہمیں چاہئے کہ اول، ہنڈرسن یا اسنوڈین کو لائڈجارج اور چرچل کو شکست دینے میں مدد دیں (حتی کہ یہ ٹھیک ہوگا کہ اول الذکر کو مجبور کریں کہ وہ موخرالذکر کو شکست دے کیونکہ اول الذکر اپنی فتح سے ڈرتے ہیں!) دوسرے، مزدور

طبقے کی اکثریت کو خود اپنے تجربے سے یہ یقین کرنے میں مدد دیں کہ ہماری بات سچ ھے یعنی یہ کہ ھنڈرسن اور اسنوڈین بالکل نا کارہ ھیں ، ان کی فطرت پیٹی بورژوا اور غدارانہ ھے اور ان کا دیوالیہ پن ناگزیر ھے۔ تیسرے ، ھمیں اس لمحے کو قریب لانا چاھئے جب ھنڈرسن والوں سے مزدوروں کی اکثریت کی ناامیدی کی بنیاد پر ، کامیابی کے ٹھوس امکان کے ساتھ یہ ممکن ھوگا کہ ھنڈرسنوں کی حکومت کا تختہ فوراً الٹ دیا جائے جو کہیں زیادہ بدحواسی سے کروٹیں بدلے گی جبکہ انتہائی سمجھدار اور ٹھوس، پیٹی بورژوا نہیں بلکہ بڑی بورژوازی والا لائڈجارج بھی کل چرچل سے " تصادم "، اور آج ایسکویتھ سے " تصادم "، کیوجہ سے قطعی بدحواسی کا اظہار کرتا ھے اور اپنے کو ، اور ساری بورژوازی کو بھی ، زیادہ سے زیادہ کمزور بناتا ھے۔

میں زیادہ ٹھوس طریقے سے یہ کہونگا۔ میری رائے میں برطانوی کمیونسٹوں کو اپنی چاروں پارٹیوں کو (جو سب کمزور ھیں اور بعض تو بہت ھی کمزور ھیں) تیسری انٹرنیشنل کے اصولوں اور پارلیمنٹ میں لازمی شرکت کی بنیاد پر واحد کمیونسٹ پارٹی میں متحد کر لینا چاھئے۔ کمیونسٹ پارٹی ھنڈرسنوں اور اسنوڈینوں کے سامنے یہ انتخابی سمجھوتہ پیش کرتی ھے : آؤ لائڈجارج اور کنسرویٹیووں کے خلاف ملکر چلیں ، پارلیمنٹ کی نشستیں ان ووٹوں کے حساب سے تقسیم کرلیں جو مزدور لیبر پارٹی یا کمیونسٹوں کےلئے دیں (الکشن میں نہیں ، بلکہ خاص ووٹنگ میں) اور ھم ایجی ٹیشن ، پروپیگنڈا اور سیاسی سرگرمیوں کےلئے پوری آزادی کو برقرار رکھیں۔ اس آخری شرط کے بغیر دراصل بلاک میں نہ شامل ھونا چاھئے کیونکہ یہ غداری ھوگی ، ھنڈرسنوں اور اسنوڈینوں کو بے نقاب کرنے کی آزادی کا ، برطانوی کمیونسٹوں کو بالکل اسی طرح مطالبہ کرنا چاھئے اور اس کو حاصل کرنا چاھئے جیسے اس کا مطالبہ روسی بالشویکوں نے (پندرسال ، ۱۷ — ۱۹۰۳ء تک) روسی ھنڈرسنوں اور اسنوڈینوں یعنی منشویکوں کے سلسلے میں کیا تھا اور اس کو حاصل کیا تھا۔

اگر ھنڈرسنوں اور اسنوڈینوں کو ان شرائط پر بلاک منظور ھو تو ھماری جیت ھے کیونکہ پارلیمنٹ کی نشستوں کی تعداد یوں بھی

ہمارے لئے اہم نہیں ہے، ہم اس کے لئے نہیں دوڑیں گے۔ ہم اس بات میں جھک جائیں گے (اور ہنڈرسن والے اور ان کے نئے دوست یا ان کے نئے مالک — لبرل لوگ جو انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی میں شامل ہوئے ہیں اس کے لئے سب سے زیادہ دوڑتے ہیں)۔ یہ ہماری جیت ہوگی کیونکہ ہم ایسے لمحے میں عوام میں اپنا ایجی ٹیشن کریں گے جب کہ لائڈجارج نے خود ان کو "اکسایا،، ہو اور ہم نہ صرف لیبرپارٹی کو جلد اپنی حکومت قائم کرنے میں مدد دینگے بلکہ عوام کو جلد ہمارا کمیونسٹ پروپیگنڈا سمجھنے میں بھی جو ہم ہنڈرسن والوں کے خلاف بلا کسی کانٹ چھانٹ، بلا کسی رورعایت کے کریں گے۔

اگر ہنڈرسن اور اسنوڈین ان شرائط پر ہمارے ساتھ بلاک بنانے کو مسترد کر دیتے ہیں تو ہماری اور بڑی جیت ہوگی کیونکہ ہم فوراً عوام کو دکھا دینگے (دیکھئے کہ خالص منشویک اور بالکل موقع پرست انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی میں بھی عوام سوویتوں کے حق میں ہیں) کہ ہنڈرسن والے سرمایہ داروں سے اپنی قربت کو مزدوروں کے اتحاد پر ترجیح دیتے ہیں۔ عوام کے سامنے ہماری فوراً جیت ہوگی جو خصوصاً لائڈ جارج کی شاندار، بہت ہی سچی اور بہت ہی کارآمد (کمیونزم کے لئے) وضاحت کے بعد لائڈ جارج کے قدامت پرستوں کے ساتھ اتحاد کے خلاف تمام مزدوروں کے متحد ہونے کے حق میں ہو جائیں گے۔ ہماری فوراً جیت ہوگی کیونکہ ہم عوام کو دکھا دیں گے کہ ہنڈرسن اور اسنوڈین والے لائڈ جارج پر فتح حاصل کرنے سے ڈرتے ہیں، تنہا اقتدار ہاتھ میں لینے سے ڈرتے ہیں اور خفیہ طور پر لائڈجارج کی حمایت حاصل کرنا چاہتے ہیں جو علانیہ لیبرپارٹی کے خلاف قدامت پرستوں کی طرف ہاتھ بڑھا رہا ہے۔ اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ ہمارے یہاں روس میں ۲۷ فروری ۱۹۱۷ء (پرانا کیلنڈر) کے انقلاب کے بعد منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں (یعنی روسی ہنڈرسنوں اور اسنوڈینوں) کے خلاف بالشویکوں کے پروپیگنڈے نے ٹھیک اسی طرح کی صورت حال سے فائدہ اٹھایا تھا۔ ہم نے منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں سے کہا: سارے اقتدار کو بغیر بورژوازی کے سنبھالو کیونکہ سوویتوں میں تمہاری اکثریت ہے (جون ۱۹۱۷ء میں سوویتوں کی پہلی کل روس کانگرس میں بالشویکوں کے

ووٹ صرف ۱۳ فیصدی تھے) - لیکن روسی هنڈرسن اور اسنوڈین بغیر بورژوازی کے اقتدار سنبھالتے هوئے ڈرے اور جب بورژوازی نے یه اچھی طرح جانتے هوئے آئین‌ساز اسمبلی کے الکشن میں تاخیر کی که اسمیں سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں* کو (ان دونوں نے ملکر ایک قریبی سیاسی بلاک بنایاجو عملی طور پر صرف پیٹی بورژوا جمہوریت کا نمائندہ تھا) اکثریت حاصل هوگی تو سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں میں اتنا دم نہیں تھا که ان تاخیروں کے خلاف آخر تک لڑسکیں -

اگر هنڈرسن اور اسنوڈین‌والے کمیونسٹوں کے ساتھ بلاک کو مسترد کرتے هیں تو کمیونسٹوں کو فوراً عوام کی همدردی حاصل کرنے اور هنڈرسن اور اسنوڈین‌والوں کو بدنام کرنے میں کامیابی هوگی اور اگر هم اس کی وجه سے پارلیمنٹ کی کچھ نشستیں کھو بیٹھیں تو یه همارے لئے بالکل اهم نه هوگا- هم اپنے امیدوار صرف بہت هی کم تعداد میں لیکن بالکل معتبر حلقوں سے کھڑے کرتے یعنی جہاں هماری امیدواری لیبرپارٹی کے ممبروں کے خلاف لبرلوں کو کوئی نشست نه دیتی- هم انتخابی ایجی‌ٹیشن کرتے، کمیونزم کے حق میں اشتہار تقسیم کرتے اور ان تمام حلقوں میں، جہاں همارے امیدوار نه هوتے، یه تجویز پیش کرتے که بورژوا لوگوں کے خلاف لیبر پارٹی کو ووٹ دیں- کامریڈ سیلویا پانکھرسٹ اور گلاخر اگر اسمیں کمیونزم کے ساتھ غداری یا سماجی غداروں کے خلاف جدوجہد سے انکار دیکھتے هیں تو وه غلطی پر هیں- اس کے برعکس، اس سے کمیونسٹ انقلاب کے کاز کو بلاشبه فتح هوتی-

---

* نومبر ۱۹۱۷ ء میں روس میں آئین ساز اسمبلی کے انتخابات کے نتائج جو تین کروڑ ساٹھ لاکھ ووٹروں کی رائے پر مبنی تھے مندرجه‌ذیل تھے: ۲۵ فیصدی ووٹ بالشویکوں کے لئے، جاگیرداروں اور بورژوازی کی مختلف پارٹیوں کے لئے ۱۳ فیصدی، پیٹی‌بورژوا ڈیموکریسی یعنی سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں اور ان کی طرح کے چند گروپوں کے لئے ۶۲ فیصدی -

فی الحال برطانوی کمیونسٹوں کو عوام کے پاس جانے اور ان کو اپنی بات سنانے میں اکثر مشکل ہوتی ہے۔ اگر میں کمیونسٹ کی حیثیت سے یہ اعلان کروں کہ میں لائڈ جارج کے خلاف ہنڈرسن کو ووٹ دینے کی تجویز کرتا ہوں تو غالباً لوگ میری بات سنیں گے۔ اور میں مقبول عام طریقے سے نہ صرف اس کی وضاحت کر سکوں گا کہ سوویتیں پارلیمنٹ سے اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ چرچل کی ڈکٹیٹرشپ (بورژوا ''ڈیموکریسی،، کے سائن بورڈ سے ڈھکی ہوئی) سے کیوں بہتر ہیں بلکہ اسی طرح اس کی بھی کہ میں اپنے ووٹ کے ذریعہ ہنڈرسن کی حمایت ٹھیک ایسے کرنا چاہتا ہوں جیسے کوئی رسی پھانسی پر لٹکے ہوئے آدمی کی کرتی ہے، ــ کہ ہنڈرسن کی قریب الوقوع حکومت کا قیام اسی طرح میرے سچ کو ثابت کر دیگا، اسی طرح عوام کو میری طرف کھینچے گا، اسی طرح ہنڈرسنوں اور اسنوڈینوں کی سیاسی موت قریب لائے گا جیسے کہ روس اور جرمنی میں ان کے ہم‌خیالوں کے ساتھ ہوچکا ہے۔

اگر مجھ پر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ طریقۂ کار بہت زیادہ ''چالاکی،، کا یا پیچیدہ ہے، اس کو عوام نہ سمجھیں گے، وہ ہماری طاقتوں کو منقسم اور منتشر کریگا اور ان کو سوویت انقلاب پر مرکوز کرنے سے روکے گا وغیرہ، تو میں ''بائیں‌بازو،، کے معترضین کو یہ جواب دونگا کہ اپنی نظریہ‌پرستی عوام پر مت تھوپو! غالباً روس کے عوام برطانیہ کے لوگوں سے زیادہ نہیں بلکہ کم ہی مہذب ہیں اور پھر بھی عوام نے بالشویکوں کی بات سمجھی، بالشویکوں کو اس صورت‌حال نے روکا نہیں بلکہ ان کی مدد کی، کہ انھوں نے ستمبر ۱۹۱۷ء میں سوویت انقلاب سے قبل بورژوا پارلیمنٹ (آئین‌ساز اسمبلی) کے لئے اپنے امیدوار کھڑے کئے اور سوویت انقلاب کے ایک دن بعد نومبر ۱۹۱۷ء میں اسی آئین‌ساز اسمبلی کا انتخاب کیا جس کو انھوں نے ۵ جنوری ۱۹۱۸ء کو منتشر کر دیا تھا۔

میں یہاں برطانوی کمیونسٹوں کے درمیان دوسرے اختلاف کو نہیں لے سکتا جو یہ ہے کہ آیا لیبر پارٹی کے ساتھ متحد ہونا چاہئے یا نہیں۔ اس سوال سے متعلق میرے پاس بہت کم مواد ہے جو برطانوی ''لیبرپارٹی،، کے غیرمعمولی طور پر انوکھے ہونے کی وجہ سے

خاص طور سے پیچیدہ ہے ، یہ پارٹی اپنی ساخت کے لحاظ سے براعظم یورپ کی عام سیاسی پارٹیوں سے ذرا بھی مشابہہ نہیں ہے ۔ بہرحال اسمیں کوئی شک نہیں کہ اول ، اس سوال میں بھی وہ لوگ غلطی کرینگے جو انقلابی پرولتاریہ کے طریقۂ کار کو ایسے اصولوں سے اخذ کرنا چاہتے ہیں جیسے ''کمیونسٹ پارٹی کو اپنا نظریہ خالص اور اپنی آزادی کو اصلاح پرستی سے بےداغ رکھنا چاہئے ، اس کا مشن آگے بڑھنا ہے ، ٹھہرنا اور راستے سے ہٹنا نہیں ہے ، کمیونسٹ انقلاب کے راستے پر سیدھے جانا ہے''۔ کیونکہ ایسے اصول محض فرانسیسی بلانکیسٹ کمیوناروں کی غلطی کا اعادہ ہیں جنھوں نے ۱۸۷۴ء میں ہر طرح کے سمجھوتوں اور ہر طرح کی درمیانی منزلوں کی ''تردید'' کی تھی ۔ دوسرے اسمیں کوئی شک نہیں کہ ہمیشہ کی طرح یہاں بھی فریضہ یہ ہے کہ کمیونزم کے عام اور بنیادی اصولوں کو طبقات اور پارٹیوں کے درمیان تعلقات کے اس انوکھے پن کا جائزہ لینے کےلئے استعمال کیا جائے ، کمیونزم کی طرف معروضی ترقی کے اس انوکھے پن کے لئے جو ہر ایک ملک میں مختلف ہے اور جسکو معلوم کرنے ، تلاش کرنے اور بھانپنے کی ضرورت ہے ۔

لیکن اس کے بارے میں محض برطانوی کمیونزم کے تعلق سے بحث نہ ہونی چاہئے بلکہ ان عام نتائج سے جنکا تعلق تمام سرمایہ‌دار ملکوں میں کمیونزم کی ترقی سے ہے ۔ اب ہم اس موضوع کی طرف آرہے ہیں ۔

(۱۰)

بعض نتائج

۱۹۰۵ء کے روسی بورژوا انقلاب نے تاریخ عالم میں ایک بہت ہی انوکھے موڑ کا انکشاف کیا ۔ ایک انتہائی پسماندہ سرمایہ‌دار ملک میں دنیا میں پہلی بار ہڑتالی تحریک نے بےنظیر وسعت اور طاقت اختیار کر لی ۔ ۱۹۰۵ء کے صرف پہلے مہینے میں ہڑتالیوں کی تعداد پہلے پچھلے دس سال (۱۸۹۵ء — ۱۹۰۴ء) کی سالانہ

اوسط کے مقابلے میں دس گنی تھی۔ جنوری سے اکتوبر ۱۹۰۵ء تک هڑتالیں متواتر بڑھتی اور وسعت اختیار کرتی گئیں۔ پسماندہ روس نے، متعدد بالکل انوکھے تاریخی حالات کے زیراثر، پہلی بار دنیا کو انقلاب کے وقت (یہ تمام عظیم انقلابوں میں هوا) کچلے هوئے عوام کے خود مختارانہ اقدامات میں نہ صرف ناهموار اضافے کا مظاهرہ کیا بلکہ یہ بھی کہ پرولتاریہ کی اهمیت بمقابلہ آبادی میں اس کی نسبت کے بےحد زیادہ ہے، معاشی اور سیاسی هڑتالوں میں اتحاد ہے جبکہ مؤخرالذکر مسلح بغاوت میں تبدیل هو جاتی ہے اور سوویتوں کا وجود هوتا ہے جو سرمایہ‌داری کے ظلم کے شکار طبقوں کی عوامی جدوجہد اور عوامی تنظیم کی نئی صورت هیں۔

فروری اور اکتوبر ۱۹۱۷ء کے انقلابوں نے سوویتوں کو قومی پیمانے پر همہ‌رخی ترقی دی اور پرولتاری سوشلسٹ انقلاب میں ان کو فتح تک پہنچایا۔ اور دوسال سے بھی کم میں سوویتوں کے بین‌اقوامی کردار، عالمی مزدور تحریک میں جدوجہد اور تنظیم کی اس صورت کے رواج اور سوویتوں کے بورژوا پارلیمانیت اور عام طور پر بورژوا جمہوریت کے گورکن، وارث اور جانشین هونے کے تاریخی مشن کا اظہار هو گیا۔

بس اتنا هی نہیں۔ اس وقت مزدور تحریک کی تاریخ دکھاتی ہے کہ تمام ملکوں میں اس کو ابھرتے، مضبوط هوتے اور فتح کی طرف جاتے هوئے کمیونزم کی اس جدوجہد سے گذرنا ہے (اور اس نے گذرنا شروع کر دیا ہے) جو سب سے پہلے اور خاص طور سے اپنے (هر ملک کےلئے) ''منشویکوں،، یعنی موقع‌پرستوں اور سوشل شاونستوں کے خلاف هوگی، دوسرے، یوں کہنا چاهئے ضمنی طور پر، ''بائیں‌بازو،، کے کمیونزم کے خلاف هوگی۔ پہلی جدوجہد تمام ملکوں میں بلا واحد استثنا کے، دوسری (جو اب واقعتاً مر چکی ہے) اور تیسری انٹرنیشنلوں کے درمیان جدوجہد کی صورت میں تھی۔ دوسری جدوجہد جرمنی، برطانیہ، اٹلی اور امریکہ میں (بہر نوع ''عالمی صنعتی مزدوروں،، اور انارکو سینڈیکیٹ‌والوں کا ایک خاص حصہ تقریباً عام طور پر، تقریباً بلا تفریق سوویت نظام کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ بائیں‌بازو کے کمیونزم کی غلطیوں کو بجاقرار

دیتا ہے) اور فرانس میں (سابق سینڈیکیٹ‌والوں کے ایک حصے کا رویہ سیاسی پارٹی اور پارلیمانیت کی طرف، اور یہاں بھی سوویت نظام کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ) دیکھی جا سکتی ہے یعنی بلاشبہ نہ صرف بین‌اقوامی پیمانے پر بلکہ عالمی پیمانے پر -

لیکن درحقیقت ہر جگہ، بورژوازی پر فتح پانے کے لئے تیاری کے ایک ھی قسم کے اسکول سے گذرتے ہوئے، ہر ملک کی مزدور تحریک اس ترقی کے کام کو اپنے طریقے سے کر رھی ہے۔ بڑے اور ترقی‌یافتہ سرمایہ‌دار ملک اس راستے کو کہیں زیادہ تیزی سے طے کر رہے ھیں بمقابلہ بالشویزم کے جس نے تاریخ سے منظم سیاسی رجحان کی حیثیت سے فتح کی تیاری کےلئے پندرہ سال پائے۔ تیسری انٹرنیشنل نے ایک سال جیسی مختصر مدت میں فیصلہ کن فتح حاصل کرلی، دوسری زرد، سوشل شاونسٹ انٹرنیشنل کو توڑ دیا جو چند مہینے پہلے تک تیسری انٹرنیشنل کے مقابلے میں کہیں زیادہ طاقتور تھی، مضبوط اور زبردست معلوم ہوتی تھی اور اس کو عالمی بورژوازی کی ہمہ گیر — براہ راست اور بالواسطہ، مادی (وزارتی عہدے، پاسپورٹ اور پریس) اور نظریاتی امداد حاصل تھی۔

اس وقت سارا کام یہ ہے کہ ہر ملک کے کمیونسٹ پورے شعور کے ساتھ موقع‌پرستی اور ''بائیں بازو،، کی اصول‌پرستی کے خلاف جدوجہد کے بنیادی اور بااصول فریضوں کو پیش‌نظر رکھیں اور ان ٹھوس خصوصیات کو بھی جو ہر ملک میں یہ جدوجہد اختیار کرتی ہے اور اس کو لازمی طور پر اختیار کرنا چاھئے، اپنی معیشت، سیاست، تہذیب، اپنی قومی ساخت (آئرلینڈ وغیرہ)، اپنی نوآبادیوں، اپنی مذھبی تقسیم وغیرہ وغیرہ کے انوکھے کردار کے مطابق۔ دوسری انٹرنیشنل کے خلاف بےاطمینانی ہر جگہ محسوس کی جا رھی ہے اور پھیل کر بڑھ رھی ہے جس کی وجہ اس کی موقع‌پرستی، ایک واقعی مرکوز اور واقعی رہنمائی کرنےوالا ایسا مرکز قائم کرنے میں اس کی نااھلی یا عدم‌صلاحیت ہے جو عالمی سوویت ریپبلک کے لئے انقلابی پرولتاریہ کی جدوجہد میں بین‌اقوامی طریقۂ کار کی رہنمائی کی اہلیت رکھتا ہو۔ اس بات کو صاف طور سے سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اس طرح کے رہنما مرکز کو جدوجہد کے ڈھلے ڈھلائے، بے سمجھے بوجھے،

ہموار اور یکساں طریقۂ کار کے قواعد کی بنا پر نہیں بنایا جاسکتا۔ جب تک قوموں اور ملکوں کے درمیان قومی اور ریاستی فرق ہیں — اور یہ فرق بہت مدت تک رہیں گے حتی کہ عالمی پیمانے پر پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے قیام کے بعد بھی — تمام ملکوں کی کمیونسٹ مزدور تحریک کے بین‌اقوامی طریقۂ کار کے اتحاد کا تقاضہ تنوع کو ختم کرنا یا قومی فرق کا صفایا کرنا نہیں ہے (یہ اس وقت خواب گراں ہے) بلکہ کمیونزم کے بنیادی اصولوں کا ایسا استعمال ہے (سوویت اقتدار اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ) جو ٹھیک طور سے ان اصولوں کو بعض تفصیلات میں بدلیگا، ان کو صحیح طور سے اپنائیگا اور ان کو قومی اور قومی ریاستی اختلافات میں استعمال کریگا۔ اس قومی خصوصیت اور قومی انوکھے پن کے بارے میں تحقیقات کرنا، مطالعہ کرنا، تلاش کرنا، پیش گوئی کرنا اور سمجھنا، جو ہر ملک واحد بین‌اقوامی فریضے کو حل کرنے کے ٹھوس طریقوں (مزدور تحریک کے اندر موقع‌پرستوں اور بائیں‌بازو کی اصول‌پرستی پر فتح حاصل کرنے، بورژوازی کا تختہ الٹنے، سوویت ریپبلک اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ قائم کرنے) میں رکھتا ہے، یہی وہ خاص فریضہ ہے جو تمام ترقی یافتہ (اور صرف ترقی‌یافتہ ہی نہیں) ملکوں کے سامنے اس تاریخی لمحے میں ہے۔ سب کچھ واقعی ابھی تکمیل سے بہت دور ہے لیکن خاص فریضہ یعنی مزدور طبقے کے ہراول کو اپنا طرفدار بنانے، پارلیمانیت کے خلاف سوویت اقتدار کی طرف اس کے آنے، بورژوا ڈیموکریسی کے خلاف پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی طرف اس کے آنے کا فریضہ پورا کیا گیا ہے۔ اب ضرورت ہے کہ ساری طاقت، ساری توجہ دوسرے قدم پر مرکوز کردی جائے، جو معروف نقطۂ نظر سے واقعی کم بنیادی معلوم ہوتا ہے لیکن جو اس کے باوجود حقیقت میں فریضے کے عملی حل کے لحاظ سے زیادہ قریب ہے، یعنی پرولتاری انقلاب تک عبور یا پہنچنے کی صورتوں کی تلاش پر۔

پرولتاری ہراول کو نظریاتی طور پر جیت لیا گیا ہے۔ یہ بڑی بات ہے۔ اس کے بغیر فتح کی طرف پہلا قدم بھی اٹھانا ناممکن ہے۔ لیکن ابھی اس سے فتح کافی دور ہے۔ صرف ہراول سے ہی فتح حاصل کرنا ممکن نہیں۔ محض ہراول کو تن‌تنہا فیصلہ کن

لڑائی میں جھونک دینا جبکہ پورے طبقے نے ، جبکہ وسیع پیمانے پر عوام نے ابھی ہراول کی براہ راست حمایت کی یا کم از کم اس کی طرف ہمدردانہ غیرجانبداری کی اور اس کے دشمن کی پوری عدم‌حمایت کی پوزیشن نہ لی ہو ، نہ صرف حماقت ہوگی بلکہ جرم بھی ہوگا۔ اور اس کے لئے کہ واقعی سارا طبقہ ، کہ واقعی محنت کشوں اور سرمایہ کے کچلے ہوئے لوگوں کی کثیر تعداد اس پوزیشن تک آئے ، محض پروپیگنڈا ، محض ایجی‌ٹیشن کافی نہیں ھے ۔ اس کے لئے ان عوام کو خود اپنے سیاسی تجربے کی ضرورت ھے ۔ تمام عظیم انقلابوں کا یہی بنیادی قانون ھے جس کی تصدیق نہ صرف روس میں زبردست طاقت اور وضاحت کے ساتھ ہوئی ھے بلکہ جرمنی میں بھی ہوئی ھے ۔ نہ صرف روس کے غیرمہذب اور اکثر ناخواندہ عوام کو بلکہ جرمنی کے اعلی مہذب اور عام طور پر پڑھے لکھے عوام کو بھی بورژوازی کے سامنے انتہائی کمزوری ، انتہائی بے آبروئی ، انتہائی لاچاری اور انتہائی کاسہ‌لیسی اور دوسری انٹرنیشنل کے بانکے سرداروں کی حکومت کی انتہائی کمینگی ، حد سے زیادہ رجعت‌پرستوں (روس میں کورنیلوف اور جرمنی میں کاپ اینڈ کمپنی (۵۲)) کی ڈکٹیٹرشپ کی ناگزیریت کی آزمائش سے پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے واحد بدل کی حیثیت سے گذرنا پڑا تاکہ وہ اٹل طور پر کمیونزم کی طرف آئیں ۔

بین اقوامی مزدور تحریک میں باشعور ہراول یعنی کمیونسٹ پارٹیوں ، گروہوں اور رجحانوں کا فوری فریضہ ان کی یہ صلاحیت ھے کہ وہ وسیع پیمانے پر عوام کو (جو ابھی تک زیادہ‌تر خفتہ ، بے عمل ، ڈھرے پر چلنے‌والے ، جامد اور غیربیدار ھیں) ان کی اس نئی پوزیشن تک لے آئیں یا یہ کہنا زیادہ ٹھیک ہوگا کہ نہ صرف اپنی پارٹی کی رہنمائی کی صلاحیت رکھتے ہوں بلکہ ان عوام کی رہنمائی کی بھی جبکہ وہ اس نئی پوزیشن تک جائیں یا عبور کریں ۔ اگر پہلا تاریخی فریضہ (پرولتاریہ کے باشعور ہراول کو سوویت اقتدار اور مزدور طبقے کی ڈکٹیٹرشپ کی طرف لانا) موقع‌پرستی اور سوشل شاونزم پر مکمل نظریاتی اور سیاسی فتح پائے بغیر پورا کرنا ممکن نہیں تھا تو دوسرا فریضہ جو اب فوری بن گیا ھے اور عوام کو اس نئی پوزیشن تک لانے کی صلاحیت پر مشتمل ھے ، جو انقلاب میں ہراول

کی فتح کی ضامن ہوگی ، — اس فوری فریضے کو بائیں بازو کی اصول پرستی ختم کئے بغیر ، اس کی غلطیوں کو بالکل دور کئے بغیر اور ان سے نجات حاصل کئے بغیر پورا کرنا ممکن نہیں ہے ۔

جہاں تک یہ بات تھی (اور جس حد تک ابھی یہ بات ہے) کہ پرولتاریہ کے ہراول کو کمیونزم کی طرف کھینچا جائے تو ابھی تک پروپیگنڈے کو اولیں جگہ حاصل تھی اور اب بھی ہے ۔ حتی کہ حلقے بھی اپنے محدود ہونے کی تمام کمزوریوں کے باوجود مفید اور کارآمد نتائج کے حامل ہیں ۔ جب عوام کی عملی سرگرمیوں کی بات ہوتی ہے، لاکھوں کی فوج کی تقسیم وترتیب کی ، اگر اس کو اس طرح کہا جا سکے ، آخری اور فیصلہ کن لڑائی کے لئے کسی سماج میں تمام طبقاتی طاقتوں کی صف‌آرائی کی بات ہوتی ہے ، اس وقت محض پروپیگنڈے کے ہنر سے ، محض "خالص،، کمیونزم کی حقیقتوں کو دھرانے سے کام نہیں چلتا ۔ یہاں ہزاروں تک کی گنتی کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ کوئی پرچارک ایسے چھوٹے گروہ کا ممبر گنتی کرتا ہے جو ابھی تک عوام کا رہنما نہیں تھا بلکہ یہاں لاکھوں اور کروڑوں کا شمار کرنے کی ضرورت ہے ۔ یہاں اپنے آپ سے نہ صرف یہ سوال کرنے کی ضرورت ہے کہ آیا ہم نے انقلابی طبقے کے ہراول کی یقین دھانی کی ہے ، بلکہ اس کے بارے میں بھی کہ آیا تمام طبقوں کی تاریخی طور پر سرگرم طاقتوں کی صف‌آرائی ہو گئی ہے ، قطعی طور پر بلا استثنا کسی سماج کے تمام طبقوں کی اس طرح کی صف‌آرائی جیسے فیصلہ کن لڑائی بالکل پختہ ہو چکی ہو ، اس طرح کہ (۱) تمام طبقاتی طاقتیں جو ہماری دشمن ہیں کافی الجھی ہوئی ہوں ، ایک دوسرے سے کافی لڑ جھگڑ رہی ہوں اور انہوں نے اس لڑائی میں اپنے کو کافی کمزور کر لیا ہو جو ان کی طاقت سے باہر ہے، کہ (۲) تمام مذبذب ، ڈگمگانے والے اور درمیانی عناصر یعنی پیٹی بورژوازی ، بورژوازی سے الگ پیٹی بورژوا ڈیموکریسی نے عوام کے سامنے اپنے کو کافی بے نقاب کر لیا ہو اور عملی دیوالیہ پن سے اپنے کو کافی بدنام کرلیا ہو ، کہ (۳) پرولتاریہ میں بورژوازی کے خلاف انتہائی باعزم ، بے نظیر جراءت والے انقلابی عمل کے لئے بڑے پیمانے پر جذبہ پیدا ہو گیا ہو اور مضبوطی سے ابھرنے لگا

ہو ۔ ہاں ، تبھی انقلاب پختہ ہوگا ، تبھی ہماری فتح ہوگی ، اگر ہم نے مختصر طور پر اوپر دئے ہوئے حالات کو اچھی طرح سوچ سمجھ لیا ہو اور صحیح لمحے کا انتخاب کیا ہو تو ہماری فتح کی ضمانت ہے ۔

چرچل اور لائڈ جارج (اس قسم کے سیاست‌داں ہر ملک میں تھوڑے قومی فرق کے ساتھ پائے جاتے ہیں) کے درمیان اختلافات ایک طرف اور ہنڈرسن اور لائڈ جارج کے درمیان دوسری طرف ، خالص (یعنی مجرد) کمیونزم یعنی ایسی کمیونزم کے نقطۂنظر سے قطعی غیراہم ہیں جو عملی ، عوامی ، سیاسی اقدام کے لئے پختہ نہیں ہوئی ہے ۔ لیکن عوام کے اس عملی اقدام کے نقطۂ نظر سے یہ اختلافات بہت اہم ہیں ۔ ان اختلافات کا اچھی طرح لحاظ کرنا اور اس لمحے کا تعین کرنا جب ان " دوستوں " کے درمیان نا گزیر تصادم ، جو مجموعی طور پر تمام " دوستوں " کو کمزور اور بے طاقت بناتا ہے ، پوری طرح پختہ ہو جاتا ہے — یہ ہے ان کمیونسٹوں کا سارا مقصد ، سارا فریضہ جو محض باشعور ، بایقین نظریاتی پروپیگنڈا کرنےوالے ہی نہیں بلکہ انقلاب میں عوام کے عملی رہنما بھی ہونا چاہتے ہیں ۔ ضرورت ہے کہ کمیونزم کے خیالات سے انتہائی وفاداری کو تمام ضروری عملی سمجھوتوں ، چالوں ، صلح‌جوئی ، خم و پیچ اور پسپائی وغیرہ سے مربوط کرنے کی صلاحیت ہو تاکہ ہنڈرسن‌والوں (دوسری انٹرنیشنل کے ہیروؤں کے ، اگر ہم پیٹی بورژوا ڈیموکریسی کے ان نمائندوں کا الگ الگ نام نہ گنائیں جو اپنے کو سوشلسٹ کہتے ہیں) کے سیاسی اقتدار کو جلد وجود میں لاکر اس کو ختم کیا جا سکے ، عملی طور پر ان کے ناگزیر دیوالیہ‌پن میں تعجیل کی جا سکے جو عوام کو ہمارے جذبے سے ، کمیونزم کے حق میں منور کر دیگا ۔ ضرورت ہے کہ ہنڈرسنوں ، لائڈجارجوں اور چرچلوں (منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں ، آئینی ڈیموکریٹوں ، شاہ‌پرستوں ، شیڈمانوں ، بورژوازی اور کاپوں وغیرہ) کے درمیان ناگزیر اختلافات ، جھگڑوں ، تصادم اور مکمل نفاق میں تعجیل کی جاسکے اور " مقدس ذاتی ملکیت کے " ان تمام " ستونوں " کے درمیان انتہائی نفاق کے ایسے

لمحے کو ٹھیک سے چنا جا سکے تاکہ پرولتاریہ کا اٹل دھاوا ان سب کو توڑ پھوڑ دے اور سیاسی اقتدار جیت لے۔

تاریخ عام طور پر اور انقلابوں کی تاریخ خاص طور پر، ہمیشہ اپنے مواد کے لحاظ سے زیادہ دولت‌مند، زیادہ نوع بنوع، زیادہ رخوں‌والی، زیادہ جاندار، زیادہ "پرفطرت"، ہوتی ہے بمقابلہ اس کے جس کا تصور بہترین پارٹیاں اور انتہائی اگوا کار طبقوں کے بہت ہی باشعور ہراول کرتے ہیں۔ یہ بات سمجھ میں آتی ہے کیونکہ بہترین ہراول لاکھوں لوگوں کے شعور، قوت ارادی، جذبات اور تصورات کا اظہار کرتے‌ہیں اور انسانیت کی تمام صلاحیتوں کے مخصوص ابھار اور تناؤ کے لمحات میں انقلابوں کی تکمیل ان کروڑوں آدمیوں کے شعور، قوت‌ارادی، جذبات اور تصورات سے ہوتی ہے جن کے لئے طبقات کی شدیدترین جدوجہد تازیانےکا کام کرتی ہے۔ یہاں سے دو بہت ہی اہم عملی نتائج برآمد ہوتے ہیں: اول یہ کہ انقلابی طبقے کو اپنے فریضے کی تکمیل کے لئے سماجی سرگرمی کی تمام صورتوں یا پہلوؤں پر بلااستثنا قابو ہونا چاہئے (سیاسی اقتدار کو جیتنے کے بعد اس کی تکمیل کرنا، اکثر بڑی جوکھم یا بڑے خطرے کے ساتھ، جو اس نے اس فتح تک نہیں کیا تھا)۔ دوسرے، انقلابی طبقے کو اس کے لئے تیار رہنا چاہئے کہ ان صورتوں کی ایک دوسرے میں تبدیلی بہت ہی تیز اور غیرمتوقع ہوگی۔

ہر ایک اس بات سے اتفاق کریگا کہ اس فوج کو میدان جنگ میں اتارنا حماقت بلکہ جرم ہے جو ان تمام قسم کے اسلحہ‌جات اور جنگ کے ان تمام ذرائع اور طریقوں میں مہارت نہیں رکھتی جو دشمن رکھتاہے یا اس کے پاس ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ بات جنگی کارروائی سے کہیں زیادہ سیاست سے تعلق رکھتی ہے۔ سیاست میں پہلے سے یہ بات اور کم جانی جا سکتی ہے کہ جدوجہد کے کون سے ذرائع آئندہ آنےوالے حالات میں ہمارے لئے قابل استعمال اور کارآمد ہوں‌گے۔ جدوجہد کے تمام ذرائع نہ رکھتے ہوئے ہمیں زبردست اور کبھی کبھی فیصلہ کن شکست بھی ہوسکتی ہے اگر دوسرے طبقوں کی پوزیشن میں ہماری مرضی پر انحصار نہ رکھنےوالی تبدیلیاں سرگرمیوں کی ایسی صورت سے ہمیں دوچار کر دیں جن میں ہم خاص

طور سے کمزور ہوں۔ جدوجہد کے تمام ذرائع سے لیس ہوتے ہوئے ہم یقیناً فتح حاصل کرینگے کیونکہ ہم واقعی اگواکار، واقعی انقلابی طبقے کے مفادات کی نمائندگی کرتے ہیں، چاہے حالات ہمیں ان اسلحہ کے استعمال کی اجازت نہ دیں جو دشمن کےلئے زیادہ خطرناک ہیں، اسلحہ جو انتہائی تیزی سے مہلک ضرب لگا سکتے ہیں۔ ناتجربہ‌کار انقلابی اکثر سوچتے ہیں کہ جدوجہد کے قانونی ذرائع موقع‌پرستانہ ہیں کیونکہ بورژوازی نے اس میدان میں خاص طور سے اکثر (زیادہ تر "پرامن" زمانے میں نہ کہ انقلاب کے زمانے میں) مزدوروں کو دھوکا دیا اور بیوقوف بنایا ہے، لیکن جدوجہد کے غیرقانونی ذرائع انقلابی ہیں۔ یہ بات غلط ہے۔ صحیح یہ ہے کہ وہ پارٹیاں اور لیڈر موقع‌پرست اور مزدور طبقے سے غداری کرنےوالے ہیں جو یہ صلاحیت یا خواہش نہیں رکھتے (نہ کہو: نہیں کر سکتا، کہو: نہیں چاہتا) کہ ایسے حالات میں جدوجہد کے غیرقانونی ذرائع استعمال کریں مثلاً ۱۹۱۴ — ۱۸ء کی سامراجی جنگ کے زمانے میں، جب انتہائی آزاد جمہوری ملکوں کی بورژوازی نے جنگ کی قزاقانہ نوعیت کے بارے میں منہ کھولنے کی ممانعت کرکے بےنظیر بےشرمی اور خونخواری سے مزدوروں کو دھوکہ دیا۔ لیکن وہ انقلابی جو جدوجہد کی غیرقانونی صورتوں کو تمام قانونی صورتوں سے متحد نہیں کر سکتے بہت ہی برے انقلابی ہوتے ہیں۔ اس وقت انقلابی ہونا مشکل نہیں ہے جب‌کہ انقلاب پھٹ‌کر شعلہ‌ور ہوچکا ہو، جب ہر ایک انقلاب کی طرف کھنچتا ہے محض دلکشی، فیشن یا اکثر ذاتی کیریر کے مفادات کے خیال سے۔ فتح کے بعد ایسے نقلی انقلابیوں سے "نجات" پانا پرولتاریہ کے لئے بہت ہی مشکل اور بہت ہی جاں‌گسل ہوگا۔ ایسے وقت میں انقلابی ہونا کہیں زیادہ مشکل اور کہیں زیادہ بیش‌بہا ہے جب‌کہ براہ‌راست، علانیہ، حقیقی طور پر عوامی اور واقعی انقلابی جدوجہد کے لئے ابھی حالات نہ ہوں، جبکہ غیر انقلابی اداروں میں انقلاب کے مفادات کی وکالت کرنا ہے (پروپیگنڈے، ایجی‌ٹیشن اور تنظیم کے کام کے ذریعہ) غیر انقلابی اور اکثر براہ‌راست رجعت‌پرست اداروں میں، غیرانقلابی ماحول میں، ایسے عوام میں جو اقدام کے انقلابی طریقوں کی ضرورت کو فوراً نہ

سمجھ سکتے ہوں۔ واقعات کے اس ٹھوس راستے یا خاص موڑ کو تلاش کرنے ، ٹٹولنے اور اس کا ٹھیک سے تعین کرنے کی صلاحیت رکھنا جو عوام کو حقیقی ، فیصلہ کن ، مختتم ، عظیم انقلابی جدوجہد تک لے جائیگا — یہ ہے مغربی یورپ اور امریکہ کے موجودہ کمیونزم کا خاص فریضہ۔

برطانیہ ایک مثال ہے۔ ہم نہیں جانتے اور کوئی بھی پہلے سے اس کا تعین نہیں کر سکتا کہ وہاں کتنی جلد حقیقی پرولتاری انقلاب کا شعلہ بھڑک اٹھیگا اور کون سا سبب سب سے زیادہ ان وسیع عوام کو جو ابھی سو رہے ہیں بیدار ومشتعل کرنے اور جدوجہد میں آگے بڑھانے کا باعث ہوگا۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی تیاری کا سارا کام اس طرح کریں کہ چاروں پیروں کی نعل بندی رہے (جیسا کہ متوفی پلیخانوف کہا کرتے تھے جب وہ مارکسیسٹ اور انقلابی تھے)۔ یہ ممکن ہے کہ کسی پارلیمانی بحران سے ''شگاف پڑ جائے،،' ''برف ٹوٹ جائے،،' ممکن ہے کسی ایسے بحران سے جو بری طرح الجھے ہوئے نوآبادیاتی اور سامراجی تضادوں سے پیدا ہوا ہے اور جو بہت ہی تکلیف‌دہ اور شدید ہوتے جا رہے ہیں، یا ممکن ہے کسی تیسری وجہ سے وغیرہ وغیرہ۔ ہم اس کے بارے میں نہیں کہہ رہے ہیں کہ کیسی جدوجہد برطانیہ میں پرولتاری انقلاب کی قسمت کا فیصلہ کریگی (اس سوال کے بارے میں کسی کمیونسٹ کو کوئی شبہ نہیں ہے، یہ سوال ہم سب کے لئے طےشدہ ہے اور مضبوطی کے ساتھ طےشدہ ہے)۔ ہم اس سبب کے بارے میں کہہ رہے ہیں جو فی‌الحال سوتے ہوئے پرولتاریہ کو بیدار کر دیگا اور ان کو حرکت میں لاکر انقلاب سے دو چار کریگا۔ ہم یہ نہ بھولیں‌گے کہ مثال کے لئے فرانسیسی بورژوا ریپبلک میں، ایسے حالات میں جو قومی اور بین‌اقوامی دونوں نقطۂ نظر سے سوگنا کم انقلابی تھے بمقابلہ اس کے جتنے آج ہیں، ایسا ''غیر متوقع،، اور ''معمولی،، سبب جو رجعت‌پرست جنگ‌بازوں کے ہزاروں بےایمانی کے کاموں میں سے ایک تھا (درائی‌فوس کا مقدمہ) لوگوں کو خانہ‌جنگی کی حد تک لانے کے لئے کافی ثابت ہوا۔

برطانیہ میں کمیونسٹوں کو چاہئے کہ وہ متواتر ، مستحکم اور اٹل طور پر پارلیمانی انتخابات کو اور برطانوی حکومت کی آئرلینڈ کے اور نوآبادیاتی اور عالمی سامراجی پالیسی کے نشیب فراز کو اور سماجی زندگی کے تمام دوسرے منطقوں ، شعبوں اور پہلوؤں کو بھی استعمال کریں اور ان سب میں نئے طریقے سے کام کریں ، کمیونسٹ طریقے سے ، دوسری انٹرنیشنل کے نہیں بلکہ تیسری انٹرنیشنل کے جذبے سے کام کریں ۔ میرے پاس نہ تو یہاں وقت ہے اور نہ جگہ ہے کہ میں پارلیمانی انتخابات اور پارلیمانی جدوجہد کے "روسی" اور "بالشویک" طریقوں کے بارے میں لکھوں ، لیکن غیرملکی کمیونسٹوں کو یہ یقین دلا سکتا ہوں کہ وہ مغربی یورپ کی عام پارلیمانی مہموں سے مختلف تھے ۔ اس سے اکثر یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے : "ارے ، یہ تو روس میں ہوا اور ہمارے ملک میں پارلیمانیت مختلف ہے" ۔ یہ نتیجہ اخذ کرنا غلط ہے ۔ دنیا میں کمیونسٹوں کا ، تمام ملکوں میں تیسری انٹرنیشنل کے حامیوں کا وجود ہی اس لئے ہے کہ وہ زندگی کے تمام شعبوں اور ساری لائن میں پرانے سوشلسٹ ، ٹریڈیونین ، سینڈیکیٹ اور پارلیمانیت کے کام کو نئے کمیونسٹ کام میں تبدیل کر دیں ۔ ہمارے یہاں بھی انتخابات میں موقع پرستانہ ، خالص بورژوا ، کاروباری ، فریب کارانہ اور سرمایہ دارانہ حرکتیں ہمیشہ اور بہت کافی ہوتی رہی ہیں ۔ مغربی یورپ اور امریکہ کے کمیونسٹوں کو نئی ، غیرمعمولی ، غیرموقع پرست اور منصب و جاہ کی ہوس سے پاک پارلیمانیت قائم کرنا سیکھنا چاہئے ۔ کمیونسٹ پارٹی کو اپنے نعرے دینا چاہئے ، حقیقی پرولتاریہ کو غیرمنظم اور انتہائی کچلے ہوئے غریبوں کی مدد سے اشتہار تقسیم کرنا اور پھیلانا چاہئے ، مزدوروں کے فلیٹوں اور دیہی پرولتاریہ کی جھونپڑیوں اور دورافتادہ دیہاتوں (خوش قسمتی سے یورپ میں ہمارے یہاں کے مقابلے میں دور افتادہ گاوؤں بہت ہی کم ہیں اور برطانیہ میں تو بالکل کم ہیں) کو جانا چاہئے ، ان کو انتہائی معمولی لوگوں کے طعام خانوں کو جانا چاہئے ، انتہائی معمولی لوگوں کی یونینوں ، انجمنوں ، اتفاقی جلسوں میں گھسنا چاہئے اور عوام سے بات چیت کرنا چاہئے لیکن عالمانہ انداز میں نہیں (اور نہ بہت

پارلیمانہ طریقے سے) ، ان کو پارلیمنٹ میں ’’نشستیں،، حاصل کرنے کیلئے دوڑ دھوپ نہ کرنا چاھئے بلکہ ھر جگہ خیالات کو اکسانا ، عوام کو اپنی طرف کھینچنا ، بورژوازی کے الفاظ کی گرفت کرنا ، اسکی قائم کی ھوئی مشینری اور منعقد کئے انتخابات ، سارے عوام سے کی ھوئی اس کی اپیلوں سے فائدہ اٹھانا چاھئے ، عوام کو بالشویزم سے اس طرح متعارف کرانا چاھئے جیسا کہ انتخابات سے علحدہ صورت‌حال میں (بڑی بڑی ھڑتالوں کو یہاں شمار نہ کیجئے ، جب کہ روس میں کل قومی ایجی‌ٹیشن کی اسی طرح کی مشینری نے کہیں زیادہ زوروں پر کام کیا تھا) کبھی ممکن نہیں ھوا تھا (بورژوازی کی حکومت میں) - مغربی یورپ اور امریکہ میں اسکو کرنا بہت مشکل ھے ، بہت ھی مشکل ھے لیکن اس کو کیا جا سکتا ھے اور کرنا چاھئے کیونکہ بغیر کاوش کے کمیونزم کے فریضے پورے کرنا ممکن نہیں ھے - عملی فریضوں کو پورا کرنے کیلئے محنت کرنی چاھئے جو زیادہ سے زیادہ نوع بنوع ، زیادہ سے زیادہ سماجی زندگی کی تمام شاخوں سے مربوط ھوتے جاتے ھیں اور بورژوازی سے یکے بعد دیگرے زیادہ سے زیادہ شاخیں جیت رھے ھیں -

اسی برطانیہ میں ضرورت ھے کہ فوج میں اور ان قومیتوں کے درمیان جو ’’اپنی،، ریاست کے ھاتھوں (آئرلینڈ اور نوآبادیات) کچلی ھوئی ھیں اور پورے حقوق نہیں رکھتیں ، پروپیگنڈا ، ایجی‌ٹیشن اور تنظیم کا کام نئے ڈھنگ سے (سوشلسٹ نہیں بلکہ کمیونسٹ طریقے سے ، اصلاح‌پرست نہیں بلکہ انقلابی طریقے سے) کیا جائے - کیونکہ سماجی زندگی کے یہ تمام شعبے سامراج کے دور میں عام طور پر اور اب اس جنگ کے بعد جس نے لوگوں پر اتنے ستم ڈھائے ھیں اور لوگوں کی آنکھیں سچ کو دیکھنے کیلئے تیزی سے کھول دی ھیں (یعنی یہ کہ کروڑوں آدمی مارے گئے اور اپاھج ھوگئے محض یہ مسئلہ طے کرنے کیلئے کہ آیا برطانوی یا جرمن درندے زیادہ ملکوں کو لوٹیں‌گے) — سماجی زندگی کے یہ تمام شعبے تصادموں ، بحرانوں اور طبقاتی جدوجہد کو تیز کرنے کیلئے بہت سا آتش گیر مادہ اور بہت سے اسباب فراہم کرتے ھیں - ھم نہیں جانتے اور نہیں جان سکتے کہ کونسی چنگاری ، ان بےشمار چنگاریوں میں سے جو عالمی

معاشی اور سیاسی بحران کے زیر اثر سارے ملکوں میں اڑ رہی ھیں عوام کو خاص طور سے بیدار کرنے کے معنی میں بھڑک کر شعلہ بن جائےگی۔ اور اسی‌لئے یہ ھمارا فرض ھے کہ ھم اپنے نئے کمیونسٹ اصولوں کے ساتھ سب کو اور ھر ایک کو، حتی کہ زیادہ سے زیادہ پرانے، فرسودہ اور بظاھر مایوس کن شعبوں کی ”تشکیل نو“ کریں کیونکہ اس کے بغیر ھم اپنے فریضے نہیں پورے کر سکیں گے، ھمہ‌گیر نہ ھوں گے، ھمارے پاس ھر طرح کے اسلحہ نہ ھوں‌گے، نہ تو بورژوازی پر فتح حاصل کرنے کیلئے تیار ھوں‌گے (جس نے بورژوا ڈھنگ سے سماجی زندگی کے تمام پہلوؤں کی تعمیر کی تھی اور اب ان کو منتشر کر دیا ھے) اور نہ ساری زندگی کی اس کمیونسٹ تنظیم‌نو کیلئے جو اس فتح کے بعد ھوگی۔

روس میں پرولتاری انقلاب اور بین‌اقوامی پیمانے پر اس کی فتوحات کے بعد جو بورژوازی اور کوتاہ‌بینوں کے لئے غیرمتوقع تھیں ساری دنیا مختلف ھو گئی ھے اور بورژوازی بھی ھر جگہ مختلف ھو گئی ھے۔ وہ ”بالشویزم“ سے ڈر گئی ھے، اس پر غصے کی وجہ سے تقریباً پاگل ھو گئی ھے اور اسی‌لئے وہ ایک طرف تو واقعات کے ارتقا کو تیز کر رھی ھے اور دوسری طرف بالشویزم کو تشدد سے دبانے پر اپنی توجہ مرکوز کر رھی ھے اور اس طرح متعدد دوسرے شعبوں میں اپنی پوزیشن کو کمزور بنا رھی ھے۔ تمام ترقی‌یافتہ ملکوں کے کمیونسٹوں کو ان دونوں حالات کا اپنے طریقۂ کار میں لحاظ رکھنا چاھئے۔

جب روسی کیڈیٹوں اور کیرینسکی نے بالشویکوں کے خلاف جنون‌آمیز ظلم‌وستم شروع کیا، خصوصاً اپریل ۱۹۱۷ء سے اور اس سے زیادہ جون اور جولائی ۱۹۱۷ء میں، وہ حد سے باھر ھو گئے۔ بورژوا اخباروں کی لاکھوں کاپیوں نے بالشویکوں کے خلاف چیخ چیخ کر عوام کو اس طرف توجہ دلائی کہ وہ بالشویزم کو پرکھیں، اور اخباروں کے علاوہ ساری سماجی زندگی، بورژوازی کے ”جوش“ کیوجہ سے، بالشویزم کے بارے میں بحث سے بھر گئی۔ آجکل بین‌اقوامی پیمانے پر تمام ملکوں کے کروڑپتی ایسا رویہ اختیار کر رھے ھیں کہ ھمیں ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاھئے۔ وہ بالشویزم

کا اسی طرح پیچھا پکڑے ہوئے ھیں جس طرح اسکا پیچھا کیرینسکی اینڈ کمپنی نے کیا تھا۔ وہ بھی اس کو "حد سے باھر" کر رھے ھیں اور اسی طرح ھماری مدد کر رھے ھیں جیسے کیرینسکی نے کیا تھا۔ جب فرانسیسی بورژوازی اپنے انتخابی ایجی‌ٹیشن کا مرکزی نقطہ بالشویزم کو بناتی ھے اور نسبتاً معتدل یا مذبذب سوشلسٹوں پر بالشویزم کا پیرو ھونے کیلئے ناراض ھوتی ھے، جب امریکی بورژوازی، بالکل حواس کھو کر ھزارھا لوگوں کو بالشویزم کا حامی ھونے کے شبہ میں پکڑ لیتی ھے، بدحواسی کی فضا پیدا کر دیتی ھے اور ھر طرف بالشویک سازشوں کے قصے پھیلاتی ھے، جب دنیا کی "سنجیدہ‌ترین" برطانوی بورژوازی، اپنی ساری عقل و تجربے کے باوجود، "بالشویزم سے جدوجہد کےلئے" دولت‌مند "انجمنیں" قائم کرنے کی ناقابل یقین حماقت کرتی ھے، بالشویزم کے بارے میں مخصوص ادب کا اجرا کرتی ھے اور بالشویزم سے جدوجہد کےلئے مزید سائنس‌دانوں، پرچارکوں اور پادریوں کو بھرتی کرتی ھے، — ھم کو سرمایہ‌دار حضرات کے سامنے جھک کر انکا شکریہ ادا کرنا چاھئے۔ وہ ھمارےلئے کام کر رھے ھیں۔ وہ بالشویزم کی نوعیت اور اھمیت کے سوالوں سے عوام میں دلچسپی پیدا کرکے ھماری مدد کررھے ھیں۔ اور وہ اسکے علاوہ کچھ اور کر بھی نہیں سکتے کیونکہ وہ بالشویزم کے بارے میں "خاموش رہ کر" اس کا گلا گھونٹنے میں ناکام رھے ھیں۔

لیکن ساتھ ھی بورژوازی بالشویزم کا تقریباً صرف ایک رخ دیکھ رھی ھے : بغاوت، تشدد اور دھشت۔ اسی لئے بورژوازی اس شعبے میں خاص طور سے ضرب لگانے اور مزاحمت کرنے کی تیاری کرتی ھے۔ ممکن ھے کہ علحدہ علحدہ واقعات میں، علحدہ علحدہ ملکوں میں، کسی مختصر مدت کیلئے وہ کامیاب ھوجائے : ایسے امکان کو پیش‌نظر رکھنے کی ضرورت ھے اور ھمارےلئے اسمیں کوئی خوفناک بات نہیں ھے اگر اسمیں اسکو کامیابی ھو۔ کمیونزم سماجی زندگی کے ھر پہلو سے قطعی طور پر "نمودار" ھو رھا ھے، اسکی کونپلیں قطعی طور پر ھر طرف ھیں۔ یہ "وبا" (اگر بورژوازی اور بورژوا پولیس کی مرغوب اور انتہائی پسندیدہ تشبیہہ

میں کہا جائے) جسم میں اچھی طرح سرایت کر گئی ہے اور سارے جسم میں پھیل گئی ہے۔ اگر خاص کوششوں سے اسکا ایک راستہ ''روکا،، جاتا ہے تو ''وبا،، اپنے لئے دوسرا راستہ ڈھونڈھ نکالتی ہے جو کبھی کبھی انتہائی غیرمتوقع ہوتا ہے۔ زندگی اپنا راستہ بنا لیتی ہے۔ بورژوازی کو هذیان میں مبتلا رهنے دو، پاگل‌پن کی حد تک غصہ کرنے دو، حد سے باهر جانے دو، حماقتیں کرنے دو، قبل سے هی بالشویکوں سے بدلہ لینے دو اور ماضی و مستقبل کے مزید سیکڑوں، هزاروں اور لاکھوں بالشویکوں کو قتل کرنے کی کوششیں (هندستان، هنگری اور جرمنی وغیرہ میں) کرنے دو: اس طرح کا رویہ اختیار کرکے بورژوازی وهی کررهی ہے جو تاریخ کے مذمت کئے هوئے تمام مردہ طبقوں نے کیا ہے۔ کمیونسٹوں کو جاننا چاهئے کہ مستقبل بهر صورت انکا ہے اور اسی‌لئے هم عظیم انقلابی جدوجهد کے زبردست جوش کو بورژوازی کی پاگل‌پن کی بے چینی کے زیادہ سے زیادہ ٹھنڈے دل اور گهرے جائزے سے مربوط کر سکتے هیں (اور همیں یہ کرنا چاهئے)۔ روسی انقلاب کو ۱۹۰۵ء میں بری طرح کچل دیا گیا، روسی بالشویک جولائی ۱۹۱۷ء میں کچل دئے گئے (۵۳)، ۱۵ هزار جرمن کمیونسٹ شیڈمان اور نوسکے کی مکارانہ اشتعال‌انگیزیوں اور عیارانہ چالوں کا شکار هوئے جنهوں نے بورژوازی اور شاہ پرست جنرلوں کے ساتھ مل کر یہ کام کیا ہے، فن‌لینڈ اور هنگری میں سفید دهشت پھیلی هوئی ہے۔ لیکن تمام حالات میں اور تمام ملکوں میں کمیونزم مضبوط هو رها ہے اور بڑھتا چلا جا رها ہے اور اس‌کی جڑیں ایسی گهری هیں کہ اس کے خلاف جبرو تشدد اس کو کمزور نهیں بلکہ زیادہ مضبوط بناتا ہے۔ فتح تک اعتماد اور عزم کے ساتھ همارے آگے بڑھنے میں صرف ایک بات کی کمی رہ گئی ہے یعنی تمام ملکوں میں سارے کمیونسٹوں کا اس ضرورت کے بارے میں عام اور قطعی طور سے سوچا سمجھا شعور کہ وہ اپنے طریقۂ کار میں زیادہ سے زیادہ لوچدار هوں۔ لاجواب طور پر پروان چڑھنےوالا کمیونزم خصوصاً ترقی‌یافتہ ملکوں میں یہ شعور اور عملی طور پر اس شعور کو استعمال کی اهلیت کافی نهیں رکھتا۔

جو کچھ ایسے اعلی صاحبان علم مارکسیسٹوں اور سوشلزم کیلئے وقف دوسری انٹرنیشنل کے لیڈروں جیسے کاؤتسکی اور اوٹو باؤیر وغیرہ کے ساتھ ہوا وہ کارآمد سبق ہو سکتا تھا (اور ہونا چاہئے تھا) ۔ وہ پوری طرح لوچدار طریقۂ کار کو جانتے تھے، انہوں نے مارکسی جدلیات خود سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں (اور اس میں سے بہت کچھ جو انہوں نے کیا ہے ہمیشہ سوشلسٹ ادب کیلئے بیش بہا اضافہ رہے گا) ۔ لیکن انہوں نے ان جدلیات کے استعمال میں ایسی غلطی کی یا عملی کاموں میں ایسے غیرجدلیاتی لوگ ثابت ہوئے جو صورتوں میں تیز تبدیلی کو پیش نظر رکھنے اور پرانی صورتوں کو نئے مواد سے بھرنے میں نااہل رہے اور ان کی قسمت بھی ہائنڈمان، گید اور پلیخانوف کی قسمت سے کچھ زیادہ قابل رشک نہیں ہے ۔ ان کے دیوالیہ پن کا بنیادی سبب یہ تھا کہ انہوں نے مزدور تحریک اور سوشلزم کے ارتقا کے ایک رخ کی طرف " ٹکٹکی "، باندھ لی، اسکے یک رخی ہونے کے بارے میں بھول گئے، اس زبردست تبدیلی کو دیکھنے سے ڈرے جنکو معروضی حالات نے ناگزیر بنا دیا تھا اور ان معمولی حقائق کو ازبر رٹتے رہے جو پہلی نظر میں مسلمہ معلوم ہوتے ہیں مثلاً تین دو سے زیادہ ہوتے ہیں ۔ لیکن سیاست ریاضی سے زیادہ الجبرا سے مشابہہ ہے، اور ابتدائی ریاضی کے مقابلے میں اعلی ریاضی سے زیادہ ملتی جلتی ہے۔ حقیقت میں سوشلسٹ تحریک کی تمام پرانی صورتیں نئے مواد سے بھر گئی ہیں، اسی لئے اعداد کے سامنے " نفی "، کی نئی علامت آ گئی لیکن ہمارے داناؤں نے ضد کے ساتھ خود اپنے کو اور دوسروں کو یہ یقین دلانا جاری رکھا (اور جاری رکھتے ہیں) کہ " نفی تین "، " نفی دو "، سے بڑا ہے ۔

ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ کمیونسٹ اس طرح کی غلطی نہ کریں، مگر مخالف معنی میں، یا یہ کہنا بہتر ہوگا کہ اسی طرح کی غلطی مگر مخالف معنی میں جو " بائیں بازو "، کے کمیونسٹ کر رہے ہیں، جلد از جلد ٹھیک کی جائے اور جسم کو اس بیماری سے پاک کیا جائے ۔ صرف دائیں بازو کی اصول پرستی ہی نہیں بلکہ بائیں بازو کی اصول پرستی بھی غلط ہے ۔ یہ سچ ہے کہ اس وقت بائیں بازو کی اصول پرستی کی غلطی ہزار گنی کم خطرناک اور کم

اهمیت رکھتی ہے بمقابلہ دائیں بازو کی اصول پرستی کی غلطی کے (یعنی سوشل شاونزم اور کاؤتسکی‌ازم) ۔ لیکن اسکا سبب محض یہ ہے کہ بائیں بازو کے کمیونزم کا رجحان بہت کمسن ہے ، صرف ابھی پیدا ہوا ہے ۔ صرف اسی لئے اس بیماری کو ، مخصوص حالات کے تحت ، آسانی سے دور کیا جا سکتا ہے اور اس کو دور کرنے کیلئے زیادہ سے زیادہ سرگرمی کی ضرورت ہے ۔

پرانی صورتیں پھول کر پھٹ گئیں کیونکہ ہوا یہ کہ ان میں نیا مواد — پرولتاری دشمن اور رجعت‌پرست — بےحد ہوگیا تھا ۔ بین‌اقوامی کمیونزم کے ارتقا کے نقطۂنظر سے اب ہمارے پاس کام کےلئے ایسا مستحکم ، زوردار اور طاقتور مواد ہے (سوویت اقتدار کےلئے ، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کےلئے) کہ وہ اپنے کو کسی بھی صورت میں ، نئی یا پرانی ، ظاہر کر سکتا ہے اور کرنا چاھئے ، اسکو تمام صورتوں کو نیا جنم دینا چاھئے ، ان پر قابو پانا اور اپنے تحت میں لانا چاھئے ، نہ صرف نئی بلکہ پرانی صورتوں کو بھی — اس لئے نہیں کہ پرانی سے صلح کرلی جائے بلکہ اسلئے کہ سب اور ہر نئی اور پرانی صورت کو کمیونزم کی مکمل اور مختتم ، فیصلہ‌کن اور ناقابل تنسیخ فتح کا ہتیار بنایا جائے ۔

کمیونسٹوں کو اپنی ساری کوششیں لگا دینا چاھئے کہ مزدور تحریک اور عام طور پر سماجی ارتقا کو ایسے راستے پر چلائیں جو سوویت اقتدار اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی عالمی فتح کیلئے سب سے سیدھا اور سب سے جلد پہنچانےوالا ہو ۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے ۔ لیکن ایک چھوٹا قدم آگے بڑھانا ہے ، غالباً اسی سمت ، اور حقیقت غلطی میں تبدیل ہوجاتی ہے ۔ اگر ہم یہ کہیں جس طرح جرمن اور برطانوی بائیں بازو کے کمیونسٹ کہتے ہیں کہ ہم صرف ایک بات مانتے ہیں ، صرف سیدھے راستے کو ، کہ ہم چالبازی ، صلح‌جوئی اور سمجھوتوں کی اجازت نہیں دینگے تو بس یہ غلطی ہوگی جو کمیونزم کو سنگین نقصان پہنچا سکتی ہے ، کچھ پہنچا چکی ہے اور پہنچا رہی ہے ۔ دائیں بازو کی اصول پرستی صرف پرانی صورتوں کو ماننے پر اڑی رہی ہے اور نئے مواد کو نظرانداز کرکے انتہائی دیوالیہ ہو چکی ہے ۔ بائیں بازو کی اصول پرستی بعض پرانی صورتوں

کو غیرمشروط طور پر مسترد کرنے کیلئے اڑی ہوئی ہے اور یہ نہیں دیکھتی کہ نیا مواد سب اور ہر صورت میں اپنے لئے راستہ بنا رہا ہے ، کہ کمیونسٹوں کی حیثیت سے ہمارا فرض تمام صورتوں پر قابو پانا ، یہ سیکھنا ہے کہ کس طرح انتہائی تیزی کے ساتھ ایک صورت کو دوسری کے ساتھ جوڑا جائے ، ایک کو دوسری سے بدلا جائے ، اور اس طرح کی ہر تبدیلی کےلئے اپنے طریقۂ کار کو موزوں بنایا جائے جو ہمارے طبقے یا ہماری کوششوں سے نہیں پیدا ہوئی ہے۔

عالمی سامراجی جنگ کی دہشتوں ، نفرت‌انگیز حرکتوں ، خباثت سے اور اس کی پیدا کی ہوئی مایوس کن صورت‌حال سے عالمی انقلاب کو بہت زوردار مہمیز اور تیز کرنےوالا دھکا لگا ہے ، یہ انقلاب اپنی وسعت اور گہرائی میں ایسی شاندار تیزی سے ، صورتوں میں تبدیلی کی ایسی لاجواب دولت کے ساتھ ، ساری اصول‌پرستی کی ایسی سبق‌آموز عملی تردید کے ساتھ بڑھ رہا ہے جس سے یہ توقع کرنے کی پوری بنیاد پیدا ہوتی ہے کہ بین‌اقوامی کمیونسٹ تحریک " بائیں‌بازو " کے کمیونزم کی طفلانہ بیماری سے جلد اور مکمل طور سے شفا پائےگی۔

۲۷ اپریل ۱۹۲۰ ء

ضمیمه

ابھی ھمارے ملک میں ، جس کو ساری دنیا کے سامراجیوں نے پرولتاری انقلاب کے انتقام میں لوٹا ھے اور جس کو وہ اب بھی لوٹ رھے اور اس کی ناکہبندی کر رھے ھیں ان وعدوں کے باوجود جو انھوں نے اپنے مزدوروں سے کئے تھے ، ابھی ھمارے اشاعت گھر میرے پمفلٹ کو چھاپ نہ سکے تھے کہ اتنے میں بیرون ملک سے مزید مواد آ گیا۔ میں اپنے پمفلٹ کے لئے کسی صحافی کے سرسری نوٹ سے زیادہ کوئی دعوی نہیں کرتا اور میں مختصر طور سے کچھ نکات کے بارے میں کھونگا۔

(۱)

جرمن کمیونسٹوں میں پھوٹ

جرمنی میں کمیونسٹوں میں پھوٹ حقیقت بن گئی ھے۔ "بائیں بازو والوں" یا "اصولی حزب مخالف" نے "کمیونسٹ پارٹی" سے الگ خاص "کمیونسٹ مزدور پارٹی" بنا لی ھے (۵۴)۔ اٹلی میں بھی بظاھر حالات پھوٹ کی طرف جا رھے ھیں۔ میں "بظاھر" کھتا ھوں کیونکہ میرے پاس بائیں بازو کے اخبار "سوویت" («Il Soviet») کے صرف دو ضمنی شمارے (نمبر ۷ و ۸) ھیں جن میں پھوٹ کے امکان اور ضرورت پر علانیہ بحث کی گئی ھے اور

” اجتناب کرنےوالوں ،، (یا بائیکاٹ کرنےوالوں یعنی پارلیمنٹ میں شرکت کے مخالفین) کے گروپ کی کانگرس منعقد کرنے کی بھی بات ہو رہی ہے۔ یہ گروپ ابھی تک اطالوی سوشلسٹ پارٹی میں ہے۔

اس بات کا خطرہ ہے کہ ” بائیں بازو والوں ،، سے ، جو پارلیمنٹ کے مخالف (انکا کچھ حصہ سیاست کا مخالف بھی ہے ، سیاسی پارٹی اور ٹریڈیونین میں کام کا مخالف) ہیں ، پھوٹ بین‌اقوامی مظہر بن‌جائےگی جیسا کہ ” مرکز پرستوں ،، (یا کاؤتسکی‌والوں ، لونگےوالوں اور انڈپنڈنٹ‌والوں وغیرہ) سے پھوٹ میں ہوا تھا۔ ایسا ہونے دو۔ بہرحال پھوٹ بہتر ہے انتشار سے جو پارٹی کی فکری ، نظریاتی اور انقلابی نشوونما اور اس کی پختگی کو ، اس کے ہم‌آہنگ اور درحقیقت اس منظم عملی کام کو روکتا ہے جو واقعی پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کےلئے راستہ ہموار کرتا ہے۔

” بائیں بازو والوں ،، کو قومی اور بین‌اقوامی پیمانے پر اپنی عملی آزمائش کرنے دو اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی تیاری (اور بعد میں اس کو عملی جامہ پہنانے) کی کوشش خوب مرکوز ، آہنی ڈسپلن رکھنےوالی پارٹی کے بغیر ، ہر شعبے ، شاخ اور طرح طرح سیاسی اور تہذیبی کام میں مہارت حاصل کئے بغیر کرنے دو۔ عملی تجربہ جلد ہی ان کو سبق دیگا۔

صرف اس بات کےلئے ساری کوششیں کرنے کی ضرورت ہے کہ ” بائیں بازووالوں ،، سے پھوٹ سوویت اقتدار اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ سے خلوص اور خیرسگالی کے جذبات رکھنےوالے مزدور تحریک کے سارے شرکا کے اس اتحاد میں رکاوٹ نہ پیدا کرے یا امکانی طور پر کم سے کم رکاوٹ پیدا کرے جو مستقبل قریب میں ناگزیر اور ضروری ہے۔ روس میں بالشویکوں کی یہ خاص خوش‌قسمتی تھی کہ ان کو منشویکوں (یعنی موقع‌پرستوں اور ” مرکز پرستوں ،،) اور ” بائیں بازو والوں ،، کے خلاف منظم اور مختتم جدوجہد کےلئے قبل اس کے پندرہ سال تھے جب پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کےلئے براہ راست عوامی جدوجہد شروع ہوئی۔ یورپ اور امریکہ میں اب اس کام کو ” تیزرفتار پیش‌قدمیوں ،، کے ذریعہ کرنا ہے۔ بعض افراد ، خصوصاً قیادت کی

ناکام تمنا رکھنے والے بہت دنوں تک اپنی غلطیوں پر اڑے رہ سکتے ھیں (اگر وہ پرولتاری ڈسپلن سے عاری ھیں اور خود اپنے سے ایمانداری نہیں برتتے) لیکن مزدور لوگ وقت آنے پر آسانی اور تیزی سے ایک پارٹی میں اپنے کو اور تمام پرخلوص کمیونسٹوں کو متحد کر لیں گے جو سوویت نظام اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے قیام کی صلاحیت رکھتے ھیں۔ *

---

* مستقبل میں پارلیمنٹ کے مخالف، "بائیں بازو" کے کمیونسٹوں کے عام طور پر کمیونسٹوں سے اتحاد کے بارے میں میں یہ مزید اضافہ کرونگا۔ جہاں تک مجھے جرمنی کے "بائیں بازو" کے کمیونسٹوں اور عام طور پر کمیونسٹوں کے اخباروں سے واقفیت حاصل کرنے کا موقع ملا ھے میں نے یہ پایا ھے کہ عوام میں ایجی‌ٹیشن کےلئے آخرالذکر کے مقابلے میں اول‌الذکر زیادہ صلاحیت رکھتے ھیں۔ میں نے کچھ اسی طرح کی بات بالشویک پارٹی کی تاریخ میں بھی دیکھی ھے، اگرچہ چھوٹے پیمانے پر، انفرادی اور مقامی تنظیموں میں لیکن قومی پیمانے پر نہیں۔ مثلاً ۱۹۰۷ — ۸ ء میں "بائیں بازو" کے بالشویکوں نے کچھ موقعوں پر اور کچھ جگہوں پر عوام میں بمقابلہ ھمارے زیادہ کامیاب ایجی‌ٹیشن کیا۔ ممکن ھے اسکی کچھ وجہ یہ رھی ھو کہ کسی انقلابی لمحے میں یا جب انقلاب کی یادیں تازہ ھوں عوام کے پاس "سادہ" منفی طریقۂ کار لیکر جانا زیادہ آسان ھے۔ پھر بھی یہ اس طریقۂ کار کے صحیح ھونے کی دلیل نہیں ھے۔ بہرحال، اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ وہ کمیونسٹ پارٹی جو انقلابی طبقے، پرولتاریہ کا واقعی ھراول، اگوا کار دستہ بننا چاھتی ھے اور جو مزیدبرآں وسیع پیمانے پر عوام کی، نہ صرف پرولتاری بلکہ غیرپرولتاری بھی محنت کش اور استحصال کے شکار عوام کی رھنمائی کرنا سیکھنا چاھتی ھے، اس کا فرض یہ ھے کہ وہ یکساں شہروالوں، فیکٹری‌والوں اور دیہاتوں کےلئے زیادہ سے زیادہ آسان، زیادہ سے زیادہ قابل فہم، زیادہ سے زیادہ صاف اور جاندار پروپیگنڈا، تنظیم اور ایجی‌ٹیشن کرنے کی صلاحیت رکھے۔

جرمنی میں کمیونسٹ اور انڈپنڈنٹ

میں نے اس پمفلٹ میں یہ رائے پیش کی ہے کہ کمیونسٹوں اور انڈپنڈنٹ پارٹی کے بائیں بازو کے لوگوں کے درمیان سمجھوتہ کمیونزم کےلئے ضروری اور کارآمد ہے لیکن اس کی تکمیل آسان نہ ہوگی۔ اس کے بعد جو اخبارات مجھ کو ملے ہیں ان سے ان دونوں باتوں کی تصدیق ہوتی ہے۔ جرمن کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے ترجمان اخبار ''لال جھنڈا،، کے شمارہ ۳۲ میں («Die Rote Fahne» (٥٥), Zentralorgan der Kommunistischen Partei Deutschlands, Spartakusbund, 26. III. 1920) اس مرکزی کمیٹی کا ایک'' اعلان،، کاپ — لیوتویتس کے فوجی «Putsch» (سازش، مہم) اور ''سوشلسٹ حکومت،، کے سوال کے بارے میں ہے۔ یہ اعلان اپنی بنیادی منطق اور عملی نتائج دونوں نقطۂہائے نظر سے بالکل صحیح ہے۔ بنیادی منطق یہ ہے کہ فی‌الحال پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کےلئے ''معروضی بنیاد،، نہیں ہے کیونکہ ''شہری مزدوروں کی اکثریت،، انڈپنڈنٹ لوگوں کی حامی ہے۔ اس سے نتیجہ یہ اخذ کیا جاتا ہے: اگر ''بورژوا سرمایہ‌دار پارٹیوں کو نکال دیا جائے تو سوشلسٹ،، حکومت کی ''وفادار حزب مخالف،، ہونے کا وعدہ ہے (یعنی ''تشدد سے تختہ الٹنے،، کی تیاری سے انکار)۔

بنیادی طور پر یہ طریقۂ کار بلا شبہ صحیح ہے۔ پھر بھی، اگر تصریح کی چھوٹی موٹی غلطیوں کو نظرانداز کر دیا جائے تب بھی خاموشی سے اسکو درگزر نہیں کیا جا سکتا کہ سوشل غداروں کی حکومت کو ''سوشلسٹ،، (کمیونسٹ پارٹی کے ایک سرکاری اعلان میں) نہیں کہا جا سکتا، کہ جب شیڈمانوں، کاؤتسکیوں اور کریسپینوں کی پارٹیاں پیٹی بورژوا ڈیموکریٹک ہیں اس وقت ''بورژوا سرمایہ‌دار پارٹیوں،، کو الگ کرنے کی بات نہیں کی جا سکتی، ایسی باتیں نہیں لکھی جا سکتیں جیسی کہ اس اعلان کے پیراگراف ۴ میں لکھی گئی ہیں۔ اس میں کہا گیا ہے:

”... کمیونزم کی طرف پرولتاری عوام کو مزید لانے کیلئے، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے نقطۂنظر سے، یہ حالت بہت ہی اہم ہے جب کہ سیاسی آزادی کو بلا کسی پابندی کے استعمال کیا جا سکے اور جب بورژوا ڈیموکریسی سرمائے کی ڈکٹیٹرشپ کی حیثیت سے کارفرما نہ ہوسکے ...“

ایسی حالت ممکن نہیں ہے۔ پیٹی بورژوا لیڈر، جرمن ہنڈرسن (شیئڈمان) والے اور اسنوڈین (کریسپین) والے بورژوا ڈیموکریسی کے ڈھانچے سے باہر نہیں جاتے اور نہیں جا سکتے جو سرمائے کی ڈکٹیٹرشپ کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتی۔ ان عملی نتائج کو حاصل کرنے کے لحاظ سے جن کے واسطے کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی بجا طور پر کام کرتی رہی ہے ایسی باتیں لکھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی جو اصولی طور پر غلط اور سیاسی طور پر مضرت رساں ہیں۔ اس کےلئے صرف یہ کہنا کافی ہوتا (اگر کسی کو پارلیمانی آداب برتنا ہیں) : جب تک شہری مزدور کی اکثریت انڈپنڈنٹ لوگوں کی حمایت کرتی ہے ہم کمیونسٹوں کو اس کےلئے کچھ نہ کرنا چاہئے کہ یہ مزدور اپنے آخری تنگ نظر جمہوری (یعنی ”بورژوا سرمایہدارانہ“ بھی) فریب خیال کو خود ”اپنی“ حکومت کے تجربے سے ختم کر دیں۔ یہ سمجھوتے کیلئے کافی بنیاد ہے جو واقعی ضروری ہے اور جس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ مدت کیلئے اس حکومت کا تشدد سے تختہ الٹنے کی تمام کوششیں ترک کر دینی چاہئیں جو شہری مزدوروں کی اکثریت کا اعتماد رکھتی ہے۔ لیکن عوام کے درمیان روزمرہ کے ایجیٹیشن میں، جو سرکاری پارلیمانی آداب کے حدود کا پابند نہیں ہے، یہ بھی کہا جا سکتا ہے : شیئڈمان جیسے بدمعاشوں اور کاؤتسکی اور کریسپین جیسے تنگ نظروں کو اپنے اعمال سے ہی اس کو بےنقاب کرنے دو کہ انہوں نے خود اپنے کو اور مزدوروں کو کتنی حماقت میں مبتلا کیا ہے، ان کی ”پاک صاف“ حکومت سوشلزم، سوشل ڈیموکریسی اور سماجی غداری کی دوسری شکلوں کے اوجیائی اصطبل*

* دیکھئے تشریحی نوٹ ۸۰۔ (ایڈیٹر)

کو "صاف" کرنے کا کام "انتہائی صفائی" سے کریگی۔

"جرمن انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی" کے موجودہ لیڈروں (وہ لیڈر جن کے بارے میں یہ جھوٹ کہا جاتا ھے کہ گویا وہ سارا اثر کھو چکے ھیں جبکہ درحقیقت وہ پرولتاریہ کے لئے ہنگری کے ان سوشل ڈیموکریٹوں سے بھی زیادہ خطرناک ھیں جو اپنے کو کمیونسٹ کہتے ھیں اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی حمایت کا وعدہ کرتے ھیں) کی اصلی فطرت کا اظہار اس بغاوت میں ہوا جو جرمنی میں کورنیلوف بغاوت کے برابر تھی یعنی کاپ - لیوتویتس بغاوت * میں۔ دو مختصر مضامین سے اس کی مختصر لیکن جامع تصویر ملتی ھے: ایک کارل کاؤتسکی کا مضمون "فیصلہ کن منٹ" («Entscheidende Stunden») جو انڈپنڈنٹ لوگوں کے ترجمان اخبار «Freiheit» (آزادی) (۵۷) میں ۳۰ مارچ ۱۹۲۰ء کو شایع ہوا اور دوسرا آرتھر کریسپین کا مضمون "سیاسی صورت حال پر" ۱۴ اپریل ۱۹۲۰ء کو اسی اخبار میں شائع ہوا۔ یہ حضرات کسی طرح بھی انقلابی کی حیثیت سے نہ تو سوچ سکتے ھیں اور نہ بحث کر سکتے ھیں۔ یہ ٹسوے بہانےوالے تنگ نظر ڈیموکریٹ ھیں جو پرولتاریہ کےلئے ہزار گنا خطرناک ھیں اگر وہ سوویت اقتدار اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے حامی ہونے کا اعلان کرتے ھیں کیونکہ عملی طور پر وہ ہر دشوار اور خطرناک وقت میں لازمی طور پر غداری کریں گے ... "خلوص" کے ساتھ یہ یقین کرتے ہوئے کہ وہ پرولتاریہ کی مدد کر رہے ھیں! ہنگری کے سوشل ڈیموکریٹوں کو لیجئے، اپنے کو کمیونسٹوں کا نام دیکر پرولتاریہ کی "مدد" کرنا چاہتے تھے جبکہ

---

* برسبیل تذکرہ اس کو غیرمعمولی طور پر صاف، مختصر اور صحیح، مارکسی ڈھنگ سے آسٹریائی کمیونسٹ پارٹی کے لاجواب اخبار "لال جھنڈا" میں ۲۸ و ۳۰ مارچ ۱۹۲۰ء کو دیا گیا ھے («Die Rote Fahne» (۵۶), Wien 1920, №№ 266 u. 267; L.L.: «Ein neuer Abschnitt der deutschen Revolution»). (ل - ل: "جرمن انقلاب کی نئی منزل"۔ ایڈیٹر)

اپنی بزدلی اور تذبذب کی وجہ سے انھوں نے ھنگری میں سوویت اقتدار کی پوزیشن کو مایوس کن سمجھا اور اتحاد ثلاثہ کے سرمایہ‌داروں اور اتحاد ثلاثہ کے جلادوں کے ایجنٹوں کے سامنے ریں ریں کرنے لگے۔

(۳)

اٹلی میں توراتی اینڈ کمپنی

اطالوی اخبار ''ال سوویت،، کے متذکرہ بالا شماروں سے اس کی پوری تصدیق ھوتی جس کا میں نے اپنے پمفلٹ میں اطالوی سوشلسٹ پارٹی کی غلطی کے بارے میں اظہار کیا ھے جو اپنی صفوں میں ایسے ممبروں اور حتی کہ پارلیمنٹ والوں کے ایسے گروپ کو برداشت کرتی ھے۔ اس کی مزید تصدیق برطانوی بورژوا اعتدال پرست اخبار «The Manchester Guardian» کے روم کے نامہ‌نگار جیسے باھر کے مشاھد کی طرف سے ھوتی ھے جس نے ۱۲ مارچ ۱۹۲۰ء کے شمارے میں توراتی سے اپنا انٹرویو شایع کیا ھے۔ اس نامہ‌نگار نے لکھا ھے:

> ''سینور توراتی کی رائے ھے کہ انقلاب کا خطرہ ایسا نہیں ھے کہ اٹلی میں بےبنیاد خوف پیدا ھو۔ انتہاپسند لوگ سوویت نظریات کی آگ سے محض اسلئے کھیل رھے ھیں تاکہ عوام کو بیدار کر سکیں اور اکسا سکیں۔ بہرحال، یہ نظریات بالکل داستانی خیالات، ناپختہ‌کار پروگرام ھیں جن کو عملی طور پر استعمال میں نہیں لایا جا سکتا۔ وہ صرف اس کےلئے موزوں ھیں کہ کام کرنےوالے طبقوں کو امید کی حالت میں رکھیں۔ وھی لوگ جو ان کو لبھاوے کے طور پر استعمال کرتے ھیں تاکہ پرولتاریہ کی آنکھیں چوندھیا دیں اپنے آپ کو روزمرہ کی جدوجہد کےلئے مجبور پاتے ھیں تاکہ کوئی ایسی معاشی سہولت حاصل کرلیں، جو اکثر معمولی ھوتی

ہے ، اور اس طرح اس لمحے میں تاخیر کرا سکیں جب مزدور طبقہ اپنے وہموں اور مرغوب افسانوں کے یقین کو کھو بیٹھیگا۔ اسی لئے ہر پیمانے کی اور ہر سبب کی بنا پر ہڑتالوں کا ایک طویل سلسلہ ان تازہ ترین ہڑتالوں تک ہے جو ابھی ڈاک اور ریلوے کی سروسوں میں ہوئیں ، ایسی ہڑتالیں جو ملک کی بد حالت کو بدتر بناتی ہیں۔ ملک ان مشکلات کی وجہ سے پریشان ہے جو ایڈریاٹک کے مسئلے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں ، اپنے غیر ملکی قرضوں اور کاغذی زر کی بےحد اجرا سے دبا ہوا ہے اور پھر بھی ملک کام کے اس ڈسپلن کو اپنانے سے ابھی کہیں دور ہے جو واحد طور پر ملک میں نظم اور خوش‌حالی کو بحال کر سکتا ہے ...،،

یہ بات روز روشن کی طرح صاف ہے کہ برطانوی نامہ‌نگار نے وہ سچی بات اگل دی جس کی خود توراتی اور اٹلی میں اس کے بورژوا وکیل ، مددگار اور ولولہ بخشنےوالے پردہ پوشی اور رنگ آمیزی کرتے ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ توراتی ، تریویس ، مودیلیانی ، دوگونی اینڈ کمپنی کے خیالات اور سیاسی سرگرمیاں ٹھیک ایسی ہیں جیسی برطانوی نامہ‌نگار نے بیان کی ہیں۔ یہ بالکل سوشل غداری ہے۔ ذرا ان مزدوروں کے درمیان نظم اور ڈسپلن کی وکالت کو تو دیکھئے جو اجرتی غلامی میں مبتلا ہیں اور سرمایہ‌داروں کو دولت‌مند بنانے کیلئے محنت کرتے ہیں ! اور ہم روسیوں کے لئے یہ سب منشویکوں والی تقریریں کتنی جانی‌پہچانی ہیں ! اور کیسا بیش بہا اعتراف اس کا ہے کہ عوام سوویت اقتدار کے حق میں ہیں ! ہڑتالوں کے انقلابی رول کے بارے میں جو خودبخود پھیل رہی ہیں کیسی کندذہنی اور کمینی بورژوا ناسمجھی ہے ! ہاں ، ہاں ، بورژوا اعتدال‌پرست اخبار کے برطانوی نامہ‌نگار نے توراتی اینڈ کمپنی کے ساتھ بدسلوکی کی ہے اور کامریڈ بوردیگا اور ان کے ” ال سوویت ،، کے دوستوں کے مطالبے کی لاجواب تصدیق کی ہے جس میں یہ مانگ کی گئی ہے کہ اگر اطالوی سوشلسٹ پارٹی واقعی تیسری انٹرنیشنل

کے حق میں ہونا چاہتی ہے تو اس کو توراتی اینڈ کمپنی کو اپنی صفوں سے ذلیل کر کے نکال دینا چاہئے اور اپنے نام اور عمل دونوں لحاظ سے کمیونسٹ پارٹی بن جانا چاہئے۔

(۴)

صحیح مقدمات سے غلط نتائج

لیکن کامریڈ بوردیگا اور ان کے ''بائیں بازو،، کے دوست توراتی اینڈ کمپنی پر اپنی صحیح تنقید سے یہ غلط نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ پارلیمنٹ میں ہر طرح کی شرکت مضرت‌رساں ہے۔ اطالوی ''بائیں بازو والے،، اس نظرئے کی حمایت میں ذرہ برابر بھی سنجیدہ دلیل نہیں پیش کر سکتے۔ وہ بورژوا پارلیمنٹ کے واقعی انقلابی اور کمیونسٹ استعمال کی بین‌اقوامی مثالوں کو محض جانتے ہی نہیں (یا بھلا دینے کی کوشش کرتے ہیں) جو پرولتاری انقلاب کی تیاری میں مسلمہ طور پر بیش‌قیمت ہیں۔ وہ پارلیمانیت کے استعمال کے بارے میں کوئی ''نئی،، بات نہیں سوچ پاتے اور ''پرانے،، غیربالشویک طریقے کے بارے میں چلا چلا کر اپنی بات دھرا رہے ہیں۔

یہی ان کی بنیادی غلطی ہے۔ صرف پارلیمانی ہی نہیں بلکہ سرگرمیوں کے تمام شعبوں میں کمیونزم کو وہ پھیلانا چاہئے (اور بغیر طویل، مستحکم اور مستقل محنت کے وہ نہیں پھیلا سکتا) جو اصولی طور پر نیا اور بنیادی طور پر دوسری انٹرنیشنل کی روایات سے رشتہ توڑنے والا ہو (ساتھ ہی اس کو برقرار رکھے اور پروان چڑھائے جو اس میں اچھا ہو)۔

مثلاً صحافت کے کام کو لے لیجئے۔ اخبار، پمفلٹ اور اشتہار پروپیگنڈا، ایجی‌ٹیشن اور تنظیم کا ضروری کام کرتے ہیں۔ کسی بھی ملک میں، چاہے جتنا وہ تہذیب‌یافتہ کیوں نہ ہو بغیر صحافتی مشینری کے کوئی بھی عوامی تحریک نہیں چل سکتی۔ ''لیڈروں،، کے خلاف کوئی بھی چیخ پکار، کوئی بھی حلفی وعدہ کہ عوام کی پاکیزگی کو لیڈروں کے اثر سے محفوظ رکھا جائیگا ہمیں اس ضرورت سے چھٹکارا نہیں دلاتا کہ ہم اس کام کے لئے بورژوا دانش ور

ماحول کے لوگوں کو استعمال کریں، بورژوا ڈیموکریسی، ''نجی ملکیت،، کے ماحول اور معاملات سے چھٹکارا نہیں دلاتا جن میں یہ کام سرمایہ‌دار نظام میں کیا جاتا ہے۔ بورژوازی کا تختہ الٹنے، پرولتاریہ کے سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے ڈھائی سال بعد بھی ہم اپنے چاروں طرف بڑے پیمانے پر (کسانوں اور دستکاروں کا) بورژوا جمہوری، نجی ملکیت کے تعلقات کا یہ ماحول اور حالات دیکھتے ہیں۔

پارلیمانیت ایک قسم کا کام ہے اور صحافت دوسری طرح کا۔ اگر ان دونوں شعبوں کے کارکن واقعی کمیونسٹ اور پرولتاری، عوامی پارٹی کے واقعی ممبر ہیں تو دونوں کا مافیہ کمیونسٹ ہو سکتا ہے اور کمیونسٹ ہونا چاہئے۔ لیکن ان دونوں میں اور سرمایہ‌دار نظام میں اور سرمایہ‌دار نظام سے سوشلزم تک عبوری دور میں بھی کام کے ہر شعبے میں ان مشکلات سے، ان انوکھے فریضوں سے بھاگنا ممکن نہیں جن کا تعین اور حل پرولتاریہ کو کرنا ہے تاکہ وہ بورژوازی کی صفوں سے آئے ہوئے لوگوں کی خدمات کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرسکے، بورژوا دانش ورانہ تعصبات اور اثرات پر فتح حاصل کر سکے اور پیٹی بورژوا حالات کی مزاحمت کو کمزور (اور بالآخر پوری طرح تبدیل) کر سکے۔

کیا ۱۹۱۴ — ۱۸ء کی جنگ سے پہلے ہم نے اس بات کی بےحد مثالیں نہیں دیکھیں کہ تمام ملکوں میں شدید ''بائیں بازو،، کے انارکسٹ، سینڈیکیٹ والے اور دوسرے لوگ پارلیمانیت کے خلاف گرجتے تھے، بورژوازی کے خراب کئے ہوئے پارلیماتی سوشلسٹوں کا مذاق اڑاتے تھے، ان کے کیریرازم پر چوٹ کرتے تھے وغیرہ اور خود صحافت کے ذریعہ، سینڈیکیٹوں (ٹریڈیونینوں) میں کام کے ذریعہ اسی طرح کا بورژوا کیریر اپناتے تھے؟ کیا ژوؤ اور میرھیم صاحبان کی مثال، اگر فرانس تک محدود رہا جائے، عام نمونے کی نہیں ہے؟

پارلیمانیت میں شرکت سے ''انکار کرنے‌والوں،، کا بچپن یہ ہے کہ وہ ایسے ''سادہ،، '' آسان،، اور نام نہاد انقلابی طریقے سے مزدور تحریک کے اندر بورژوا جمہوری اثر کے خلاف جدوجہد

کے مشکل فریضے کو ''حل،، کا خیال رکھتے ہیں اور عملی طور پر خود اپنے سائے سے بھڑکتے ہیں، بس مشکلات کی طرف سے آنکھیں بند کرلیتے ہیں اور صرف زبانی ان کو دور کرتے رہتے ہیں۔ انتہائی شرمناک کیریرازم، پارلیمانی نشستوں کا بورژوا استعمال، پارلیمانی سرگرمیوں کی کھلی ہوئی اصلاح پرستانہ توڑمروڑ، ذلیل پیٹی بورژوا فرسودہ ڈھرا — یہ سب بلاشبہ سرمایہ‌دار نظام کے ہر جگہ پیدا کئے ہوئے مشترکہ اور رائج کردار ہیں، نہ صرف مزدور تحریک کے باہر بلکہ اس کے اندر بھی۔ لیکن یہ سرمایہ‌دار نظام اور اس کے پیدا کئے ہوئے بورژوا حالات (جو بورژوازی کا تختہ الٹنے کے بعد بھی بڑی سست رفتاری سے غائب ہوتے ہیں کیونکہ کسان لوگ برابر بورژوازی کو جنم دیتے رہتے ہیں) قطعی طور پر کام اور زندگی کے تمام شعبوں میں بورژوا کیریرازم، قومی شاونزم اور پیٹی‌بورژوا کمینہ‌پن وغیرہ کو جنم دیتے رہتے ہیں جو صورت میں ذرا مختلف ہیں لیکن مافیہ میں ایسے ہی ہیں۔

پیارے بائیکاٹ کے حامیو اور پارلیمانیت کے مخالفو آپ اپنے کو ''زبردست انقلابی،، خیال کرتے ہیں لیکن درحقیقت آپ مزدور تحریک کے اندر بورژوا اثرات کے خلاف جدوجہد کی نسبتاً چھوٹی مشکلات سے ڈر گئے ہیں جبکہ آپ کی فتح یعنی بورژوازی کا تختہ الٹنا اور پرولتاریہ کا سیاسی اقتدار حاصل کرنا، انہیں مشکلات کو اور زیادہ بڑی، بہت بڑے پیمانے پر بڑی بنا دےگی۔ بچوں کی طرح آپ چھوٹی سی مشکل سے ڈر گئے ہیں جو آج آپ کے سامنے ہے۔ آپ یہ نہیں سمجھتے کہ کل اور پرسوں آپ کو ایسی مشکلات کو پار کرنا سیکھنا اور بہت اچھی طرح سیکھنا پڑیگا جو آج سے کہیں زیادہ بڑی ہوں‌گی۔

سوویت اقتدار میں آپ کی اور ہماری پرولتاری پارٹی میں اور زیادہ بورژوا دانش‌ور گھسنے لگیں‌گے۔ وہ سوویتوں، عدالتوں اور نظامت میں گھسیں‌گے کیونکہ سرمایہ‌دار نظام کے تخلیق کئے ہوئے انسانی مواد کے بغیر کمیونزم کی تعمیر ممکن نہیں ہے، کیونکہ بورژوا دانش‌وری کو نکال باہر کرنا اور برباد کرنا ممکن نہیں ہے، اس کو جیتنے، پھر سے ڈھالنے، جذب کرنے اور پھر

سے تربیت دینے کی ضرورت ہے جیسا کہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی بنیاد پر طویل جدوجہد میں خود پرولتاریہ کی تربیت‌نو کی ضرورت ہے جو اپنے پیٹی بورژوا تعصبات کسی معجزے یا مقدس مریم کے زیراثر، نعرے، تجویز یا فرمان کے زیراثر یکدم نہیں ترک کردیتے بلکہ صرف طویل اور سخت عوامی جدوجہد میں جو عام پیٹی بورژوا اثرات کے خلاف ہوتی ہے۔ سوویت اقتدار میں یہی فریضے جن کو پارلیمانیت کے مخالف اتنے فخر، اتنے غرور، اتنی آسانی اور اتنے بچپن کے ساتھ ہاتھ جھٹک کر برخاست کر دیتے ہیں — یہی فریضے سوویتوں کے اندر پھر پیدا ہوتے ہیں، سوویت نظامت کے اندر، سوویت ''محافظان حقوق،، کے درمیان (ہم نے روس میں بورژوا قانونی وکالت کو توڑ دیا اور ٹھیک کیا کہ توڑدیا لیکن اس نے ہمارے یہاں ''سوویت،، ''محافظان حقوق،، کے پردے میں پھر جنم لیا ہے (۵۸))۔ سوویت انجنیروں، سوویت استادوں، مراعات رکھنے والے مزدوروں میں یعنی سوویت فیکٹریوں میں سب سے زیادہ مہارت اور سب سے اچھی پوزیشن رکھنےوالے مزدوروں میں ہم متواتر ان تمام منفی خط و خال کی تجدید دیکھ رہے ہیں جو بورژوا پارلیمانیت کی خصوصیت ہیں اور صرف مستقل، انتھک، طویل جدوجہد کے ذریعہ جس کی بنیاد پرولتاری تنظیم اور ڈسپلن پر ہے ہم رفتہ رفتہ اس برائی پر فتح حاصل کر رہے ہیں۔

واقعی بورژوازی کے اقتدار میں بورژوا عادتوں پر اپنی یعنی مزدور پارٹی میں فتح حاصل کرنا بہت ''مشکل،، ہے: پارٹی سے ان پارلیمانی لیڈروں کو نکال باہر کرنا ''مشکل،، ہے جن کو بورژوا تعصبات نے بہت ہی خراب کر دیا ہے، ان لوگوں کی قطعی ضروری تعداد کو (چاہے وہ بہت محدود ہو) پرولتاری ڈسپلن کے تحت لانا ''مشکل،، ہے جو بورژوازی سے نکل کر آئے ہیں، بورژوا پارلیمنٹ میں ایسے کمیونسٹ گروہ کا قیام ''مشکل،، ہے جو مزدور طبقے کیلئے پوری طرح سزاوار ہو، اس بات کی ضمانت ''مشکل،، ہے کہ کمیونسٹ ممبران پارلیمنٹ بورژوا پارلیمانی کھیل نہ کھیلیں بلکہ اپنے کو عوام میں پروپیگنڈا، ایجی‌ٹیشن اور تنظیم کے بہت ہی اہم کام میں لگائیں۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ یہ سب

''مشکل،، ہے۔ یہ روس میں مشکل تھا اور مغربی یورپ اور امریکہ میں کہیں زیادہ مشکل ہے جہاں بورژوازی کہیں زیادہ طاقتور ہے اور بورژوا جمہوری روایات کہیں زیادہ طاقتور ہیں وغیرہ وغیرہ۔

لیکن یہ سب ''مشکلات،، بچوں کا کھیل ہیں جب ان کا مقابلہ بالکل اسی قسم کے مسائل سے کیا جاتا ہے جن کو بہرحال پرولتاریہ کو ناگزیر طور پر حل کرنا ہے اپنی فتح کے لئے پرولتاری انقلاب کے دوران اور پرولتاریہ کے اقتدار حاصل کرنے کے بعد بھی۔ ان واقعی زبردست مسائل کے مقابلے میں جب کہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ میں لکھوکھا کسانوں، چھوٹے صاحبان ملکیت، لاکھوں دفتری ملازمین، افسروں اور بورژوا دانش‌وروں کو ازسرنو تربیت دینی ہوگی، ان سب کو پرولتاری ریاست اور پرولتاری رہنمائی کے تحت لانا ہوگا، ان کے اندر بورژوا عادتوں اور روایات پر فتح حاصل کرنا ہوگا — ان تمام زبردست مسائل کے مقابلے میں بورژوازی کی حکمرانی میں، بورژوا پارلیمنٹ میں حقیقی پرولتاری پارٹی کا واقعی کمیونسٹ گروہ قائم کرنا بچوں کے کھیل کی طرح آسان ہوگا۔

اگر ''بائیں بازو والے،، اور پارلیمنٹ کے مخالف کامریڈ اس وقت ایسی چھوٹی سی مشکل پار کرنا بھی نہیں سیکھتے تو یہ یقیناً کہا جا سکتا ہے کہ یا تو وہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کو وجود میں لانے کے لائق نہ ہوں گے اور بورژوا دانش‌وروں اور بورژوا اداروں کو اپنے قابو میں لانے اور پھر سے ڈھالنے کے قابل نہ ہونگے یا بہت عجلت میں وہ تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہوں گے اور اس طرح کی عجلت پرولتاریہ کے کاز کے لئے بہت مضرت‌رساں ہوگی، معمولی سے زیادہ غلطیوں کا باعث ہوگی، اوسط سے زیادہ کمزوری اور ناسمجھی وغیرہ وغیرہ کا اظہار ہوگی۔

جب تک بورژوازی کا تختہ نہیں الٹتا اور اس کے بعد جب تک چھوٹے پیمانے کی معیشت اور اشیأ تجارت کی چھوٹی پیداوار بالکل نہیں غائب ہوتی اس وقت تک بورژوا حالات، نجی ملکیت کی عادتیں اور پیٹی بورژوا روایات پرولتاری کام کو مزدور تحریک کے باہر اور اندر بھی خراب کرتی رہیں‌گی اور نہ صرف ایک پارلیمانی سرگرمی کے شعبے میں بلکہ سماجی سرگرمی کے تمام اور

هر شعبے میں، بلا استثنا تمام تہذیبی اور سیاسی میدانوں میں۔ اور سب سے بڑی غلطی جس کےلئے بعد کو قیمت ادا کرنی پڑیگی کام کے ایک شعبے میں کسی ایک ''ناپسندیدہ،، مسئلے یا مشکل سے کترانا اور اس سے اپنے کو الگ رکھنا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم بلا استثنا کام اور سرگرمی کے ہر شعبے میں مہارت حاصل کریں، تمام مشکلات پر قابو پائیں اور تمام بورژوا عادتوں، رسوم و روایات پر سب جگہ اور ہر طرف فتح حاصل کریں۔ دوسری طرح سے مسئلے کو پیش کرنا محض غیر سنجیدگی، محض بچپن ہوگا۔

۱۲ مئی ۱۹۲۰ء

(۵)

میں نے اس کتاب کے روسی ایڈیشن میں مجموعی طور پر بین‌اقوامی انقلابی سیاست کے میدان میں ہالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کی روش پر کچھ غلط روشنی ڈالی ہے۔ اس لئے میں موجودہ موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس مسئلے سے متعلق اپنے ہالینڈ کے کامریڈوں کا مندرجہ ذیل خط شایع کرنا اور پھر ''ہالینڈ کے ٹریبون والوں،، کے بیان کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں جس کو میں نے روسی مسودے میں استعمال کیا ہے اور جس کی جگہ پر میں ''ہالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کے بعض ممبر،، (۵۹) کے الفاظ لا رہا ہوں۔

ن۔ لینن

وائن‌کوپ کا خط

ماسکو، ۳۰ جون ۱۹۲۰ء

ڈیر کامریڈ لینن،

آپ کی مہربانی کا شکریہ کہ ہم، کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری کانگرس میں ہالینڈ کے وفد کے ممبر، آپ کی کتاب ''کمیونزم میں ''بائیں‌بازو،، کی طفلانہ بیماری،، مغربی یورپ کی زبانوں میں اس

کے ترجمے کی اشاعت سے قبل پڑھ سکے۔ آپ نے اپنی کتاب میں کئی جگہ اس رول پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے جو بین‌اقوامی سیاست میں ھالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کے بعض ممبروں نے ادا کیا ہے۔

بہرنوع ہم یہ محسوس کرتے ھیں کہ ھمیں اس بات کے خلاف احتجاج کرنا چاھئے کہ آپ ان کے اقدامات کی ذمے داری کمیونسٹ پارٹی پر عائد کرتے ھیں۔ یہ بہت ھی غلط بات ہے۔ مزید برآں یہ نامنصفانہ بھی ہے کیونکہ ھالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کے یہ ممبر پارٹی کی موجودہ سرگرمیوں میں بہت کم یا کچھ بھی حصہ نہیں لیتے۔ وہ براہ راست یا بالواسطہ اس کے لئے بھی کوشاں ھیں کہ کمیونسٹ پارٹی میں مخالفین کے وہ نعرے رائج کریں جن کے خلاف ھالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی اور اس کے تمام ادارے انتہائی سرگرمی کے ساتھ جدوجہد کرتے آئے ھیں اور آج بھی کر رہے ھیں۔

برادرانہ سلام کے ساتھ
(ھالینڈ کے وفد کی طرف سے)
ڈ۔ ای۔ وائن کوپ

اپریل — مئی ۱۹۲۰ء میں لکھا ھوا

جون ۱۹۲۰ء میں پیٹروگراد کے ریاستی اشاعت گھر نے اس کو الگ پمفلٹ میں شائع کیا

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۴۱، صفحات ۱۰۴ — ۱

کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری کانگرس کے لئے مقالے

زرعی سوال کے مقالے کا ابتدائی مسودہ[۲۰]

(کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری کانگرس کے لئے)

اپنے مضمون میں کامریڈ مارخلیفسکی (۶۱) نے ان اسباب کی بہت اچھی وضاحت کی ہے کہ دوسری انٹرنیشنل، جو اب زرد انٹرنیشنل ہو گئی ہے، نہ صرف زرعی سوال کے بارے میں انقلابی پرولتاریہ کے طریقۂ کار کا تعین نہ کر سکی بلکہ اس سوال کو ٹھیک سے پیش تک نہ کر سکی۔ اس کے بعد کامریڈ مارخلیفسکی نے تیسری انٹرنیشنل کے کمیونسٹ زرعی پروگرام کی نظریاتی بنیادیں پیش کیں۔

یہ بنیادیں ۱۵ جولائی ۱۹۲۰ء کو ہونےوالی کمیونسٹ انٹرنیشنل کی کانگرس کے لئے زرعی سوال کی عام تجویز کی بنیادیں بن‌سکتی ہیں (اور میرے خیال میں بننا چاہئیے)۔

مندرجہ ذیل اس تجویز کا ابتدائی مسودہ ہے۔

(۱) صرف شہری اور صنعتی پرولتاریہ کمیونسٹ پارٹی کی رہنمائی میں دیہاتوں کے محنت کشوں کو سرمائے اور بڑی بڑی زمینداریوں کے جوے سے، تباہی اور سامراجی جنگوں سے نجات دلا سکتا ہے جو لازماً بار بار ہوں‌گی اگر سرمایہ‌دار نظام برقرار رہا۔ دیہاتوں کے محنت‌کشوں کے لئے کمیونسٹ پرولتاریہ سے اتحاد کئے بغیر اور جاگیرداروں (بڑے بڑے زمینداروں) اور بورژوازی کا جوا اتار پھینکنے کی انقلابی جدوجہد میں اس کی پرخلوص مدد کے بغیر نجات ممکن نہیں ہے۔

دوسری طرف، صنعتی مزدور سرمائے اور جنگ کے جوئے سے انسانیت کو نجات دلانےوالے اپنے عالمی تاریخی مشن کی تکمیل نہیں کر سکتے اگر وہ اپنے محدود پیشے اور محدود حرفت کے مفادات میں ہی بند رہیں اور خودپسندی سے محض اپنے حالات کی بہتری کی دوڑدھوپ تک خود کو محدود رکھیں جو کبھی کبھی پیٹی بورژوا معنی میں قابل برداشت ہوتے ہیں۔ بالکل یہی بہت سے ترقی یافتہ ملکوں میں ''مزدور اشرافیہ،، کے ساتھ ہوتا ہے جو دوسری انٹرنیشنل کی نام‌نہاد سوشلسٹ پارٹیوں کی بنیاد ہے۔ یہ درحقیقت سوشلزم کے سخت دشمن اور غدار، تنگ نظر شاونسٹ اور مزدور طبقے کی تحریک کے اندر بورژوازی کے ایجنٹ ہیں۔ پرولتاریہ واقعی انقلابی طبقہ، واقعی سوشلسٹ طریقے پر عمل کرنےوالا طبقہ صرف اس وقت ہوتا ہے جب وہ تمام محنت‌کشوں اور استحصال کے شکار لوگوں کے ہراول کی حیثیت سے، استحصال کرنےوالوں کا تختہ الٹنے کے لئے جدوجہد میں ان کے لیڈر کی حیثیت سے سامنے آتا ہے اور عملی قدم اٹھاتا، اور یہ، طبقاتی جدوجہد کو دیہاتوں تک پہنچائے بغیر، شہری پرولتاریہ کی کمیونسٹ پارٹی کے چاروں طرف دیہاتوں کے محنت‌کش عوام کے اتحاد کے بغیر، پرولتاریہ کے ہاتھوں ان کی تربیت کے بغیر نہیں کیا جا سکتا۔

(۲) دیہاتوں کے محنت‌کش اور استحصال کے شکار عوام جنھیں شہری پرولتاریہ کو جدوجہد میں لانا چاہئے یا بہرنوع اپنی طرف کھینچنا چاہئے تمام سرمایہ‌دار ملکوں میں مندرجہ ذیل طبقوں پر مشتمل ہوتے ہیں:

اول، زرعی پرولتاریہ، اجرتی مزدور (سال، مدت یا دن کے حساب سے) جو اپنی روزی سرمایہ‌دارانہ زرعی کاروباروں میں اجرت پر کام کرکے کماتے ہیں۔ دیہاتی آبادی کے دوسرے گروہوں سے خودمختار اور الگ اس طبقے کی تنظیم (سیاسی، فوجی، پیشہ‌ورانہ، کوآپریٹیو، تہذیبی اور تعلیمی وغیرہ)، اس طبقے کے درمیان زوروں کا پروپیگنڈا اور ایجی‌ٹیشن، اس میں سوویت اقتدار اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے لئے کوشش پیدا کرنا یہ ہیں تمام ملکوں کی کمیونسٹ پارٹیوں کے بنیادی فریضے۔

دوسرے، نیم‌پرولتاری یا ایسے کسان جو آراضی کے چھوٹے چھوٹے قطعات کے کاشتکار ہیں یعنی جو جزوی طور پر زرعی اور صنعتی سرمایہ‌دارانہ کاروباروں میں اجرتی مزدور کی حیثیت سے اور جزوی طور پر خود اپنے یا لگان پر لئے ہوئے ان قطعات پر کام کرکے جو ان کے خاندانوں کو کھانے‌پینے کا تھوڑا بہت سامان فراہم کرتے ہیں، اپنی روزی کماتے ہیں۔ زرعی محنت کشوں کی آبادی کا یہ گروہ تمام سرمایہ‌دار ملکوں میں بہت کثیر تعداد ہے۔ بورژوازی کے نمائندے اور دوسری انٹرنیشنل کے زرد ''سوشلسٹ،، اس کے وجود اور اس کی مخصوص پوزیشن پر پردہ ڈالتے ہیں کچھ تو جان بوجھکر مزدوروں کو دھوکہ دے کر اور کچھ تنگ نظر خیالات کے اندھے ڈھرے پر چلکر اور اس کو عام طور پر تمام ''کسانوں،، کے ساتھ گڈمڈ کرکے۔ مزدوروں کو بیوقوف بنانے کا یہ بورژوا طریقہ سب سے زیادہ جرمنی اور فرانس میں نظر آتا ہے اور پھر امریکہ اور دوسرے ملکوں میں۔ اگر کمیونسٹ پارٹی کے کام کو ٹھیک سے منظم کیا جائے تو یہ گروہ ضرور اس کی حمایت کریگا کیونکہ ایسے نیم‌پرولتاری لوگوں کی حالت بہت خراب ہے اور وہ سوویت اقتدار اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ سے بہت کچھ فوراً حاصل کرسکتے ہیں۔

تیسرے، چھوٹے کسان یعنی چھوٹے کاشتکار جنکے پاس مالک یا لگان دار کی حیثیت سے چھوٹے قطعات ہیں جو ان کے خاندانوں اور فارموں کی ضرورت کو پورا کرتے ہیں اور ان کو باہر کے مزدوروں کی محنت اجرت پر نہیں حاصل کرنی پڑتی۔ یہ پرت، پرت کی حیثیت سے قطعی طور پر پرولتاریہ کی فتح سے فائدہ اٹھاتا ہے جو اس کو پوری طرح اور فوراً یہ فراہم کرتی ہے: (ا) بڑے زمینداروں کو قطعات کا لگان ادا کرنے یا فصل کی بٹائی کرنے سے نجات (مثلاً فرانس میں métayers اور اٹلی وغیرہ میں بھی)، (ب) رھنی قرضوں سے نجات، (ج) بڑے بڑے زمینداروں کے طرح طرح کے مظالم اور ان کی محتاجی سے (جنگل کی آراضی اور اس کا استعمال وغیرہ) نجات، (د) پرولتاری ریاست سے ان کی معیشت کی فوری امداد (ان بڑے بڑے سرمایہ‌دارانہ فارموں کے زرعی آلات اور کچھ عمارتوں

کے استعمال کا امکان جو پرولتاریہ نے ضبط کر لئے ہوں اور پرولتاری ریاست کے ہاتھوں زرعی کوآپریٹیو سوسائٹیوں اور زرعی انجمنوں کی تبدیلی، جو سرمایہ‌دار نظام میں امیر اور اوسط درجے کے کسانوں کی سب سے زیادہ خدمت کرتی تھیں، ایسی تنظیموں میں جو سب سے پہلے غریبوں کی مدد کرینگی یعنی پرولتاریہ، نیم‌پرولتاریہ اور چھوٹے کسانوں وغیرہ کی) اور بہت سی دوسری چیزیں ملیں‌گی۔

ساتھ ھی کمیونسٹ پارٹی کو یہ صاف طور سے سمجھ لینا چاھئے کہ سرمایہ‌داری سے کمیونزم تک کے عبوری دور میں یعنی پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے دوران اس پرت میں، کم‌ازکم اس کے ایک حصے میں غیرپابند آزاد تجارت اور نجی ملکیت کے حق کے آزاد استعمال کی طرف ڈگمگاھٹ ناگزیر ھے کیونکہ یہ پرت، جو اب بھی (چاھے بڑے پیمانے پر نہ ھو) روزانہ استعمال کی چیزیں فروخت کرتا ھے نفع‌خوری اور مالکانہ عادات سے بگڑ چکا ھے۔ بہرحال، سخت پرولتاری پالیسی، بڑے زمینداروں اور بڑے کسانوں پر فاتح پرولتاریہ کے پورے اور قطعی دباؤ سے اس پرت کی ڈگمگاھٹ بڑی اھمیت نہیں اختیار کر سکتی اور اس واقعہ کو نہیں بدل سکتی کہ مجموعی طور پر وہ پرولتاری انقلاب کی طرف آجائیگا۔

(۳) تمام سرمایہ‌دار ملکوں میں دیہی آبادی کی اکثریت کل ملاکر متذکرہ بالا تین گروھوں پر مشتمل ھوتی ھے۔ اسی لئے پرولتاری انقلاب کی کامیابی کی ضمانت نہ صرف شہروں میں بلکہ دیہاتوں میں بھی پوری طرح ھے۔ اس کے برعکس جو خیال ھے وہ کافی پھیلا ھواھے لیکن اس کے برقرار رھنے کا سبب اول، بورژوا سائنس اور اعداد و شمار کی باقاعدہ دھوکہ‌بازی ھے جو اس زبردست خلا کو ھر طرح چھپاتی ھے جو دیہات میں متذکرہ بالا طبقوں اور استحصال کرنےوالوں، زمینداروں اور سرمایہ‌داروں کے درمیان اور اسی طرح نیم‌پرولتاریہ اور چھوٹے کسانوں اور بڑے کسانوں کے درمیان ھے۔ دوسرے، یہ برقرار ھے کیونکہ زرد، دوسری انٹرنیشنل کے ھیرو اور سامراجی مراعات کی خراب کی ھوئی ترقی‌یافتہ ملکوں کی ''مزدور اشرافیہ''، دیہات کے غریبوں کے درمیان پروپیگنڈے، ایجی‌ٹیشن اور تنظیم کے حقیقی پرولتاری، انقلابی کام کی صلاحیت

اور خواهش نہیں رکھتے ۔ موقع پرستوں کی ساری توجه بورژوازی کے ساتھ، جس میں بڑے اور اوسط درجے کے کسان بھی شامل ھیں (جن کے بارے میں ذیل میں کہا گیا ھے) نظریاتی اور عملی سمجھوتوں کے اختراع کی طرف رھی ھے اور اب بھی ھے، نه که پرولتاریه کے ھاتھوں بورژوا حکومت اور بورژوازی کا انقلاب کے ذریعه تخته الٹنے کی طرف ۔ تیسرے، یه برقرار ھے، تعصب (جو تمام بورژوا جمہوری اور پارلیمانی تعصبات سے تعلق رکھتا ھے) کی حد تک اور ضد کے ساتھ اس حقیقت کو سمجھنے کے انکار کیوجه سے جو مارکسی نظرئے سے پوری طرح ثابت ھو چکی ھے اور روس میں پرولتاری انقلاب کے تجربے نے اس کی پوری طرح تصدیق کر دی ھے یعنی یه حقیقت که بے نظیر طور پر مظلوم، منتشر، کچلی ھوئی اور تمام انتہائی ترقی یافته ملکوں میں زندگی کے نیم وحشیانه حالات کی مقسوم متذکره بالا تین قسموں کی دیہی آبادی معاشی، سماجی اور تہذیبی لحاظ سے سوشلزم کی فتح میں دلچسپی رکھتی ھے، انقلابی پرولتاریه کی قطعی حمایت کی صلاحیت رکھتی ھے صرف اس کے سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے بعد، صرف اس کے بڑے بڑے زمینداروں اور سرمایه‌داروں کو قطعی ختم کرنے کے بعد، صرف اس کے بعد جب یه کچلے ھوئے لوگ عملی طور پر دیکھ لیں‌گے که وه منظم لیڈر اور محافظ رکھتے ھیں جو امداد اور رھنمائی کے لئے، صحیح راسته دکھانے کے لئے کافی طاقتور اور مضبوط ھے ۔

(۴) ''اوسط درجے کے کسانوں،، میں معاشی لحاظ سے ان چھوٹے کاشتکاروں کو سمجھنا چاھئے جن کے پاس بھی مالک یا لگان دار کی حیثیت سے چھوٹے قطعات آراضی ھیں پھر بھی یه قطعات اول، سرمایه‌دار نظام کے تحت عام طور پر نه صرف ان کسانوں کے خاندانوں اور گھربار کی تھوڑی سی کفالت کرتے ھیں بلکه کچھ فاضل بھی فراھم کرتے ھیں جو کم از کم اچھے برسوں میں سرمائے میں تبدیل کیا جاسکتا ھے اور دوسرے وه جو اکثر (مثلاً دو یا تین فارموں میں سے ایک) دوسروں کی محنت اجرت پر حاصل کرتے ھیں ۔ کسی ترقی‌یافته سرمایه‌دار ملک میں اوسط درجے کے کسانوں کی ٹھوس مثال جرمنی میں پانچ سے دس ھیکٹر کے فارموں کے گروپ

سے ملتی ہے جن میں ١٩٠٧ء کی مردم‌شماری کے مطابق اجرتی مزدوروں کی تعداد بمقابلہ اس گروپ کے فارموں کی مجموعی تعداد کے ایک تہائی تھی*۔ فرانس میں جہاں مخصوص فصلوں کی تیاری خاص طور سے ترقی‌یافتہ ہے مثلاً انگور کی کاشت جو زمین پر خاص طور سے محنت کی مقتضی ہے اسی طرح کا گروپ غالباً دوسرے مزدوروں کی اجرتی محنت زیادہ وسیع پیمانے پر استعمال کرتا ہے۔

انقلابی پرولتاریہ اپنے لئے یہ فریضہ کم از کم مستقبل قریب کے لئے یا پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے ابتدائی دور کے لئے نہیں مقرر کر سکتا کہ اس پرت کو اپنی طرف کھینچے بلکہ اس کو یہ فریضہ اس پرت کو غیرجانبدار بنانے تک محدود رکھنا چاہئے یعنی پرولتاریہ اور بورژوازی کے درمیان جد و جہد میں غیرجانبدار بنانے تک۔ اس پرت کی ڈگمگاہٹ ان دونوں طاقتوں کے درمیان ناگزیر ہے اور نئے دور میں اس کا رجحان ترقی یافتہ سرمایہ‌دار ملکوں میں بورژوازی کی طرف زیادہ ہوگا کیونکہ صاحبان جائداد کا عالمی نظریہ اور جذبات اس پرت میں رائج ہیں جو نفع‌خوری، ''آزاد،، تجارت اور ذاتی جائداد میں براہ‌راست دلچسپی رکھتا ہے اور اجرتی مزدوروں کے براہ‌راست مخالف ہے۔ فاتح پرولتاریہ لگان اور رہنی قرضوں کو ختم کرکے اس کی حالت فوراً بہتر بنائےگا۔ زیادہ تر سرمایہ‌دار ملکوں میں پرولتاری اقتدار کو نجی ملکیت فوراً بالکل

---

* یہ رہے ٹھیک اعداد و شمار — پانچ سے دس ہیکٹر تک کے فارموں کی تعداد ٦٥٢٧٩٨ (٥٧٣٦٠٨٢ میں سے)۔ ان میں ہر قسم کے اجرتی مزدوروں کی تعداد ۴٨٧٧٠۴ اور ان فارموں کے مالک خاندانوں کے کام کرنےوالے (Familienangehörige) کی تعداد ٢٠٠٣٦٣٣ ہے۔ ١٩٠٢ء کی مردم‌شماری کے مطابق آسٹریا میں اس گروپ کے ٣٨٣٣٣١ فارم تھے۔ ان میں سے ١٢٦١٣٦ فارم اجرتی مزدوروں سے کام لیتے تھے۔ ان میں ١۴٦٠۴۴ اجرتی مزدور اور ١٢٦٥٩٦٩ کسان خاندانوں کے کام کرنےوالے تھے۔ آسٹریا میں سب فارموں کی تعداد ٢٨٥٦٣۴٩ تھی۔

نہیں ختم کرنا چاھئے - بہرحال وہ چھوٹے اور اوسط درجے کے کسانوں کو نہ صرف ان کے اپنے قطعات آراضی کو محفوظ رکھنے کی ضمانت دیتی ھے بلکہ ان کو لگان کی زمین کے رقبے تک (لگان کو ختم کر کے) بڑھانے کی بھی -

اس قسم کے اقدامات کا بورژوازی کے خلاف شدید جدوجہد سے تال میل غیرجانبدار بنانے کی پالیسی کی پوری ضمانت دیتا ھے - پرولتاری ریاست کو پنچائتی کاشتکاری میں تبدیلی کے کام کو صرف بہت احتیاط سے اور رفتہ رفتہ، مثال کی طاقت سے اور اوسط درجے کے کسان پر بلا کسی تشدد کے کرنا چاھئے -

(ه) بڑے بڑے کسان («Großbauern») زراعت میں سرمایہ‌دار کاروباری ھوتے ھیں جو عام طور پر کچھ اجرتی مزدوروں کے ذریعہ اپنا کام چلاتے ھیں اور ''کسانوں،، سے محض اپنی نیچی تہذیبی سطح، عادتوں اور اس جسمانی محنت کے ذریعہ تعلق رکھتے ھیں جو وہ خود اپنے فارموں پر کرتے ھیں - یہ بورژوا پرتوں میں سے سب سے کثیر تعداد ھے جو انقلابی پرولتاریہ کی براہ راست اور قطعی دشمن ھے - اس پرت کے خلاف جدوجہد کرنے، زرعی آبادی کی محنت‌کش اور استحصال کی شکار اکثریت کو ان استحصال کرنےوالوں کے نظریاتی اور سیاسی اثر سے آزاد کرانے وغیرہ کی طرف دیہات میں کمیونسٹ پارٹیوں کے سارے کام میں سب سے زیادہ توجہ دینی چاھئے -

شہروں میں پرولتاریہ کی فتح کے بعد اس پرت کی طرف سے ھر امکانی مزاحمت، توڑ پھوڑ اور انقلاب دشمن نوعیت کا براہ راست مسلح اقدام قطعی ناگزیر ھے - اسی لئے انقلابی پرولتاریہ کو فوراً ان طاقتوں کی نظریاتی اور تنظیمی تیاری شروع کر دینی چاھئے جو اس پرت کو بالکل نہتہ کرنے کے لئے ضروری ھیں اور ساتھ ھی صنعت میں سرمایہ‌داروں کا تختہ الٹنے کے ساتھ ساتھ اس پرت پر، مزاحمت کا پہلا اظہار ھوتے ھی، انتہائی فیصلہ کن، شدید اور تباہ کن ضرب لگانا چاھئے - اس کے لئے دیہی پرولتاریہ کو مسلح کرنا چاھئے اور دیہی سوویتوں کو منظم کرنا چاھئے جن میں کسی

استحصال کرنےوالے کو جگہ نہ مل سکے اور جن میں پرولتاریہ اور نیم پرولتاریہ کے غلبے کی ضمانت ہو۔

بہرحال بڑے بڑے کسانوں کو ان کی ملکیت سے محروم کرنا کسی صورت میں فاتح پرولتاریہ کا فوری فریضہ نہیں ہو سکتا کیونکہ ایسے فارموں کو سماجی بنانے کے لئے مادی اور خاص طور سے ٹکنیکی اور پھر سماجی حالات بھی نہیں ہیں۔ انفرادی اور غالباً غیر معمولی معاملوں میں ان کی زمین کے وہ حصے جو وہ معمولی لگان پر دیتے ہیں یا اطراف کی آبادی کے چھوٹے کسانوں کے لئے خاص طور سے ضروری ہیں، ضبط کر لئے جائیں گے۔ مؤخرالذکر کسانوں کو معروف شرائط کی بنا پر بڑے کسانوں کی زرعی مشینیں مفت استعمال کرنے کی ضمانت بھی ہونی چاہئے وغیرہ۔ لیکن عام طور پر پرولتاری ریاست کو بڑے کسانوں کی زمین محفوظ رکھنی چاہئے اور اس کو صرف محنت کشوں اور استحصال کے شکار لوگوں کی حکومت کے خلاف مزاحمت کی وجہ سے ہی ضبط کرنا چاہئے۔ روسی پرولتاری انقلاب کے تجربے نے، جسمیں بڑے کسانوں کے خلاف جدوجہد بعض خاص حالات کیوجہ سے پیچیدہ اور طویل ہوگئی تھی، بہرحال یہ دکھایا کہ مزاحمت کی حقیر سی کوشش سے اچھا سبق سیکھ کر یہ پرت پرولتاری ریاست کے دئے ہوئے فریضوں کو وفاداری کے ساتھ پورے کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور حتی‌کہ اس کے دل میں اس حکومت کی عزت سرایت کرنے لگتی ہے، چاہے وہ بہت ہی سست رفتاری سے کیوں نہ ہو، جو ہر طرح کے محنت کشوں کی حفاظت کرتی ہے اور مفت خور امیروں کے لئے بہت سخت رویہ اختیار کرتی ہے۔

وہ مخصوص حالات جنھوں نے روس میں بورژوازی پر فتح حاصل کرنےوالے پرولتاریہ کی بڑے بڑے کسانوں کے خلاف جدوجہد کو پیچیدہ اور سست رفتار بنایا خاص طور سے یہ تھے کہ ۲۵ اکتوبر (۷ نومبر) ۱۹۱۷ء کی الٹ پلٹ کے بعد روسی انقلاب ”عام جمہوری،، یعنی بنیادی طور پر بورژوا جمہوری منزل سے، جاگیرداروں کے خلاف مجموعی طور پر کسانوں کی جدوجہد سے گذرا، پھر، شہری پرولتاریہ تہذیب اور تعداد کے لحاظ سے کمزور تھا اور

آخر میں بہت ہی طویل فاصلے اور انتہائی خراب ذرائع رسل و رسائل تھے۔ ترقی یافتہ ملکوں میں یہ روکنےوالے حالات نہیں ہیں اس لئے یورپ اور امریکہ کے انقلابی پرولتاریہ کو زیادہ سرگرمی سے تیاری کرنی چاہئے اور زیادہ تیزی سے، زیادہ فیصلہ‌کن طور پر اور زیادہ کامیابی کے ساتھ بڑے کسانوں کی مزاحمت پر مکمل فتح حاصل کرنا چاہئے اور ان کو مزاحمت کے چھوٹے سے چھوٹے امکان سے بھی قطعی طور پر محروم کر دینا چاہئے۔ یہ قطعی ضروری ہے کیونکہ جب تک ایسی مکمل اور قطعی فتح نہ حاصل ہو سکے، کثیر تعداد دیہی پرولتاریہ، نیم پرولتاریہ اور چھوٹے کسان پرولتاری ریاستی اقتدار کی مضبوطی کو پوری طرح تسلیم نہیں کرینگے۔

(٦) انقلابی پرولتاریہ کو چاہئے کہ وہ فوراً اور بلا کسی شرط کے ان تمام جاگیرداروں اور بڑے بڑے زمینداروں کی ساری زمین ضبط کر لے یعنی ان لوگوں کی جو سرمایہ‌دار ملکوں میں براہ راست یا اپنے لگان‌داروں کے ذریعہ اجرتی مزدوروں کی محنت اور قرب و جوار کے چھوٹے کسانوں (اور اکثر جزوی طور پر اوسط درجے کے کسانوں) کا استحصال کرتے ہیں، جسمانی محنت میں خود کوئی حصہ نہیں لیتے، زیادہ تر جاگیرداروں (روس، جرمنی اور ہنگری میں درباری امیروں، فرانس میں بحال‌شدہ Seigneurs، برطانیہ میں لارڈوں اور امریکہ میں سابق غلام مالکوں) کی اولاد ہیں یا سرمایہ‌کار ارب‌پتی خاص طور سے دولت‌مند لوگ ہیں یا ان استحصال کرنےوالوں اور مفت‌خور لوگوں کی دونوں قسموں کا مرکب ہیں۔

کسی صورت میں بھی کمیونسٹ پارٹیوں کی صفوں میں اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ بڑے بڑے زمینداروں کو ان کی زمین ضبط کرنے کے لئے معاوضہ دینے کا پروپیگنڈا کیا جائے یا اسکو عمل میں لایا جائے کیونکہ یورپ اور امریکہ کے موجودہ حالات میں اس کا مطلب سوشلزم سے غداری اور ان محنت کش اور استحصال کے شکار عوام پر نیا خراج عائد کرنا ہوگا جن کو جنگ سے سب

سے زیادہ نقصان پہنچا ہے جس نے کروڑپتیوں کی تعداد بڑھادی ہے اور ان کو زیادہ دولت‌مند بنا دیا ہے۔

جہاں تک اس زمین کے طریقۂ کاشت کا سوال ہے جو فاتح پرولتاریہ بڑے جاگیرداروں سے ضبط کرتا ہے تو روس میں اس کی معاشی پسماندگی کیوجہ سے زیادہ تر کسانوں میں ان کے استعمال کے لئے اس زمین کی تقسیم ہوئی ہے اور نسبتاً بہت کم اور غیرمعمولی صورتوں میں اس زمین پر ''سوویت فارم،، محفوظ رکھے گئے ہیں جن کو پرولتاری ریاست اپنے اخراجات پر چلاتی ہے اور سابق اجرتی مزدوروں کو ریاست کے لئے کام کرنےوالوں اور ریاست کا انتظام کرنےوالی سوویتوں کے ممبروں میں بدل دیتی ہے۔ ترقی‌یافتہ سرمایہ‌دار ملکوں کے لئے کمیونسٹ انٹرنیشنل یہ تسلیم کرتی ہے کہ زیادہ تر بڑے زرعی اداروں کو برقرار رکھا جائے اور ان کو روس کے ''سوویت فارموں،، کی طرح سے چلایا جائے۔

بہرحال اس قاعدے میں مبالغہ کرنا یا اس کو ڈھرا بنانا اور سابق مالک کی ضبط‌شدہ زمین کے کچھ حصے کو قرب و جوار کے چھوٹے اور کبھی کبھی اوسط درجے کے کسان کو مفت نہ دینا بہت بڑی غلطی ہوگی۔

اول، اس کے خلاف یہ عام اعتراض کہ بڑے پیمانے کی کاشتکاری ٹکنیکی لحاظ سے بہتر ہے اکثر مسلمہ نظریاتی حقیقت کی جگہ بہت بری قسم کی موقع‌پرستی اور انقلاب سے غداری کو دے دیتا ہے۔ اس انقلاب کی کامیابی کے لئے پرولتاریہ کو پیداوار میں عارضی کمی سے باک نہ کرنا چاہئے جیسے کہ غلامی کے خلاف بورژوا دشمنوں نے شمالی امریکہ میں ۱۸۶۳—۶۵ء کی خانہ جنگی کیوجہ سے کپاس کی پیداوار کی عارضی کمی میں باک نہیں کیا تھا۔ بورژوا کے لئے پیداوار اہمیت رکھتی ہے خود پیداوار کے واسطے۔ محنت کش اور استحصال کی شکار آبادی کے لئے استحصال کرنے والوں کا تختہ الٹ دینا اور ایسے حالات کی ضمانت دینا اہمیت رکھتا ہے جن میں سارے کام کرنےوالے لوگ اپنے لئے کام کر سکیں نہ کہ سرمایہ‌داروں کے لئے۔ پرولتاریہ کا ایک اولیں اور بنیادی فریضہ ہے کہ وہ پرولتاریہ کی فتح اور اس کے استحکام کی ضمانت کرے۔

اور پرولتاری اقتدار کا استحکام اوسط درجے کے کسانوں کو غیرجانبدار بنائے بغیر، اور اگر تمام چھوٹے کسانوں کی نہیں تو ان کے کافی بڑے حصے کی حمایت کی ضمانت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

دوسرے، زراعت میں بڑے پیمانے کی پیداوار کو نہ صرف بڑھانے بلکہ اس کو برقرار رکھنے کی بھی شرط پوری طرح سے ترقی‌یافتہ انقلابی شعور رکھنےوالے، ٹھوس ٹریڈیونین اور سیاسی تنظیمی اسکول سے گذرے ہوئے دیہی پرولتاریہ کا وجود ہے۔ جہاں یہ حالت ابھی نہیں ہے یا جہاں یہ کام مناسب طور سے باشعور اور باصلاحیت صنعتی مزدوروں کے سپرد نہیں کیا جا سکتا وہاں عجلت کے ساتھ ریاست کے چلائے ہوئے بڑے بڑے فارموں کا قیام صرف پرولتاری اقتدار کو بدنام کرسکتا ہے، وہاں ''سوویت فارموں،، کے قیام میں ضرور انتہائی احتیاط اور بہت ہی ٹھوس تیاری سے کام لینا چاہئے۔

تیسرے، تمام سرمایہ‌دار ملکوں میں، حتی‌کہ انتہائی ترقی یافتہ ملکوں میں بھی بڑے بڑے زمینداروں کے ہاتھوں قرب و جوار کے چھوٹے کسانوں کے نیم‌جاگیردارانہ استحصال کی عہد وسطی‌والی باقیات ہیں مثلاً جرمنی میں Instleute، فرانس میں métayers اور ریاستہائے متحدہ امریکہ میں بٹائی‌دار (صرف نیگرو ہی نہیں، جن کا ریاستہائے متحدہ امریکہ کی جنوبی ریاستوں میں زیادہ‌تر اسی طرح استحصال کیا جاتا ہے بلکہ سفید لوگوں کا بھی)۔ ایسی صورتوں میں پرولتاری ریاست کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ چھوٹے کسانوں کو وہ زمین مفت استعمال کے لئے دے دے جسکا وہ پہلے لگان ادا کرتے تھے کیونکہ دوسری کوئی معاشی اور ٹکنیکی بنیاد نہیں ہے اور اس کو فوراً قائم کرنا بھی مشکل ہے۔

بڑے بڑے فارموں کے آلات و اوزار کو قطعی ضبط کرنا اور ان کو ریاست کی ملکیت میں اس قطعی شرط کے ساتھ منتقل کر دینا چاہئے کہ بڑے بڑے ریاستی فارموں کی ضروریات پوری کرنے کے بعد ان آلات کو چھوٹے کسان پرولتاری ریاست کی مرتب کی ہوئی شرائط کے مطابق مفت استعمال کر سکیں۔

اگر پرولتاری انقلاب کے بعد کے پہلے دور میں قطعی طور پر نہ صرف اس کی ضرورت ہے کہ بڑے بڑے زمینداروں کی جائداد کو فوراً ضبط کر لیا جائے بلکہ ان سب کو انقلاب دشمنی کے لیڈروں اور ساری دیہی آبادی پر جبر و تشدد کرنےوالوں کی حیثیت سے نکال باہر کیا جائے یا نظربند کر لیا جائے تو نہ صرف شہروں میں بلکہ دیہاتوں میں بھی پرولتاری اقتدار کے مستحکم ہونے کے ساتھ ساتھ اس بات کی باقاعدہ کوشش ہونی چاہئے کہ اس طبقے کی وہ طاقتیں جو بیش قیمت تجربہ، معلومات، تنظیمی صلاحیتیں رکھتی ہیں بڑی سوشلسٹ کاشتکاری کے قیام کے لئے (انتہائی معتبر کمیونسٹ مزدوروں کے خاص کنٹرول میں) استعمال کی جائیں۔

(۷) سرمایہ‌دار نظام پر سوشلزم کی فتح اور سوشلزم کے استحکام کی ضمانت صرف اسی وقت ہوسکتی ہے جب پرولتاری ریاستی اقتدار مختتم طور پر استحصال کرنےوالوں کی ہر طرح کی مزاحمت کو دبا دے اور اپنے لئے مکمل استحکام اور فرماں برداری کی ضمانت پاکر ساری صنعت کو بڑی اجتماعی پیداوار اور جدیدترین (پوری معیشت کی بجلی‌کاری پر مبنی) ٹکنیکی بنیاد کی لائنوں پر منظم کرے۔ صرف یہی شہروں کو پسماندہ اور منتشر دیہاتوں کے لئے ایسی بنیادی امداد (ٹکنیکی اور سماجی) دینے کا امکان فراہم کرتا ہے جو کاشتکاری کی اور عام طور پر زرعی محنت کی کارگذاری کو بہت زیادہ بڑھانے کی بنیاد بن سکتی ہے اور چھوٹے کسانوں کی مثال کی طاقت سے اور خود ان کے مفادات کے لئے بڑے پیمانے کی اجتماعی اور مشین‌بند زراعت اختیار کرنے میں ہمت‌افزائی کر سکتی ہے۔ یہ مسلمہ نظریاتی حقیقت ہے جس کو نام کے لئے سارے سوشلسٹ مانتے ہیں اور عمل میں اس کو وہ موقع‌پرستی توڑ مروڑ دیتی ہے جس کا راج دوسری زرد انٹرنیشنل میں، جرمن اور برطانوی ”انڈپنڈنٹوں“ کے لیڈروں کے درمیان اور اسی طرح فرانسیسی لونگے کے پیروؤں وغیرہ میں ہے۔ توڑمروڑ یہ ہے کہ نسبتاً دور دراز، حسین اور خوش آئند مستقبل کی طرف توجہ کی جاتی ہے اور اس مستقبل کی طرف جانے اور بڑھنے کے مشکل اور ٹھوس راستے کے قریبی فرائض کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ عملی طور پر یہ بورژوازی

سے سمجھوتے اور ''طبقاتی صلح،، کی طرف لے جاتا ہے یعنی پرولتاریہ کے ساتھ مکمل غداری کی طرف جو اب جنگ کی ہر طرف پھیلائی ہوئی بےنظیر بربادی اور غریبی کے حالات میں، جنگ کے بنائے ہوئے مٹھی بھر کروڑ پتیوں کی بے نظیر دولت مندی اور بےحیائی کے حالات میں جدوجہد کر رہا ہے۔

دیہاتوں میں بھی سوشلزم کے لئے کامیاب جدوجہد کے واقعی امکان کا تقاضہ یہ ہے کہ اول، ساری کمیونسٹ پارٹیاں صنعتی پرولتاریہ میں اپنی طرف سے قربانی کرنے کی ضرورت اور بورژوازی کا تختہ الٹنے اور پرولتاری اقتدار کو مستحکم بنانے کے لئے قربانی دینے کی تیاری کا شعور پیدا کریں کیونکہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کا مطلب تمام محنت کش اور استحصال کے شکار لوگوں کو منظم کرنے اور ان کی رہنمائی کرنے کی پرولتاریہ کی صلاحیت کے ساتھ ساتھ ہراول کی حیثیت سے اس مقصد کے لئے اس کی زیادہ سے زیادہ قربانی دینے اور ہیروازم دکھانے کی صلاحیت بھی ہے۔ دوسرے، کامیابی کے لئے تقاضہ یہ ہے کہ مزدوروں کی فتح سے دیہات میں محنت کشوں اور سب سے زیادہ استحصال کے شکار لوگوں کی حالت استحصال کرنےوالوں کے خسارے پر فوراً اور بہت زیادہ بہتر ہوجائے کیونکہ اس کے بغیر صنعتی پرولتاریہ کے لئے دیہات کی حمایت کی ضمانت نہیں ہو سکتی اور خاص طور سے وہ شہروں کو غذا کی سپلائی کی ضمانت نہیں دے سکتا۔

(۸) دیہی محنت کش عوام کو جنھیں سرمایہدار نظام نے بہت خراب حالی، انتشار اور اکثر عہدوسطی کی محتاجی کے حالات میں مبتلا کر دیا ہے، انقلابی جدوجہد کے لئے منظم کرنے اور تربیت دینے کی زبردست مشکل کمیونسٹ پارٹی کے لئے یہ ضروری بناتی ہے کہ وہ دیہی اضلاع میں ہڑتالی جدوجہد کی طرف زیادہ توجہ کریں، زرعی پرولتاریہ اور نیمپرولتاریہ کی بڑی بڑی ہڑتالوں کی زیادہ حمایت کریں اور ہڑتال کی تحریک کو بڑھنے میں مدد دیں۔ ۱۹۰۵ء اور ۱۹۱۷ء کے روسی انقلابوں کے تجربات، اب جنگی تصدیق اور توسیع جرمنی اور دوسرے ترقی یافتہ ملکوں کے تجربے سے ہوئی ہے، یہ دکھاتے ہیں کہ کثیر تعداد لوگوں کی بڑھتی

هوئی ہڑتالی جدوجہد ہی (جسمیں بعض حالات کے تحت چھوٹے کسانوں کو بھی کھینچا جاسکتا ہے اور کھینچنا چاہئے) دیہاتوں کو ان کے خواب غفلت سے بیدار کر سکتی ہے، دیہات میں استحصال کے شکار عام لوگوں میں طبقاتی شعور اور طبقاتی تنظیم کی ضرورت کا شعور پیدا کر سکتی ہے اور ان کے سامنے صاف اور عملی طور پر شہری مزدوروں سے ان کے اتحاد کی اہمیت کو واضح کر سکتی ہے۔

کمیونسٹ انٹرنیشنل کی یہ کانگرس ان سوشلسٹوں کو غدار اور غیروفادار قرار دیتی ہے جو بدقسمتی سے نہ صرف زرد، دوسری انٹرنیشنل میں پائے جاتے ہیں بلکہ ان تین بہت ہی اہم یورپی پارٹیوں میں بھی جنھوں‌نے اپنے کو اس انٹرنیشنل سے علحدہ کر لیا ہے اور جو نہ صرف دیہاتوں میں ہڑتالی جدوجہد کی طرف سے سردمہری کا رویہ رکھتی ہیں بلکہ اس کے خلاف اس نقطۂ نظر سے اقدام کرتی ہیں (جیسے کارل کاؤتسکی) کہ اس سے استعمالی سامان کی پیداوار میں کمی کا خطرہ ہے۔ کوئی پروگرام اور شاندار اعلان کوئی قیمت نہیں رکھتا جب تک کہ یہ عمل اور کام سے نہ ثابت کیا جائے کہ کمیونسٹ اور مزدوروں کے لیڈر پرولتاریہ کے انقلاب کے فروغ اور اس کی فتح کو دنیا کی ہر چیز سے زیادہ بلند جگہ دیتے ہیں، اس کے لئے بڑی سی بڑی قربانی کر سکتے ہیں کیونکہ اس کے سوا بھوک، بربادی اور نئی سامراجی جنگوں سے نکلنے اور محفوظ رہنے کا کوئی اور راستہ نہیں ہے۔

خاص طور سے یہ دکھانا ہے کہ پرانی سوشلسٹ تحریک کے لیڈروں اور ''مزدور اشرافیہ،، کے نمائندوں کو، جو اب اکثر کمیونزم کو زبانی مانتے ہیں، حتی‌کہ نام چار کو اس کی حمایت بھی کرتے ہیں تاکہ تیزی کے ساتھ انقلابی بننے‌والے مزدوروں میں اپنا وقار قائم رکھ سکیں، پرولتاریہ کے کاز سے ان کی وفاداری اور ایسے کام میں ذمے‌دار پوزیشن کے لئے ان کی موزونیت کو جانچنا چاہئے جہاں انقلابی شعور اور انقلابی جدوجہد کی ترقی سب سے زیادہ تیز ہے، جہاں زمینداروں اور بورژوازی (بڑے کسانوں اور کولاکوں) کی مزاحمت سب سے زیادہ سنگدلانہ ہے اور جہاں

سمجھوتہ کرنےوالے سوشلسٹوں اور کمیونسٹ انقلابیوں کے درمیان فرق بالکل نمایاں ہے۔

(۹) کمیونسٹ پارٹیوں کو اس کے لئے ہر کوشش کرنی چاہئے کہ وہ جلد ازجلد دیہاتوں میں نائبین کی سوویتیں قائم کریں اور سب سے پہلے اجرتی مزدوروں اور نیم پرولتاریہ کی ۔ صرف عوامی ہڑتالی جدوجہد اور انتہائی مظلوم طبقے کے ساتھ منسلک ہونے سے ہی سوویتیں اپنے فرائض منصبی ادا کرسکتی ہیں اور اس حد تک مضبوط بن‌سکتی ہیں کہ وہ چھوٹے کسانوں کو اپنے زیراثر (اور بعد میں اپنی صفوں میں) لاسکیں ۔ بہرحال اگر ہڑتالی جدوجہد ابھی نہیں ابھری ہے اور زرعی پرولتاریہ زمینداروں اور بڑے کسانوں کے شدید دباؤ اور صنعتی مزدوروں اور ان کی یونینوں کی طرف سے حمایت کی کمی کی وجہ سے مضبوط تنظیمیں قائم کرنے میں کمزور ہے تو دیہاتی علاقوں میں نائبین کی سوویتیں بنانے کے لئے طویل تیاری کے کام کی ضرورت ہوگی جو کمیونسٹ یونٹوں کی قیام کے ذریعہ، چاہے وہ چھوٹے ہی کیوں نہ ہوں، ایسے زوردار ایجی‌ٹیشن کے ذریعہ جو کمیونزم کے مطالبات کو بہت ہی مقبول طریقے سے پیش کرےگا اور ان کی وضاحت کے لئے استحصال اور جبروتشدد کی انتہائی کھلی ہوئی مثالوں کو استعمال کریگا، اور دیہاتوں میں صنعتی مزدوروں کے باقاعدگی کے ساتھ جانے کے انتظام وغیرہ کے ذریعہ کی جائےگی ۔

جون ۱۹۲۰ء کی ابتدا میں لکھا گیا

۲۰ جولائی ۱۹۲۰ء کو رسالہ ''کمیونسٹ انٹرنیشنل،، شمارہ ۱۲ میں شایع کیا گیا

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۴۱، صفحات ۱۸۲ — ۱۶۹

کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری کانگرس[۶۲]

۱۹ جولائی — ۷ اگست ۱۹۲۰ء

قومی اور نوآبادیاتی سوالوں کے کمیشن کی رپورٹ (۲۶ جولائی)

ساتھیو، میں صرف ایک مختصر سی تمہید پر اکتفا کروں گا اور اس کے بعد کامریڈ مارنگ جو ہمارے کمیشن کے سکریٹری تھے، آپ کے سامنے تفصیل سے ان تمام تبدیلیوں کا ذکر کریں گے جو ہم نے نظریاتی مقالوں میں کی ھیں۔ ان کے بعد کامریڈ رائے کی تقریر ہوگی جنھوں نے ضمیمے کے مقالوں کی ترتیب و تشکیل کی ھے۔ ھمارے کمیشن نے اتفاق رائے سے دونوں ترمیم شدہ ابتدائی مقالے* منظور کر لئے ھیں اور ضمیمے کے مقالے بھی۔ سو تمام اھم اور بڑے سوالوں پر ھمارے درمیان مکمل اتفاق رائے ھے۔ اب میں مختصر طور پر چند باتیں کہوں گا۔

اول، ھمارے مقالوں کا سب سے اھم اور بنیادی خیال کیا ھے؟ وہ ھے ظالم اور مظلوم قوموں کے درمیان فرق اور امتیاز۔ دوسری انٹرنیشنل اور بورژوا جمہوریت کے برخلاف ھم اس امتیاز اور فرق پر زور دیتے ھیں۔ اس عہد میں، جو سامراج کا عہد ھے پرولتاریہ اور کمیونسٹ انٹرنیشنل کے لئے یہ چیز خاص طور پر ضروری ھے کہ وہ ٹھوس معاشی حقائق کو مسلم کر دیں، منوا لیں اور تمام نوآبادیاتی اور قومی سوالوں کو حل کرنے کے سلسلے

---

* دیکھئے قومی اور نوآبادیاتی مسائل پر (کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری کانگرس کے لئے) لینن کے مقالوں کا ابتدائی مسودہ۔ (ایڈیٹر)

میں مجرد اور نظری مفروضوں کو لے کر آگے بڑھنے کے بجائے ٹھوس حقائق کو ساتھ لے کر آگے بڑھیں۔

سامراج کی نمایاں خصوصیت، جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں، یہ ہے کہ پوری دنیا اس وقت دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے — ایک طرف تو ایک بہت بڑی تعداد مظلوم و محکوم قوموں کی ہے اور دوسری طرف مٹھی بھر ظالم و زبردست قومیں ہیں جو اتنی کم تعداد میں ہونے کے باوجود بےشمار مال و دولت اور طاقتور فوجوں کی مالک ہیں۔ دنیا کی آبادی کی بہت بڑی اکثریت — ایک ارب سے زائد لوگ اور اگر ہم مجموعی آبادی کو ایک ارب ۷۰ کروڑ سمجھیں تو غالباً ایک ارب ۲۵ کروڑ انسان یا دنیا کی آبادی کا ستر فی‌صدی حصہ — مظلوم اور زیردست قوموں پر مشتمل ہے جو یا تو بالکل نوآبادیاتی محکومی کی حالت میں ہیں یا ایران، ترکی اور چین کی طرح نیم نوآبادیاں ہیں یا کسی بڑی سامراجی طاقت کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد صلح ناموں کے طفیل اس سامراجی طاقت کی بڑی حد تک دست‌نگر بن گئی ہیں۔ یہ فرق اور امتیاز، یہ قوموں کو ظالم و مظلوم میں تقسیم کرنے کا خیال سارے مقالوں میں موجود ہے، یہ صرف ان پہلے مقالوں ہی میں نہیں ملتا جو کچھ عرصہ پہلے میرے دستخط سے چھپے تھے بلکہ کامریڈ رائے کے پیش کئے ہوئے مقالوں میں بھی موجود ہے۔ آخرالذکر مقالوں کی ترتیب و تشکیل زیادہ‌تر ہندستان اور برطانیہ کے ظلم وستم کا شکار دوسری بڑی ایشیائی قوموں کی صورت حال کے نقطۂ نظر سے ہوئی تھی۔ اور یہی چیز انہیں ہمارے لئے اس قدر اہم اور قیمتی بناتی ہے۔

ہمارے مقالوں کا دوسرا اہم اور خاص خیال یہ ہے کہ موجودہ عالمی صورت حال میں — یعنی سامراجی جنگ کے بعد — بین‌اقوامی تعلقات کا، ریاستوں کے تمام عالمی نظام کا تعین اس جد و جہد سے ہوتا ہے جو سامراجی قوموں کے ایک چھوٹے گروہ نے سوویت تحریک اور سوویت ریاستوں کے خلاف — جن کی سرکردگی سوویت روس کرتا ہے — چلا رکھی ہے۔ اس حقیقت کو مدنظر رکھے بغیر ہم کسی بھی قومی اور نوآبادیاتی سوال کو صحیح ڈھنگ سے پیش نہیں کر سکتے خواہ اس کا تعلق دنیا کے کسی بالکل

دوردراز حصے ہی سے کیوں نہ ہو ۔ کیونکہ مہذب اور پس ماندہ دونوں ہی قسم کے ملکوں کی کمیونسٹ پارٹیاں صرف اسی نقطۂ نظر کی بنیاد پر سیاسی سوالوں کو صحیح طور پر پیش اور حل کر سکتی ہیں ۔

تیسرے، میں پچھڑے ہوئے ملکوں میں بورژوا جمہوری تحریک کے سوال پر خاص طور سے زور دینا چاہتا ہوں ۔ ٹھیک اسی سوال پر کچھ اختلاف رائے پیدا ہوا ہے ۔ ہم نے اس بات پر بحث و مباحثہ کیا کہ آیا اصولی اور نظری اعتبار سے یہ کہنا صحیح ہوگا کہ کمیونسٹ انٹرنیشنل اور کمیونسٹ پارٹیوں کو پس ماندہ ملکوں کی بورژوا جمہوری تحریک کی تائید اور حمائت کرنا چاہئے ۔ اپنے بحث و مباحثے کے بعد ہم نے اتفاق رائے سے یہ فیصلہ کیا کہ ''بورژوا جمہوری،، تحریک کے بجائے قومی انقلابی تحریک کا ذکر ہونا چاہئے ۔ اس بارے میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ ہر قومی تحریک لازماً ایک بورژوا جمہوری تحریک ہوگی کیونکہ پچھڑے ہوئے ملکوں کی آبادی کی اکثریت کسانوں پر مشتمل ہے جو بورژوا سرمایہ‌دارانہ رشتوں کی نمائندگی کرتے ہیں ۔ یہ سمجھنا بڑی یوٹوپیائی بات ہوگی کہ اگر پرولتاری پارٹیاں ان پس ماندہ ملکوں میں جنم لے بھی سکیں تو وہ کسان تحریک سے خاص قسم کا ناتہ جوڑے بغیر اور اسے قرار واقعی مدد دئے بغیر کمیونسٹ حکمت عملی اور کمیونسٹ پالیسی چالو کر سکتی ہیں ۔ لیکن اس پر اعتراض کیا گیا کہ اگر ہم بورژوا جمہوری تحریک کا ذکر کرتے ہیں تو سدھاروادی اور انقلابی تحریک کے امتیاز کو بالکل مٹا ڈالتے ہیں ۔ لیکن پچھلے دنوں پس ماندہ ملکوں اور نوآبادیوں میں یہ امتیاز بڑی صفائی سے ظاہر ہوا ہے کیونکہ سامراجی بورژوا طبقے مظلوم و محکوم قوموں میں بھی سدھاروادی تحریک کے بیج بونے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں ۔ ظالم اور لوٹ مچانے والے ملکوں اور نوآبادیوں کے بورژوا طبقوں کے درمیان ایک قسم کا سمجھوتہ ہوا ہے اور اسی لئے اکثر، بلکہ غالباً زیادہ‌تر صورتوں میں، اگر مظلوم ملکوں کے بورژوا طبقے قومی تحریک کی حمایت کرتے بھی ہیں ساتھ ساتھ سامراجی بورژوازی سے بھی ساز باز کئے

9—193

رھتے ھیں، یعنی اس کے ساتھ مل کر تمام انقلابی تحریکوں اور انقلابی طبقوں کے خلاف محاذ بنا لیتے ھیں۔ کمیشن نے اس حقیقت کے ناقابل تردید ثبوت دئے ھیں۔ اور ھم نے فیصلہ کیا کہ صرف یہی صحیح بات ھوگی کہ اس امتیاز کو نظر انداز نہ کیا جائے اور تقریباً سبھی صورتوں میں ''بورژوا جمہوری،، کی ترکیب کے بجائے ''قومی انقلابی،، کی اصطلاح لے لی جائے۔ اس تبدیلی کا مطلب یہ ھے کہ ھم، کمیونسٹ، نوآبادیوں کی بورژوا تحریک آزادی کی صرف اسی صورت میں حمایت کر سکتے ھیں اور کریں گے جبکہ وہ واقعی انقلابی ھوں اور جبکہ ان تحریکوں کے علمبردار ھمیں کسانوں اور لوٹ کھسوٹ کے شکار سارے عوام کی انقلابی اسپرٹ کے مطابق تنظیم اور تعلیم کرنے دیں اور اس میں کوئی مزاحمت نہ کریں۔ جن ملکوں میں ایسے حالات نہ ھوں وھاں کے کمیونسٹوں کو سدھاروادی بورژوازی کے خلاف جہاد کرنا چاھئے — اور دوسری انٹرنیشنل کے سورماؤں کا شمار بھی اسی بورژوازی کی صف میں ھوتا ھے۔ اس وقت بھی سدھاروادی پارٹیاں نوآبادیوں میں موجود ھیں اور بعض جگہ ان کے ترجمان اپنے آپ کو سوشل ڈیموکریٹ اور سوشلسٹ کہتے ھیں۔ میں نے جس امتیازی فرق کی طرف اشارہ کیا ھے وہ اب سارے مقالوں میں شامل کر لیا گیا ھے اور میں سمجھتا ھوں اس کا نتیجہ یہ ھے کہ اب ھمارے نقطۂ نظر کی ترتیب پہلے سے کہیں زیادہ جچے تلے اور واضح ڈھنگ سے ھوئی ھے۔

اس کے بعد میں کسانوں کی سوویتوں کے بارے میں دو چار لفظ کہنا چاھوں گا۔ سابقہ زارشاھی نوآبادیوں میں، ترکستان وغیرہ کے سے پسماندہ ملکوں میں روسی کمیونسٹوں کی جو عملی سرگرمیاں رھی ھیں انہوں نے ھمارے سامنے یہ سوال پیش کیا کہ کمیونسٹ پالیسی اور کمیونسٹ حکمت عملی کو سرمایہ‌داری سے پہلے کے حالات میں کس طرح استعمال کیا جائے۔ کیونکہ سرمایہ‌داری سے پہلے کے رشتوں کا غلبہ ان ملکوں کی سب سے بڑی خصوصیت ھے اور اسی لئے ان میں خالص پرولتاری تحریک کا سوال ھی نہیں پیدا ھو سکتا۔ اِن ملکوں میں صنعتی پرولتاریہ نہ ھونے کے برابر ھے۔ لیکن اس کے باوجود وھاں بھی ھم نے رھنمائی کا بوجھ اپنے کاندھوں پر

اٹھا لیا ہے اور ہمیں ایسا کرنا ہی چاہئیے۔ اپنے کام کے دوران ہم نے دیکھا کہ ہمیں ان ملکوں میں بڑی بھاری کٹھنائیوں پر قابو پانا ہے۔ لیکن ہمارے کام کے جو عملی نتیجے سامنے آئے ہیں وہ بجائے خود اس بات کا ثبوت ہیں کہ ان کٹھنائیوں کے باوجود اور ایسی ایسی جگہوں میں بھی جہاں پرولتاریہ نہ ہونے کے برابر ہے، ہم اس پوزیشن میں ہیں کہ جنتا میں جاگرتی پیدا کرکے اسے آزاد سیاسی فکر اور آزاد و خودمختار سیاسی سرگرمیوں کی تمنا سے سرشار کر سکیں۔ ہمارے لئے یہ کام اس سے زیادہ مشکل تھا جتنا مغربی یورپ کے ساتھیوں کے لئے ہوگا کیونکہ روس میں تو ریاست کی بنیادیں استوار کرنے کا کام ہی پرولتاریہ کے سنبھالے نہیں سنبھل رہا ہے۔ اور یہ بالکل سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ نیم جاگیرداری محکومی اور اطاعت کے حالات میں رہنے والے کسان سوویت تنظیم کے تصور کو خوب اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں، اپنا سکتے ہیں اور عملی جامہ پہنا سکتے ہیں۔ اسی طرح یہ بات بھی صاف ہے کہ وہ مظلوم و مجبور جنتا، جو صرف تجارتی سرمایہ کے استحصال ہی کا شکار نہیں ہے بلکہ جسے اس کے علاوہ جاگیرداروں اور جاگیرداری کی بنیاد پر بنی ہوئی ریاست کی لوٹ کھسوٹ سے بھی سابقہ پڑتا ہے، وہ جنتا اس ہتیار کا، اس قسم کی تنظیم کا استعمال اپنے حالات میں بھی کر سکتی ہے۔ سوویت تنظیم کا تصور بڑا سیدھا سادا تصور ہے اور یہ صرف پرولتاری رشتوں ہی پر لاگو نہیں ہوتا بلکہ کسان جاگیرداری اور نیم جاگیرداری (peasant feudal and semi-feudal) رشتوں پر بھی لاگو ہو سکتا ہے۔ اس سلسلے میں ہمارا تجربہ ابھی کچھ بہت وسیع اور عمیق نہیں ہے لیکن کمیشن میں جو بحث و مباحثہ ہوا — جس میں نوآبادیوں کے کئی نمائندوں نے حصہ لیا تھا — اس نے بڑے دلنشیں طریقے سے ثابت کر دیا کہ کمیونسٹ انٹرنیشنل کے مقالوں میں یہ ضرور دکھانا چاہئیے کہ کسانوں کی سوویتیں، ظلم اور استحصال کے شکار عوام کی سوویتیں، ایک ایسا ہتیار ہیں جو صرف سرمایہ‌دار ملکوں ہی میں نہیں بلکہ سرمایہ‌داری سے پہلے کے رشتے رکھنے والے ملکوں میں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ہمیں

اعلان کر دینا چاھئے کہ ساری کمیونسٹ پارٹیوں کا اور ان سب عناصر کا جو کمیونسٹ پارٹیاں قائم کرنے کے لئے تیار ھیں، مقدس فرض ھے کہ وہ ھر جگہ ، پس‌ماندہ ملکوں اور نوآبادیوں تک میں کسانوں کی سوویتیں یا محنت‌کشوں کی سوویتیں بنانے کے خیال کا پرچار کریں۔ اور جہاں کہیں حالات سازگار ھوں وھاں انہیں فوراً محنت‌کشوں کی سوویتوں کے قیام کی کوشش کرنا چاھئے۔

یہاں ھمیں عملی کام کے لئے ایک بہت دل‌چسپ، بہت اھم میدان ملتا ھے۔ اب تک اس سلسلے میں ھمارا مشترکہ تجربہ کوئی خاص وسیع نہیں ھے، لیکن رفتہ رفتہ زیادہ سے زیادہ مواد جمع ھوتا جائےگا۔ اس میں کسی قسم کے اختلاف رائے کی گنجائش ھی نہیں ھے کہ ترقی‌یافتہ ملکوں کے پرولتاریہ کو پچھڑے ھوئے محنت کش عوام کی مدد کرنا چاھئے اور وہ کر بھی سکتا ھے، اور نہ ھی اس بارے میں دو رائیں ھو سکتی ھیں کہ جب سوویت رپبلکوں کا فاتح پرولتاریہ ان عوام کی طرف مدد کا ھاتھ بڑھائےگا اور ان کو مدد اور سہارا دینے کے قابل ھوگا تو پس‌ماندہ ملک اپنی موجودہ حالت سے نجات حاصل کر سکتے ھیں۔

اس سوال پر کمیشن میں خاصی گرما گرم بحث رھی اور یہ بحث و مباحثہ صرف میرے مقالوں ھی پر نہیں ھوا بلکہ کامریڈ رائے کے مقالوں پر اور بھی زیادہ گرما گرم بحث ھوئی۔ وہ ان کی تائید میں یہاں تقریر کریں‌گے اور ان کے مقالوں کی کچھ ترمیموں پر بھی بحث ھوئی جو اتفاق رائے سے منظور کر لی گئیں۔

سوال اس طرح پیش کیا گیا تھا: کیا یہ دعوی ٹھیک ھے کہ ان پس‌ماندہ قوموں کے لئے جو آج آزادی حاصل کر رھی ھیں اور جہاں جنگ کے بعد سے ترقی پسند رجحانات دیکھنے میں آ رھے ھیں کیا معاشی ارتقا کا سرمایہ‌داری کی منزل سے گذرنا اٹل اور ناگزیر ھے؟ ھمارا جواب نفی میں تھا۔ اگر فاتح انقلابی پرولتاریہ ان کے درمیان باضابطہ طریقے سے پرچار کرے اور سوویت حکومتیں اپنے مقدور بھر، ھر ھر ذریعے سے ان کی مدد کریں تو اس صورت میں یہ فرض کر لینا غلط ھوگا کہ پس‌ماندہ قومیتوں کے لئے ارتقا کا سرمایہ‌داری کی منزل سے گذرنا لازمی اور ناگزیر ھے۔ فقط

یہی کافی نہیں ہے کہ ہم ساری نوآبادیوں اور پس‌ماندہ ملکوں میں اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکنے والے مجاہد کارکن اور پارٹی تنظیمیں تیار کریں، صرف یہی کافی نہیں ہے کہ ہم کسانوں کی سوویتوں کی تنظیم کے لئے فوراً پرچار شروع کر دیں اور سوویتوں کو سرمایہ‌داری سے پہلے کے حالات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں - ان سب چیزوں کے علاوہ کمیونسٹ انٹرنیشنل کو یہ خیال بھی پیش کرنا چاہئے اور اس کے نظریاتی دلائل دینے چاہئیں کہ یہ پس ماندہ ملک، ترقی یافتہ ملکوں کے پرولتاریہ کی مدد سے سرمایہ‌داری کی منزل سے گذرے بغیر ھی سوویت نظام اختیار کر سکتے ھیں اور ارتقا کی خاص، معین منزلوں سے گذرکر کمیونزم کی سمت بھی جا سکتے ھیں -

اس کے لئے کون سے طریقے ضروری ھوں گے — پہلے سے یہ جاننا ممکن نہیں ہے - یہ تو ھمارا عملی تجربہ ھی ھمیں بتائے گا - لیکن یہ بات تو اچھی طرح مسلم ھو چکی ہے کہ انتہائی دوردراز ملکوں کے محنت‌کش عوام بھی سوویتوں کے تصور سے مانوس ھیں - اور اسی طرح یہ بات بھی مسلم ہے کہ سوویتوں کو سرمایہ‌داری سے پہلے کے سماجی نظام کے مطابق ڈھالنا چاہئے اور کمیونسٹ پارٹیوں کو فوراً دنیا بھر میں اس کام میں جٹ جانا چاہئے -

میں یہاں کمیونسٹ پارٹیوں کے انقلابی کام کی اھمیت کا ذکر کرنا چاھتا ھوں — اھمیت صرف ان کے اپنے ملکوں میں کام ھی کی نہیں بلکہ نوآبادیوں میں اور خاص طور پر ان فوجوں کے درمیان انقلابی کام کی بھی بڑی اھمیت ہے جنھیں ظلم و استحصال کرنے والے ملک اپنی نوآبادیوں کی قوموں کو محکوم اور غلام بنائے رکھنے کے لئے استعمال کرتے ھیں -

برطانوی سوشلسٹ پارٹی کے کامریڈ کویلچ نے ھمارے کمیشن میں اس کا ذکر کیا - انھوں نے کہا کہ ایک عام انگریز مزدور برطانیہ کے غلبے کے خلاف محکوم اور غلام قوموں کی بغاوتوں میں ان کی مدد کرنے کو غداری سمجھے گا - یہ سچ ہے کہ امریکہ اور انگلستان کے جنگ‌جو وطن‌پرست (jingoistic) (۶۳) اور شاونسٹ مزدوروں کی اشرافیہ سوشلزم کے لئے ایک بہت بڑا خطرہ اور دوسری

انٹرنیشنل کا زبردست ستون ہے۔ ہمیں اس بورژوا انٹرنیشنل کے لیڈروں اور مزدوروں کی زبردست غداری سے نبٹنا ہے۔ نوآبادیاتی سوال پر دوسری انٹرنیشنل میں بھی بحث و مباحثہ ہوا تھا۔ بازیل مینی‌فسٹو (۶۴) اس نکتے پر بالکل صاف ہے۔ دوسری انٹرنیشنل سے تعلق رکھنے والی پارٹیوں نے انقلابی سرگرمیوں کا عہد تو کیا مگر سچے انقلابی کام یا لوٹ کھسوٹ کی شکار، دست‌نگر اور محکوم قوموں کی ظالم اور زبردست قوموں کے خلاف بغاوتوں میں مدد کرنے کے کوئی آثار ہمیں ان پارٹیوں کی طرف سے نظر نہیں آ رہے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہی بات ان میں سے اکثر پارٹیوں پر بھی لاگو کی جا سکتی ہے جو دوسری انٹرنیشنل سے الگ ہو گئی ہیں اور تیسری انٹرنیشنل میں شامل ہونے کی خواہش‌مند ہیں۔ ہمیں ڈنکے کی چوٹ پر اس کا اعلان کرنا چاہئے۔ اس کی تردید نہیں کی جا سکتی۔ ذرا ہم بھی دیکھیں اس کی تردید کی جائےگی یا نہیں۔

یہی تمام چیزیں ہماری قراردادوں کی بنیاد بنائی گئی ہیں۔ یہ قراردادیں لمبی تو ضرور ہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ اس کے باوجود وہ نوآبادیاتی اور قومی سوالوں کے سلسلے کے سچے انقلابی کام کی نشو و نما اور تنظیم میں معاون اور کارآمد ثابت ہوں گی۔ اور یہی کام ہمارا سب سے بڑا اور اہم فریضہ ہے۔

''کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری کانگرس کے خبرنامے،، شمارہ ۶ میں ۷ اگست ۱۹۲۰ء کو شایع ہوا

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۴۱، صفحات ۲۴۷ — ۲۴۱

نوجوانوں کی انجمنوں کے فریضے

(نوجوانوں کی روسی کمیونسٹ لیگ کی تیسری کل روس کانگرس میں
تقریر ۲ اکتوبر ۱۹۲۰ء) (٦٥)

(کانگرس میں بہت پرزور تالیوں سے لینن کا استقبال کیا گیا۔)

ساتھیو! میں چاھتا ھوں کہ آج اس موضوع پر آپ سے باتیں کروں کہ کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ کے سامنے کون کون سے بنیادی سوال ھیں اور اسی سلسلے میں یہ کہ ایک سوشلسٹ رپبلک میں نوجوانوں کی تنظیموں کو عموماً کس طرح کا ھونا چاھئے۔

اس سوال پر غوروفکر کرنا اس لئے اور بھی ضروری ھو جاتا ھے کہ خاص معنوں میں یہ کہا جا سکتا ھے کہ نوجوان ھی ھیں جنھیں کمیونسٹ سماج کو جنم دینے کا اصل مسئلہ درپیش ھے۔ یہ تو صاف ھے کہ کام کرنےوالوں کی یہ نسل جو سرمایہداری سماج میں پلی بڑھی تھی، زیادہ سے زیادہ اتنا ھی کر سکتی ھے کہ پرانے سرمایہداری رھن سھن کو، جو دوسروں کی محنت سے فائدہ اٹھانے پر تعمیر ھوا تھا، جڑ بنیاد سے اکھاڑ پھینکنے کا فرض اپنے ھاتھوں انجام دے جائے۔ یہ نسل زیادہ سے زیادہ اتنا کر سکےگی کہ ایسے سماجی ڈھانچے کو وجود میں لانے کا سوال نمٹا جائے جو پرولتاریہ اور محنت کش طبقوں کو اپنے ھاتھ میں اقتدار رکھنے اور ایک پائدار بنیاد ڈالنے میں مدد دے جس پر آئندہ تعمیر صرف وھی نسل کر سکتی ھے جو نئے حالات میں کام کرنے کے لئے قدم بڑھا رھی ھے، ان حالات میں جب کہ لوگوں کے باھمی تعلقات

میں استحصال یا دوسروں کی محنت سے فائدہ اٹھانے کا قصہ پاک ہو چکا ہے۔

ہاں تو اس نقطۂ نظر سے دیکھا جائے کہ نوجوانوں کے سامنے اہم فریضے کیا ہیں تو مجھے کہنا پڑے گا کہ عموماً نوجوانوں کے اور خصوصاً کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگوں اور ایسی ہی تمام دوسری تنظیموں کے یہ فریضے وہ ہیں جنھیں صرف ایک لفظ میں سمویا جا سکتا ہے: یعنی اصل فریضہ یہ ہے کہ علم حاصل کیا جائے۔

ٹھیک ہے، یہ کہنے کو صرف ''ایک لفظ،، ہوا۔ اور اس سے پتہ نہیں چلتا کہ سب سے خاص اور اہم سوالوں کا جواب کیا ہے — کاہے کا علم حاصل کریں اور کیسے حاصل کریں؟ اب یہاں سارا معاملہ یہ آ پڑتا ہے کہ پرانے سرمایہ‌داری سماج کو اوپر سے نیچے تک بدل ڈالنے کے ساتھ ساتھ یہ نہیں ہو سکتا کہ ان نئی نسلوں کی تعلیم، تربیت اور لکھائی پڑھائی پرانی لائنوں پر ہو جنھیں کل کمیونسٹ سوسائٹی کو جنم دینا ہے۔ اور پھر نوجوانوں کی تعلیم، تربیت اور لکھائی پڑھائی بہرحال شروع ہونی ہے اسی سر و سامان سے جو پرانی سوسائٹی ہمارے حوالے کر گئی ہے۔ ہم کمیونزم کی تعمیر کر سکتے ہیں صرف اتنے ہی علم کے ذخیروں، تنظیموں اور اداروں سے، انسانی طاقت اور ذرائع کے اس سر و سامان سے جو گزری ہوئی سوسائٹی سے ہمارے ہاتھ آیا ہے۔ نوجوانوں کی تعلیم، تنظیم اور تربیت کے کام کو جڑ بنیاد سے بدل ڈالنے کے بعد ہی ہم نوجوان نسل کی محنت و جاں‌فشانی کی بدولت ایک ایسا سماج حاصل کر سکیں گے جو پرانے سماج سے مشابہ نہ ہوگا — یعنی کمیونسٹ سماج۔ اسی لئے ہمیں لازم ہے کہ بہت تفصیل کے ساتھ اس سوال پر بحث کریں کہ ہمیں کیا سکھانا ہے اور نوجوانوں کو کیسے سیکھنا ہے اگر وہ درحقیقت یہ چاہتے ہیں کہ کمیونسٹ نوجوان کہلانے کو اپنے عمل سے ثابت کر دکھائیں اور یہ کہ انھیں کیسے تیار کیا جائے تاکہ جس کام کی ہم نے ابتدا کی ہے وہ اپنے تعمیر کر سکیں اور تکمیل تک پہنچا سکیں۔

مجھے کہنا ہے کہ بظاہر پہلا اور قدرتی جواب اس کا یہ ہوگا کہ نوجوانوں کی لیگ اور عام طور سے سارے نوجوانوں کو، جو کمیونزم کے مرحلے میں داخل ہونا چاہتے ہیں اول کمیونزم سیکھنا چاہئے۔

مگر صرف اتنا جواب کہ ''کمیونزم سیکھنا،، بہت گول مول ہے۔ ہمیں اس کے لئے کیا کرنا ہے کہ کمیونزم سیکھ سکیں؟ پورا جو علم ہے اس میں سے کتنا حصہ الگ کرنا چاہئے کہ کمیونزم کا علم حاصل ہو سکے؟ یہیں سے خطروں کی پوری قطار ہمیں گھیرتی ہے جو اکثر اس صورت میں ظاہر ہوتے ہیں جب کہ کمیونزم کا علم حاصل کرنے کا سوال غلط طریقے سے پیش کیا جاتا ہے یا اسے یک طرفہ دیکھا جاتا ہے۔

قدرتی بات ہے کہ پہلا خیال جو آدمی کے دماغ میں آئے گا یہی ہوگا کہ کمیونزم کا علم حاصل کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ اس علم کا سارا ذخیرہ اپنا لیا جائے جو کمیونزم کی نصابی کتابوں، پمفلٹوں اور دوسری کتابوں میں موجود ہے۔ لیکن کمیونزم سیکھنے کی یہ تعریف بہت ہی بھونڈی اور ناکافی ہوگی۔ اگر کمیونزم کا علم حاصل کرنے کا مطلب صرف اسی قدر ہوتا کہ اس علم کو اپنایا اور جذب کر لیا جائے جو کمیونسٹ تحریروں، کتابوں اور پمفلٹوں میں پھیلا ہوا ہے تو بہت ہی آسانی سے ہم کمیونسٹ کتابی کیڑوں اور بڑھ بڑھ کر باتیں بنانے والوں کو سمیٹ سکتے تھے لیکن اس سے ہمیں اکثر نقصان اور مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا کیونکہ اس طرح کے لوگ ان تمام چیزوں کو جو کمیونسٹ کتابوں اور پمفلٹوں میں بھری ہوئی ہیں، پانی کر ڈالنے اور خوب یاد کر لینے کے بعد اس قابل نہیں ہو پاتے کہ وہ سارا علم جوڑ سکیں اور اس طریقے سے عمل کر سکیں جس کا مطالبہ کمیونزم کرتا ہے۔

گزرے ہوئے سرمایہ‌دار سماج نے سب سے بڑی برائی اور بدنصیبی جو ہمارے لئے چھوڑی ہے وہ یہ کہ کتابوں میں اور زندگی کے عمل میں بالکل ہی قطع تعلق رکھا کیونکہ ہمارے پاس ایسی کتابیں موجود تھیں جن میں ہر چیز عمدہ سے عمدہ طور پر لکھی ہوئی تھی، تاہم یہ کتابیں اکثر حالتوں میں بہت گھناؤنے

اور مکربھرے جھوٹ کا پلندہ تھیں اور سرمایہ‌دار سماج کی تصویر اصلیت کے خلاف کھینچتی تھیں۔

لہازا یہ نہایت غلط ہوگا کہ آدمی صرف اسے سینے میں بھر لے جو کتابوں میں کمیونزم کی بابت لکھا ہوا ہے۔ اب اپنی تقریروں اور مضمونوں میں ہم صرف وہی نہیں دہراتے ہیں جو ہم سے پہلے کتابوں میں کمیونزم کے سلسلے میں لکھا جا چکا ہے، کیونکہ ہماری تقریریں اور مضمون ہمہ‌گیر اور روزمرہ کے کام سے وابستہ ہیں۔ عمل کئے بغیر، جدوجہد کئے بغیر کمیونسٹ پمفلٹوں اور کتابوں سے لیا ہوا کمیونزم کا کتابی علم کسی کام کا نہیں کیونکہ اس سے تو وہی پرانی صورت‌حال قائم رہےگی کہ نظریے اور عمل میں قطع تعلق رہے، یہ وہی پرانی بےتعلقی ہوئی جو گزرے ہوئے بورژوا سماج کی سبب سے گھناؤنی خصوصیت تھی۔

اس سے بھی بڑھ کر خطرناک یہ ہوتا کہ ہم صرف کمیونسٹ نعروں کو ہی گرہ میں باندھ لیتے۔ اگر اس خطرے کو ہم بروقت نہیں بھانپ لیتے اور اس سے بچ نکلنے کے لئے اپنی تمام کوششیں نہیں لگا دیتے تو نتیجہ یہ ہوتا کہ پانچ یا دس لاکھ آدمی، نوجوان لڑکے اور لڑکیاں، جو اس طرح سے کمیونزم سیکھتے ہیں اور خود کو کمیونسٹ کہتے ہیں، وہ کمیونزم کے مقصد کو بہت بڑا نقصان پہنچاتے۔

یہاں سوال یہ اٹھتا ہے: ہمیں ان تمام باتوں کو کیسے جوڑنا چاہئے کمیونزم کا علم حاصل کرنے کے لئے؟ پرانے اسکول سے اور پرانی سائنس سے ہمیں کیا کیا لینا چاہئے؟ پرانے اسکول ایسا انسان تیار کرنے کے دعوےدار تھے جسے ہر پہلو کی تعلیم ملی ہو۔ پرانے اسکول کا کہنا تھا کہ وہ عام طور سے علوم سکھاتا ہے۔ ہم کو معلوم ہے کہ یہ دعوا محض باطل تھا کیونکہ پوری سوسائٹی کی بنیاد اور تشکیل طبقوں میں لوگوں کی تقسیم پر تھی— استحصال کرنے والوں کا طبقہ اور مظلوموں کا طبقہ۔ لہازا قدرتی بات ہے کہ پرانا اسکول تمام کا تمام طبقاتی اسپرٹ میں ڈوبا ہوا ہونے کی وجہ سے صرف بورژوازی کی اولاد کو علم عطا کرتا تھا۔ بورژوا طبقے کی خاطر ایک ایک لفظ میں جعل فریب سے کام لیا

جاتا تھا۔ ان اسکولوں میں مزدوروں اور کسانوں کی کم‌عمر نسلیں اتنی تعلیم و تربیت نہیں پاتی تھیں جتنا اسی بورژوازی کے مفاد میں انھیں کمر بستہ کیا جاتا تھا۔ انھیں اس طرح ٹریننگ دی جاتی تھی کہ بڑے ہوکر بورژوازی کی خدمات بجا لائیں اور اس کے امن و آسائش میں خلل ڈالے بغیر اس کو منافع دے سکیں۔ اسی لئے پرانی تعلیم کو مسترد کرتے وقت ہم نے اسے اپنا فریضہ قرار دیا ھے کہ اس میں سے صرف اتنا لےلیں جتنا صحیح معنوں میں کمیونسٹ تعلیم کے لئے ضروری ھے۔

یہاں میں اس ڈانٹ پھٹکار اور ان الزامات پر آتا ہوں جو پرانی تعلیم کے خلاف مستقل طور سے سننے میں آتے رہتے ھیں اور جن سے اکثر قطعی غلط معنی نکلتے ھیں۔ کہا جاتا ھے کہ پرانا اسکول صرف درسی کتابوں کی پڑھائی کا، رعب داب میں رکھنے کا اور رٹائی کا اسکول تھا۔ یہ درست ھے۔ مگر، پرانی تعلیم یا پرانے اسکول میں جو چیز بری تھی اور وہ جو ھمارے لئے مفید یا کارآمد ھے، ان دونوں میں تمیز کرنی ہوگی۔ اور اس میں سے وہ چن لینا ہوگا جو کمیونزم کے کام کا ھے۔

پرانا اسکول رٹائی کی تعلیم‌گاہ تھا: وہ طالب علموں کو فضول، سطحی اور لاحاصل معلومات کاڈھیر کاڈ ھیر گھول کر پی جانے پر مجبور کرتا تھا جو دماغ کو ٹھس کرتی تھیں اور نوجوان نسل کو ایک ھی قسم کے سانچے میں ڈھلے ہوئے اھلکار بناکر نکالتی تھیں۔ لیکن آپ بڑی سخت غلطی کریں‌گے اگر یہ نتیجہ نکالنے کی کوشش کریں کہ آدمی اس علم کو حاصل کئے بغیر کمیونسٹ بن سکتا ھے جو علم انسانی نے اب تک ذخیرہ کیا ھے۔ یہ سوچنا غلط ہوگا کہ صرف کمیونسٹ نعرے سیکھ لینا اور کمیونسٹ سائنس کے نچوڑ جان لینا کافی ھے اور علم کی اس میزان کی ضرورت نہیں جس کا کمیونزم خود ایک نتیجہ ھے۔ اس بات کی مثال کہ علم انسانی کی کل میزان سے کمیونزم کیسے پیدا ہوا خود مارکس‌ازم سے ملتی ھے۔

آپ نے پڑھا اور سنا ہوگا کہ کمیونسٹ نظریہ اور کمیونسٹ سائنس اگرچہ بڑی حد تک کارل مارکس کی ایجاد ھے لیکن مارکس‌ازم

کی یہ تعلیم ۱۹ویں صدی کے اس ایک فرد کی ایجاد نہیں رہی چاہے وہ کیسا ہی دانائے روزگار سوشلسٹ کیوں نہ ہو، بلکہ یہ تعلیم تمام دنیا میں لاکھوں اور کروڑوں پرولتاریوں کا علم بن چکی ہے جو سرمایہ‌داری کے خلاف اپنی جدوجہد میں اس سے کام لے رہے ہیں۔ اب اگر آپ سوال کریں: کیا وجہ ہے کہ مارکس کی تعلیم نے سب سے انقلابی طبقے کے لاکھوں اور کروڑوں دلوں کو اپنی مٹھی میں لے لیا؟ تو آپ کو اس کا ایک جواب ملے گا: وجہ یہ کہ مارکس نے اس انسانی علم کی مضبوط بنیاد پر جو سرمایہ‌داری کے ہوتے حاصل ہو چکا تھا اپنا نظریہ تیار کیا۔ انسانی سماج کے ارتقا کے اصولوں کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد مارکس نے سمجھ لیا کہ سرمایہ‌داری کا ارتقا لازمی ہے جو کمیونزم کی طرف لے جانے والا ہے اور بڑی بات یہ کہ مارکس نے اسی سرمایہ‌دار سماج کے بالکل ٹھیک ٹھیک نپے تلے، انتہائی تفصیلی اور بہت ہی گہرے مطالعے کی بنیاد پر اور ان تمام چیزوں کو پوری طرح سمیٹ کر جو پہلے کی سائنس تیار کر چکی تھی، یہ نظریہ ثابت کر دیا۔ مارکس نے ہر اس چیز کو، جو انسانی سماج کی پیدا کی ہوئی تھی، تنقیدی نظر سے ناپ تول کر دیکھا، ہضم کیا اور ایک نکتے کو بھی نظرانداز نہیں ہونے دیا۔ انسانی فکر و نظر نے جو جو چیز پیدا کی تھی مارکس نے اس کو الٹاپلٹا، ردوقبول سے کام لیا اور مزدور طبقے کی تحریک پر کس کر دیکھا اور ایسے نتیجے نکالے جو بورژوا بندھنوں میں رہنے والے یا بورژوا تعصبات رکھنے والے لوگ نہیں نکال سکے تھے۔

ہمیں چاہئے کہ اس بات کو مدنظر رکھیں اس وقت جب، مثلاً ہم پرولتاری کلچر کے بارے میں گفتگو کرتے ہوں (٦٦)۔ جب تک ہم پوری طرح اس کو سمجھ نہ لیں کہ وہ کلچر جسے انسانیت کے پورے ارتقا نے جنم دیا ہے، اس کا صحیح علم حاصل کرکے اور اس میں ردوقبول سے کام لے کر ہی ہم پرولتاری کلچر کی تعمیر کر سکتے ہیں — جب تک ہم اس بات کو سمجھ نہیں لیتے اس وقت تک یہ مسئلہ حل نہیں کر سکیں گے۔ پرولتاری کلچر کوئی ایسی چیز نہیں جس کے بارے میں کسی کو پتہ نہ ہو

که کہاں سے نکل پڑا اور نہ یہ کچھ ایسے لوگوں کی ایجاد ہے جو خود کو پرولتاری کلچر کا ماہر کہتے ہوں۔ یہ بیہودہ بات ہے۔ پرولتاری کلچر کو علم انسانی کے ان ذخیروں کی قدرتی نشو و نما کا نتیجہ ہونا چاہئے جو انسانیت نے سرمایہ‌داری سماج کے تلے، جاگیرداری سماج اور نوکرشاهی سماج کے تلے حاصل کئے ہیں۔ یہی تمام راستے، یہی تمام جادے پرولتاری کلچر کی طرف لے جاتے رہے ہیں، لے جاتے ہیں اور لے جاتے رہیں گے، ٹھیک اسی طرح جیسے سیاسی معاشیات (پولیٹکل اکانومی) نے مارکس کے ہاتھوں بدل بدلا کر ہمیں یہ دکھایا کہ انسانی سماج کو کدھر جانا ہے اور یہ دکھایا کہ طبقاتی جدوجہد سے گزرنا اور پرولتاری انقلاب کی ابتدا تک پہنچنا لازمی ہے۔

جب اکثر و بیشتر ہمارے سننے میں آتا ہے کہ نوجوانوں کی طرف سے بولنے والے اور نئے طرز تعلیم کے بعض پرچارک پرانی تعلیم پر حملہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پرانا اسکول صرف رٹائی کا اسکول تھا، تو ہم ان سے کہتے ہیں کہ اس پرانے اسکول میں جو اچھا تھا وہ ضرور لے لینا چاہئے۔ ہمیں اس سے وہ سسٹم نہیں لینا ہے کہ نوعمروں کے دماغوں کو معلومات کے بے شمار بوجھ سے لاد دیا جائے جن معلومات میں نوبٹا دس محض فضول ہوتی تھیں اور ایک بٹا دس توڑی موڑی ہوئی۔ مگر اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اپنے آپ کو ہم صرف کمیونسٹ نتیجوں یا کلیوں تک محدود رکھیں اور کمیونسٹ نعرے ہی سیکھتے رہ جائیں۔ اس طریقے سے آپ کمیونزم پیدا نہیں کریں گے۔ کمیونسٹ آپ تبھی بن سکتے ہیں جب اپنے دماغ کو علم کے ان تمام خزانوں سے مالامال کریں جو ساری انسانیت کی دین ہیں۔

ٹھیک ہے، ہمیں رٹائی کی ضرورت نہیں۔ لیکن اس کی ضرورت تو ہے کہ ہر طالب‌علم کے دماغ کو بنیادی حقائق کی معلومات دے کر تیار اور مکمل کریں کیونکہ کمیونزم کھوکھلا اور صرف سائن بورڈ ہوگا اور کمیونسٹ صرف بڑی باتیں بگھارنے والا ہو کر رہ جائےگا اگر وہ تمام علم جو اس نے حاصل کیا ہے دماغ نے هضم نہیں کر لیا۔ اور صرف اتنا ہی نہیں کہ آپ اس علم

کو هضم یا جذب کریں بلکه چھان پھٹک کے بعد هضم کرنا ہے که کہیں دماغ میں کباڑ کا ڈھیر نه بھر جائے اور اس میں انهی حقائق کی دولت جمع ہونی چاہئے جو موجودہ زمانے کے تعلیم یافته آدمی کے لئے لازمی ہے۔ اگر کسی کمیونسٹ کے دماغ میں یه خیال سما جاتا ہے که کمیونزم کا ڈھنڈھورا پیٹتا پھرے چونکه بنے بنائے نتیجے اور کلیے اس نے معلوم کر لئے هیں اور ان پر سنجیده اور سخت محنت صرف نہیں کی اور نه ان حقائق کو اچھی طرح سمجھا ہے جن کی اسے جانچ پرکھ کرنی لازم تھی، تو ایسا کمیونسٹ بہت هی افسوسناک ہوگا۔ اور اس طرح کا سطحی رویه قطعی طور پر تباه‌کن رہےگا۔ اگر مجھے یه خبر ہے که میرا علم کم ہے تو کوشش کروں‌گا که زیاده علم حاصل کروں۔ لیکن اگر کوئی شخص کہتا ہے که وه کمیونسٹ ہے اور اسے کوئی بھی چیز گہرائی تک جاننا ضروری نہیں تو ایسے آدمی کو کسی کمیونسٹ سے دور کی بھی نسبت نہیں ہو سکتی۔

پرانے اسکول نے ان ملازمت پیشه لوگوں کو تیار کرکے نکالا جو سرمایه‌داروں کے لئے درکار تھے، پرانی تعلیم نے سائنس کے لوگوں کو ایسے آدمی بنا دیا جو وهی لکھیں ، وهی کہیں جس میں سرمایه‌داروں کی مرضی ہو ۔ اس کے معنی یه ہوئے که همیں پرانے اسکول کو توڑ دینا ہوگا، پرانی تعلیم کو مٹانا ہوگا۔ لیکن کیا اس توڑ ڈالنے یا مٹا دینے کا مطلب یه ہے که هم کو اس سے وه سب نہیں لے لینا چاہئے جو انسانیت نے جمع کیا ہے اور جو انسان کے لئے لازمی ہے؟ کیا اس کا مطلب یه ہے که همیں اس میں تمیز نہیں کرنی که سرمایه‌داری کو کس چیز کی ضرورت تھی اور کمیونزم کو کس چیز کی ضرورت ہے؟

گزرے ہوئے بورژوا سماج میں اکثریت کی مرضی کے خلاف جو رعب داب رکھنے کے طریقے کام میں لائے جاتے تھے، اب هم انہیں ہٹاکر ان مزدوروں اور کسانوں کے باشعور ڈسپلن کو جگه دے رہے هیں، جنهیں پرانے سماج سے نفرت بھی ہے اور اسی کے ساتھ مصمم اراده، اس کی قابلیت اور تیاری بھی که اس جنگ کے لئے ساری طاقتوں کو متحد اور منظم کریں تاکه ان لاکھوں اور کروڑوں

انسانوں کے ارادے کو، جو ایک بڑے ملک کے پھیلے ہوئے رقبے میں بےتنظیم اور بالکل بکھرے ہوئے ہیں، جوڑ کر ایک ادارے میں تبدیل کیا جا سکے کیونکہ جب تک یہ ایک ادارہ نہ ہو، ہماری شکست لازمی ہے۔ مزدوروں اور کسانوں کی اس یکجہتی اور یکدلی کے بغیر، ان کے اس باشعور ڈسپلن کے بغیر ہمارا مقصد غارت ہو جائےگا۔ اور جب تک یہ بات نہ ہو، ہم ہرگز اس قابل نہ ہوںگے کہ ساری دنیا کے سرمایہداروں اور جاگیرداروں کو شکست دے دیں۔ ہم بنیاد تک نہیں جما سکیںگے، اس بنیاد پر ایک نئی، کمیونسٹ سوسائٹی تعمیر کرنا تو رہا درکنار۔ اسی طرح جب ہم پرانی تعلیم کو نامنظور کرتے ہیں اور اس پرانے اسکول کے خلاف اپنے دلوں میں ایک مناسب اور واجب نفرت رکھتے ہیں اور جب ہم پرانے اسکول اور پرانی تعلیم کو مٹا دینے کی تیاری پر خوشی سے کمربستہ ہیں تو ہمیں یہ بھی ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ پرانے طرز تعلیم اور پرانی رٹائی اور رعب داب رکھنے کی جگہ ہمیں یہ صلاحیت لانی چاہئے کہ ہم علم انسانی کا پورا ذخیرہ حاصل کر سکیں اور اس طرح سے حاصل کر سکیں کہ آپ کے لئے کمیونزم کوئی ایسی چیز نہ بن جائے جسے آنکھیں بند کرکے زبانی یاد کر لیا گیا ہو بلکہ وہ چیز جس پر آپ نے خود غوروفکر کیا ہو اور وہ ایسے نتیجوں اور کلیوں کا حاصل ہو جو موجودہ تعلیم کے نقطۂ نظر سے لازمی ہیں۔

بس جب ہم کمیونزم کا علم حاصل کرنے کا فریضہ بیان کرتے ہیں تو اس طرح سے بنیادی فریضے سامنے رکھنے چاہئیں۔

اس بات کو آپ پر واضح کرنے کے لئے اور اس سوال کو اٹھانے کے لئے کہ کیونکر علم حاصل کیا جائے، میں ایک عملی مثال دیتا ہوں۔ آپ سب کو معلوم ہے کہ فوجی ذمہداریوں کا سامنا کرنے کے فوراً بعد، یعنی ریپبلک کی حفاظت کی ذمہداریوں کے بعد ہی ہمارے سامنے معاشی ذمہداری آتی ہے۔ ہم کو معلوم ہے کہ کمیونسٹ سماج تعمیر نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ ہم صنعت اور زراعت میں پھر سے جان نہ ڈالیں اور ان میں پرانے طریقوں سے جان نہیں ڈالنا ہے۔ اس کے لئے جدید بنیاد پر کام کرنا

ہوگا اور سائنس کی نئی سے نئی معلومات کو مد نظر رکھنا ہوگا۔ اور آپ جانتے ہیں کہ وہ جدید بنیاد کیا ہے — وہ ہے بجلی۔ جب پورے کا پورا ملک، صنعت اور زراعت کی تمام شاخیں برقائی جا چکیں گی اور اس فریضے کو پورے طور پر انجام دیا جا چکے گا تب کہیں جا کر آپ اس قابل ہوں گے کہ اس کمیونسٹ سماج کی تعمیر کر سکیں جو پرانی نسل تعمیر نہیں کر سکتی۔ اب آپ کے سامنے جو فرض ہے وہ یہ کہ سارے ملک کو معاشی طور پر پھر سے زندہ کیا جائے، اس کی زراعت کو بھی اور صنعت کو بھی پھر سے تنظیم اور بحالی دی جائے بالکل نئے زمانے کی ٹکنیکل بنیاد پر جو موجودہ سائنس اور ٹیکنالوجی پر ، بجلی پر ہے۔ آپ خوب اچھی طرح واقف ہیں کہ نہ تو ان پڑھ لوگ برقانے کا کام انجام دے سکتے ہیں اور نہ محض معمولی لکھا پڑھا ہونا اس کے لئے کافی ہے۔ صرف اتنا جان لینا کہ بجلی کیا ہے، کافی نہیں۔ یہ جاننا ضروری ہے کہ صنعت میں اور زراعت میں اور صنعت و زراعت کی ایک ایک شاخ میں ٹکنیک کے لحاظ سے بجلی کو کیونکر کام میں لایا جائے۔ ہمیں خود بھی یہ کام سیکھنا ہے اور محنت کشوں کی ابھرتی ہوئی نسل میں بھی سب کو سکھانا ہے۔ یہ ہے وہ فریضہ جو ہر ایک باشعور کمیونسٹ کو درپیش ہے اور ہر اس نوجوان کو جو خود کو کمیونسٹ شمار کرتا ہے اور جو صاف طور سے سمجھتا ہے کہ کمسومول (کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ) میں شامل ہو کر اس نے خود کو پابند کیا ہے کہ کمیونزم تعمیر کرنے میں پارٹی کی مدد کرے گا اور کمیونسٹ سماج کو جنم دینے میں ساری نوجوان نسل کا ہاتھ بٹائے گا۔ اسے یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ صرف جدید تعلیم کی بنیاد پر ہی یہ کام انجام دیا جا سکتا ہے۔ اور اگر اس نے یہ تعلیم حاصل نہ کی تو کمیونزم صرف ایک آرزو ہوکر رہ جائے گا۔

پچھلی نسل کے سامنے اصل مسئلہ تھا بورژوازی کا تختہ الٹ دینے کا۔ تب بڑا کام یہ تھا کہ بورژوازی پر تنقید کی جائے، عام لوگوں میں اس کے خلاف نفرت کو ہوا دی جائے، ان کے طبقاتی شعور اور اپنی طاقتوں کو متحد کرنے کی قابلیت بڑھائی جائے۔

اب جو نئی نسل ہے اس کے سامنے پہلے سے کہیں زیادہ الجھا ہوا کام ہے۔ یہ تو ہے ہی کہ آپ کو اپنی ساری طاقتیں جوڑنی ہیں تا کہ سرمایہ‌داروں کے حملے کے جواب میں مزدوروں اور کسانوں کے اقتدار کا جھنڈا اونچا رکھا جائے۔ آپ کو یہ تو کرنا ہی ہے۔ آپ اسے خوب سمجھتے بھی ہیں اور ہر کمیونسٹ اسے واضح طور پر پیش نظر رکھتا بھی ہے۔ لیکن اتنا کافی نہیں۔ آپ کو کمیونسٹ سماج تعمیر کرنا ہے۔ اس کا اول آدھا کام کئی پہلوؤں سے پورا کیا جا چکا ہے۔ پرانا نظام زندگی، جو مٹنے کے قابل تھا، مٹایا جا چکا ہے۔ وہ ڈھائے جانے کا مستحق تھا، ڈھا کر ملبے کا ڈھیر بنایا جا چکا ہے۔ زمین صاف کر دی گئی ہے اور اس زمین پر نو عمر کمیونسٹ نسل کو ایک کمیونسٹ سماج کھڑا کرنا ہے۔ آپ کے سامنے جو فریضہ ہے وہ ہے تعمیر کا اور آپ اس کو صرف اسی صورت میں ادا کر سکتے ہیں کہ تمام موجودہ علم پر مہارت حاصل کریں اور اس قابل ہوں کہ کمیونزم کو بنے بنائے، ازبر کئے ہوئے فارمولوں، ہدایتوں، نسخوں، پہلے سے لکھی لکھائی تحریروں اور پروگراموں کے بجائے ایسی زندہ چیز میں ڈھال سکیں جو آپ کے فوری کام کو متحد کر سکے، اور کمیونزم کو اپنے عملی کام کا رہنما بنا سکیں۔

یہ ہے آپ کا فریضہ جس کی رہنمائی سے آپ کو تمام نوجوان نسل کے تعلیم دینے، تربیت کرنے اور اٹھانے کا کام لینا ہے۔ آپ کو چاہئے کہ کمیونسٹ سماج کے ان لاکھوں کروڑوں معماروں میں سب سے آگے رہیں جو ہر ایک نوجوان مرد اور عورت کو ہونا ہے۔ جب تک آپ نوجوان مزدوروں اور کسانوں کی ساری کی ساری آبادی کو کمیونزم کی تعمیر کے کام میں نہیں لگائیں‌گے اس وقت تک کمیونسٹ سماج کی تعمیر نہیں کر سکیں‌گے۔

یہاں پر قدرتی طور سے یہ سوال میرے سامنے آتا ہے کہ ہمیں کیوں کر کمیونزم کی تعلیم دینی ہے اور ہمارے طریقوں کی خصوصیت کیا ہونی چاہئے۔

اب میں سب سے پہلے کمیونسٹ اخلاقیات کے سوال پر گفتگو کروں گا۔

آپ پر لازم ہے کہ خود کو تربیت دے کر کمیونسٹ بنائیں۔ نوجوانوں کی انجمن کا فریضہ یہ ہے کہ وہ اپنی عملی سرگرمیوں کو اس طرح سے تنظیم دے کہ اس کے ممبر علم حاصل کرکے، منظم ہو کر، متحد ہوکر اور جدوجہد میں حصہ لے کر خود کو پختہ کریں اور ان تمام لوگوں کو بھی جو اسے اپنا رہنما سمجھ کر دیکھتے ہیں، مطلب یہ کہ کمیونسٹوں کی ٹریننگ ہونی چاہئے۔ آج کے نوجوانوں کی تربیت، تعلیم اور لکھائی پڑھائی کا سارا عمل یہ رہنا چاہئے کہ انہیں کمیونسٹ اخلاقیات میں پروان چڑھنا نصیب ہو۔

مگر کیا کمیونسٹ اخلاقیات کے نام کی کوئی چیز موجود ہے؟ کیا کمیونسٹ شرافت وجود رکھتی ہے؟ جی ہاں، ضرور موجود ہے۔ اکثر ایسا ظاہر کیا جاتا ہے گویا ہماری اپنی کوئی اخلاقیات ہی نہیں اور بورژوازی آئے دن ہم کمیونسٹوں پر الزام لگاتی رہتی ہے کہ ہم، کمیونسٹ ساری اخلاقیات کو ہی اڑائے دے رہے ہیں۔ یہ بھی ایک طریقہ ہے مطلب خبط کرنے کا اور مزدوروں کسانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کا۔

کن معنوں میں ہم اخلاقیات کو ٹھکرا رہے ہیں؟

ہم اس معنی میں اسے ٹھکرا رہے ہیں جس میں بورژوازی تبلیغ کیا کرتی تھی جو احکام غیبی سے اخلاقیات کے اصول نکالتی تھی۔ ہم بےشک یہ کہتے ہیں کہ خدا پر ایمان نہیں رکھتے اور خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ پادری شاہی، جاگیردار اور بورژوازی نام خدا کا لیتے تھے اور استحصال کرنے والوں کی حیثیت سے کام اپنا نکالتے تھے۔ یا یہ ہوتا تھا کہ ارکان اخلاق یا احکام خداوندی سے اخلاقی اصول اخذ کرنے کے بجائے یہ لوگ ان عینیت‌پرست یا نیم عینیت پرست ترکیبوں سے اخلاقی اصول تراشتے تھے جو احکام خداوندی سے بہت کچھ ملتی جلتی معلوم ہوتی ہیں۔

ہم اس تمام اخلاقیات کے منکر ہیں جو انسانی سماج اور طبقوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ ہم کہتے ہیں کہ اس قسم کی اخلاقیات محض ایک دھوکا ہے، جعل ہے اور جاگیرداروں اور

سرمایہداروں کے فائدے کی خاطر مزدوروں اور کسانوں کی عقل کے لئے بھول بھلیاں کا کام دیتی ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ ہماری اخلاقیات پرولتاریوں کی طبقاتی جدوجہد کے مفاد کی پوری طرح پابند ہے۔ ہماری اخلاقیات پرولتاریوں کی طبقاتی جدوجہد کے مفاد سے لی گئی ہے۔

پرانے سماج کی بنیاد رکھی تھی اس ظلم و جبر پر جو جاگیرداروں اور سرمایہداروں کی طرف سے تمام مزدوروں اور کسانوں پر ہوتا تھا۔ ہمیں اس ظلم و جبر کو مٹانا اور ان کے اقتدار کا تختہ الٹنا تھا۔ لیکن اس کے لئے ہمیں اتحاد قائم کرنا ضرور تھا۔ اس قسم کا اتحاد غیب سے تو ہونے سے رہا۔

یہ اتحاد صرف فیکٹریوں اور کارخانوں ہی کی بدولت قائم ہو سکتا تھا اور ان پرولتاریوں کے ذریعے جو تربیت پاکر اور ایک لمبے خواب غفلت سے بیدار ہوکر اٹھے تھے۔ جب یہ طبقہ بن چکا تبھی وہ عوامی تحریک ابلی جس کا سرانجام آج ہماری نظروں کے سامنے ہے — یعنی سب سے کمزور ملکوں میں سے ایک ملک میں پرولتاری انقلاب کی فتح، جو ملک تین سال سے تمام دنیا کی بورژوازی کی چڑھائی کا منہتوڑ مقابلہ کر رہا ہے۔ اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ پرولتاری انقلاب کیسے ساری دنیا میں پھیلتا جا رہا ہے۔ اب ہم تجربے کی بنیاد پر کہتے ہیں کہ صرف پرولتاری ہی ایسی ٹھوس قوت پیدا کر سکتے تھے جس کے پیچھے بےتنظیم اور بکھرے ہوئے کسان چل رہے ہیں اور جو ایسی قوت ہے کہ استحصال کرنے والوں کے تمام حملوں کے سامنے جمی رہی ہے۔ یہی وہ واحد طبقہ ہے جو محنت کش عوام کی مدد کر سکتا ہے کہ وہ متحد ہوں، اپنی صف بندی کریں اور قطعی طور پر ڈٹ جائیں، کمیونسٹ سوسائٹی کی بنیاد مضبوط کریں اور قطعی طور پر اس کی تعمیر کریں۔

یہ وجہ ہے جو ہم کہتے ہیں: ہمارے لئے ایسی اخلاقیات کا کوئی وجود نہیں جو انسانی سماج کے باہر سے اخذ کی گئی ہو، ایسی اخلاقیات محض دھوکا ہے۔ ہمارے نزدیک اخلاقیات وہ ہے جو پرولتاریہ کی طبقاتی جدوجہد کے مفاد کی پابند ہے۔

اس طبقاتی جد و جہد کے کیا معنی ہیں؟ معنی یہ کہ شہنشاہ‌زار کا تختہ الٹ دینا، سرمایہ‌داروں کا تختہ الٹ دینا اور سرمایہ‌داری طبقے کا صفایا کر دینا۔

اور طبقوں کے ویسے کیا معنی؟ طبقے یہ کہ سماج کے ایک حصے کو دوسرے حصے کی محنت ہڑپ کر لینے کی کھلی اجازت ہے۔ اگر سماج کا ایک حصہ تمام زمین کو اپنے قبضے میں لے لیتا ہے تو لازم بات ہے کہ ایک جاگیردار طبقہ ہوا اور ایک کسان طبقہ۔ اگرسماج کا ایک حصہ ملوں اور فیکٹریوں کا مالک ہے، حصوں (shares) اور سرمائے کا مالک ہے اور دوسرا ہے جو کہ ان کارخانوں میں کام کرتا ہے تو لازم بات ہے کہ ایک سرمایہ‌دار طبقہ ہوا اور ایک پرولتاری طبقہ۔

شہنشاہ زار کو نکال باہر کرنا مشکل نہیں تھا — یہ صرف چند روز کی بات تھی۔ جاگیرداروں کو نکال باہر کرنا بھی بہت مشکل نہ تھا — یہ کام صرف چند مہینوں میں انجام پا سکتا تھا۔ اور نہ یہ بہت دشوار تھا کہ سرمایہ‌داروں کو نکال باہر کیا جائے۔ لیکن ان سب سے کہیں زیادہ مشکل ہے طبقوں کا صفایا کرنا، ابھی تک مزدوروں اور کسانوں کی ھی تقسیم باقی ہے۔ اگر کسان اپنے زمین کے ایک پلاٹ پر جم کر بیٹھ جاتا ہے اور فالتو اناج سمیٹ لیتا ہے یعنی وہ اناج جس کی نہ اسے اپنے لئے ضرورت ہے، نہ اپنے مویشیوں کے لئے، اور باقی لوگ اناج کے بغیر رہ جاتے ہیں، تو وھی کسان استحصال کرنے والا بن جاتا ہے۔ جتنا زیادہ اناج وہ اپنی گرفت میں لےگا اتنا ھی زیادہ فائدے میں رہےگا۔ رہے دوسرے لوگ، تو مرنے دو انہیں بھوکا — ”وہ جتنا زیادہ بھوکے مریں‌گے اتنا ھی مہنگا یہ اناج بیچ لوں‌گا“۔ ضرورت اس کی ہے کہ ہر شخص ایک ھی مشترکہ پلان کے تحت مشترکہ زمین پر کام کرے، مشترکہ ملوں، فیکٹریوں اور مشترکہ بند و بست کے تحت کام کرے۔ کیا یہ کرنا کچھ آسان ہے؟ دیکھتے ہیں آپ کہ اس کا فیصلہ کر ڈالنا اتنا آسان نہیں ہے جتنا زار کو، جاگیرداروں کو اور سرمایہ‌داروں کو نکال باہر کرنا۔ ضرورت اس کی ہے کہ پرولتاری طبقہ کسانوں کے ایک حصے کو نئے سرے سے تعلیم

دے، نئے سرے سے ان کی تربیت کرے۔ ان کو اپنی طرف ملا لے جو محنت کش کسان ہیں تاکہ ان کاشتکاروں کا زور توڑا جا سکے جو دولت‌مند ہیں اور باقیوں کی مفلسی اور محتاجی سے نفع بٹور رہے ہیں۔ چنانچہ پرولتاری جدوجہد کا فریضہ صرف اتنے میں ادا نہیں ہوا ہے کہ ہم نے زار کا تختہ الٹ دیا، جاگیرداروں اور سرمایہ‌داروں کو نکال باہر کیا۔ اس کام کو آخر تک انجام دینا اس سسٹم کا فرض ہے جسے ہم پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کہتے ہیں۔

طبقاتی جدوجہد ابھی چل رہی ہے۔ اس نے صرف اپنے روپ بدل لئے ہیں۔ یہ پرولتاریوں کی طبقاتی جدوجہد ہے تاکہ پرانے استحصال کرنے والوں کو واپس آنے سے روکا جا سکے اور ناسمجھ کسانوں کی بکھری ہوئی بڑی سے بڑی تعداد کو ایک سبھا میں جوڑا جا سکے۔ طبقاتی جد و جہد چل رہی ہے۔ اور ہمارا کام یہ ہے کہ تمام دوسرے مفادوں کو اسی ایک جدو جہد کا پابند کر دیں۔ اور ہم اپنی کمیونسٹ اخلاقیات کو اس کا پابند کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں: اخلاق وہ ہے جو پرانے استحصال کرنے والے سماج کو ختم کرنے میں اور تمام محنت کش عوام کو ان پرولتاریوں کے گرد متحد کرنے میں کام آئے جو نئے کمیونسٹ سماج کی تعمیر میں لگے ہوئے ہیں۔

کمیونسٹ اخلاقیات وہ ہے جو اس جد و جہد میں کام آتی ہے، جو تمام استحصال کے مقابلے میں محنت کشوں کو یک جا کرتی ہے اور ہر ایک چھوٹی موٹی جائداد کے خلاف انہیں متحد کرتی ہے، کیونکہ یہی چھوٹی موٹی جائداد ایک آدمی کے حوالے کر دیتی ہے وہ سب کچھ جو پوری سوسائٹی کی محنت کا حاصل ہے۔ ہمارے ملک میں زمین مشترکہ ملکیت سمجھی جاتی ہے۔

اچھا فرض کیجئے کہ اس مشترکہ ملکیت میں سے ایک خاص ٹکڑا میں اپنے لئے الگ کر لیتا ہوں اور اس پر اناج اگاتا ہوں اس سے دوگنا جتنا خود مجھے چاہئے ہے اور ضرورت سے فالتو اناج منافع پر بیچتا ہوں۔ فرض کیجئے کہ میری دلیل یہ ہے کہ لوگ جتنے زیادہ بھوکے ہوں گے، اتنا ہی مہنگا خریدیں گے۔ تو کیا میرا یہ عمل کمیونسٹ کا عمل ہوگا؟ جی نہیں۔ یہ استحصال

کرنے والے اور ملکیت رکھنے والے کا عمل ہوگا۔ اس کا ہمیں مقابلہ کرنا چاہئے۔ اگر اس سلسلے کو ہم نے چلنے دیا تو سب کچھ پھر الٹے قدموں چلے گا اور سرمایہ‌داروں کا اقتدار اور بورژوازی کی طاقت واپس آجائے گی جیسا کہ اب سے پہلے کے انقلابوں میں ایک بار سے زیادہ ہو چکا ہے۔ سرمایہ‌داروں اور بورژوازی کے اقتدار کو بحال ہونے سے روکنے کے لئے ہمیں منافع خوری کی ممانعت کرنی ہوگی اور افراد کو اس کی اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ باقی لوگوں کے نقصان سے اپنی تجوری بھریں۔ اور اس کی خاطر محنت کشوں کو پرولتاریوں کے ساتھ متحد ہونا لازم ہوگا اور کمیونسٹ سماج کی تعمیر کرنی ہوگی۔ کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ اور ان کی تنظیم کے بنیادی فریضے کا خاص پہلو یہی ہے۔

پرانے سماج کی بنا اس اصول پر رکھی تھی: یا تو تم لوٹو دوسرے کو یا دوسرا لوٹے تم کو، یا تم دوسرے کے لئے کام کرو یا دوسرا کام کرے تمہارے لئے، یا تو تم غلام رکھو یا غلام بنو۔ تو یہ بات سمجھ میں آنے والی ہے کہ جو لوگ ایسے سماج میں پلے بڑھے ہیں ان کو ماں کے دودھ میں یہ نفسیات، یہ خصلت اور یہ سمجھ ملی ہے: تم یا تو غلاموں کے آقا ہو یا خود غلام ہو یا یہ کہ چھوٹی پونجی والے، معمولی سے ملازم پیشہ، چھوٹی حیثیت کے عہدے‌دار یا علمی ذہن کے آدمی — غرض کہ ایسے آدمی جسے صرف یہ فکر رہتی ہے کہ ملکیت اپنی ہونی چاہئے اور کسی دوسرے سے کوئی واسطہ نہیں۔

اگر یہ ایک کھیت میرا ہے تو مجھے دوسرے سے غرض نہیں۔ اگر دوسرے بھوکے مرتے ہیں، مرنے دو، اور اچھا ہے کیونکہ میری فصل کے دام اور اونچے اٹھیں گے۔ اگر میں اپنی جگہ پر ڈاکٹر، انجنیر، ٹیچر یا ملازم کی حیثیت سے ہوں تو مجھے دوسروں کی کوئی فکر نہیں۔ ممکن ہے اگر انہیں جن کے ہاتھ میں طاقت ہے منائے رکھوں اور دامن مضبوط تھام لوں تو میری ملازمت بنی رہے گی اور ممکن ہے آگے بڑھنے کا موقع مل جائے اور خود بورژوازی میں نکل جاؤں۔ اس قسم کی نفسیات اور اس طرح کا مزاج کسی کمیونسٹ کا تو ہو نہیں سکتا۔ جب مزدوروں اور کسانوں نے

ثابت کر دیا کہ وہ خود اپنے زور بازو سے اپنی حفاظت کر سکتے ہیں اور نئے سماج کو جنم دے سکتے ہیں تو یہیں سے ابتدا ہوئی نئی کمیونسٹ تربیت کی، استحصال کرنے والوں کے خلاف جد و جہد کے دوران تربیت، پرولتاریوں کے ساتھ اتحاد کے دوران تربیت ٹٹ پونجیوں اور ان لوگوں کے خلاف جو صرف اپنے مطلب کی سوچتے ہیں، اور اس نفسیات اور ان عادتوں کے خلاف جن کا کہنا ہے: مجھے اپنے فائدے سے غرض اور باقیوں سے مجھے کیا لینا۔

یہ ہے اس سوال کا جواب کہ نوجوان اور ابھرتی ہوئی نسل کو کمیونزم کیونکر سیکھنا چاہئے۔

وہ کمیونزم صرف اسی طرح سیکھ سکتی ہے کہ اپنی لکھائی پڑھائی اور اپنی تعلیم و تربیت کا ایک ایک قدم اس مسلسل جد و جہد سے جوڑ دے جو پرولتاری اور محنت کش لوگ پرانے استحصال کرنے والے سماج کے خلاف چلا رہے ہیں۔ جب ہم سے اخلاقیات کی بات کی جاتی ہے تو ہم کہتے ہیں: کمیونسٹ کے لئے اخلاق سب کچھ اسی ایک متحدہ اور ٹھوس ڈسپلن میں ہے اور اس سمجھی بوجھی عوامی جدوجہد میں ہے جو استحصال کرنے والوں کے خلاف کی جا رہی ہے۔ ہم اس پر ایمان نہیں رکھتے کہ اخلاق ابدی ہوتے ہیں اور اخلاق کے بارے میں جتنی باتیں بگھاری جاتی ہیں ہم ان کو بےنقاب کرتے ہیں۔ اخلاق کا کام یہ ہے کہ وہ انسانی سماج کو بلند تر سطح پر اٹھانے کے اور محنت کو استحصال سے نجات دلانے کے مقصد میں ہاتھ بٹائے۔

اس کام کو انجام دینے کے لئے ہمیں اس نئی نسل کی ضرورت ہے جس نے بورژوازی کے خلاف چلتی ہوئی، ڈسپلن رکھنے والی اور جان توڑ جد و جہد کے درمیان ہوش سنبھالنا شروع کیا ہے۔ اس جد و جہد کے دوران وہ اصلی کمیونسٹوں کو تربیت دے کر تیار کریگی۔ نئی نسل کی لکھائی پڑھائی اور تعلیم و تربیت کے ہر ایک قدم کو اسی جد و جہد کا پابند اور اسی سے وابستہ ہونا چاہئے۔ کمیونسٹ نوجوانوں کو جو تربیت دی جائے اس کا حاصل حصول یہ نہ ہو کہ دلپذیر تقریریں اور اخلاقی اصول ان کے حوالے کر دئے جائیں۔ اس کا نام تربیت نہیں ہے۔ جب لوگوں نے اپنی

آنکھوں دیکھ لیا کہ ان کے ماں باپ کس حال میں بسر کرتے تھے جب جاگیرداروں اور سرمایہ‌داروں کا جوا ان کے کاندھے پر رکھا ہوا تھا، جب انھوں نے بذات خود ان مصائب کا تجربہ کرلیا جو استحصال کرنے والوں کے خلاف جد و جہد چھیڑنے والوں پر گزرے ھیں، جب انھوں نے خود دیکھ لیا کہ اس جد و جہد کو چلانے میں کیسی کیسی قربانیاں دینی پڑتی ھیں تاکہ جو کچھ جیتا جا چکا ھے اس کی حفاظت کی جا سکے، اور جب انھوں نے جان لیا کہ جاگیردار اور سرمایہ‌دار کیسے وحشت‌ناک دشمن ھیں تو اس ماحول میں ان کی تربیت ایسی ھوتی ھے کہ وہ کمیونسٹ بن جاتے ھیں۔ کمیونسٹ اخلاق کی بنیاد کمیونزم کو جمانے اور تکمیل تک پہنچانے کی جد و جہد ھے۔ یہی ھے وہ جس میں کمیونسٹ تربیت، تعلیم اور لکھائی پڑھائی کی بنیاد پائی جاتی ھے اور یہی اس سوال کا جواب ھے کہ کمیونزم کیوں کر سیکھنا چاھئے۔

ھم ایسی تعلیم و تربیت اور لکھائی پڑھائی کے قائل نہیں ھونے والے جو صرف اسکولوں تک محدود ھو اور ھلچل کی زندگی سے بے تعلق۔ جس وقت تک مزدور اور کسان جاگیردار اور سرمایہ‌دار کے ھاتھوں دبائے کچلے جائیں گے، جب تک اسکول یا تعلیم جاگیرداروں اور سرمایہ‌داروں کے ھاتھ میں رھےگی، تب تک نوجوان نسل بےنور اور جاھل رھےگی۔ لیکن ھمارے اسکول کا فرض ھے کہ وہ نوجوانوں کو علم کے بنیادی اصول سکھائے اور اس کی قابلیت پیدا کرے کہ وہ خود کمیونسٹ خیالات مرتب کر سکیں اور ان کو تیار کرکے پڑھا لکھا انسان بنائے۔ اسکول کا فرض ھے کہ جتنے عرصے لوگ اس میں تعلیم حاصل کرتے ھیں، اتنے میں ان کو اس جد و جہد کا شریک بھی بنایا جائے جو لوٹ کھسوٹ کرنے والوں سے آزاد کرانے کے لئے جاری ھے۔ کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ اپنا نام تبھی اونچا رکھ سکتی ھے اور درحقیقت کمیونسٹ نوجوان نسل کی لیگ کہلا سکتی ھے جب وہ اپنی تعلیم و تربیت اور لکھائی‌پڑھائی کے ھر ایک قدم کو اس عام جد و جہد سے ملا دے جو سارے محنت کشوں کی طرف سے استحصال کرنے‌والوں کے خلاف چل رھی ھے۔ کیونکہ آپ خوب جانتے ھیں کہ جب

تک روس مزدوروں کی ایک اکیلی ریپلک رہےگا اور باقی ساری دنیا میں وہی پرانا بورژوا سسٹم چلتا رہےگا اس وقت تک ہم ان کے مقابلے میں کمزور رہیں گے اور ہمیشہ ایک نئے حملے کی مصیبت کا سامنا ہوگا۔ اور اگر ہم صرف اتنا کریں کہ ٹھوس اور یک دل ہونا سیکھ لیں تو آگے کی جد و جہد میں ہماری جیت ہوگی اور جب طاقت حاصل کرلیں گے تو واقعی ناقابل شکست ہو جائیں گے۔ تو دیکھئے کہ کمیونسٹ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آپ پوری ابھرتی ہوئی نسل کو منظم اور متحد کریں اور اس جدوجہد میں تربیت اور عمدہ ڈسپلن کی مثال قائم کر دیں۔ تبھی آپ اس قابل ہوں گے کہ کمیونسٹ سماج کی عمارت کھڑی کرنے کا کام شروع کر سکیں اور اسے انجام تک پہنچا سکیں۔

اس بات کو آپ کے سامنے اور واضح کرنے کے لئے میں ایک مثال دیتا ہوں۔ ہم خود کو کمیونسٹ کہتے ہیں۔ کمیونسٹ کیا ہوا؟ یہ لاطینی زبان کا لفظ ہے۔ کمیونس — یعنی کامن یا مشترکہ۔ تو کمیونسٹ سماج وہ ہوا جس میں تمام چیزیں یعنی زمین، کارخانے، سب کی مشترکہ ملکیت ہوں اور لوگ مل جل کر کام کرتے ہوں — یہی کمیونزم ہے۔

کیا مل کر کام کرنا ممکن ہے اگر ہر شخص اپنے پلاٹ پر الگ کھیتی کرتا ہو؟ مل جل کر یکجا کام کرنا ہاتھ کے ہاتھ نہیں لایا جا سکتا۔ یہ ناممکن ہے۔ غیب سے نہیں ٹپک پڑتا۔ اس کے لئے بڑی مشقت جھیلنی پڑتی ہے، مصیبت سہنی ہوتی ہے اور اسے جنم دینا ہوتا ہے۔ جنم دینے کے لئے جد و جہد کی راہ طے کرنی پڑتی ہے۔ اس میں پرانی کتابوں سے کام نہیں چلتا — کوئی ان پر ایمان نہیں لائےگا۔ اس کے لئے آدمی کا اپنا جیتا جاگتا تجربہ چاہئے۔ جب کولچاک کی فوج سائبیریا سے اور دنیکن کی فوج جنوب سے بڑھنی شروع ہوئی تو کسان ان کے طرفدار تھے۔ کسانوں کو بالشویزم ناپسند تھا کیونکہ بالشویک لوگ ایک قیمت مقرر کرکے کسانوں کا اناج لے لیتے تھے۔ لیکن جب سائبیریا اور یوکرین کے کسانوں نے دیکھا کہ کولچاک اور دنیکن کی حکمرانی کا کیا مطلب ہے تو انہوں نے خود ہی انداز کر لیا کہ اب

ایک ہی سبیل رہ جاتی ہے: یا تو سرمایہ‌دار کے پاس چلے جاؤ جو تمھیں فوراً جاگیردار کی غلامی میں دے دےگا یا مزدور کے پیچھے چلو جو درست ہے کہ دودھ اور شہد کی جنت کا وعدہ نہیں کرتا اور سخت جدوجہد میں تم سے آہنی ڈسپلن اور سختی اور جی‌داری کا تقاضا کرتا ہے لیکن سرمایہ‌داروں کی اور جاگیرداروں کی غلامی سے نکال کر لے جائےگا۔ جب نا سمجھ سے ناسمجھ کسانوں نے بھی خود اپنے تجربے سے اس کو سمجھ لیا، دیکھ لیا تو وہ کمیونزم کے باشعور حامی بن گئے، ایسے حامی جو سخت مشکلات کے اسکول سے گزر چکے تھے۔ یہی وہ تجربہ ہے جو کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ کی تمام سرگرمیوں کی بنیاد بننا چاہئے۔

میں ان سوالات کا جواب دے چکا کہ ہمیں پرانے اسکول اور پرانی سائنس سے کیا سیکھنا ہے، کیا لینا ہے۔ اب میں اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کروں‌گا کہ یہ کیوں کر سیکھنا ہے۔ جواب اس کا یہ ہے: اسکول کی سرگرمیوں کے ہر ایک قدم کو، تعلیم، لکھائی پڑھائی اور تربیت کے ہر ایک قدم کو استحصال کرنے والوں کے خلاف تمام محنت کشوں کی جدوجہد سے اس طرح جوڑنا کہ ان میں کھنڈت نہ پڑ سکے۔

نوجوانوں کی بعض تنظیموں کے عملی تجربے سے میں اس کی چند مثالیں دوں‌گا صاف طور پر یہ دکھانے کے لئے کہ کمیونزم کی اس تربیت کو کیسے چلنا چاہئے۔ دیکھئے کہ ہر شخص ناخواندگی اور جہالت کا خاتمہ کرنے کی باتیں کر رہا ہے۔ آپ واقف ہیں کہ اگر ملک جاہل ہو تو اس میں کمیونسٹ سماج کی تعمیر نہیں کی جا سکتی۔ سوویت حکومت کا ایک حکم صادر کر دینا یا پارٹی کا کوئی خاص نعرہ لگا دینا یا عمدہ کام کرنے والوں کی ایک تعداد کو اس میں جٹا دینا کافی نہیں ہے۔ نوجوان نسل کا فرض ہے کہ وہ خود اس بارکو اپنے شانوں پر اٹھائے۔ کمیونزم کا مطلب ہے کہ نوجوان لوگ یعنی نوعمر مرد و زن جو کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ کے ممبر ہیں، خود کہیں: یہ کام ہمارا ہے، ہم متحد ہوں‌گے اور دیہاتی علاقوں میں جائیں‌گے جہالت کا خاتمہ کرنے کے لئے تاکہ ہماری ابھرتی ہوئی نسل میں کوئی ایک بھی ان‌پڑھ

باقی نہ رہے۔ ہم اس کوشش میں ہیں کہ ابھرتی ہوئی نسل اپنی سرگرمیاں اس کام کے لئے وقف کر دے۔ آپ آگاہ ہیں کہ جاہل اور ان‌پڑھ روس کو ہم ایک‌دم تیزی سے پڑھے لکھے ملک میں تبدیل نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر نوجوانوں کی لیگ اس کام پر لگ جاتی ہے اور اگر سارے نوجوان سبھوں کے فائدے کے لئے کمربستہ ہو جاتے ہیں تو یہ لیگ جس میں چار لاکھ نوجوان لڑکے لڑکیاں موجود ہیں، اس کی حقدار ہوتی ہے کہ کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ کہلا سکے۔ اس لیگ کے سامنے دوسرا فریضہ یہ ہے کہ خود کسی علم کی بھی جانکاری حاصل کر لینے کے بعد ان نوجوانوں کو سہارا دیا جائے جو اپنی ذاتی کوششوں کی بدولت خود کو جہالت کے اندھیرے سے آزاد نہیں کرا سکتے۔ کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ کے ممبر ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آدمی اپنی محنت اور اپنی کوششوں کو سب کی بھلائی کے لئے وقف کر دے۔ کمیونسٹ تربیت اسی کو کہتے ہیں۔ اس قسم کے کام کے دوران ہی کوئی لڑکی یا لڑکا صحیح معنوں میں کمیونسٹ بنتا ہے۔ جب انہیں اس کام میں عملی کامیابیاں حاصل ہو جائیں‌گی تبھی وہ کمیونسٹ بنیں گے۔

مثال کے طور پر اس کام کو لے لیجئے جو شہر کے آس پاس سبزی ترکاری کے کھیتوں پر ہوتا ہے۔ کیا یہ کوئی کام نہیں ہے؟ یہ کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ کے فرائض میں سے ایک ہے۔ لوگ بھوکے پیٹ بسر کر رہے ہیں، کارخانوں اور فیکٹریوں میں بھوک ہے۔ فاقہ کشی سے بچنے کے لئے سبزی ترکاری کے کھیتوں کو بڑھانا چاہئے۔ لیکن زراعت ابھی پرانے انداز سے چل رہی ہے۔ اس لئے لازمی ہے کہ اور زیادہ باشعور لوگ اس کام کو اپنے ذمے لیں، تب آپ دیکھیں‌گے کہ سبزی ترکاری کے کھیتوں کی تعداد بڑھے‌گی، ان کا رقبہ پھیلے‌گا اور ان کا حاصل بہتر ہوگا۔ اس معاملے میں کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ کو بڑھ چڑھ کے حصہ لینا چاہئے۔ ہر ایک لیگ کو اور اس لیگ کی ہر شاخ کو چاہئے کہ وہ اسے اپنا کام سمجھے۔

کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ کو ہراول دستہ ہونا چاہئے جو ہر قسم کے کام میں ہاتھ بٹائے، پہل کرکے دکھائے اور تدبیر سے

کام لے۔ یہ لیگ ایسی ہونی چاہئے کہ ہر مزدور دیکھ سکے کہ اس میں ایسے لوگ موجود ہیں کہ ممکن ہے ان کی تعلیم وہ نہ سمجھتا ہو، ممکن ہے ان کی تعلیم پر فوراً وہ ایمان نہ لا سکے، لیکن ان کے عملی کام اور ان کی سرگرمیوں کو نظر میں رکھ کر وہ یہ نتیجہ نکال سکے کہ یہی لوگ ہیں جو اسے صحیح راستہ دکھا رہے ہیں۔

اگر کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ اپنے کام کو تمام میدانوں میں اس طریقے سے تنظیم دینے میں ناکام ہو گئی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ پرانے بورژوا راستے پر ڈھلکی جا رہی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اپنی تربیت کو اس جد و جہد سے جوڑیں جو محنت کش کر رہے ہیں استحصال کرنے والوں کے خلاف، تاکہ اس فریضے کی ادائگی میں جو کمیونزم کی تعلیمات کا لازمہ ہے محنت کشوں کی مدد کی جا سکے۔

اس لیگ کے ممبروں کا فرض ہے کہ فالتو وقت کا ایک ایک گھنٹہ شہر کے باہر ترکاری کے کھیتوں کو بہتر بنانے میں استعمال کریں یا کسی مل میں، کسی فیکٹری میں نوعمر لوگوں کی تعلیم کا اہتمام کرنے وغیرہ میں لگائیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس روس کو جو مفلسی کا مارا اور مصیبت‌زدہ ہے ایک دولت‌مند ملک میں تبدیل کر دیں۔ اور کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ کا کام ہے کہ وہ اپنی لکھائی پڑھائی اور تعلیم و تربیت کو مزدوروں اور کسانوں کی محنت سے جوڑیں تاکہ وہ خود کو اسکولوں کی چہار دیواری میں بند کرکے نہ بیٹھ جائیں اور صرف کمیونسٹ کتابوں اور پمفلٹوں تک محدود نہ رہنے پائیں۔ مزدوروں اور کسانوں کے شانہ بشانہ کام کرنے سے ہی آدمی صحیح معنوں میں کمیونسٹ بن سکتا ہے۔ اور ہر شخص کو یہ دکھا دینا چاہئے کہ وہ سب جو نوجوانوں کی لیگ میں شامل ہیں پڑھے لکھے بھی ہیں اور ساتھ ساتھ کام کرنا بھی جانتے ہیں۔ جب ہر شخص اپنی آنکھوں دیکھ لےگا کہ ہم نے پرانے اسکول اور قدیم تعلیم سے پرانے طرز کے رعب‌داب رکھنے کے طریقوں کو بےدخل کرکے ان کی جگہ باشعور ڈسپلن

کو دے دی ہے اور تمام نوجوان مرد و زن ''سبوتنک،،* تحریک میں حصہ لے رہے ہیں اور شہر سے باہروالے ایک ایک ترکاری کے کھیت کو کام میں لارہے ہیں تاکہ آبادی کی مدد کریں تو لوگ محنت مشقت کو اس نظر سے دیکھنا چھوڑ دیں گے جس نظر سے ابتک دیکھتے رہے ہیں۔

کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ کا فریضہ ہے کہ دیہات میں یا شہری محلوں میں اس قسم کے کاموں میں مدد کی تنظیم کرے، ایک چھوٹی سی مثال لیتا ہوں، جیسے صفائی ستھرائی کا خیال رکھنا یا غذا تقسیم کرنا۔ پرانے سرمایہ‌دار سماج میں یہ کام کیسے ہوا کرتا تھا؟ ہر شخص صرف اپنے لئے کام کرتا تھا، کسی کو اس سے غرض نہ تھی کہ بوڑھوں یا بیماروں کا کیا حال ہے، سارا گھر کا کام‌کاج صرف عورتوں پر لدا ہوا تھا جو اس بوجھ کی وجہ سے دباؤ اور غلامی کی حالت میں پڑی ہوئی تھیں۔ اس مشکل کا مقابلہ کیسے کرنا چاہئے؟ نوجوانوں کی لیگوں کو کرنا چاہئے۔ انھیں کہنا چاہئے کہ ہم یہ سب بدل ڈالیں‌گے، نوجوانوں کے ایسے دستے تیار کریں‌گے جو صفائی ستھرائی رکھنے میں مدد کریں‌گے، غذا تقسیم کرانے میں ہاتھ بٹائیں‌گے، قاعدے کے ساتھ ایک ایک گھر جاکر دیکھیں‌گے اور نہایت منظم طریقے سے پورے سماج کی بہتری کے لئے کام کریں‌گے اور ایک قرینے کے ساتھ اپنے آدمیوں کو بانٹ کر کام کریں‌گے اور دکھائیں‌گے کہ محنت کی جائے تو تنظیم اور قرینے سے کی جانی چاہئے۔

وہ نسل جو اب پچاس برس کے لگ بھگ ہے، اسے اپنے ہوتے کمیونسٹ سماج بن جانے کی امید نہیں ہونی چاہئے۔ اس سے پہلے ہی یہ نسل سدھار جائے‌گی۔ لیکن وہ نسل جو اس وقت پندرہ برس کی ہے کمیونسٹ سماج دیکھے‌گی بھی اور اسے خود اپنے ہاتھوں تعمیر بھی کرے‌گی۔ اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اس کی زندگی کا سارا مقصد یہ سماج تعمیر کرنا ہے۔ پرانے سماج کا طریقہ یہ تھا کہ کام الگ الگ خاندان کیا کرتے تھے اور کوئی شخص ان کے کام

---

* چھٹی کے وقت میں رضاکارانہ مفت محنت۔ (ایڈیٹر)

یا محنت کو دوسرے سے جوڑتا نہیں تھا سوائے جاگیرداروں اور سرمایہ‌داروں کے جو عوام کو دبائے کچلے رہتے تھے۔ ھمیں چاھئے کہ تمام محنت مشقت، چاھے اس میں کتنی ھی گندگی یا غلاظت ھو، چاھے کتنی ھی جان‌فشانی کرنی پڑے، اس کی اس طرح تنظیم کریں کہ ھر مزدور اور ھر کسان پکار اٹھے: میں اس بڑی فوج کا ایک حصہ ھوں جو آزادانہ محنت کرتی ھے اور میں جاگیرداروں اور سرمایہ‌داروں کے بغیر اپنی زندگی کی تعمیر کر سکتا ھوں اور کمیونسٹ سسٹم قائم کر سکتا ھوں۔ کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ کا فرض ھے کہ ھر شخص کو شروع کی عمر* سے ھی باشعور اور باضابطہ محنت کی تربیت دے۔ اسی صورت میں ھم کو یقین ھوگا کہ آج جو مسائل ھمارے سامنے ھیں ان کا حل نکل آئے گا۔ ھم یہ کہہ سکتے ھیں کہ ملک میں بجلی پھیلانے کے لئے کم از کم دس سال کی مدت درکار ھوگی تاکہ ھماری غریب خستہ حال سرزمین کو ٹیکنالوجی یا مشین کی نئی سے نئی برکت حاصل ھو سکے۔ چنانچہ یہ نسل جو فی الحال پندرہ برس کی ھے اور جو دس یا بیس سال بعد کمیونسٹ سماج میں بسر کر رھی ھوگی، اسے اپنی تعلیم میں تمام فریضوں کو اس طرح سے رکھنا چاھئے کہ ھر روز ھر گاؤں میں، ھر شہر میں نوعمر لوگ مشترکہ محنت کے کسی نہ کسی مسئلے کے عملی حل میں لگ سکیں، چاھے وہ مسئلہ کتنا ھی بےحیثیت اور کتنا ھی معمولی کیوں نہ ھو۔ جس حد تک یہ کام ھر گاؤں میں ھو پائے گا، جس حد تک کمیونسٹ مقابلہ زور پکڑے گا، جس حد تک نوجوان یہ ثابت کریں گے کہ وہ اپنی محنت کو یک جا کر سکتے ھیں، اسی حد تک کمیونسٹ تعمیر کی کامیابی یقینی ھو سکے گی۔ اپنے ایک ایک قدم کو اس کمیونسٹ تعمیر کی کامیابی کے نقطۂ نظر سے دیکھ بھال کر اور خود سے یہ سوال کرکے کہ کیا ھم نے متحد اور باشعور محنت کش بننے کے لئے

---

* ۷ اکتوبر ۱۹۲۰ء کے ”پراودا“، شمارہ ۲۲۳ میں ”شروع کی عمر“ کے بجائے ”بارہ سال کی عمر“ لکھا تھا۔ (ایڈیٹر)

اپنے بس کی ساری کوشش کر لی ہے، کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ اپنے ۵ لاکھ کے قریب ممبروں کو محنت کی ایک متحدہ فوج میں ملا لےگی اور سب کی نظر میں عزت حاصل کر لےگی۔ (زوردار تالیاں۔)

''پراودا''، شمارہ ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳ اکتوبر ۵، ۶، ۷ ۱۹۲۰ء

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۴۱، صفحات ۲۹۸ — ۳۱۸

پرولتاری کلچر[67]

۸ اکتوبر کے اخبار ''ایزویستیا'' سے پتہ چلا کہ پرولیت کولت (پرولتاری کلچر) کانگرس میں کامریڈ لوناچارسکی نے اس کے بالکل الٹی بات کہی جس کے بارے میں ہم نے کل ان کے ساتھ اتفاق کیا تھا۔

اس بات کی ضرورت ہے کہ ایک تجویز کا مسودہ (پرولیت کولت کانگرس کی) بہت ہی جلد تیار کیا جائے مرکزی کمیٹی سے اس کی تصدیق کرائی جائے اور پرولیت کولت کانگرس کے اسی اجلاس میں اس کو منظور کرایا جائے۔ آج ہی مرکزی کمیٹی کی طرف سے تعلیم کی عوامی کمیساریت کے کولیجیم میں اس کی تصدیق کرائی جائے اور پرولیت کولت کانگرس میں پیش کیا جائے کیونکہ کانگرس آج ختم ہو رہی ہے۔

تجویز کا مسودہ

(۱) مزدوروں اور کسانوں کی سوویت ریپبلک میں تمام تعلیمی کام، عام طور پر سیاسی تعلیم کے شعبے میں اور خاص طور پر آرٹ کے شعبے میں، پرولتاریہ کی طبقاتی جدوجہد کے جذبے سے بھرا ہونا چاہئے جو اس کی ڈکٹیٹرشپ کے مقاصد کو کامیابی کے ساتھ عملی جامہ پہنانے کے لئے ہو رہی ہے یعنی بورژوازی کا تختہ الٹنا،

طبقات کو ختم کرنا اور آدمی کے هاتھوں آدمی کا هر طرح کا استحصال مٹانا۔

(۲) اسی لئے پرولتاریہ کو اپنے هراول، کمیونسٹ پارٹی اور عام طور پر کثیرتعداد اور طرح کی پرولتاری تنظیموں کے ذریعہ تعلیم عامہ کے سارے کاموں میں انتہائی سرگرمی سے اور سب سے اهم حصہ لینا چاهئے۔

(۳) جدیدترین تاریخ کے سارے تجربے اور خاص طور سے ''کمیونسٹ مینیفسٹو،، کی اشاعت کے بعد دنیا کے سارے ملکوں کے پرولتاریہ کی نصف صدی کی انقلابی جدوجہد نے مسلمہ طور پر یہ ثابت کیا هے کہ صرف مارکس‌ازم کا نظریہ هی انقلابی پرولتاریہ کے مفادات، نقطۂ نظر اور کلچر کا صحیح اظہار کرتا هے۔

(۴) مارکس‌ازم نے اپنی عالمگیر تاریخی اهمیت انقلابی پرولتاریہ کے نظریات کی حیثیت سے اختیار کی کیونکہ مارکس‌ازم نے بورژوا دور کی بہترین حاصلات کو رد کرنے کے برعکس ان سب باتوں کو اپنایا اور دوبارہ ڈھالا جو دو هزار سال سے زیادہ عرصے کے دوران انسانی فکر اور تہذیب میں بیش قیمت تھیں۔ صرف اسی بنیاد پر اور اسی سمت مزید کام، جس کو هر طرح کے استحصال کے خلاف آخری جدوجہد کی حیثیت سے پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے حاصل کئے هوئے عملی تجربے سے ولولہ ملا هو، حقیقی پرولتاری کلچر کی ترقی تسلیم کیا جاسکتا هے۔

(۵) اس اصولی نقطۂنظر پر اٹل طور سے قائم رهتے هوئے پرولیت‌کولت کی کل روسی کانگرس انتہائی فیصلہ کن طور پر نظریاتی لحاظ سے غلط اور عملی لحاظ سے مضرت‌رساں هونے کی حیثیت سے ان تمام کوششوں کو مسترد کرتی هے جو اپنا انوکھا کلچر اختراع کرنے، اپنی علحدہ تنظیموں میں بند رهنے، تعلیم کی عوامی کمیساریت اور پرولیت‌کولت کے کام کو تقسیم کرنے یا تعلیم کی عوامی کمیساریت کے دفاتر کے اندر پرولیت‌کولت کی ''خود اختیاری،، قائم کرنے وغیرہ کے لئے کی جا رهی هیں۔ اس کے برعکس کانگرس، پرولیت‌کولت کی ساری تنظیموں پر یہ ذمےداری عائد کرتی هے کہ وہ اپنے آپ کو تعلیم کی عوامی کمیساریت کے دفاتر کے جال کے امدادی ادارے

سمجھیں اور سوویت حکومت (خصوصاً تعلیم کی عوامی کمیساریت) اور روسی کمیونسٹ پارٹی کی مشترکہ رہنمائی میں اپنے فریضوں کی، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے فریضوں کے جز کی حیثیت سے تکمیل کریں۔

* * *

کامریڈ لوناچارسکی کہتے ہیں کہ ان کے بیان کو مسخ کیا گیا ہے۔ اس وجہ سے اس تجویز کی اور زیادہ فوری ضرورت ہے۔

۸ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو لکھا گیا

پہلی بار ۱۹۲۶ء میں رسالہ ''کراسنایا نوو'' کے شمارہ ۳ میں شائع ہوا

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۴۱، صفحات ۳۳۷ — ۳۳۶

تعلیم عامہ کے صوبائی اور اضلاعی شعبوں میں سیاسی تعلیم کے کارکنوں کی کل روس کانفرنس میں تقریر[۶۸]

۳ نومبر ۱۹۲۰ء

رفیقو، مجھے بعض خیالات پر اظہار رائے کی اجازت دیجئے جن میں سے کچھ پر کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی اور عوامی کمیساروں کی کونسل نے سیاسی تعلیم کی اعلیٰ کمیٹی کی تنظیم کے مسئلے کے سلسلے میں غور کیا ہے اور کچھ اس مسودے کے سلسلے میں میرے پاس آئے ہیں جو عوامی کمیساروں کی کونسل کو بھیجا گیا ہے۔ کل اس مسودے کو بنیادی حیثیت سے منظور کر لیا گیا ہے اور اس کے بعد تفصیلات پر بحث ہوگی۔

میں اپنی طرف سے صرف یہ کہوں گا کہ پہلے میں آپ کے ادارے کے نام کی تبدیلی کے بہت خلاف تھا۔ میری رائے میں تعلیم عامہ کی عوامی کمیساریت کا فریضہ لوگوں کو پڑھنے لکھنے میں اور تعلیم دینے میں مدد دینا ہے۔ میرے سوویت تجربے نے مجھے مختلف ناموں کو بچوں کے مذاق کی طرح سمجھنے کا عادی بنا دیا ہے اور ہر نام اپنے قسم کا مذاق ہوتا ہے۔ اب نئے نام سیاسی تعلیم کی اعلیٰ کمیٹی (گلاوپولیت پروسویت) کی تصدیق ہو چکی ہے۔

چونکہ یہ بات طے ہو چکی ہے اس لئے جو کچھ میں نے کہا ہے اس کو آپ ذاتی ریمارک سے زیادہ اہمیت نہ دیجئے۔ اگر

سوال صرف لیبل بدلنے تک محدود نہیں رہےگا تو اس کا خیرمقدم کیا جا سکتا ہے۔

اگر ہم نئے کارکنوں کو تہذیبی اور تعلیمی کاموں کی طرف کھینچنے میں کامیاب ہوسکیں تو صرف نئے نام کا معاملہ نہ ہوگا بلکہ پھر ہم اس ''سوویت،، کمزوری کو بھی قبول کرسکیں گے جو ہر نئے کام اور ہر نئے ادارے پر لیبل لگانے کے بارے میں ہے۔ کامیابی کی صورت میں ہم اس میں کچھ نہ کچھ اضافہ کریں گے جو ابھی تک حاصل کیا جا چکا ہے۔

سب سے بڑی بات جس سے رفیقوں کو تہذیبی اور تعلیمی کام میں ہمارے ساتھ شرکت ترغیب ہونی چاہئے وہ تعلیم کا ہماری سیاست سے مربوط ہونے کا سوال ہے۔ نام کسی نہ کسی بات کا اظہار کر سکتا ہے، اگر اسکی ضرورت ہو، کیونکہ ہم اپنے تعلیمی کام کی ساری لائن میں اس پرانے نقطے پر نہیں قائم رہ سکتے کہ تعلیم کو ناسیاسی ہونا چاہئے، ہم تعلیمی کام کو سیاست سے مربوط کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

یہ خیال بورژوا سماج میں رائج تھا اور ہے۔ ''ناسیاسی،، یا ''غیرسیاسی،، تعلیم — یہ بورژوازی کی مکاری ہے، یہ عوام کو دھوکہ دینے کے سوا اور کچھ نہیں ہے جن کی ۹۹ فیصدی چرچ اور نجی ملکیت وغیرہ کی حکمرانی سے ذلیل کی جاتی ہے۔ ان سب ملکوں کی بورژوازی جہاں ابھی تک بورژوازی حکمراں ہے عوام کو یہ دھوکہ دے رہی ہے۔

اور وہاں سیاسی مشینری کو جتنی زیادہ اہمیت حاصل ہے اتنی ہی سرمائے اور اس کی سیاست سے آزادی کم ہے۔

تمام بورژوا ملکوں میں سیاسی مشینری اور تعلیم کے درمیان رابطہ انتہائی مضبوط ہے، چاہے بورژوا سماج اس کا اعتراف براہ‌راست نہ کر سکے۔ بہر حال، یہ سماج عوام کو گرجاگھروں اور نجی ملکیت کے سارے اداروں کے ذریعہ تربیت دیتا ہے۔

ہمارا بنیادی فریضہ یہ ہے کہ ہم بورژوا ''سچائی،، کے مقابلے میں اپنی سچائی رکھیں اور اس کو منوائیں۔

بورژوا سماج سے پرولتاریہ کی سیاست تک عبور بہت ہی مشکل

عبور ہے اور مزیدبرآں جبکہ بورژوازی اپنی پروپیگنڈا اور ایجی ٹیشن کی پوری مشینری سے ہم کو انتھک برا بھلا کہتی رہتی ہے۔ وہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے زیادہ اہم رول یعنی اسکے تربیت کے فریضے پر پردہ ڈالنے کی امکانی کوشش کرتی ہے جو روس میں بہت ہی اہم ہے جہاں آبادی میں پرولتاریہ کی اقلیت ہے۔ بہرحال روس میں اس فریضے کو پہلی صف میں جگہ دینا چاہئے کیونکہ ہمیں عوام کو سوشلسٹ تعمیر کے لئے تیار کرنا ہے۔ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی بات ہی نہیں ہوسکتی تھی اگر بورژوازی کے خلاف جدوجہد میں پرولتاریہ نے اپنے میں گہرا شعور، سخت ڈسپلن اور زبردست جذبۂ وفاداری نہ پیدا کیا ہوتا یعنی وہ تمام خصوصیات جو پرولتاریہ کے لئے اپنے پرانے دشمن پر فتح حاصل کرنے میں ضروری ہیں۔

ہم یہ یوٹوپیائی نقطۂ نظر نہیں اختیار کرتے کہ گویا محنت کش عوام سوشلسٹ سماج کے لئے تیار ہیں۔ ہم مزدوروں کی سوشلزم کی ساری تاریخ کی صحیح معلومات کی بنا پر جانتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے، کہ سوشلزم کی تیاری صرف بڑی صنعت، ہڑتالوں کی جدوجہد اور سیاسی تنظیم سے ہو سکتی ہے۔ اور فتح حاصل کرنے کے لئے، سوشلسٹ انقلاب کی تکمیل کے لئے پرولتاریہ میں متحدہ عمل کی، استحصال کرنے والوں کا تختہ الٹنے کی صلاحیت ہونی چاہئے۔ اور اب ہم دیکھتے ہیں کہ اس نے تمام ضروری خصوصیات حاصل کرلی ہیں اور جب اس نے اقتدار حاصل کیا تو ان کو عملی جامہ پہنایا۔

تعلیمی کارکنوں کے لئے اور کمیونسٹ پارٹی کے لئے، جدوجہد کے ہراول کی حیثیت سے، بنیادی فریضہ ہونا چاہئے محنت کش عوام کو تربیت و تعلیم میں مدد دینا تاکہ پرانی عادتوں اور رواجوں کو ترک کرسکیں جو پرانے نظام سے وراثت میں ملے ہیں، نجی ملکیت کے رواج اور عادتیں جو عوام میں گہری سرایت کر چکی ہیں۔ پورے سوشلسٹ انقلاب کے اس بنیادی فریضے کو ان خاص مسائل پر غور کے دوران کبھی نظرانداز نہ کرنا چاہئے جنھوں نے پارٹی کی مرکزی کمیٹی اور عوامی کمیساروں کی کونسل کی اتنی توجہ لی ہے۔ سیاسی تعلیم کی اعلی کمیٹی کا ڈھانچہ کیسا

ہو، اس کو دوسرے اداروں سے کیسے متحد کیا جائے، کیسے اس کو نہ صرف مرکزی بلکہ مقامی اداروں سے مربوط کیا جائے؟ ان سوالوں کا جواب وہ رفیق دینگے جو اس کام میں زیادہ قابلیت رکھتے ہیں، جنھوں نے اب تک کافی تجربہ حاصل کر لیا ہے اور اس کا خاص طور سے مطالعہ کیا ہے۔ میں صرف اس معاملے کے اصولی رخ کی بنیادی باتوں پر زور دینا چاہتا ہوں۔ تمام پرانے جھوٹوں کے باوجود ہم اس کو علانیہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے اور علانیہ مانتے ہیں کہ تعلیم سیاست سے مربوط ہوئے بغیر ممکن نہیں۔

ہم اس عالمی بورژوازی کے خلاف جدوجہد کے تاریخی دور میں ہیں جو ہم سے کہیں زیادہ طاقتور ہے۔ جدوجہد کے اس لمحے میں ہمیں انقلابی تعمیر کو برقرار رکھنا چاہئے اور بورژوازی کے خلاف لڑنا چاہئے، فوجی طریقے سے اور اس سے زیادہ دوسرے یعنی نظریاتی طریقے سے، تربیتی طریقے سے تاکہ وہ عادتیں، رواج اور عقیدے جن کو مزدور طبقے نے دسیوں سال کے دوران متواتر سیاسی آزادی کی جدوجہد میں حاصل کیا ہے، تاکہ ان عادتوں، رواجوں اور خیالات کا سارا ذخیرہ تمام محنت کشوں کی تربیت کے آلے کی حیثیت سے خدمت کرے۔ اور یہ مسئلہ حل کرنے کا فریضہ کہ تربیت کیسے ہو پرولتاریہ پر عائد ہوتا ہے۔ یہ شعور پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ پرولتاریہ کی اس جدوجہد سے، جو اس وقت بلااستثنا دنیا کے سارے سرمایہ‌دار ملکوں پر زیادہ سے زیادہ حاوی ہوتی جا رہی ہے، اور ساری بین‌اقوامی سیاست سے علحدہ رہنا ناممکن اور ناقابل تسلیم ہے۔ دنیا کے سارے انتہائی طاقتور سرمایہ‌دار ملکوں کا سوویت روس کے خلاف اتحاد — یہی موجودہ بین اقوامی سیاست کی اصلی بنیاد ہے۔ اور یہ ماننا پڑیگا کہ اس پر سرمایہ‌دار ملکوں کے کروڑوں محنت کشوں کی قسمت کا انحصار ہے۔ اس وقت کرۂ ارض کا کوئی کونہ ایسا نہیں ہے جو مٹھی بھر سرمایہ‌دار ملکوں کے ماتحت نہ ہو۔ اس طرح حالات یہ صورت اختیار کرتے ہیں کہ یا تو موجودہ جدوجہد سے الگ رہا جائے اور اس طرح بالکل بےشعور ہونے کا ثبوت دیاجائے (ان جاہل لوگوں کی طرح جو انقلاب اور جنگ سے الگ رہے اور جنھوں نے عوام

کے لئے بورژوازی کی ساری دھوکہ بازی نہیں دیکھی، یہ نہیں دیکھا که کس طرح بورژوازی جان بوجھکر ان عوام کو تاریکی میں رکھتی ھے) یا پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی جدوجہد میں شامل ھوا جائے۔

پرولتاریہ کی اس جدوجہد کے بارے میں ہم کھلم کھلا کہتے ھیں اور ہر آدمی کے لئے یہ ضروری ھے کہ وہ ہماری طرف رہے یا دوسری طرف جائے۔ کسی طرف نہ ھونے کی ساری کوششوں کا نتیجہ بربادی اور انتشار ھوگا۔

کیرینسکی کی حکومت کی بےحد باقیات، سوشلسٹ انقلابیوں اور سوشل ڈیموکریٹوں کی باقیات کا مشاھدہ کرتے ھوئے جنکی نمائندگی یودینچ، کولچاک، پیتلیورا اور ماخنو وغیرہ کرتے ھیں، ہم نے روس کے مختلف حصوں میں انقلاب دشمنی کی ایسی نوع بنوع صورتیں اور رنگ دیکھے ھیں کہ ہم دوسروں کے مقابلے میں بہت فولادی بن چکے اور جب ہم مغربی یورپ کو دیکھتے ھیں تو یہ پاتے ھیں کہ وھاں بھی وھی دھرایا جا رھا ھے جو ہمارے یہاں ھوا تھا، ہماری تاریخ دھرائی جا رھی ھے۔ تقریباً ہرجگہ بورژوازی کے ساتھ کیرینسکی کی حکومت کے عناصر ملتے ھیں۔ بہت سے ملکوں میں خاص طور سے جرمنی میں وہ سربراہ ھیں۔ ہر جگہ ایک ھی بات کا مشاھدہ کیا جا سکتا ھے: کوئی بیچ کی پوزیشن اختیار کرنے کا عدم امکان اور اس بات کا واضح شعور کہ یا تو سفیدگارڈ والی ڈکٹیٹرشپ ھو (اس کے لئے مغربی یورپ کے سارے ملکوں کی بورژوازی تیاری کر رھی ھے اور ہمارے خلاف مسلح ھو رھی ھے) یا پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ ھو۔ ہمیں اس کا اتنا شدید اور گہرا تجربہ ھوا ھے کہ روسی کمیونسٹوں کے بارے میں مجھے تفصیل سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ھے۔ اس سے صرف ایک ھی نتیجہ نکلتا ھے، وہ نتیجہ جس کو سیاسی تعلیم کی اعلی کمیٹی سے متعلق تمام دلیلوں اور نظریوں کا سنگ بنیاد ھونا چاھئے۔ سب سے پہلے اس ادارے کے کام میں کمیونسٹ پارٹی کی پالیسی کی سربراھی کو ماننا چاھئے۔ کوئی دوسری صورت ہم نہیں جانتے اور نہ کسی ملک نے ابھی تک کوئی دوسری صورت نکالی ھے۔ پارٹی کم و بیش اپنے طبقے کے مفادات کے مطابق ھوسکتی ھے، اس میں تبدیلیاں یا اصلاحات

ہوتی ہیں لیکن ہمیں بہتر صورت ابھی تک نہیں ملی اور سوویت روس کی ساری جدوجہد جس نے تین سال کے دوران عالمی سامراج کے حملے برداشت کئے، اس بات سے منسلک ہے کہ پارٹی نے شعوری طور پر اپنا یہ فریضہ بنایا کہ پرولتاریہ کو تربیت دینے والے، ناظم اور رہنما کا رول ادا کرنے میں مدد دے جس کے بغیر سرمایہ دار نظام کا زوال ناممکن ہے۔ محنت کش عوام، کثیر تعداد کسانوں اور مزدوروں کو چاہئے کہ وہ تعلیم یافتہ لوگوں کے پرانے رواج کے خلاف لڑیں اور خود کمیونزم کی تعمیر کے لئے دوبارہ تعلیم حاصل کریں۔ اس کے بغیر تعمیر کا کام نہیں کیا جاسکتا۔ ہمارا سارا تجربہ دکھاتا ہے کہ یہ معاملہ کافی سنجیدہ ہے اور اسی لئے پارٹی کے رول کی سربراہی کو ماننا ہمیں پیش نظر رکھنا چاہئے اور ہم اپنی سرگرمیوں اور تنظیم کے مسائل پر بحث کرتے ہوئے اس کو نظرانداز نہیں کرسکتے۔ اس کو کیسے کیا جائے، اس کے بارے میں بہت کچھ کہنے کی ضرورت ہے، اس کے بارے میں پارٹی کی مرکزی کمیٹی اور عوامی کمیساروں کی کونسل میں کہنے کی ضرورت ہے۔ جو فرمان کل منظور کیا گیا ہے وہ سیاسی تعلیم کی اعلی کمیٹی کے تعلق سے بنیادی ہے لیکن اس نے ابھی عوامی کمیساروں کی کونسل کا راستہ نہیں طے کیا ہے۔ کچھ ہی دنوں میں یہ فرمان شایع ہو جائےگا اور آپ اس کی آخری شکل میں یہ دیکھیں گے کہ پارٹی سے تعلقات کا اس میں براہ راست کوئی ذکر نہیں ہے۔

لیکن ہم کو یہ جاننا اور یاد رکھنا چاہئے کہ سوویت رپبلک کا سارا قانونی اور عملی آئین اس پر مبنی ہے کہ پارٹی واحد اصول کے مطابق سب چیزوں کی اصلاح، تعین اور تعمیر کرتی ہے تاکہ پرولتاریہ سے تعلق رکھنےوالے کمیونسٹ عناصر اس پرولتاریہ کو اپنے جذبے سے بھر سکیں، اس کو اپنے قابو میں لاسکیں، اس کو بورژوازی کے اس دھوکے سے آزاد کرا سکیں جس کو ہم بہت زمانے سے ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تعلیم کی عوامی کمیساریت کو طویل جد و جہد سے گذرنا پڑا ہے، استادوں کی تنظیموں نے سوشلسٹ انقلاب سے طویل زمانے تک لڑائی جاری رکھی۔ استادوں

میں بورژوا تعصبات خاص طور سے مضبوط ہو گئے تھے۔ یہاں براہ راست توڑ پھوڑ کر کے اور بورژوا تعصبات پر مضبوطی سے قائم رہ کر طویل جدوجہد ہوئی ہے اور ہمیں آہستہ آہستہ قدم به قدم آگے بڑھکر کمیونسٹ پوزیشن کے لئے فتح حاصل کرنا ہے۔ سیاسی تعلیم کی اعلی کمیٹی کے لئے، جو اسکول کے باہر تعلیم کا کام کرتی ہے اور جو عوام کو یہ تعلیم اور روشن خیالی عطا کرنے کا مسئلہ حل کرتی ہے، اس کے لئے یہ فریضہ خاص طور سے نمایاں ہوکر سامنے آتا ہے کہ اس زبردست مشینری کو — استادوں کی اس پانچ لاکھ کی فوج کو، اس وسیع ادارے کو جو اب مزدوروں کی خدمت کے لئے ہے، پارٹی کی قیادت سے منسلک کرے اور اپنے قابو میں لائے، اس کو اپنے جذبے سے بھر دے اور اپنی پیش‌قدمی کا شعلہ اس کے اندر بھڑکا دے۔ تعلیمی کارکن، استادوں کے عملے کی تربیت بورژوا تعصبات اور عادتوں کے جذبے کے تحت، پرولتاریہ سے دشمنی کے جذبے کے تحت ہوئی۔ ان کا تعلق پرولتاریہ سے بالکل نہیں رہا تھا۔ اب ہمیں تعلیم دینےوالے استادوں کے عملے کی نئی فوج کو تربیت دینا چاہئے جس کو پارٹی سے، اس کے خیالات سے مضبوطی کے ساتھ مربوط ہونا چاہئے، اس کے جذبے سے مملو ہونا چاہئے، جس کو کثیر تعداد مزدوروں کو اپنی طرف کھینچنا چاہئے، کمیونزم کے جذبے سے بھرنا چاہئے اور جو کچھ کمیونسٹ کر رہے ہیں اسمیں دلچسپی پیدا کرانا چاہئے۔

چونکہ پرانی عادتوں، رواجوں اور خیالات کو اکھاڑ پھینکنا ہے اس لئے سیاسی تعلیم کی اعلی کمیٹی اور اس کے کارکنوں کے سامنے اہم‌ترین فریضہ ہے جس کو انہیں سب سے زیادہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔ یہاں واقعی ہمارے سامنے ایک معمہ ہے کہ کیسے استادوں کو، جنکی اکثریت پرانے زمانے کی ہے پارٹی سے، کمیونسٹوں سے مربوط کیا جائے؟ یہ سوال انتہائی مشکل ہے اور اس پر بہت زیادہ غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔

اب یہ سوچنا ہے کہ اتنے مختلف لوگوں کے درمیان تنظیمی تعلقات کیسے قائم کئے جائیں۔ اصولی طور پر ہمارے لئے اسمیں کوئی شبہ نہ ہونا چاہئے کہ سربراہی کمیونسٹ پارٹی کی ہونی

چاهئے۔ اس صورت میں سیاسی تہذیب اور سیاسی تعلیم کا مقصد اصلی کمیونسٹوں کی تربیت ہے جو جھوٹ اور تعصبات کو جیتنے اور محنت کش عوام کو پرانے قواعد پر فتح حاصل کرنے اور ریاست کی تعمیر کے کام کو بلا سرمایہ‌داروں، استحصال کرنےوالوں اور جاگیرداروں کے چلانے میں مدد دینے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ اس کو کیسے کیا جاسکتا ہے؟ یہ صرف وہ سارا علم حاصل کرنے سے ممکن ہے جو استادوں نے بورژوازی سے وراثت میں پایا ہے۔ کمیونزم کی ساری ٹکنیکی حاصلات اس کے بغیر ناممکن ہوتیں اور اس کے بارے میں سارے خیال خام ہوتے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان کو کیسے مربوط کیا جائے، ایسے کارکنوں کو جنھیں اس کام کی عادت نہیں رہی ہے جو سیاست سے متعلق ہو اور خاص طور سے ہماری سیاست کے لئے مفید کام سے یعنی کمیونزم کے لئے سیاست سے۔ یہ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں بہت مشکل فریضہ ہے۔ ہم نے اس سوال پر مرکزی کمیٹی میں بحث کی اور اس سوال پر بحث کرتے ہوئے ان تجربوں سے سبق لینے کی کوشش کی جو حاصل ہوئے ہیں۔ ہم سوچتے ہیں کہ اس طرح کی کانگرس، جیسی کہ آج ہے، جسمیں میں ابھی بول رہا ہوں، اس قسم کی کانفرنس، جیسی آپ کی ہے، اس لحاظ سے بڑی اہمیت کی حامل ہوگی۔ ہر پارٹی کمیٹی کو ہر پروپیگنڈا کرنےوالے کی طرف، جس کو پہلے ایک خاص حلقے، ایک متعینہ تنظیم کا آدمی سمجھا جاتا تھا، اب نئی طرح سے دیکھنا ہے۔ ان میں سے ہر ایک اس پارٹی کا رکن ہے جو حکمراں ہے، جو ساری ریاست کی، بورژوا نظام کے خلاف سوویت روس کی عالمی جدوجہد کی رہنمائی کرتی ہے۔ وہ نمائندہ ہے اس جدوجہد کرنےوالے طبقے اور پارٹی کا جو زبردست ریاستی مشینری کی مالک ہے اور اس کو ہونا چاہئے۔ کثیر تعداد کمیونسٹ جو خفیہ کام کے لاجواب اسکول سے گذر چکے ہیں، جدوجہد میں تجربہ کار اور پختہ‌کار بن چکے ہیں اس تبدیلی، اس عبور کی اہمیت کو سمجھنا نہیں چاہتے اور نہیں سمجھ سکتے جب وہ ایجی‌ٹیشن اور پروپیگنڈا کرنےوالے سے ایجی‌ٹیشن کرنےوالوں کے رہنما، زبردست سیاسی تنظیم کے رہنما بن جاتے ہیں۔ وہ اس کے مطابق کس نام سے پکارے جائیں‌گے،

ممکن ہے کہ وہ ذرا آڑا نام ہو مثلاً عوامی تعلیم‌گاہ کا مینجر — یہ اہم نہیں ہے لیکن اہم یہ ہے کہ وہ کثیر تعداد استادوں کی رہنمائی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ لاکھوں استاد — یہ ایسی مشینری ہے جس کو کام کو آگے بڑھانا، خیالات کو اکسانا اور ان تعصبات سے لڑنا چاہئے جو عوام میں اب بھی موجود ہیں۔ سرمایہ‌دار تہذیب کی وراثت، کثیر تعداد استادوں کا اس کی خامیوں میں ڈوبا ہونا جو ان کو کمیونسٹ بننے سے روکتی ہیں، ہمارے لئے ان استادوں کو سیاسی تعلیم کے کارکنوں کی صفوں میں لانے میں رکاوٹ نہ بننا چاہئے کیونکہ ان استادوں کے پاس وہ علم ہے جس کے بغیر ہم اپنا مقصد نہیں حاصل کر سکتے۔

ہمیں کمیونسٹ تعلیم کی خدمت کے لئے لاکھوں ضروری لوگ پیش کرنا چاہئے۔ یہ فریضہ محاذ پر ہماری سرخ فوج میں طے کیا گیا جسمیں پرانی فوج کے لاکھوں نمائندے لئے گئے۔ تعلیم‌نو کے طویل عمل کے دوران وہ سرخ فوج میں ضم ہو گئے جیسا کہ ان کی فتوحات کے نتائج سے آخر میں ثابت ہوا۔ یہ ایسی مثال ہے جس کی پیروی ہمیں اپنے تہذیبی اور تعلیمی کام میں کرنی چاہئے۔ یہ سچ ہے کہ یہ کام اتنا چمکدار نہیں ہے لیکن اہم زیادہ ہے۔ ہمیں ہر ایجی‌ٹیشن اور پروپیگنڈا کرنے والے کی ضرورت ہے۔ وہ اپنا فرض ادا کریگا اگر وہ سخت پارٹی اسپرٹ کے ساتھ کام کرکے اپنے کو پارٹی کے کام تک محدود نہ رکھے اور یہ یاد رکھے کہ اس کا کام لاکھوں استادوں کی رہنمائی کرنا، ان کی دلچسپی بڑھانا، ان کے پرانے بورژوا تعصبات کو مٹانا، ان کو اس کام میں لانا ہے جو ہم کر رہے ہیں اور ہمارے کام کی وسعت کا احساس دلانا ہے۔ اس فریضے کو لیکر ہی ہم ان کثیر تعداد لوگوں کی، جنھیں سرمایہ‌دار نظام نے دبایا اور ہم سے الگ رکھا تھا، صحیح راستے پر رہنمائی کر سکتے ہیں۔

یہ ہمیں وہ مقاصد جن پر اسکول کے حدود کے باہر تعلیمی کام کے شعبے میں ہر ایجی‌ٹیشن اور پروپیگنڈا کرنےوالے کو عمل کرنا چاہئے اور ان کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا

چاھئے۔ اس کام میں متعدد عملی مشکلات کا سامنا کرنا پڑیگا لیکن آپ کو کمیونزم کے کاز کی مدد کرنی چاھئے نہ صرف پارٹی کے مطالعہ کے حلقوں کے بلکہ پوری ریاست کے انتظام کے نمائندے اور لیڈر بن کر جو اب مزدور طبقے کے ھاتھ میں ھے۔

ھمارا فرض — سرمایہ‌داروں کی مزاحمت کی ھر شکل پر قابو حاصل کرنا ھے، نہ صرف فوجی اور سیاسی بلکہ نظریاتی مزاحمت پر بھی جو بہت سرایت کر گئی ھے اور سب سے زیادہ مستحکم ھے۔ ھمارے تعلیمی کارکنوں کا فرض ھے کہ وہ عوام کو اسی طرح کی تعلیم نو دیں۔ تعلیم اور کمیونزم کی واقفیت سے جو دلچسپی اور پیاس ان میں پائی جاتی ھے وہ اس میدان میں بھی ھماری فتح کی ضمانت دار ھیں اگرچہ یہ شاید اتنی جلدی نہ ھو جیسی کہ محاذ جنگ پر اور بڑی مشکلوں کے بعد ھو اور کبھی کبھی ناکامیابیاں ھوں۔ بہرحال، آخر میں فتح ھماری ھوگی۔

آخرمیں، ایک اور نکتے کے بارے میں کہونگا۔ شاید سیاسی تعلیم کی اعلی کمیٹی کے نام کو صحیح طور پر نہیں سمجھا جا رھاھے۔ اسمیں سیاست ھی خاص چیز ھے۔

لیکن سیاست کو کیسے سمجھا جائے؟ اگر سیاست کو پرانے معنی میں لیا جائے تو سنگین اور بڑی غلطی ھوگی۔ سیاست کا مطلب ھے طبقوں کے درمیان جدوجہد، اس کا مطلب ھے عالمی بورژوازی کے خلاف اپنی آزادی کی جدوجہد میں پرولتاریہ کی پوزیشن۔ بہرحال، ھماری جدوجہد میں معاملے کے دو پہلو سامنے آتے ھیں۔ ایک طرف بورژوا نظام کی وراثت کو ختم کرنے، ان متواتر کوششوں کو ناکام بنانے کا فریضہ ھے جو ساری بورژوازی سوویت ریاست کو کچلنے کے لئے کر رھی ھے۔ یہ فریضہ ابھی تک ھماری ساری توجہ کا مرکز بنا رھا ھے اور اس نے ھم کو دوسرے فریضے تک جانے سے روکا ھے جو تعمیر کا ھے۔ بورژوا نظام نظریات کے مطابق گویا معاشیات کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ھے۔ بورژوازی نے کہا: کسانو، تم کو اپنی گذر بسر کے لئے کام کرنا چاھئے، مزدورو، کام کرو اپنے کو برقرار رکھنے کے ذرائع منڈی میں حاصل

کرنے کے لئے اور جہاں تک معاشی پالیسی کا سوال ہے یہ کام تمھارے مالکوں کا ہے۔ بہرحال، ایسا نہیں ہے۔ سیاست عوام کا کام، پرولتاریہ کا کام ہونا چاہئے۔ یہاں ہمیں اس بات پر زور دینا چاہئے کہ ہمارا ۹۰ فیصدی کام بورژوازی کے خلاف جدوجہد میں لگتا ہے۔ ورانگل پر فتوحات، جن کے بارے میں ہم نے کل پڑھا ہے اور جنکے بارے میں آپ آج اور غالباً کل پڑھیں گے، یہ دکھاتی ہیں کہ جدوجہد کی ایک منزل کا خاتمہ ہو رہا ہے اور ہم نے کئی مغربی ملکوں سے صلح کر لی ہے۔ محاذ جنگ پر ہر فتح ہمارے ہاتھوں کو اندرونی جدوجہد کے لئے، ریاستی تنظیم کی سیاست کے لئے زیادہ آزاد کرتی ہے۔ ہر قدم جو ہم کو سفید گارڈوں پر فتح کے حصول سے قریب لاتا ہے رفتہ رفتہ جدوجہد کے مرکز کو معاشی پالیسی کی طرف منتقل کرتا ہے۔ پرانی قسم کا پروپیگنڈا یہ بیان کرتا اور دکھاتا ہے کہ کمیونزم کیا ہے۔ اس قسم کا پروپیگنڈا اب بیکار ہے کیونکہ ہمیں عملی طور پر یہ دکھانا ہے کہ سوشلزم کی تعمیر کیسے ہوتی ہے۔ ہمارے سارے پروپیگنڈے کی بنیاد معاشی ارتقا کا سیاسی تجربہ ہونا چاہئے۔ یہی ہمارا خاص فریضہ ہے۔ جو کوئی بھی اس کا مطلب پرانے معنی میں لیتا ہے وہ اپنے ایسے پسماندہ ہونے کا اظہار کرتا ہے جو کسانوں اور مزدوروں کے درمیان پروپیگنڈے کا کام کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اب ہماری خاص پالیسی ریاست کو معاشی طور پر ترقی دینا ہونا چاہئے تاکہ زیادہ اناج اور زیادہ کوئلہ حاصل کیا جا سکے اور یہ فیصلہ کیا جاسکے کہ اس اناج اور کوئلے کو کیسے بہتر طور سے استعمال کیا جائے اور بھکمری کو دور کیا جائے۔ یہ ہے ہماری پالیسی۔ ہمارے سارے ایجی‌ٹیشن اور پروپیگنڈے کو اسی مقصد پر مرکوز کرنا چاہئے۔ خوشکن باتیں کم ہونی چاہئیں کیونکہ محنت کشوں کو خوشکن باتوں سے نہیں مطمئن کیا جا سکتا۔ جیسے ہی جنگ ہمیں اس قابل بنائے کہ ہم بورژوازی کے خلاف جدوجہد سے، ورانگل اور سفید گارڈوں کے خلاف جدوجہد سے اپنی طاقت کے مرکز کو منتقل کر سکیں ہمیں معاشی پالیسی

کی طرف توجہ کرنی چاهئے۔ اور اس وقت ایجی‌ٹیشن اور پروپیگنڈے کا رول زبردست اور روزافزوں اهمیت کا حاسل هوگا۔

هر ایجی‌ٹیشن کرنےوالے کو معاشی ترقی کے کام میں ریاستی لیڈر، تمام کسانوں اور مزدوروں کا لیڈر هونا چاهئے۔ اس کو انهیں بتانا چاهئے کہ ان کو کمیونسٹ بننے کے لئے کیا جاننا هے اور کون سے پمفلٹ اور کتابیں پڑهنی هیں۔ هماری معاشی زندگی کو بهتر بنانے، اس کو زیادہ مضبوط اور زیادہ سماجی بنانے کا یہی طریقہ هے، پیداوار کو بڑهانے، غذائی حالت اور تیار کئے هوئے سامان کی تقسیم کو بهتر بنانے، کوئلے کی پیداوار کو بڑهانے اور سرمایہ‌دار نظام اور سرمایہ‌دارانہ اسپرٹ کے بغیر صنعت کو بحال کرنے کا یہی طریقہ هے۔

کمیونزم کن باتوں پر مشتمل هے؟ سارا کمیونسٹ پروپیگنڈا ایسا هونا چاهئے کہ اس سے ریاست کی ترقی میں عملی رهنمائی حاصل هو سکے۔ کمیونزم کو کثیر تعداد مزدوروں کے لئے قابل فهم بنانا چاهئے تاکہ وہ اس کو اپنا کاز سمجهنے لگیں۔ یہ فریضہ بری طرح پورا کیا جا رها هے اور هزاروں غلطیاں کی جا رهی هیں۔ هم اس بات کو چهپاتے نهیں هیں۔ بهرحال، مزدوروں اور کسانوں کو خود اس مشینری کو هماری تهوڑی اور کمزور مدد سے تیار کرنا اور بهتر بنانا چاهئے۔ همارے لئے اب یہ پروگرام، نظریہ یا فریضہ نهیں رها هے۔ یہ آج کی واقعی اور عملی ترقی کا معاملہ هے۔ اور اگر جنگ میں هم نے اپنے دشمنوں سے انتهائی سخت شکستیں کهائیں تو هم نے ان شکستوں سے سیکها بهی اور مکمل فتح حاصل کی۔ اب بهی همیں هر شکست سے سبق سیکهنا چاهئے اور یہ یاد رکهنا چاهئے کہ اس کام کو بطور مثال لیکر مزدوروں اور کسانوں کو هدایت دینا هے جو کیا جا چکا هے۔ همیں بتانا چاهئے کہ کیا برا هے تاکہ مستقبل میں اس سے بچا جاسکے۔

اس تعمیری کام کو مثال کے طور پر لیکر، اس کو بار بار دهرا کر، هم ناقابل کمیونسٹ منتظمین کو اصلی معمار اور سب سے پهلے اپنی معاشی زندگی کا معمار بنا سکیں‌گے۔ هم اپنے مقاصد حاصل کرلیں‌گے اور ان تمام رکاوٹوں کو دور کر دیں‌گے جو

ہم کو پرانے نظام سے وراثت میں ملی ہیں اور بیک ضرب ختم نہیں کی جاسکتیں۔ ہمیں عوام کو نئے سرے سے تعلیم دینا ہے، ان کی تعلیم تو صرف ایجی‌ٹیشن اور پروپیگنڈے سے ہوسکتی ہے۔ سب سے پہلے عوام کو مشترک معاشی زندگی کی تعمیر کے کام میں لانا چاہئے۔ ہر ایجی‌ٹیشن اور پروپیگنڈا کرنےوالے کے کام کا یہ خاص اور بنیادی مقصد ہونا چاہئے اور جب وہ اس کو اچھی طرح سمجھ لیگا تو اپنے کام میں ضرور کامیاب ہوگا۔ (زوردار تالیاں۔)

''سیاسی تعلیم کے کارکنوں کی کل روس کانفرنس کا اطلاعنامہ (۱ — ۸ نومبر ۱۹۲۰ء)'' ماسکو

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۴۱، صفحات ۴۰۸ — ۳۹۸

روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی دسویں کانگرس[۲۹]

۸ — ۱۶ مارچ ۱۹۲۱ء

پارٹی کے اتحاد کے بارے میں روسی کمیونسٹ پارٹی کی دسویں کانگرس کی تجویز کا ابتدائی مسودہ

(۱) یہ کانگرس پارٹی کے تمام ممبروں کی توجہ اس بات کی طرف دلاتی ہے کہ پارٹی کی صفوں میں اتحاد و اتصال، پارٹی ممبروں کے درمیان مکمل باہمی اعتماد اور واقعی متحدہ کام کی ضمانت جو پرولتاریہ کے ہراول کے اتحاد عزم پر حقیقی معنی میں مبنی ہو، فی الوقت خاص طور سے ضروری ہیں جبکہ متعدد حالات کیوجہ سے ملک کی پیٹی بورژوا آبادی میں تذبذب زیادہ ہو رہا ہے۔

(۲) بہرحال ٹریڈیونینوں پر پارٹی کی عام بحث شروع ہونے سے قبل ہی، پارٹی میں گروہبندی کی بعض علامتیں نظر آنے لگی ہیں یعنی الگ الگ پلیٹ‌فارموں‌والے گروہوں کی تشکیل جو کچھ حدتک علحدہ ہوکر اپنے گروہ کا ضابطہ بنانے کے لئے کوشاں ہیں۔ مثلاً گروہبندی کی علامتوں کا اظہار ماسکو کی ایک پارٹی کانفرنس میں (نومبر ۱۹۲۰ء) اور خارکوف کی ایک پارٹی کانفرنس میں نام نہاد ''مزدور حزب مخالف،، (۷۰) کے گروہ نے اور جزوی طور پر نام نہاد ''جمہوری مرکزیت،، (۷۱) کے گروہ نے کیا۔

تمام باشعور مزدوروں کو صاف طور پر یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ہر قسم کی گروہ بندی مضرت‌رساں اور ناروا ہے کیونکہ انفرادی گروہوں کے ممبر چاہے جتنا پارٹی اتحاد کو برقرار رکھنا چاہتے ہوں عمل میں گروہبندی کا نتیجہ ناگزیر طور پر متحدہ کام میں

کمزوری اور حکمراں پارٹی کے دشمنوں کی طرف سے جو پارٹی کے اندر درآئے ھیں، اس بات کی شدید اور متواتر کوششیں ھوتی ھیں کہ نفاق کو بڑھایا جائے اور اس کو انقلاب دشمن مقاصد کے لئے استعمال کیا جائے۔

پرولتاریہ کے دشمن جس طریقے سے قطعی بااصول کمیونسٹ لائن سے ھر گمراھی کا فائدہ اٹھاتے ھیں وہ نمایاں طور پر کرونشتاد بغاوت (۲۷) کے معاملے میں سامنے آیا جبکہ دنیا کے تمام ملکوں کے بورژوا انقلاب دشمنوں اور سفیدگارڈوں نے سوویت نظام کے نعروں کو قبول کرنے پر فوراً آمادگی ظاھر کی اگر وہ اس طرح سے روس میں پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کا تختہ الٹ سکیں اور جبکہ سوشلسٹ انقلابیوں اور عام طور پر بورژوا انقلاب دشمنوں نے کرونشتاد میں روس کی سوویت حکومت کے خلاف بغاوت کرنے کے نعرے بلند کئے جو بظاھر سوویت اقتدار کے مفاد میں تھے۔ یہ واقعات ثابت کرتے ھیں کہ سفیدگارڈ یہ کوشش کرتے ھیں اور ایسا کر لیتے ھیں کہ وہ کمیونسٹوں کا، حتیٰ کہ انتہائی بائیں بازو کے کمیونسٹوں کا بھیس بدل لیں، محض اس مقصد سے کہ وہ روس میں پرولتاریہ کے انقلاب کے گڑھ کو کمزور اور تباہ کر دیں۔ کرونشتاد بغاوت سے پہلے پیٹروگراد میں جو منشویک اشتہار تقسیم کئے گئے وہ بھی دکھاتے ھیں کہ کس طرح منشویکوں نے روسی کمیونسٹ پارٹی میں نااتفاقی اور گروہبندی کی بعض نشانیوں سے واقعی فائدہ اٹھایا تاکہ وہ کرونشتاد کے باغیوں، سوشلسٹ انقلابیوں اور سفید گارڈوں کو اکسائیں اور ان کی حمایت کریں جبکہ دعوی یہ کریں کہ وہ بغاوت کے مخالف ھیں اور صرف نام چار کی ھلکی سی تبدیلیوں کے ساتھ سوویت اقتدار کے حامی ھیں۔

(۳) اس سوال پر پروپیگنڈا، ایک طرف پارٹی کے اتحاد کے نقطۂ نظر سے اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی کامیابی کی بنیادی شرط کی حیثیت سے پرولتاریہ کے ھراول میں اتحاد عزم کے حصول کے لئے گروہبندی کے مضرت‌رساں اور خطرناک ھونے کی ھمہ‌گیر وضاحت پر مشتمل ھونا چاھئے اور دوسری طرف سوویت اقتدار کے دشمنوں کے طریقۂ عمل کی جدیدترین چالوں کے انوکھےپن کی وضاحت پر۔

یہ دشمن سفیدگارڈوں کے جھنڈے تلے کھلم کھلا انقلاب معکوس کرنے کو بےسود سمجھتے ہوئے اب روسی کمیونسٹ پارٹی کے اندر اختلافات سے فائدہ اٹھانے اور اس سیاسی گروہ کو اقتدار منتقل کرکے، جو سوویت اقتدار کو تسلیم کرنے سے بظاہر سب سے زیادہ قربت رکھتا ہے، انقلاب معکوس کو کسی نہ کسی طرح آگے بڑھانے کے لئے ہر کوشش کر رہے ہیں۔

پروپیگنڈے کو پچھلے انقلابوں کے تجربے کی بھی وضاحت کرنی چاہئے جن میں انقلاب معکوس نے اس حزب مخالف کی حمایت کی جو انتہاپسند انقلابی پارٹی سے قریب‌ترین تھا تاکہ انقلابی ڈکٹیٹرشپ کو ہلا ڈالے اور تباہ کر دے اور انقلاب معکوس سرمایہ‌داروں اور جاگیرداروں کی مکمل فتح کے لئے راستہ صاف کر دے۔

(۴) گروہ‌بندی کے خلاف عملی جدوجہد میں اس کی ضرورت ہے کہ پارٹی کی ہر تنظیم سختی کے ساتھ اس کی نگرانی کرے کہ گروہ‌بندی کی کوئی کارروائی نہ ہونے پائے۔ پارٹی کی خامیوں پر تنقید، جو بلاشبہ ضروری ہے، اس طرح ہونی چاہئے کہ ہر عملی تجویز کو ممکن طور پر انتہائی جامع شکل میں فوراً بلاکسی تاخیر کے پارٹی کے رہنما مقامی اداروں اور مرکزی ادارے کو بحث اور فیصلے کے لئے بھیجا جائے۔ مزید برآں، ہر تنقید کرنےوالے کو یہ دیکھنا چاہئے کہ اس کی تنقید کی شکل پارٹی کی پوزیشن کو ملحوظ رکھتی ہے جو دشمنوں سے گھری ہوئی ہے اور یہ کہ اس کی تنقید کا سواد ایسا ہے کہ وہ سوویت اور پارٹی کے کام میں براہ‌راست حصہ لیکر پارٹی یا انفرادی طور پر اس کے ممبروں کی غلطیوں کو عملی طور پر دور کرنے کی آزمائش کر سکے۔ پارٹی کی عام لائن کا تجزیہ یا اس کے عملی تجربے کا اندازہ، اس کے فیصلوں کی تکمیل کی جانچ اور غلطیوں کی تصحیح کے طریقوں کے مطالعہ وغیرہ کو کسی صورت میں ایسے گروہوں کی ابتدائی بحث کے لئے نہیں پیش کرنا چاہئے جو کسی ''پلیٹ‌فارموں،، وغیرہ کی بنیاد پر بنائے گئے ہیں بلکہ تمام صورتوں میں ان کو پارٹی کے تمام ممبروں کے براہ‌راست بحث‌ومباحثے کے لئے پیش کرنا چاہئے۔ اس مقصد کے لئے کانگرس ''مباحثی پرچے،، (۴۷) اور مخصوص

مجموعوں کی باقاعدہ اشاعت کی ہدایت کرتی ہے اس بات کے انتھک حصول کے لئے کہ تنقید معاملے کے جوہر پر ہو اور ایسی صورت نہ اختیار کرلے جو پرولتاریہ کے طبقاتی دشمنوں کی مدد کر سکے۔

(۵) سینڈیکل‌ازم اور انارکزم کی طرف اس جھکاؤ کو اصولی طور پر مسترد کرتے ہوئے جس کا جائزہ خاص قرارداد (۴۷) میں لیا گیا ہے اور مرکزی کمیٹی کو یہ ہدایت کرتے ہوئے کہ وہ ہر قسم کی گروہ بندی کو پوری طرح سے ختم کرے، کانگرس اس کے ساتھ ہی یہ اعلان کرتی ہے کہ ان سوالوں سے متعلق ہر عملی تجویز کا، جن کی طرف، مثال کے طور پر، نام نہاد ''مزدور حزب مخالف،، نے خاص توجہ کی ہے، جیسے پارٹی کو غیر پرولتاری اور غیر معتبر عناصر سے صاف کرنا، دفترشاہی کے خلاف جدوجہد کرنا، جمہوریت اور مزدوروں کی اگواکاری وغیرہ کو فروغ دینا، انتہائی توجہ سے جائزہ لینا چاھئے اور عمل میں آزمانا چاھئے۔ پارٹی کو یہ جاننا چاھئے کہ ہم نے ان سوالوں کے بارے میں تمام ضروری اقدامات مختلف رکاوٹوں کیوجہ سے نہیں کئے ہیں لیکن غیر عملی اور گروہ‌بندی‌والی جھوٹی تنقید کو سختی سے مسترد کرتے ہوئے، پارٹی، نئے طریقوں کو آزماتے ہوئے، ہر امکانی طریقے سے دفترشاہی کی برائیوں کے خلاف، جمہوریت اور اگواکاری کی توسیع کے لئے، ایسے عناصر کا پتہ لگانے، ان کا بھانڈا پھوڑنے اور ان کو پارٹی سے نکالنے کے لئے اپنی جدوجہد جاری رکھےگی جو پارٹی میں خودغرضانہ مقصد کے لئے گھس آئے ہیں۔

(۶) اس لئے کانگرس ان تمام گروہوں کو بلا استثنا کالعدم قرار دیتی ہے اور ان کے فوری خاتمے کا حکم دیتی ہے جو کسی نہ کسی پلیٹ فارم کی بنیاد پر (جیسے ''مزدور حزب مخالف،،، ''جمہوری مرکزیت،، کا گروہ وغیرہ) بنائے گئے ہیں۔ کانگرس کے اس فیصلے کی عدم تعمیل پارٹی سے غیرمشروط اور فوری اخراج کا باعث ہوگی۔

(۷) پارٹی کے اندر اور تمام سوویت کام میں سخت ضابطے اور گروہ‌بندی کے اخراج کے دوران زیادہ سے زیادہ اتفاق رائے کے حصول کے لئے، کانگرس مرکزی کمیٹی کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ

ضابطے کی خلاف‌ورزی کے معاملات میں یا گروہ‌بندی کی تجدید یا اس کو برقرار رکھنے کی صورت میں پارٹی کی ساری سزاؤں کو نافذ کرے جن میں پارٹی سے اخراج اور مرکزی کمیٹی کے ممبروں کے لئے امیدوار ممبروں تک تنزلی اور پارٹی سے اخراج کا شدید اقدام بھی شامل ھیں۔ مرکزی کمیٹی کے ممبران اور امیدوار ممبران اور کنٹرول کمیشن کے ممبروں کے لئے اس شدید اقدام کے نفاذ کی ایک ضروری شرط مرکزی کمیٹی کے عام جلسے کا انعقاد ھے جسمیں مرکزی کمیٹی کے تمام امیدوار ممبروں اور کنٹرول کمیشن کے تمام ممبروں کو مدعو کرنا چاھئے۔ اگر پارٹی کے ایسے انتہائی ذمے دار لیڈروں کا جلسۂ عام دو تہائی اکثریت سے یہ ضروری خیال کرتا ھے کہ وہ مرکزی کمیٹی کے کسی ممبر کی امیدوار ممبر تک تنزلی کر دے یا اس کو پارٹی سے نکال دے تو اس کارروائی کو فوراً عملی جامہ پہنانا چاھئے (۵۷)۔

پہلی بار ۱۹۲۳ء میں رسالہ ''پروژیکتور،، کے شمارہ ۲۲ میں شایع ھوا

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن ، جلد ۴۳ ، صفحات ۹۲ — ۸۹

روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی دسویں کل روس کانفرنس[47]

۲۶ — ۲۸ مئی ۱۹۲۱ء

کانفرنس کے خاتمے پر تقریر (۲۸ مئی)

رفیقو، میرے خیال میں میں اپنے کو بہت ہی مختصر تقریر تک محدود رکھ سکتا ہوں۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں ہم نے یہ کانفرنس خاص طور سے اس مقصد کے لئے فوری بلائی ہے کہ مرکز اور مقامی اداروں کے درمیان، پارٹی اور تمام سوویت کارکنوں کے درمیان معاشی پالیسی کے بارے میں مکمل مفاہمت ہو (۷۷)۔ میرے خیال میں کانفرنس نے اپنا مقصد پوری طرح حاصل کر لیا ہے۔ یہاں کئی بار رفیقوں نے اس پر زور دیا کہ کامریڈ اوسینسکی نے بہت سے لوگوں کے جذبات کا بالکل صحیح اظہار کیا، غالباً پارٹی کے مقامی کارکنوں کی اکثریت کے جذبات کا جب انھوں نے کہا کہ ہمیں اس بات کے بارے میں سارے شبہات دور کر دینا چاہئے کہ جو پالیسی دسویں پارٹی کانگرس نے منظور کی تھی اور جس کو آگے چل کر فرمانوں اور احکام سے مستحکم کیا گیا اس کو پارٹی نے بلاشبہ سنجیدگی سے اور طویل مدت کے لئے قبول کیا ہے۔ کانفرنس نے اس کا زور دیکر اظہار کیا ہے اور اس میں متعدد نکات کا اضافہ کیا ہے۔ اس کے بعد جب کامریڈ اپنی اپنی جگہوں پر واپس جائیں گے تو غلط ترجمانی کے امکان کا ذرا بھی شائبہ نہیں رہتا۔ یہ سچ ہے کہ جب ہم کسی ایسی پالیسی کا تعین کرتے ہیں جس کی تکمیل طویل برسوں کے دوران کرنی ہے تو ہم ایک لمحے کے لئے بھی

یہ نہیں بھولتے کہ بین اقوامی انقلاب اور اس کے ارتقا کی رفتار اور حالات ہر چیز کو بدل سکتے ہیں۔ موجودہ بین‌اقوامی صورت‌حال ایسی ہے کہ کچھ عارضی اور غیرمستقل لیکن بہرحال توازن قائم ہو گیا ہے۔ یہ اس قسم کا توازن ہے جس کے تحت سامراجی طاقتیں، اپنی ساری نفرت اور سوویت روس پر دھاوا بولنے کی خواہش کے باوجود، اس کو ترک کرنے پر مجبور ہوئی ہیں کیونکہ سرمایہ‌دار دنیا کا انتشار برابر بڑھتا جا رہا ہے، اتحاد کم ہوتا جارہا ہے جبکہ مظلوم نوآبادیوں کی قوموں کی، جن کی آبادی ایک ارب سے زیادہ ہے، دباؤ ڈالنے کی طاقت سال بسال، ماہ بماہ اور حتی کہ ہفتہ بہ ہفتہ بڑھتی جا رہی ہے۔ لیکن ہم اس پر قیاس آرائی نہیں کرسکتے۔ ہم اس وقت بین اقوامی انقلاب پر خاص اثر اپنی معاشی پالیسی کے ذریعہ ڈال رہے ہیں۔ دنیا کے تمام ملکوں کے محنت کش بلا کسی استثنا اور بلا مبالغے کے سوویت روس کی ریپبلک کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ یہ حاصل کیا جاچکا ہے۔ سرمایہ‌دار کسی بات کو دبا یا چھپا نہیں سکتے۔ اس لئے وہ اتنے شوق کے ساتھ ہماری معاشی غلطیاں اور کمزوریاں پکڑتے ہیں۔ اب اس میدان میں جدوجہد عالمی بن گئی ہے۔ ہم اس فریضے کو پورا کر لیں تو ہم بین اقوامی پیمانے پر قطعی اور مختتم فتح حاصل کرلیں‌گے۔ اسی لئے ہمارے واسطے معاشی ترقی کے سوالات انتہائی اہمیت اختیار کر گئے ہیں۔ اس محاذ پر ہمیں رفتہ رفتہ اور متواتر فتح حاصل کرنا چاہئے، تیزی نہ کرنا چاہئے لیکن اٹل طور پر اوپر اٹھنا اور آگے بڑھنا چاہئے۔ اور میرے خیال میں ہم‌نے اپنی کانفرنس کے کام کے نتیجے میں اس مقصد کو بلاشبہ اور بہرنوع حاصل کر لیا ہے۔ (تالیاں۔)

اخبار ”پراودا،، کے شمارہ ۱۱۹ میں ۲ جون ۱۹۲۱ء کو شایع ہوا

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۴۳، صفحات ۳۴۱ — ۳۴۰

کمیونسٹ انٹرنیشنل کی تیسری کانگرس[48]

۲۲ جون — ۱۲ جولائی ۱۹۲۱ء

روسی کمیونسٹ پارٹی کے طریقۂ کار پر رپورٹ کے مقالے

(۱) روسی سوویت وفاقی سوشلسٹ ریپبلک کی بین‌اقوامی پوزیشن

اس وقت روسی سوویت وفاقی سوشلسٹ ریپبلک کی بین‌اقوامی پوزیشن کی خصوصیات میں ایک حدتک توازن بھی شامل ہے جس نے بہت ہی غیرمستحکم ہونے کے باوجود عالمی سیاست میں ایک انوکھی صورت حال پیدا کر دی ہے۔

یہ انوکھاپن یوں ہے کہ ایک طرف بین‌اقوامی بورژوازی سوویت روس سے وحشیانہ نفرت اور مخاصمت سے بھری ہوئی ہے اور اس کے لئے ہر لمحہ تیار ہے کہ چھاپہ مار کر اس کا گلا گھونٹ دے۔ دوسری طرف وہ فوجی مداخلت کی کوششیں جن پر بین اقوامی بورژوازی نے کروڑوں فرانک خرچ کئے قطعی ناکام رہیں، اس کے باوجود کہ سوویت اقتدار اس وقت اب کے مقابلے میں زیادہ کمزور تھا اور روسی جاگیرداروں اور سرمایہ‌داروں کی پوری پوری فوجیں روسی سوویت وفاقی سوشلسٹ ریپبلک کی سرزمین پر موجود تھیں۔ سوویت روس سے جنگ کی مخالفت تمام سرمایہ‌دار ملکوں میں بہت زیادہ بڑھ گئی اور اس نے پرولتاریہ کی انقلابی تحریک کو ہوا دی اور پیٹی بورژوا جمہوریت‌پسندوں کی کثیر تعداد میں وسیع پیمانے پر پھیل گئی۔ مختلف سامراجی ملکوں کے درمیان مفادات کا تصادم شدید ہو گیا اور دن بدن اس کی گہرائی میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ مشرق کی مظلوم قوموں کے کروڑوں لوگوں میں انقلابی تحریک

لاجواب زور شور سے بڑھ رہی ہے۔ ان سارے حالات کے نتیجے میں بین‌اقوامی سامراج سوویت روس کا گلا نہ گھونٹ سکا باوجود اس کے کہ وہ سوویت روس سے کہیں زیادہ طاقتور ہے اور فی‌الوقت اس کو سوویت روس کو تسلیم یا نیم تسلیم کرنے پر اور اس کے ساتھ تجارتی معاہدے کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔

اس کا نتیجہ بہرحال ایسا توازن ہے (چاہے وہ انتہائی غیرمستحکم اور ناپائدار ہو) کہ سوشلسٹ ریپبلک اپنے وجود کو سرمایہ‌دار محاصرے کے اندر قائم رکھ سکے (یہ سچ ہے کہ بہت زیادہ عرصے کے لئے نہیں)۔

(۲) بین اقوامی پیمانے پر طبقاتی طاقتوں کا تناسب

اس صورت میں بین‌اقوامی پیمانے پر طبقاتی طاقتوں کے تناسب کی تشکیل مندرجہ ذیل ہوئی ہے:

بین اقوامی بورژوازی سوویت روس کے خلاف علانیہ جنگ کے امکانات سے محروم ہوکر اس لمحے کی منتظر اور نگراں ہے جب حالات اس کو جنگ کی تجدید کرنے کی اجازت دینگے۔

تمام ترقی‌یافتہ سرمایہ‌دار ملکوں کے پرولتاریہ نے اپنے ہراول، کمیونسٹ پارٹیوں کی تشکیل کرلی ہے جو بڑھ رہی ہیں اور ہر ملک میں پرولتاریہ کی اکثریت کو جیتنے کی طرف متواتر جا رہی ہیں، ٹریڈ یونینوں کے پرانے دفتری لوگوں اور امریکہ اور یورپ کے مزدور طبقے کے اوپری پرت کے اثر کو تباہ کر رہے ہیں جس کو سامراجی مراعات نے بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔

سرمایہ‌دار ملکوں کے پیٹی بورژوا جمہوریت پسند جن کے اگوا کار حصوں کی نمائندگی دوسری اور ڈھائی انٹرنیشنل (۷۹) سے ہوتی ہے، اس وقت سرمایہ‌داری کا بڑا گڑھ ہیں کیونکہ صنعتی اور کاروباری مزدوروں اور دفتری ملازموں کی اکثریت یا کافی حصے پر اس کا اثر باقی ہے جو اس بات سے ڈرتے ہیں کہ انقلاب ہونے سے وہ اپنی نسبتاً پیٹی بورژوا خوشحالی کھو بیٹھیں‌گے جو سامراجی

مراعات کیوجه سے پیدا هوئی هے۔ لیکن بڑھتے هوئے معاشی بحران کیوجه سے هر جگه کثیر تعداد لوگوں کی حالت بدتر هوتی جا رهی هے اور یه بات معه اس کے که سرمایه‌دار نظام کے برقرار رهنے کی صورت میں نئی سامراجی جنگیں ناگزیر هیں اس گڑھ پر مزید ضرب‌کاری لگا رهی هے۔

نوآبادیاتی اور نیم نوآبادیاتی ملکوں کے محنت‌کش عوام میں، جن پر دنیا کی آبادی کی اکثریت مشتمل هے، سیاسی زندگی کا احساس بیسویں صدی کی ابتدا هی میں پیدا هو گیا تھا خصوصاً روس، ترکی، ایران اور چین میں انقلابوں کی وجه سے۔ ۱۹۱۴ — ۱۸ء کی سامراجی جنگ اور روس میں سوویت اقتدار ان عوام کو عالمی سیاست میں اور سامراج کی انقلابی بربادی میں سرگرم عنصر بنانے کا عمل پورا کر رهے هیں حالانکه امریکه اور یورپ کے تعلیم‌یافته تنگ‌نظر لوگ معه دوسری اور ڈھائی انٹرنیشنلوں کے لیڈروں کے اس کو نظرانداز کرنے پر بضد هیں۔ برطانوی هندستان ان ملکوں میں سر فهرست هے اور وهاں انقلاب اتنی هی تیزی کے ساتھ بڑھ رها هے جتنا که ایک طرف صنعت اور ریلوے کے پرولتاریه میں اضافه هو رها هے اور دوسری طرف جتنا اضافه انگریزوں کی وحشیانه دهشت انگیزی میں هورها هے جو اکثر قتل عام (امرتسر) (۸۰) اور منظر عام پر جسمانی اذیت وغیره پهنچانے کے مرتکب هوتے هیں۔

(۳) روس میں طبقاتی طاقتوں کا تناسب

سوویت روس میں اندرونی سیاسی صورت حال کا تعین اس بات سے هوتا هے که هم یهاں دنیا کی تاریخ میں پهلی بار متعدد برسوں کے دوران صرف دو طبقات دیکھتے هیں — پرولتاریه جس کو دسیوں سال تک بهت نوخیز لیکن جدید اور بڑے پیمانے کی مشین‌بند صنعت نے تربیت دی هے اور چھوٹے کسان جن پر آبادی کی زبردست اکثریت مشتمل هے۔

روس میں بڑے جاگیردار اور سرمایه‌دار غائب نهیں هوئے هیں لیکن ان کو جائداد سے قطعی محروم کر دیا گیا هے اور

طبقے کی حیثیت سے سیاسی طور پر قطعی کچل دیا گیا ہے۔ ان کی باقیات سرکاری ملازمین میں چھپی ہوئی ہیں۔ انہوں نے تارکین وطن کی حیثیت سے، جن کی تعداد غالباً پندرہ سے بیس لاکھ تک ہے، اپنی طبقاتی تنظیم بیرون ملک قائم رکھی ہے جس میں تمام بورژوا اور ''سوشلسٹ،، (یعنی پیٹی بورژوا) پارٹیوں کے ۵۰ سے زیادہ روزانہ اخبار، ایک فوج کی باقیات اور بین‌اقوامی بورژوازی سے بہت سے روابط شامل ہیں۔ یہ تارکین وطن اپنی ساری طاقت اور ذرائع سوویت اقتدار کو تباہ کرنے اور روس میں سرمایہ‌دار نظام کو بحال کرنے میں لگا رہے ہیں۔

(۴) روس میں پرولتاریہ اور کسان

روس کی ایسی اندرونی حالت کے پیش نظر حکمراں طبقے کی حیثیت سے اس کے پرولتاریہ کے سامنے اس وقت کا خاص فریضہ ان اقدامات کا صحیح تعین اور ان پر عمل ہے جو کسانوں کی رہنمائی، ان سے مضبوط اتحاد، اور کئی طویل‌مدتی اور رفتہ رفتہ تبدیلیوں کے ذریعہ بڑے پیمانے کی اشتراکی اور مشین‌بند زراعت تک لے جانے کے لئے ضروری ہیں۔ روس میں یہ فریضہ خاص طور سے مشکل ہے، اس کی پسماندگی اور سات سالہ سامراجی جنگ اور خانہ جنگی کی تباہی دونوں کیوجہ سے۔ لیکن ان مخصوص حالات کے علاوہ سوشلسٹ تعمیر کا یہ فریضہ بہت ہی مشکل فریضوں میں سے ہے جن کا سامنا سارے سرمایہ‌دار ملکوں کو، شاید برطانیہ کے واحد استثنا کے ساتھ، کرنا پڑیگا۔ بہرحال، برطانیہ کے سلسلے میں بھی اس کو نہ بھولنا چاہئے کہ اگر وہاں چھوٹے لگان‌دار کسانوں کا طبقہ بہت ہی چھوٹا ہے تو ان مزدوروں اور دفتری ملازمین کی فیصدی غیرمعمولی طور پر بڑی ہے جو برطانیہ کے نوآبادیاتی ''مقبوضات،، کے کروڑھا لوگوں کی واقعی غلامی کی بدولت پیٹی بورژوا معیار زندگی بسر کرتے ہیں۔

اس لئے واحد عمل کی حیثیت سے عالمی پرولتاری انقلاب کے ارتقا کے نقطۂ نظر سے، روس جس دور سے گذر رہا ہے وہ برسر

اقتدار پرولتاریہ کی اس پالیسی کی عملی آزمائش اور جانچ کے لئے اہمیت رکھتا ہے جو اس نے پیٹی‌بورژوا عوام کے تعلق سے اختیار کی ہے۔

(۵) روسی سوویت وفاقی سوشلسٹ ریپبلک میں پرولتاریہ اور کسانوں میں فوجی اتحاد

سوویت روس میں پرولتاریہ اور کسانوں کے درمیان صحیح تعلقات کی بنیاد ۱۹۱۷ء–۲۱ میں پڑی جبکہ سرمایہ‌داروں اور جاگیرداروں کا حملہ، جس کی حمایت پوری دنیا کی بورژوازی اور تمام پیٹی بورژوا اور جمہوری پارٹیاں (سوشلسٹ انقلابی اور منشویک) کر رہے تھے، پرولتاریہ اور کسانوں کے درمیان سوویت اقتدار کے حق میں ایک فوجی اتحاد کے قیام، استحکام اور سرکاری طور پر نفاذ کا باعث ہوا۔ خانہ جنگی طبقاتی جدوجہد کی بہت ہی شدید شکل ہے لیکن یہ جتنی زیادہ شدید ہوتی ہے اتنی ہی تیزی کے ساتھ اس کے شعلے پیٹی بورژوا توہمات و تعصبات کو جلا دیتے ہیں اور اتنی ہی زیادہ صفائی سے تجربہ، کسانوں کی انتہائی پسماندہ پرتوں تک کو دکھاتا ہے کہ ان کو صرف پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ ہی بچاسکتی ہے اور یہ کہ سوشلسٹ انقلابی اور منشویک دراصل جاگیرداروں اور سرمایہ‌داروں کے خادم ہیں۔

لیکن اگر پرولتاریہ اور کسانوں کے درمیان فوجی اتحاد، ان کے مضبوط اتحاد کی ابتدائی شکل تھا، اور اس کے سوا کچھ اور ہو بھی نہیں سکتا تھا، تو وہ دونوں طبقوں کے درمیان بلا کسی نہ کسی معاشی اتحاد کے چند ہفتوں تک بھی نہیں قائم رکھا جاسکتا تھا۔ کسانوں کو مزدوروں کی ریاست سے ساری زمین اور جاگیرداروں اور امیر کسانوں سے پناہ ملی اور مزدوروں کو کسانوں سے بطور قرض اس وقت تک کے لئے غذائی سامان ملا جب تک بڑے پیمانے کی صنعت بحال نہ ہو جائے۔

(۶) پرولتاریہ اور کسانوں کے درمیان صحیح معاشی تعلقات تک عبور

چھوٹے کسانوں اور پرولتاریہ کے درمیان اتحاد، سوشلسٹ نقطۂ نظر سے، اسی وقت بالکل ٹھیک اور مستحکم طور پر ممکن ہے جبکہ ٹرانسپورٹ اور بھاری صنعت پوری طرح بحال ہو جائیں اور پرولتاریہ کو اس قابل کرسکیں کہ وہ کسانوں کو غذا کے بدلے میں، وہ تمام سامان دے سکے جس کی ان کو اپنے لئے اور اپنے فارموں کی پیداوار بہتر بنانے کے لئے ضرورت ہے۔ ملک کی زبردست تباہی کی وجہ سے اس کا حصول کسی طرح فوراً ممکن نہیں تھا۔ ناکافی طور پر منظم ریاست کے لئے فاضل اناج کی وصولی کا اقدام اس کے لئے بہترین تھا کہ جاگیرداروں کے خلاف بےنظیر سخت جنگ میں ڈٹے رہا جائے۔ فصل کی خرابی اور چارے کی قلت نے ۱۹۲۰ء میں کسانوں کی زندگی کو خاص طور سے بدتر بنا دیا جو اس کے بغیر ہی کافی مصیبت بھری تھی اور اس بات کو فوراً ضروری بنا دیا کہ اناج کی صورت میں ٹیکس لیا جائے۔

یہ معتدل اناج ٹیکس کسانوں کی حالت کو فوراً بہت بہتر بنا دیگا اور اس کے ساتھ ہی بوائی کے رقبوں میں توسیع اور زمین کو زیادہ زرخیز بنانے میں ان کی دلچسپی بڑھائیگا۔

اناج ٹیکس کسانوں کے سارے فاضل اناج کی وصولی سے صنعت اور زراعت کے درمیان سامان کے صحیح سوشلسٹ تبادلے میں عبور ہے۔

(۷) وہ شرائط جن کے تحت سوویت حکومت سرمایہ‌داری اور مراعات کی اجازت دیتی ہے اور اس کی اہمیت

ظاہر ہے کہ اناج ٹیکس کا مطلب کسان کے لئے اس کی آزادی ہے کہ ٹیکس کی ادائیگی کے بعد اپنے فاضل اناج کا نبٹارہ جس طرح چاہے کرے۔ چونکہ ریاست اس فاضل اناج کے تبادلے میں کسانوں کو سوشلسٹ فیکٹریوں کی پیداوار نہیں دے سکتی اس لئے فاضل اناج کے کاروبار کی آزادی کا مطلب سرمایہ‌داری کی آزادانہ ترقی ہے۔

بہرحال، ان حدود کے اندر جنکا ذکر کیا جا چکا ہے یہ سوشلزم کے لئے کچھ ایسا خطرناک نہیں ہے جبکہ ٹرانسپورٹ اور بھاری صنعت پرولتاریہ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے برعکس، سرمایہ‌داری کی ترقی پرولتاری ریاست کے کنٹرول اور انتظام میں (یعنی اس مطلب میں ''ریاستی،، سرمایہ‌داری) ایک بہت ہی برباد اور پسماندہ چھوٹے کسانوں‌والے ملک میں مفید اور ضروری ہے (واقعی، کچھ حد تک) کیونکہ وہ کاشتکاری کو فوراً بہتر بنا سکتی ہے۔ یہ صورت مراعات کے لئے اور بھی زیادہ ہے۔ کسی چیز کو غیرقومی بنائے بغیر، مزدوروں کی ریاست بعض کانیں، جنگلی علاقے، تیل کے کنوئیں وغیرہ غیرملکی سرمایہ‌داروں کو پٹے پر دیتی ہے تاکہ ان سے مزید ساز و سامان اور مشینیں حاصل کر سکے جو ہمیں بھاری سوویت صنعت کو تیزی کے ساتھ بحال کرنے کے قابل بنا سکیں۔

مراعات یافتہ لوگوں کو بہت ہی بیش قیمت اشیاء کی حیثیت سے جو کچھ ادا کیا جاتا ہے وہ بلاشبہ عالمی بورژوازی کے لئے مزدور ریاست کا خراج ہے، اس سے کترائے بغیر ہمیں صاف طور پر اس کو سمجھ لینا چاہئے کہ ہمارے لئے اس خراج کی ادائیگی مفید ہے اگر اس سے ہماری بھاری صنعت کی بحالی میں جلدی ہوتی ہے اور مزدوروں اور کسانوں کی حالت ٹھوس طور پر بہتر ہوتی ہے۔

(۸) ہماری غذائی پالیسی کی کامیابی

۱۹۱۷ — ۲۱ء میں سوویت روس کی غذائی پالیسی بلاشبہ بہت ہی بھدی اور ناقص تھی جس سے بہت سی برائیاں پیدا ہوئیں۔ اس پر عمل کے دوران متعدد غلطیاں ہوئیں۔ لیکن عام اور مجموعی طور پر ان حالات میں یہی واحد امکانی پالیسی تھی اور اس نے اپنا تاریخی فریضہ پورا کیا یعنی برباد اور پسماندہ ملک میں پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی حفاظت کی۔ یہ مسلمہ واقعہ ہے کہ اس میں رفتہ رفتہ بہتری پیدا ہوئی۔ ہمارے مکمل اقتدار کے پہلے سال (یکم اگست ۱۹۱۸ء سے یکم اگست ۱۹۱۹ء) میں ریاست نے گیارہ کروڑ

پوڈ اناج جمع کیا اور دوسرے میں ۲۲ کروڑ پوڈ اور تیسرے میں ساڑھے اٹھائیس کروڑ سے زیادہ۔ اب عملی تجربہ رکھتے ہوئے ہم نے اپنے سامنے چالیس کروڑ پوڈ اناج جمع کرنے کا فریضہ رکھا ہے اور اس کی توقع رکھتے ہیں (اناج ٹیکس کی مقدار ۲۴ کروڑ پوڈ ہے)۔ صرف واقعی کافی غذائی ذخیرے کی مالک ہوکر ہی مزدوروں کی ریاست معاشی لحاظ سے مضبوطی کے ساتھ اپنے پیروں پر کھڑی ہوسکتی ہے، خواہ سست رفتاری کے ساتھ لیکن بھاری صنعت کی مستقل بحالی کی ضمانت دے سکتی ہے اور صحیح مالیاتی سسٹم کی بنیاد ڈال سکتی ہے۔

(۹) سوشلزم کی مادی بنیاد اور روس کی بجلی کاری کا منصوبہ

سوشلزم کی واحد مادی بنیاد ایسی بھاری مشینی صنعت ہو سکتی ہے جو زراعت کی تنظیم نو کی صلاحیت رکھتی ہو۔ لیکن ہم اس عام بیان تک محدود نہیں رہ سکتے۔ اس کو تفصیل سے پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ جدیدترین معیار کے مطابق ٹکنیک اور کاشتکاری کی تنظیم نو کی صلاحیت رکھنےوالی بھاری صنعت کا مطلب ہے پورے ملک کی بجلی کاری۔ ہمیں روسی سوویت وفاقی سوشلسٹ ریپبلک کی ایسی بجلی کاری کے منصوبے کی تیاری کے لئے سائنسی کام کرنا تھا اور ہم نے اسکو پورا کر لیا ہے۔ روس کے ۲۰۰ بہترین سائنس دانوں، انجنیروں اور ماہرین زراعت کے اشتراک سے اب یہ کام پورا کر لیا گیا ہے، اس کو ایک جلد کی شکل میں شایع کیا گیا ہے اور سوویتوں کی آٹھویں کل روس کانگرس دسمبر ۱۹۲۰ء میں اس کی تصدیق کر چکی ہے۔ اب بجلی کے ٹکنیک کے ماہرین کی کل روس کانگرس منعقد کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے جو اگست ۱۹۲۱ء میں ہوگی، اس کام پر غور کریگی، اور پھر مختتم طور پر اس کی سرکاری تصدیق کی جائےگی (۸۱)۔ بجلی کاری کے پہلے حصے کے کام کا تعین دس سال کے لئے کیا گیا ہے۔ اس کے لئے ۳۷ کروڑ کام کے دنوں کی ضرورت ہوگی۔

اگر ۱۹۱۸ء میں ہمارے یہاں آٹھ بجلی گھر (۴۷۵۷ کلوواٹ مجموعی قوت کے) تعمیر کئے گئے تھے تو ۱۹۱۹ء میں یہ تعداد ۳۶ تک (۱۶۴۸ کلوواٹ کی قوت) گئی اور ۱۹۲۰ء میں ۱۰۰ تک (۸۶۹۹ کلوواٹ)۔

ہمارے بڑے ملک کے لئے یہ ابتدا چاہے جتنی معمولی کیوں نہ ہو، بہرحال ابتدا ہوگئی ہے، کام ہو رہا ہے اور برابر بہتر ہوتا جا رہا ہے۔ سامراجی جنگ کے بعد، جرمنی میں لاکھوں جنگی قیدیوں کے جدیدترین ٹکنیک سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد، سخت لیکن تجربے کو پختہ بنانےوالی تین‌سال کی خانہ جنگی کے بعد روسی کسان اب وہ نہیں رہا ہے جو پرانے زمانے میں تھا۔ ہر مہینے وہ بہت صاف اور نمایاں طور پر دیکھ رہاہے کہ صرف پرولتاریہ کی رہنمائی ہی کثیر تعداد چھوٹے کسانوں کو سرمائے کی غلامی سے نکالکر سوشلزم تک لانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

(۱۰) ''خالص جمہوریت،،، دوسری اور ڈھائی انٹرنیشنلوں، سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کا رول سرمائے کے اتحادیوں کی حیثیت سے

پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ طبقاتی جدوجہد ختم ہو گئی ہے بلکہ یہ کہ وہ نئی صورت اور نئے اسلحہ کے ذریعہ جاری ہے۔ جب تک طبقات باقی ہیں، جب تک بورژوازی جس کا تختہ ایک ملک میں الٹ دیا گیا ہے سوشلزم پر اپنے حملے کا زور بین‌اقوامی پیمانے پر دس گنا کر دیتی ہے تب تک اس ڈکٹیٹرشپ کی ضرورت ہے۔ چھوٹے کاشتکاروں کے طبقے کو قطعی طور پر کچھ تذبذب کے دور سے گذرنا پڑتا ہے۔ عبوری صورت حال کی مشکلات اور بورژوازی کا اثر ان کثیر تعداد لوگوں کے مزاج میں وقتاً فوقتاً تذبذب کی کیفیت ناگزیر طور پر پیدا کرتے رہتے ہیں۔ پرولتاریہ پر، جو اپنی زندگی کی بنیاد یعنی اس بڑے پیمانے کی مشینی صنعت کی بربادی کیوجہ سے کمزور ہو گیا ہے اور ایک حد تک اپنی طبقاتی خصوصیات کھو بیٹھا ہے ایک بہت مشکل اور

عظیم‌ترین تاریخی فریضہ عائد ہوا ہے یعنی اس تذبذب کے باوجود ڈٹے رہنا اور سرمائے کے جوئے سے محنت کو آزاد کرانے کے اپنے فریضے کو انجام تک پہنچانا۔

پیٹی بورژوازی کے تذبذب کا سیاسی اظہار پیٹی بورژوا جمہوری پارٹیوں کی پالیسی سے ہوتا ہے یعنی دوسری اور ڈھائی انٹرنیشنلوں کی پارٹیوں کی پالیسی سے جو روس میں ''سوشلسٹ انقلابیوں،، کی پارٹی اور منشویکوں پر مشتمل ہیں۔ اب یہ پارٹیاں بیرون ملک اپنے ہیڈکوارٹر اور اخبار رکھتی ہیں اور حقیقت میں تمام بورژوا انقلاب دشمنوں کے بلاک میں ہیں اور وفاداری کے ساتھ ان کی خدمت کر رہی ہیں۔

بڑی روسی بورژوازی کے عقلمند لیڈروں نے جن کا سربراہ ''کیڈیٹوں،، (آئینی جمہوریت‌پرستوں) کا لیڈر میلیوکوف ہے پیٹی بورژوا ڈیموکریٹوں یعنی سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کے اس رول کا پورا، واضح اور ٹھیک اندازہ لگا لیا۔ کرونشتاد کی بغاوت کے سلسلے میں جسمیں منشویکوں، سوشلسٹ انقلابیوں اور سفیدگارڈوں نے اپنی طاقت کو متحد کر لیا تھا، میلیوکوف نے ''بغیر بالشویکوں کے سوویتوں،، کے نعرے کی حمایت کی (''پراودا،، (۸۲) شمارہ ۶۴، ۱۹۲۱ء، پیرس کی ''تازہ‌ترین خبروں،، (۸۳) کے حوالے سے)۔ اس خیال کی وضاحت کرتے ہوئے اس نے لکھا: ''سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کے لئے ''عزت اور جگہ،، ہے کیونکہ ان پر بالشویکوں سے پہلی بار انتقال اقتدار کا فریضہ عائد ہوتا ہے۔،، بڑی بورژوازی کے لیڈر میلیوکوف نے تمام انقلابوں سے ٹھیک سبق لیا ہے جو دکھاتے ہیں کہ پیٹی بورژوا ڈیموکریٹ اقتدار کو برقرار نہیں رکھ سکتے اور ہمیشہ بورژوازی کی ڈکٹیٹرشپ کے لئے صرف پردے اور اس کے ہمہ‌گیر اقتدار کے لئے صرف زینے کا کام کرتے ہیں۔

روس میں پرولتاری انقلاب باربار ۱۷۸۹—۹۴ء اور ۱۸۴۸—۴۹ء کے تجربوں کی تصدیق کر رہا ہے، فریڈرک اینگلس کے ان الفاظ کی تصدیق کر رہا ہے جو انہوں نے ۱۱ دسمبر ۱۸۸۴ء میں بیبل کو خط میں لکھے تھے:

''...خالص جمہوریت... انقلاب کے لمحے میں مختصر وقت کے لئے عارضی اہمیت حاصل کرلیتی ھے... اس کا رول بورژوا اور یہاں تک کہ جاگیردارانہ معیشت کو بچانےوالے آخری لنگر کا ہوتاھے... ٹھیک اسی طرح ۱۸۴۸ء میں تمام جاگیردار اور نوکر شاھی کے لوگوں نے مارچ سے ستمبر تک لبرلوں کی حمایت کی تاکہ انقلابی عوام کو دبائے رکھ سکیں... بہرحال بحران کے دوران اور اس کے بعدوالے دن ھمارے واحد مخالف سارے رجعت‌پرست لوگ ہوتے ھیں جو خالص جمہوریت کے گرد متحد ہو جاتے ھیں اور اس کو میرے خیال میں کسی حالت میں نظرانداز نہ کرنا چاھئے،، (روسی میں رسالہ ''کمیونستیچیسکی ترود،، (۸۳) کے شمارہ ۳۶۰، ۹ جون ۱۹۲۱ء میں کامریڈ و۔ ادوراتسکی کے مضمون ''مارکس اور اینگلس، جمہوریت کے بارے میں،، میں شایع ہوا اور جرمن زبان میں فریڈرک اینگلس کی کتاب ''سیاسی وصیت نامہ،، میں، برلن، ۱۹۲۰ء، ''نوجوانوں کی بین‌اقوامی لائبریری،، شمارہ ۱۲، صفحہ ۱۹ پر شایع ہوا)۔

ن۔ لینن

ماسکو، کریملن، ۱۳ جون ۱۹۲۱ء

کمیونسٹ انٹرنیشنل کے پریس کے شعبے نے ۱۹۲۱ء میں ماسکو سے پمفلٹ کی صورت میں شایع کیا

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۴۴، صفحات ۱۲ — ۳

اکتوبر انقلاب کی چوتھی سالگرہ

۲۵ اکتوبر (۷ نومبر) کی چوتھی سالگرہ قریب آتی جا رہی ہے۔

یہ عظیم دن جتنا ہی ماضی کی طرف ھٹتا جاتا ہے اتنا ہی زیادہ ہمیں روس میں پرولتاری انقلاب کی اہمیت کا اندازہ ہوتا جاتا ہے اور اتنا ہی زیادہ گہرائی سے ہم اپنے کام کے عملی تجربے پر مجموعی طور پر غور کرتے ہیں۔

مختصر طور پر اور بہت ہی نامکمل اور سرسری خاکے کے ذریعہ اس اہمیت اور تجربے کا نچوڑ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

روس میں انقلاب کا فوری اور براہ راست مقصد بورژوا جمہوری تھا یعنی ازمنۂ وسطی کی باقیات کو تباہ کرکے ان کو بالکل ختم کرنا، روس کو اس وحشت ، اس بدنما داغ سے پاک کرنا، اور ہمارے ملک میں ہر طرح کی تہذیب وترقی کے لئے اس بڑی رکاوٹ کو دور کرنا۔

اور ہم اس پر فخر کر سکتے ہیں کہ ہم نے اس صفائی کو اس عظیم فرانسیسی انقلاب کے مقابلے میں جو ۱۲۵ سال سے زیادہ عرصہ گزرے ہوا تھا بہت زیادہ جوش و خروش سے، بہت زیادہ تیزی، جرأت اور کامیابی سے کیا اور عام لوگوں پر اس کے اثر کے نقطۂ نظر سے بہت زیادہ وسیع پیمانے پر اور گہرائی تک اس کو لے گئے۔

انارکسٹ اور پیٹی‌بورژوا ڈیموکریٹ (یعنی منشویک اور سوشلسٹ انقلابی جو اس بین اقوامی سماجی ٹائپ کے روسی نمائندے ھیں) بورژوا جمہوری انقلاب اور سوشلسٹ انقلاب (یعنی پرولتاری انقلاب) کے درمیان تعلق کے بارے میں بہت سی ناقابل فہم باتیں کرتے تھے اور اب بھی کر رہے ھیں۔ پچھلے چار سال نے یہ پوری طرح ثابت کردیا ھے کہ اس نکتے پر ھماری مارکسی توضیح اور پچھلے انقلابوں کے تجربے کے بارے میں ھمارا اندازہ بالکل ٹھیک تھا۔ ھم نے بورژوا جمہوری انقلاب کو اس طرح تکمیل تک پہنچایا جیسا کہ پہلے کسی نے نہیں کیا تھا۔ ھم سوشلسٹ انقلاب کی طرف شعور، ثابت‌قدمی اور استقلال کے ساتھ بڑھ رہے ھیں، یہ جانتے ہوئے، کہ اس کو کوئی چینی دیوار بورژوا جمہوری انقلاب سے علحدہ نہیں کرتی اور یہ بھی جانتے ہوئے کہ صرف جدوجہد ھی اس کا تعین کرےگی کہ (آخری تجزئے میں) ھمیں کہاں تک آگے بڑھنے میں کامیابی حاصل ہوگی، اس زبردست اور اعلی فریضے کا کون سا حصہ ھم پورا کریں‌گے اور ھم اپنی فتوحات کو پائدار بنانے میں کس حد تک کامیاب ہوں‌گے۔ یہ وقت دکھائےگا۔ لیکن ھم ابھی دیکھتے ھیں کہ بہت ھی زبردست کام، اس تباہ، بےدم اور پسماندہ ملک کے لئے، سماج کی سوشلسٹ تبدیلی کے لئے کیا جا چکا ھے۔

بہرحال، ھمیں اپنے انقلاب کے بورژوا جمہوری مافیہ کے بارے میں جو کہنا ھے اس کو ختم کرلینا چاھئے۔ مارکس‌وادیوں کو سمجھنا چاھئے کہ اس کا مطلب کیا ھے۔ اس کی وضاحت کے لئے ھم چند مثالیں دینگے۔

انقلاب کے بورژوا جمہوری مافیہ سے مطلب یہ ھے کہ ملک کے سماجی تعلقات (نظم ونسق اور ادارے) سے ازمنۂ وسطی کی باقیات، کسان غلامی اور جاگیرداری کا صفایا کردیا جاتا ھے۔

۱۹۱۷ء تک روس میں کسان غلامی کے کیا خاص مظاھر، آثار اور باقیات تھے؟ بادشاھت، سماجی پرتوں کا نظام، آراضی کی نجی ملکیت اور آراضی کا استعمال، عورتوں کی نیچی پوزیشن، مذھب اور قومی جبر و تشدد۔ ان میں سے کسی بھی اوجیائی اصطبل (۸۵)

کو لے لیجئے جن کو زیادہ ترقی‌یافتہ ریاستوں نے بیشتر صاف کئے بغیر چھوڑ دیا جب انھوں نے اپنے بورژوا جمہوری انقلاب ۱۲۵ سال، ۲۵۰ سال اور اس سے بھی زیادہ سال پہلے (انگلستان میں ۱۶۴۹ء میں) کئے، ان میں کسی بھی اوجیائی اصطبل کو لےلیجئے اور آپ دیکھیں‌گے کہ ہم نے ان کو بالکل صاف کر دیا ھے۔ دس ھفتوں میں، ۲۵ اکتوبر (۷ نومبر) ۱۹۱۷ء سے آئین‌ساز اسمبلی کی برخاستگی (۵ جنوری ۱۹۱۸ء) تک ھم نے اس معاملے میں اس سے ھزار گنا زیادہ کیا جتنا کہ بورژوا ڈیموکریٹوں اور لبرلوں (کیڈیٹ) اور پیٹی بورژوا ڈیموکریٹوں (منشویک اور سوشلسٹ انقلابی) نے آٹھ مہینے میں کیا تھا جب وہ برسراقتدار تھے۔

وہ ڈرپوک، بکی، شیخی خور بددست اور حقیر ھیملیٹ (۸۶) اپنی لکڑی کی تلواریں لہراتے رھے لیکن بادشاھت تک کو نہیں تباہ کیا! ھم نے بادشاھی کوڑے کرکٹ کا ایسا صفایا کیا جیسا کبھی کسی نے نہیں کیا تھا۔ ھم نے قدیم ڈھانچے کا، سماجی پرتوں کے نظام کا ایک ایک پتھر، ایک ایک اینٹ باقی نہیں رکھی (حتی‌کہ برطانیہ، فرانس اور جرمنی جیسے بہت ھی ترقی‌یافتہ ملکوں نے اس نظام کے آثار کو آج‌تک پوری طرح نہیں ختم کیا ھے!)۔ ھم نے سماجی پرتوں کے نظام کو اکھاڑ کر پھینک دیا ھے جس کی جڑیں بہت گھری تھیں یعنی ھم نے آراضی کی ملکیت کے نظام میں جاگیرداری اور کسان غلامی کی باقیات کو جڑ سے ختم کر دیا ھے۔ ''طرح طرح کی دلیلیں پیش کی جا سکتی ھیں،، (ایسے قلم گھسیٹنے والے، کیڈیٹ، منشویک اور سوشلسٹ انقلابی غیرملکوں میں کافی ھیں جو ایسی دلیلیں پیش کرتے ھیں) کہ ''آخرکار،، اس زرعی اصلاح کا کیا نتیجہ ھوگا جو عظیم اکتوبر انقلاب نے کیا ھے۔ ھم فی الحال ایسے مباحثوں پر اپنا وقت ضایع کرنا نہیں چاھتے کیونکہ ھم اس کو اور بہت سی دوسری بحثوں کو جو اس سے متعلق ھیں جدوجہد کے ذریعہ طے کر رھے ھیں۔ لیکن اس واقعہ سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ پیٹی بورژوا ڈیموکریٹوں نے آٹھ مہینے تک جاگیرداروں سے یعنی کسان غلامی کے رواج کے سرپرستوں سے

''سمجھوتہ،، رکھا اور ہم نے چند ھفتوں میں جاگیرداروں اور ان کی تمام روایات کا روس کی سرزمین سے بالکل صفایا کردیا۔

مذھب اور عورتوں کو حقوق دینے سے انکار کو یا غیر روسی قومیتوں پر جبر و تشدد اور ان کی نابرابری کو لےلیجئے۔ یہ سب بورژوا جمہوری انقلاب کے مسائل ھیں۔ یہ پاجی پیٹی بورژوا ڈیموکریٹ ان کے بارے میں آٹھ مہینے تک باتیں ھی کرتے رہے۔ دنیا میں کوئی واحد ترقی‌یافتہ ملک نہیں ھے جہاں یہ مسائل بورژوا جمہوری لائن پر مکمل طور سے طے ہوئے ہوں۔ ھمارے ملک میں یہ اکتوبر انقلاب کے قانون سے پوری طرح طے کئے جا چکے ھیں۔ ہم نے مذھب کے خلاف جدوجہد کی ھے اور اب بھی خلوص کے ساتھ کر رہے ھیں۔ ہم نے تمام غیر روسی قومیتوں کےلئے ان کی اپنی رپبلکوں یا خودمختار علاقوں کی منظوری دے دی ھے۔ روس میں اب عورتوں کے حقوق سے ذلیل، گرا ھوا اور بدنام کن انکار یا مردوں اور عورتوں کے درمیان وہ نامساوات نہیں رہی جو جاگیردارانہ نظام اور ازمنۂ وسطی کی شرمناک باقیات میں سے ھے اور جس کو حریص بورژوازی اور کندذھن اور سہمی ھوئی پیٹی بورژوازی بلا استثنا دنیا کے ہر ایک ملک میں پھر نیا روپ دے رہی ھے۔

یہ سب بورژوا جمہوری انقلاب کے مافیہ میں شامل ھے۔ ڈیڑھ سو اور ڈھائی سو سال قبل اس انقلاب کے ترقی‌یافتہ لیڈروں نے (یا ان انقلابوں کے لیڈروں نے، اگر ہم ہر قومی انقلاب کو عام انقلاب کی ایک قسم سمجھیں) یہ وعدہ کیا کہ وہ انسانیت کو ازمنۂ‌وسطی کی رعایتوں، عورتوں کی نامساوات، خاص مراعات رکھنےوالے کسی سرکاری مذھب (یا ''مذھبی خیالات،، یا عام طور پر ''مذھبیت،،) اور قومی نابرابری سے نجات دلائیں‌گے۔ انھوں نے وعدہ تو کرلیا لیکن اس کو پورا نہیں کیا۔ وہ ایسا نہیں کرسکے کیونکہ ان کو ''نجی ملکیت کے مقدس حق،، کے ''احترام،، نے روکا۔ ھمارا پرولتاری انقلاب ازمنۂ وسطی کی ہزار بار لعنتی باقیات اور ''نجی ملکیت کے مقدس حق،، کے منحوس ''احترام،، میں مبتلا نہیں ھوا۔

لیکن روسی قوموں کے لئے بورژوا جمہوری انقلاب کے کارناموں کو پائدار کرنے کے لئے ہم آگے جانے پر مجبور ھوئے اور ہم

آگے بڑھے۔ ہم نے راہ چلتے بورژوا جمہوری انقلاب کے مسائل اپنی خاص اور حقیقی پرولتاری انقلابی، سوشلسٹ سرگرمیوں کی ''ضمنی پیداوار،، کی حیثیت سے حل کئے۔ ہم نے ہمیشہ کہا کہ اصلاحات انقلابی طبقاتی جدوجہد کی ضمنی پیداوار ہیں۔ ہم نے کہا اور اس کو عمل سے بھی ثابت کیا کہ بورژوا جمہوری اصلاحات پرولتاری یعنی سوشلسٹ انقلاب کی ضمنی پیداوار ہیں۔ یہ کہدینا چاہئے کہ کاؤتسکی، ہلفرڈنگ، مارتوف، چیرنوف، ہیلکویٹ، لونگے، میکڈانلڈ، توراتی اور ''ڈھائی،، مارکس‌ازم کے دوسرے ہیرو بورژوا جمہوری اور پرولتاری سوشلسٹ انقلابوں کے درمیان کا یہ تعلق سمجھ نہ سکے۔ پہلا ترقی کرکے دوسرا بن جاتا ہے۔ دوسرا راہ چلتے پہلے کے مسائل حل کردیتا ہے۔ دوسرا پہلے کے کام کو مضبوط بناتا ہے۔ جدوجہد اور صرف جدوجہد یہ فیصلہ کرتی ہے کہ دوسرا پہلے سے زیادہ بڑھنے میں کتنا کامیاب ہوا ہے۔

سوویت نظام بجائے خود اس بات کا ایک بہت ہی بین ثبوت یا مظہر ہے کہ کیسے ایک انقلاب ترقی کرکے دوسرے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ سوویت نظام مزدوروں اور کسانوں کو زیادہ سے زیادہ جمہوریت دیتا ہے، ساتھ ہی وہ بورژوا جمہوریت سے اپنا ناتہ توڑ کر عالمی تاریخی اہمیت کی حامل نئی قسم کی جمہوریت کو جنم دیتا ہے یعنی پرولتاری جمہوریت یا پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کو۔

جان بلب بورژوازی اور اسکے دم چھلا پیٹی بورژوا ڈیموکریٹک کتوں اور سوروں کو ان ناکامیوں، غلطیوں کے لئے جو ہم اپنے سوویت نظام کی تعمیر کے کام میں کر رہے ہیں ہمارے سروں پر کوسنوں، گالیوں اور طنز و مزاح کی بارش کرنے دو۔ ہم ایک لمحے کے لئے بھی یہ نہیں بھولتے کہ ہم نے بہت سی غلطیاں کی ہیں اور کر رہے ہیں اور ہم کو بہت سی ناکامیاں بھی ہو رہی ہیں۔ دنیا کی تاریخ میں ایک ایسے نئے معاملے میں جیسا کہ ایک بےمثال ریاست کا ڈھانچہ کھڑا کرنا ہے کیسے ناکامیوں اور غلطیوں سے بچا جا سکتا ہے! ہم اپنی ناکامیوں اور غلطیوں کو ٹھیک کرنے کےلئے اور سوویت اصولوں کے عملی استعمال کو بہتر بنانے کےلئے

انتھک کوشش کریں گے جو ابھی مکمل ہونے سے بہت دور ہے۔ لیکن ہمیں فخر کرنے کا حق ہے اور ہمیں فخر ہے کہ سوویت ریاست کی تعمیر شروع کرنے کی خوش‌قسمتی ہمارے حصے میں آئی ہے اور اس طرح عالمی تاریخ کے ایک نئے دور، ایک نئے طبقے کی حکمرانی کے دور کا آغاز کرنے کی خوش قسمتی، جس کو ہر سرمایہ‌دار ملک میں دبایا جاتا ہے لیکن جو ہر جگہ نئی زندگی کی طرف بڑھتا جا رہا ہے، بورژوازی پر فتح کی طرف، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی طرف اور سرمائے کے جوئے اور سامراجی جنگوں سے انسانیت کو نجات دلانے کی طرف۔

سامراجی جنگوں، مالی سرمائے کی ایسی بین‌اقوامی پالیسی کا سوال جو دنیا بھر پر چھائی ہوئی ہے، ایسی پالیسی جو لازمی طور پر نئی نئی سامراجی جنگوں کو ابھارتی ہے، جو ناگزیر طور پر قومی جبر و تشدد، لوٹ‌مار، ٹھگی اور مٹھی بھر ''ترقی‌یافتہ،، طاقتوں کے ہاتھوں کمزور، پسماندہ اور چھوٹی قومیتوں کے گلا گھونٹنے کو اور تیز کرنے کا سبب بنتی ہے۔ یہ سوال ۱۹۱۴ء سے کرۂارض کے تمام ملکوں کی پوری پالیسی کا بنیادی سوال رہا ہے۔ یہ لاکھوں کروڑوں لوگوں کے لئے زندگی اور موت کا سوال ہے۔ یہ سوال ہے کہ آیا دو کروڑ آدمی (ان ایک کروڑ آدمیوں کے مقابلے میں جو ۱۸ — ۱۹۱۴ء کی جنگ اور ان ضمنی ''چھوٹی،، لڑائیوں میں کام آئے جو ابھی تک جاری ہیں) دوسری سامراجی جنگ کی قربانگاہ پر بھینٹ چڑھائے ہیں، جس کی تیاری بورژوازی کر رہی ہے، جو ہماری آنکھوں کے سامنے سرمایہ‌دارانہ نظام سے ابھر رہی ہے۔ یہ سوال ہے کہ آیا اس مستقبل کی جنگ میں، جو ناگزیر ہے (اگر سرمایہ‌دارانہ نظام کا وجود باقی رہا) چھہ کروڑ آدمی اپاہج بنیں (بمقابلہ ۱۸ — ۱۹۱۴ء کی جنگ کے تین کروڑ آدمیوں کے)۔ اس سوال میں بھی ہمارے اکتوبر انقلاب نے عالمی تاریخ میں ایک نئے دور کا آغاز کیا ہے۔ بورژوازی کے چاکر اور اس کے کاسہ‌لیس، یعنی سوشلسٹ انقلابی، منشویک اور ساری دنیا میں تمام پیٹی بورژوا ڈیموکریٹ، نام نہاد ''سوشلسٹ،، کہلانےوالے ہمارے اس

نعرے کا مذاق اڑاتے تھے کہ ''سامراجی جنگ کو خانہ جنگی میں بدل دو''۔ لیکن یہ نعرہ بالکل سچ ثابت ہوا۔ ایک ناخوشگوار، درشت، عریاں اور سخت سچ، لیکن بہرحال وہ سچ تھا ان بہت سے انتہائی چالاکی کے دھوکوں کے مقابلے میں جو جنگجو قوم پرست اور امن پرست دے رہے تھے۔ اب ان جھوٹوں کا پردہ چاک ہو رہا ہے۔ بریست کے معاهدۂ امن کا حال کھل گیا ہے۔ اور ہر دن اس صلح کی اهمیت اور انجام کا بھانڈا اور زیادہ شدت سے پھوٹ رہا ہے جو بریست کے معاهدۂامن سے بھی بری تھی یعنی ورسائی کا معاهدۂ امن۔ اور وہ لاکھوں کروڑوں لوگ جو حالیہ جنگ کے اسباب اور قریب آتی ہوئی مستقبل کی جنگ کے متعلق سوچتے ہیں، وہ اس خوفناک حقیقت کو زیادہ سے زیادہ صاف طور پر سمجھتے جا رہے ہیں کہ سامراجی جنگ اور اس سامراجی میر* سے (اگر پرانا علم ہجا اب بھی رائج ہوتا تو میں ''میر'' کے لفظ کو دونوں معنوں میں استعمال کرتا) بچنا محال ہے جس کو لازمی طور پر سامراجی جنگ جنم دیتی ہے، اس جہنم سے بالشویک جدوجہد اور بالشویک انقلاب کے بغیر بچنا محال ہے۔

بورژوازی اور امن پرستوں، جنرلوں اور متوسط طبقے کے لوگوں، سرمایہداروں اور عامیانہ خیال لوگوں کو، پاک پرہیزگار عیسائیوں اور دوسری اور ڈھائی انٹرنیشنلوں کے سرداروں کو انقلاب کے خلاف خوب غصہ کرنے دو۔ ان کی طرف سے خفگی، بہتان اور جھوٹ کی کوئی بھی بارش یہ عالمی تاریخی واقعہ چھپانے میں مدد نہ دیگی کہ سیکڑوں ہزاروں برسوں میں پہلی بار غلاموں نے غلام مالکوں کے درمیان جنگ کے جواب میں کھلم کھلا یہ نعرہ دیا ہے: ''اس جنگ کو جو غلام مالک آپس میں مال غنیمت کی تقسیم کےلئے کر رہے

*روسی میں لفظ میر (mir) کے دو معنی ہیں — ''دنیا'' اور ''امن''۔ انقلاب سے پہلے اس لفظ کے ہجے کے ساتھ اس کے معنی بھی بدلتے تھے حالانکہ تلفظ یکساں رہتا تھا۔ یعنی جب لکھا جاتا تھا міръ تو اس کے معنی ہوتے تھے ''دنیا''، اور جب миръ لکھا جاتا تھا تو اس کے معنی ہوتے تھے ''امن''۔ (ایڈیٹر)

ہیں تمام قوموں کے غلام مالکوں کے خلاف تمام قوموں کے غلاموں کی جنگ میں بدل دو،،۔

سیکڑوں ہزاروں برسوں میں پہلی مرتبہ اس نعرے نے ایک مبہم اور کمزور امید سے بڑھکر ایک صاف اور واضح سیاسی پروگرام کی شکل اختیار کی ہے، ایک مؤثر جدوجہد بنی ہے جس کو کروڑوں جبر و تشدد کے شکار لوگ پرولتاریہ کی قیادت میں چلا رہے ہیں، یہ بڑھکر پرولتاریہ کی پہلی فتح بن گئی ہے، جنگوں کے خاتمے کی پہلی فتح اور تمام ملکوں کے مزدوروں کو مختلف قوموں کی بورژوازی کے اتحاد کے خلاف متحد کرنے کی جدوجہد میں پہلی فتح، اس بورژوازی کے خلاف جو سرمائے کے غلاموں، اجرت پر کام کرنےوالوں، کسانوں اور محنت کشوں کے خسارے پر صلح اور جنگ کرتی ہے۔

یہ پہلی فتح مختتم فتح نہیں ہے۔ اس کو ہمارے اکتوبر انقلاب نے ناقابل یقین مشکلات اور مصیبتوں کی قیمت پر حاصل کیا ہے، بے مثال صعوبتوں کی قیمت پر جن کے ساتھ ہماری کئی زبردست شکستیں اور غلطیاں بھی رہی ہیں۔ کیسے واحد اور پسماندہ قوم سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ دنیا کے انتہائی طاقتور اور انتہائی ترقی یافتہ ملکوں کی سامراجی جنگوں کو بلا شکستیں کھائے اور بلا غلطیاں کئے ناکام بنا سکےگی! ہم اپنی غلطیوں کو تسلیم کرنے سے نہیں ڈرتے ہیں اور ان پر ٹھنڈے دل سے غور کرینگے تاکہ یہ معلوم کرسکیں کہ ان کو کیسے ٹھیک کرنا چاہئے۔ لیکن یہ واقعہ اپنی جگہ پر ہے کہ سیکڑوں ہزاروں برسوں میں پہلی بار یہ وعدہ مکمل طور پر پورا ہوا ہے اور تمام مشکلات کے باوجود پورا کیا جا رہا ہے کہ غلام مالکوں کے درمیان آپس میں جنگ کا ''جواب،، غلاموں کے ایک انقلاب سے دیا جائیگا جو سب اور ہر طرح کے غلام مالکوں کے خلاف ہوگا۔

ہم نے یہ کام شروع کیا۔ کب اور کس وقت اور کس قوم کا پرولتاریہ یہ کام تکمیل تک پہنچائےگا— یہ سوال اتنا اہم نہیں ہے۔ اہم یہ ہے کہ جمود کو توڑ دیا گیا ہے، کہ راستہ کھلا ہوا ہے اور دکھا دیا گیا ہے۔

تمام ملکوں کے سرمایہ‌دار حضرات، بس ''مادر وطن کی حفاظت،، کا ریاکارانہ دکھاوا اٹھا رکھئے — جاپانی وطن کی امریکیوں کے خلاف، امریکی وطن کی جاپانیوں کے خلاف، فرانسیسی وطن کی برطانیہ کے خلاف وغیرہ وغیرہ! حضرات، دوسری اور ڈھائی انٹرنیشنلوں کے سردارو، متوسط طبقے کے امن پرستو، ساری دنیا کے عامیانہ خیال لوگو، نئے ''بازیل مینی‌فسٹو،، نکال کر اس خیال سے ''فرار،، کرتے رہئے کہ سامراجی جنگوں کے خلاف جدوجہد کیسے کی جائے (۱۹۱۲ء کے بازیل مینی‌فسٹو کے نمونے پر)۔ پہلے بالشویک انقلاب نے اس دھرتی کے پہلے دس کروڑ لوگوں کو سامراجی جنگ اور سامراجی دنیا کے چنگل سے نجات دلا دی ہے۔ آنے والے انقلاب ایسی جنگوں اور ایسی دنیا سے باقی انسانیت کو نجات دلائیں گے۔

ہمارا آخری، لیکن سب سے اہم، سب سے مشکل اور سب سے کم پورا کیا ہوا فریضہ معاشی تعمیر ہے، ڈھائی ہوئی جاگیردارانہ عمارت اور نیم ڈھائی ہوئی سرمایہ‌دارانہ عمارت کی جگہ پر نئی سوشلسٹ عمارت کی معاشی بنیاد ڈالنے کا فریضہ۔ اسی بہت ہی اہم اور بہت ہی مشکل فریضے میں ہمیں سب سے زیادہ ناکامیاں ہوئی ہیں اور ہم نے سب سے زیادہ غلطیاں کی ہیں۔ کیسے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ ایسا فریضہ جو دنیا کے لئے بالکل نیا ہے بلاناکامیوں اور غلطیوں کے شروع کیا جا سکتا ہے! لیکن ہم نے اسے شروع کر دیا ہے۔ ہم اس کو جاری رکھ رہے ہیں اور اب اپنی ''نئی معاشی پالیسی،، کے ذریعہ ہی ہم اپنی متعدد غلطیوں کو ٹھیک کر رہے ہیں۔ ہم یہ سیکھ رہے ہیں کہ ایک چھوٹے کسانوں‌والے ملک میں بلا ایسی غلطیاں کئے ہوئے کیسے سوشلسٹ عمارت کی تعمیر جاری رکھی جا سکتی ہے۔

اس میں زبردست دشواریاں ہیں۔ لیکن ہم زبردست دشواریوں سے نبٹنے کے عادی ہیں۔ ہمارے دشمن ہم کو خواہ مخواہ کے لئے ہی ''ضدی،، اور ''کمرتوڑ پالیسی،، کے علم‌بردار نہیں کہتے ہیں۔ لیکن ہم نے ایک اور آرٹ بھی سیکھا ہے، کم از کم کچھ حد تک، جو انقلاب کے لئے ضروری ہے یعنی لوچ، اس بات کی صلاحیت کہ اگرمعروضی حالات میں تبدیلیوں کا تقاضہ ہو تو طریقۂ کار میں تیز اور فوری تبدیلیاں کی جائیں اور اگر پہلا راستہ کسی وقت

نامناسب یا ناممکن ثابت ہو تو اپنی منزل تک پہنچنے کے لئے دوسرا راستہ اختیار کیا جائے۔

جوش اور ولولے کی لہروں پر آگے بڑھتے ہوئے، پہلے لوگوں کا عام سیاسی جوش اور پھر فوجی جوش بڑھاتے ہوئے ہم نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ اسی جوش کے سہارے ہم اتنا ہی بڑا معاشی فریضہ پورا کر سکیں گے جتنا عام سیاسی اور فوجی فریضہ ہم نے پورا کیا ہے۔ ہم نے حساب لگایا یا یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ ہم نے ٹھیک سے حساب لگائے بغیر مان لیا کہ ہم ایک چھوٹے کسانوں والے ملک میں پرولتاری ریاست کے براہ‌راست حکم کے ذریعہ کمیونسٹ طریقے سے ریاستی پیداوار اور اجناس کی ریاستی تقسیم کو منظم کرلیں گے۔ تجربے نے دکھایا کہ یہ غلط تھا۔ معلوم ہوا کہ کئی عبوری منزلیں ضروری ہیں — ریاستی سرمایہ‌داری اور سوشلزم — اس بات کے لئے بہت برسوں کی محنت کی ضرورت ہوئی کہ کمیونزم کی طرف عبور کی تیاری کی جائے۔ جوش پر براہ‌راست بھروسہ نہ کرتے ہوئے بلکہ اس جوش کی مدد سے جو عظیم انقلاب نے پیدا کیا ہے اور ذاتی مفاد، ذاتی محرکات اور خود کفیل کاروبار کی بنیاد پر ہمیں اس چھوٹے کسانوں‌والے ملک میں پہلے ریاستی سرمایہ‌داری کے ذریعہ سوشلزم تک پہنچنے کے لئے مضبوط پل بنانے چاہئیں۔ نہیں تو ہم کمیونزم تک کبھی نہیں پہنچ سکیں گے، ہم کروڑوں لوگوں کو کمیونزم تک کبھی نہیں لے جا سکیں گے۔ ہمیں تجربے نے، انقلاب کے ارتقا کے عملی راستے نے یہی سکھایا ہے۔

اور ہم نے، جنھوں نے ان تین چار برسوں میں فوری تبدیلیاں کرنا کچھ سیکھا ہے (جب فوری تبدیلیوں کی ضرورت ہو)، بڑے جوش، توجہ اور مستعدی سے (اگرچہ ابھی کافی جوش، توجہ اور مستعدی سے نہیں) ایک نئی تبدیلی کرنا سیکھنا شروع کیا ہے یعنی ''نئی معاشی پالیسی''۔ پرولتاری ریاست کو ایک محتاط، مستعد اور ہوشیار ''مالک''، ہونا چاہئے، صحیح طور پر تھوک کا تاجر۔ کسی دوسرے طریقے سے وہ اس چھوٹے کسانوں‌والے ملک کو معاشی لحاظ سے اپنے پیروں پر نہ کھڑا کر سکے گی۔ موجودہ صورت‌حال میں جبکہ ہم سرمایہ‌دار مغرب کے اغل بغل رہتے ہیں (فی الحال سرمایہ‌دار) اس کے سوا کمیونزم تک پہنچنے کا کوئی اور ذریعہ

نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک تھوک کا تاجر معیشت میں ایسی قسم ہے جس کا کمیونزم سے ویسا ہی دور کا تعلق ہے جیسے زمین کا آسمان سے۔ لیکن یہ ایک تضاد ہے جو زندگی کے حقیقی حالات میں چھوٹے کسانوں کی معیشت کو ریاستی سرمایہ‌داری کی راہ سے سوشلزم تک پہنچاتا ہے۔ ذاتی محرکات پیداوار بڑھاتی ہیں۔ ہمارا سب سے پہلا کام ہے پیداوار کو ہر قیمت پر بڑھانا۔ تھوک تجارت معاشی طور پر لاکھوں چھوٹے کسانوں کو متحد کرتی ہے۔ یہ ان کو ذاتی ولولہ بخشتی ہے، ان کو آپس میں منسلک کرتی ہے اور ان کو اگلے قدم کی طرف لےجاتی ہے یعنی پیداوار کے عمل کے دوران انجمنوں اور یونینوں کے قیام کی طرح طرح کی صورتوں کی طرف۔ ہم نے اپنی معاشی پالیسی میں ضروری تبدیلیوں کے لئے کام شروع کردیا ہے اور ہمیں اس میں کچھ کامیابیاں بھی ہوئی ہیں۔ یہ سچ ہے کہ یہ کامیابیاں چھوٹی اور جزوی ہیں لیکن بلاشبہ کامیابیاں ہیں۔ نئے ''علم،، کے اس شعبے میں ہم اپنا ابتدائی درجہ ختم کر رہے ہیں۔ استقلال اور محنت کے ساتھ مطالعہ کرتے ہوئے، اپنے ہر قدم کو عملی تجربے سے آزماتے ہوئے، جو کچھ ہم نے کیا ہے اس کو بار بار تبدیل کرنے سے نہ ڈرتے ہوئے، اپنی غلطیوں کی اہمیت کا بڑی احتیاط کے ساتھ تجزیہ کرتے ہوئے اور ان کو صحیح کرنے سے نہ ڈرتے ہوئے ہم اگلے درجوں میں جائیں‌گے۔ ہم پورے ''نصاب،، کا مطالعہ کرینگے حالانکہ عالمی معاشیات اور عالمی سیاست کی موجودہ حالت نے اس نصاب کو ہماری پسند سے کہیں زیادہ طویل اور مشکل بنا دیا ہے۔ چاہے جو قیمت ہمیں ادا کرنا پڑے، عبوری دور کی مشکلات چاہے جتنی سخت کیوں نہ ہوں — مصیبتوں، قحط اور تباہی کے باوجود ہم ہمت نہ ہاریں‌گے اور اپنے کام کو فتح مندانہ منزل مقصود تک پہنچائیں‌گے۔

۱۴ اکتوبر ۱۹۲۱ء

''پراودا،، شمارہ ۲۳۴،
۱۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء
دستخط: ن۔ لینن

لینن کا مجموعۂ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن، جلد
۴۴، صفحات ۱۵۲ — ۱۴۴

سونے کی اهمیت اب اور سوشلزم کی مکمل فتح کے بعد

عظیم انقلاب کی سالگرہ منانے کا بہترین طریقه یه هے که اس کے ایسے مسئلوں کی طرف توجه مرکوز کی جائے جو حل نہیں ہوئے هیں - انقلاب کو اس طرح منانا ایسے وقت میں خاص طور سے مناسب اور ضروری هوگا جب هم کو ایسے بنیادی مسائل کا سامنا هے جو انقلاب نے ابھی تک حل نہیں کئے هیں، جب هم کو ان مسائل کے حل کےلئے کوئی نئی بات (انقلاب نے ابھی تک جو حل کیا هے اس کے نقطۂ نظر سے نئی بات) اپنانا هے -

اس وقت همارے انقلاب کےلئے نئی بات یه هے که همیں معاشی تعمیر کے بنیادی مسائل حل کرنے میں ایک ''اصلاح پسند،، ' درجه بدرجه، محتاط اور چکردار طریقه اختیار کرنا چاهئے - یه ''نیاپن،، نظرئے اور عمل دونوں میں کئی سوال، الجھنیں اور شبہات پیدا کرتا هے -

ایک نظریاتی سوال یه هے که هم ایک هی شعبے میں متعدد بہت انقلابی اقدامات سے انتہائی ''اصلاحی،، اقدامات میں عبور کی ایسے وقت میں کیسے وضاحت کر سکتے هیں جبکه انقلاب مجموعی طور پر فاتحانه ترقی کر رها هے؟ کیا اس کا مطلب ''پوزیشن سے پسپائی،، یا ''شکست تسلیم کرنا،، یا اسی قسم کی کوئی اور بات نہیں هے؟ درحقیقت، همارے دشمن — نیم جاگیردار قسم کے رجعت پرستوں سے لیکر منشویک تک یا ڈھائی انٹرنیشنل کے دوسرے

سرداروں تک کہتے ہیں کہ ایسا ہی ہے۔ اگر وہ ہر بہانے سے یا بلا کسی بہانے کے بھی اس قسم کا شور و غل نہ مچاتے تو وہ دشمن ہی کیوں ہوتے۔ جاگیرداروں سے لیکر منشویکوں تک اس سوال کے بارے میں تمام پارٹیوں کا جو متاثرکن اتفاق رائے ہے وہ اس بات کا مزید ثبوت ہے کہ پرولتاری انقلاب کے خلاف ان تمام پارٹیوں کا واقعی ''واحد رجعت‌پرست اجتماع،، ہے (اور واوین کے درمیان یہ کہا جا سکتا ہے کہ جیسا ۱۸۷۵ء اور ۱۸۸۴ء میں اینگلس نے بیبل کے نام اپنے خطوط میں پیش گوئی کی تھی)۔

لیکن کچھ... ''پریشانی،، دوستوں کے درمیان بھی ہے۔

بڑے پیمانے کی صنعت کو بحال کرو، اور اس کی پیداوار کا چھوٹے کسانوں کی کھیتی کی پیداوار سے براہ راست تبادلہ منظم کرو اوراس طرح سے موخر الذکر کو اجتماعی ملکیت بنانے میں مدد دو۔ بڑے پیمانے کی صنعت کو بحال کرنے کے لئے، فاضل اناج کی وصولی کے ذریعہ کسانوں سے کھانے کی چیزوں اور خام‌اشیا کی کچھ مقدار قرض لو۔ یہ تھا وہ منصوبہ (یا طریقہ، سسٹم) جس پر ہم نے تین سال سے زیادہ تک، ۱۹۲۱ء کی بہار تک عمل کیا۔ یہ مسئلہ کی طرف انقلابی رویہ تھا یعنی پرانے سماجی معاشی نظام کو مکمل طور سے توڑنے کے لئے فوراً عمل کرنا اور اس کی جگہ نیا نظام قائم کرنا۔

۱۹۲۱ء کی بہار سے اس رویے، منصوبے، طریقے یا کام کے سسٹم کے بجائے ہم نے دوسرا بالکل مختلف طریقہ اپنایا (ابھی ہم نے ''اپنایا،، نہیں ہے بلکہ ابھی تک اپنا رہے ہیں اور ابھی تک ہم اس کو پوری طرح نہیں سمجھ سکے ہیں)، ایک اصلاحی قسم کا طریقہ یعنی پرانے سماجی معاشی سسٹم، تجارت، چھوٹی پیداوار، چھوٹے کاروبار اور سرمایہ‌داری کو توڑنا نہیں بلکہ تجارت، چھوٹے کاروبار، سرمایہ‌داری کو بحال کرنا ہے اور احتیاط کے ساتھ رفتہ رفتہ ان پر قابو پانا یا ایسے امکانات پیدا کرنا ہے کہ وہ صرف ان کی بحالی کے مطابق ریاستی ضابطے میں آئیں۔

یہ اس مسئلے کی طرف بالکل ہی مختلف رویہ ہے۔

پہلے والے انقلابی رویے کے مقابلے میں یہ اصلاحی رویہ ہے (انقلاب ایسی تبدیلی ہے جو پرانے نظام کو اس کی جڑوں سے اکھاڑ پھینکتا ہے اور وہ نہیں جو احتیاط اور سستی کے ساتھ رفتہ رفتہ اس کی صورت کو بدلتا ہے اور جتنا کم ممکن ہوتا ہے اس کو توڑتا ہے)۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر انقلابی طریقے آزمانے کے بعد آپ نے ان کی ناکامی کو تسلیم کرلیا اور اصلاح پسند طریقے استعمال کئے تو کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ اس کا اعلان کیا جا رہا ہے کہ عام طور پر انقلاب ایک غلطی تھا؟ کیا اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا ہے کہ انقلاب سے نہیں شروع کرنا تھا بلکہ اصلاحات سے شروع کرنا تھا اور ان ہی تک محدود رہنا تھا؟

یہی نتیجہ منشویک اور ان کی قماش کے لوگ اخذ کرتے ہیں۔ لیکن یہ نتیجہ یا تو مغالطہ دینے کے لئے ہے اور محض شاطر سیاست‌دانوں کا جعل ہے یا ان لوگوں کا بچپن ہے جو حقیقی آزمائش سے نہیں گزرے ہیں۔ سب سے بڑا اور شاید واحد خطرہ جس میں اصلی انقلابی مبتلا ہو سکتا ہے وہ یہی ہے کہ وہ اپنی انقلابیت کے بارے میں مبالغے سے کام لے، اس کو بھول جائے کہ کن حدود اور حالات میں انقلابی طریقے معقول ہیں اور کامیابی سے رائج کئے جا سکتے ہیں۔ اصلی انقلابیوں نے جب بھی ''انقلاب،، کا لفظ جلی الف سے شروع کیا تو انہوں نے کافی سرمغزنی کی کہ انقلاب کو تقریباً کوئی ملکوتی چیز بنادیں، سرپھرے بن جائیں، ٹھنڈے دل سے اور انتہائی غیرجذباتی طریقے سے یہ سوچنے، تولنے اور جانچنے کی صلاحیت سے بےنیاز ہوجائیں کہ کس لمحے، کن حالات میں اور عمل کے کس میدان میں انقلابی طریقے سے کام لینا چاہئے اور کس لمحے، کن حالات میں اور کس میدان میں اصلاحی اقدام کرنا ضروری ہے۔ اصلی انقلابی محض اسی وقت تباہ ہوں‌گے (یہ نہیں کہ ان کو باہر سے شکست ہوگی بلکہ ان کا کام اندر ہی سے برباد ہوجائےگا) جب وہ اپنا معقول نظریہ ترک کر دینگے اور اپنے دماغ میں یہ بھر لیں‌گے کہ ''عظیم، فتحیاب، عالمی،، انقلاب تمام حالات میں اور عمل کے تمام میدانوں میں انقلابی طریقے سے تمام مسائل

کو حل کر سکتا ہے اور اس کو حل کرنا چاہئے۔ اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو ان کی تباہی قطعی ہے۔

جو کوئی بھی ایسی بات سوچتا ہے وہ تباہ ہوجائےگا کیونکہ وہ ایک بنیادی مسئلے کے سلسلے میں فضول بات سوچتا ہے اور زبردست جنگ کے دوران (اور انقلاب سب سے زیادہ زبردست قسم کی جنگ ہے) حماقت کی سزا شکست ہے۔

کہاں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ''عظیم،، فتحیاب، عالمی،، انقلاب صرف انقلابی طریقے ہی استعمال کر سکتا ہے اور اس کو استعمال کرنا چاہئے؟ کہیں سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے، جیسا کہ خالص نظریات سے صاف ظاہر ہے اگر ہم مارکس‌ازم پر قائم رہیں۔ یہ غلط ہے، اس کو ہمارے انقلاب کے تجربے نے بھی ثابت کیا ہے۔ اینگلس نے کہا ہے (۸۷) کہ نظریاتی طور پر انقلاب کے وقت بھی دوسرے وقتوں کی طرح حماقت کی باتیں ہوتی ہیں اور انہوں نے ٹھیک کہا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ جتنی کم حماقت آمیز باتیں کرسکیں کریں اور جو کرچکے ہیں ان کے ازالے کی جلد از جلد کوشش کریں اور امکانی طور پر ٹھنڈے دل سے تخمینہ لگائیں کہ کون سے مسئلے کس خاص وقت میں انقلابی طریقوں سے حل ہو سکتے ہیں اور کون نہیں۔ ہمارا اپنا عملی تجربہ — بریست کا معاہدۂ امن ایسے اقدام کی مثال ہے جو بالکل انقلابی نہیں تھا، وہ اصلاح پسند تھا، اور اصلاح پسند سے بھی بدتر کیونکہ یہ تو پسپائی تھی اور عام طور پر اصلاح پسند اقدام آہستہ آہستہ احتیاط کے ساتھ، رفتہ رفتہ آگے بڑھتا ہے، پیچھے نہیں ہٹتا ہے۔ اس کا ثبوت کہ بریست کے معاہدۂ امن پر دستخط کرنے میں ہمارا طریقۂ کار صحیح تھا اب سب کےلئے اتنا مکمل اور اتنا صاف ہو چکا ہے اور عام طور پر تسلیم کرلیا گیا ہے کہ اس کے بارے میں اب مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

ہمارے انقلاب نے صرف اپنا بورژوا ڈیموکریٹک کام پورا کیا ہے اور ہم کو بجا طور پر اس پر فخر ہونا چاہئے۔ اس کے کام کے پرولتاری یا سوشلسٹ حصے کو تین خاص نکتوں میں پیش کیا جا سکتا ہے: (۱) سامراجی عالمی جنگ سے انقلابی طور پر نکلنا،

سرمایہ‌دار درندوں کے دو عالمی گروہوں کے منظم کئے ہوئے قتل و غارت کا بھانڈا پھوڑنا اور اس کو پراگندہ کرنا۔ اس میں ہم نے اپنا حصہ بالکل پورا کیا۔ اس کے تمام حصے اسی وقت پورے ہو سکتے تھے جب کئی ترقی‌یافتہ ملکوں میں انقلاب ہوتا۔ (۲) سوویت نظام کی تخلیق، جو پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کو عملی جامہ پہنانے کی صورت ہے۔ یہ یادگار زمانہ تبدیلی کی گئی ہے۔ بورژوا ڈیموکریٹک پارلیمانیت کا دور ختم ہوگیا ہے۔ دنیا کی تاریخ میں ایک نیا باب، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کا دور کھلا ہے۔ سوویت نظام اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی تمام شکلوں کے خط و خال کو بھرپور بنانے اور ان کو مکمل کرنے کا کام صرف متعدد ملکوں کی کوششوں سے ہوگا۔ اس شعبے میں ابھی ہم نے بہت کچھ نہیں کیا ہے۔ اس بات کو پیش نظر نہ رکھنا ناقابل معافی ہوگا۔ ہمیں باربار اپنے کام کو بھرپور بنانا، اس کو پھر سے کرنا اور شروع سے کرنا ہوگا۔ ہم اپنی پیداواری طاقتوں اور کلچر کو ترقی دینے میں جو قدم بھی آگے اور اوپر کی طرف بڑھاتے ہیں اس کے ساتھ ہمیں سوویت نظام کو مکمل بنانے اور اس کو بدلنے کا کام کرنا چاہئے اور ہم ابھی تک معیشت اور تہذیب میں بہت پیچھے ہیں۔ بہت کچھ بدلنا ہوگا اور اس سے ''پریشان ہونا،، سخت حماقت ہوگی (اگر حماقت سے کوئی بدتر چیز نہیں)۔ (۳) سوشلسٹ نظام کی بنیادوں کی معاشی تعمیر۔ اس شعبے میں خاص اور بنیادی چیز ابھی پوری نہیں ہوئی ہے۔ لیکن یہ ہمارا سب سے معتبر کام ہے، اصول اور عمل دونوں کے لحاظ سے معتبر، روسی سوویت وفاقی سوشلسٹ ریپبلک کے نقطۂ نظر سے اور بین‌اقوامی نقطۂنظر سے بھی۔

چونکہ خاص چیز بنیادی طور پر نہیں پوری کی گئی ہے اس لئے ہمیں پوری توجہ اس پر مرکوز کرنی چاہئے۔ یہاں عبور کی صورت میں دشواری پیش آتی ہے۔

اپریل ۱۹۱۸ء میں ''سوویت حکومت کے فوری فرائض،، میں میں نے لکھا تھا:

''عام طور پر انقلابی اور سوشلزم کا حامی یا کمیونسٹ ہونا کافی نہیں ہے۔ اس کو اس قابل ہونا چاہئے کہ وہ ہر خاص لمحے

پر زنجیر کی خاص کڑی پالے اور اس کو اپنی پوری طاقت سے پکڑے تاکہ وہ پوری زنجیر کو پکڑ سکے اور دوسری کڑی تک پہنچنے کےلئے مضبوطی سے تیاری کرسکے۔ ان کڑیوں کی ترتیب، ان کی شکل و صورت، آپس میں ان کے منسلک ہونے کا انداز، تاریخی واقعات کی زنجیر میں ان کے درمیان ایک دوسرے کا فرق نہ ایسی معمولی باتیں ہیں اور نہ ایسی سیدھی سادی جیسی اس معمولی زنجیر میں جو لوہار بناتا ہے۔،،*

فی الحال جس سرگرمی کے میدان سے ہم نبٹ رہے ہیں، اس میں یہ کڑی ٹھیک ریاستی ضابطے (ہدایت) کے تحت اندرونی تجارت کو بحال کرنا ہے۔ تجارت وہ ''کڑی،، ہے تاریخی واقعات کی زنجیر میں، ۲۲ — ۱۹۲۱ء میں ہماری سوشلسٹ تعمیر کی عبوری شکلوں میں، جس کو ہمیں، پرولتاری ریاست کو، ہمیں، رهنما کمیونسٹ پارٹی کو ''اپنی پوری طاقت سے پکڑنا چاهئے،،۔ اگر ہم اب اس کڑی کو کافی مضبوطی سے ''پکڑلیں،، تو ساری زنجیر کو مستقبل قریب میں ضرور کنٹرول کر لیں گے۔ اگر ہم ایسا نہیں کرینگے تو ساری زنجیر کو نہیں کنٹرول کر سکیں گے، سوشلسٹ سماجی اور معاشی تعلقات کی بنیاد نہیں بنا سکیں گے۔

کمیونزم اور تجارت؟ یہ تو کچھ عجیب سا معلوم پڑتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے سے الگ، بےمیل اور دور معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ہم اس پر معاشیات کے نقطۂنظر سے غور کریں تو ہم دیکھیں گے کہ وہ ایک دوسرے سے اس سے زیادہ دور نہیں ہیں جتنا کمیونزم چھوٹے پیمانے کی قدیم زراعت سے ہے۔

جب عالمی پیمانے پر ہماری فتح ہو جائےگی تو میرے خیال میں ہم دنیا کے بعض سب سے بڑے شہروں کی سڑکوں پر عام پیشاب خانے بنانے کےلئے سونا استعمال کرینگے۔ سونے کا یہ استعمال ان نسلوں کے لئے بہت ہی ''منصفانہ،، اور سبق آموز ہوگا جو یہ نہیں بھولی ہیں کہ سونے کےلئے ''آزادی کی عظیم جنگ،، میں ایک کروڑ آدمی مارے گئے اور تین کروڑ لنج اپاهج بن گئے،

*دیکھئے اس ایڈیشن کا حصۂ سوم، صفحہ ۱۲۴۔ (ایڈیٹر)

۱۸ — ۱۹۱۴ء کی لڑائی میں، اس لڑائی میں جو یہ فیصلہ کرنے کےلئے ہوئی کہ کونسی صلح بدترین ہے، بریست کی صلح یا ورسائی کی صلح اور کیسے وہ اسی سونے کےلئے آئندہ جنگ میں دو کروڑ آدمی مارنے اور ۶ کروڑ آدمی لنج اپاہج بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں جو شاید ۱۹۲۵ء میں یا ۱۹۲۸ء میں جاپان اور امریکہ کے درمیان یا انگلستان اور امریکہ کے درمیان یا کچھ اسی طرح ہوگی۔

لیکن اس مقصد کےلئے سونے کا استعمال چاہے جتنا ''منصفانہ،، کارآمد یا انسان کی بھلائی کےلئے کیوں نہ ہو بہرحال ہم کہتے ہیں: ہمیں آئندہ دس یا بیس سال تک اسی زورشور اور کامیابی کے ساتھ کام کرنے دو جس سے ہم نے ۱۹۱۷ — ۲۱ء میں کام کیا ہے، صرف ذرا اس سے وسیع میدان میں تاکہ ہم اس منزل تک پہنچ سکیں۔ اس دوران میں ہمیں روسی سوویت وفاقی سوشلسٹ رپبلک میں سونا بچانا چاہئے، اس کو سب سے زیادہ قیمت پر بیچنا چاہئے اور اس سے سب سے کم قیمت پر سامان خریدنا چاہئے۔ ''بھیڑیوں کے درمیان رہ کر بھیڑیوں کی طرح غراؤ،،۔ اور جہاں تک سب بھیڑیوں کے خاتمے کا سوال ہے جیساکہ معقول انسانی سماج میں ہونا چاہئے، ہم اس دانش‌مندانہ روسی کہاوت پر عمل کرینگے ''جنگ سے پہلے نہیں بلکہ اس کے بعد ڈینگ مارو،،...

کروڑوں چھوٹے کسانوں اور بڑے پیمانے کی صنعت کے درمیان صرف ممکن معاشی رشتہ تجارت ہے اگر... اگر ان کسانوں کے ساتھ ہی ساتھ ایک بہت ہی اچھی طرح سازوسامان سے لیس بڑے پیمانے کی ایسی مشینی صنعت نہیں ہے جو برقی تاروں کے ایک جال سے ڈھکی ہو، ایسی صنعت جو اپنی ٹکنیکی طاقت، اپنے تنظیمی ''بالائی ڈھانچے،، اور معاون چیزوں کے لحاظ سے چھوٹے کسانوں کو پہلے سے زیادہ اچھی مصنوعات، زیادہ بڑی تعداد میں، زیادہ تیزی سے اور زیادہ سستی قیمت پر فراہم کر سکے۔ عالمی پیمانے پر اس ''اگر،، کو حاصل کیا جا چکا ہے، یہ حالت اس وقت ہے۔ لیکن وہ ملک جو پہلے ایک بہت ہی پسماندہ سرمایہ‌دار ملک تھا، جس نے تن‌تنہا براہ راست اور یکدم صنعت اور زراعت کے درمیان نئے رشتے پیدا کرنے، ان کو استعمال میں لانے اور عملی طور پر منظم کرنے

کی کوشش کی، ''براہ راست حملے،، کے ذریعہ اس کے حصول میں ناکام رہا اب اس کو اس بات کے حصول کےلئے سست‌رفتار، رفتہ رفتہ اور محتاط ''محاصرے،، کی کارروائی کرنا چاہئے۔

پرولتاری ریاست تجارت کو کنٹرول کر سکتی ہے، اس کی ضروری سمت میں رہنمائی کر سکتی ہے اور اس کو خاص حدود کے اندر رکھ سکتی ہے۔ میں ایک چھوٹی، بہت چھوٹی مثال دونگا۔ دونیتس کے بیسن میں ایک ہلکی، ابھی بہت ہلکی لیکن بلاشبہ معاشی بحالی شروع ہوئی ہے جس کی وجہ کچھ تو بڑی ریاستی کانوں میں محنت کی کارگزاری میں اضافہ ہے اور کچھ اس وجہ سے کہ چھوٹی کانیں کسانوں کو پٹے پر دے دی گئی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ پرولتاری ریاست کو فاضل کوئلے کی بہت کم مقدار (ترقی‌یافتہ ملکوں کے نقطۂ نظر سے بہت ہی کم مقدار لیکن ہماری غربت‌زدہ حالت کو دیکھتے ہوئے کافی مقدار) پیداوار کی لاگت پر جس کو ۱۰۰ فی‌صدی کہہ لیجئے مل رہی ہے۔ اور یہ کوئلہ حکومت کے مختلف شعبوں کو فرض کیجئے ۱۲۰ فی صدی پر اور نجی طور پر لوگوں کے ہاتھ ۱۴۰ فی صدی پر بیچا جا رہا ہے۔ (میں بیچ میں یہ کہتا چلوں کہ جو اعداد و شمار میں پیش کر رہا ہوں وہ محض فرضی ہیں کیونکہ اول، میں ان کے بارے میں بالکل ٹھیک نہیں جانتا ہوں اور دوسرے اگر میں جانتا بھی ہوتا تو ان کو اب برسر عام نہ کہتا۔) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ چاہے بہت ہی چھوٹے پیمانے پر کیوں نہ ہو لیکن ہم صنعت اور زراعت کے درمیان لین‌دین کنٹرول کرنا، تھوک کی تجارت کو کنٹرول کرنا شروع کر رہے ہیں تاکہ ہم موجودہ، چھوٹی، پسماندہ صنعت کو یا بڑے پیمانے کی لیکن کمزور اور برباد صنعت کو اپنے ہاتھ میں لینے کا، موجودہ معاشی بنیاد پر تجارت کی بحالی کا، معمولی، اوسط درجے کے کسان کو (اور یہ مثالی کسان، عام لوگوں کا نمائندہ اور نراج پھیلانےوالا ہے) معاشی بحالی کے فوائد محسوس کرانے کا، اور اس سے فائدہ اٹھاکر بڑے پیمانے کی صنعت کو زیادہ باقاعدگی اور مستقل مزاجی سے، زیادہ وسیع پیمانے پر اور کامیابی سے بحال کرنے کا فریضہ ادا کرسکیں۔

ہم ''جذباتی سوشلزم،، میں نہیں پھنسیں گے یا پرانا روسی، نیم امیرانہ، نیم گنوارو اور قدیم رویہ نہیں اختیار کریں گے جو تجارت سے سخت نفرت کرتا ہے۔ ضرورت پڑنے پر ہمارے لئے تمام عبوری معاشی صورتیں اس مقصد سے استعمال کرنا جائز ہے اور کرنا بھی چاہئے تاکہ کسانوں اور پرولتاریہ کے درمیان رشتہ مضبوط ہو، اس مقصد سے کہ ہمارے برباد اور تھکے ہارے ملک کی قومی معیشت فوراً بحال ہو، صنعت بحال ہو اور آئندہ زیادہ وسیع اور گہرے اقدامات مثلاً بجلی بندی میں سہولت ہو۔

صرف مارکس‌ازم نے جامع اور صحیح طور پر اصلاحات سے انقلاب کے رشتے کی وضاحت کی ہے۔ پھربھی مارکس اس رشتے کے صرف ایک پہلو کو دیکھ سکے تھے یعنی چاہے صرف ایک ملک میں ہی کیوں نہ ہو پرولتاریہ کی پہلی اور کسی حد تک مستقل اور پائدار فتح سے قبل کے حالات میں۔ ان حالات میں صحیح رویے کی بنیاد تھی: اصلاحات پرولتاریہ کی انقلابی طبقاتی جدوجہد کی ضمنی پیداوار ہیں۔ تمام سرمایہ‌دارانہ دنیا میں یہ رویہ پرولتاریہ کے انقلابی طریقۂ کار کی بنیاد، اس کی ''الف‌بے،، ہے جس کو دوسری انٹرنیشنل کے زرخرید لیڈر اور ڈھائی انٹرنیشنل کے نیم نظریہ پرست اور مٹک سٹک کر باتیں بنانےوالے سردار توڑ مروڑ اور بگاڑ رہے ہیں۔ صرف ایک، علحدہ ملک میں پرولتاریہ کی فتح کے بعد اصلاحات اور انقلاب کے درمیان تعلق میں کوئی نئی چیز نمودار ہو جاتی ہے۔ اصولی طور پر مسئلہ پہلے ہی کی طرح ہے لیکن اس کی شکل میں تبدیلی ہوئی ہے جس کو مارکس پہلے سے نہیں دیکھ سکتے تھے لیکن جس کو صرف مارکس‌ازم کے فلسفے اور سیاست کی بنا پر سمجھا جا سکتا ہے۔ ہم بریست کی پسپائی کو کیوں ٹھیک سے استعمال کر سکے؟ کیونکہ ہم اتنا آگے بڑھ گئے تھے کہ اس میں پسپائی کی جگہ تھی۔ ہم نے اتنی زبردست تیزرفتاری سے، چند ہفتوں میں، ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۷ء سے بریست کے معاہدۂامن تک، سوویت ریاست بنا ڈالی، اپنے کو سامراجی جنگ سے انقلابی طریقے سے نکالا اور بورژوا جمہوری انقلاب پورا کیا کہ عظیم پسپائی (بریست کا معاہدۂ امن) کی تحریک نے بھی ہمارے لئے اتنی کافی جگہ چھوڑی کہ ہم ''دم لینے،، کا فائدہ اٹھا سکیں اور کولچاک،

دنیکن، یودینچ، پیلسودسکی اور ورانگل کے خلاف فاتحانہ آگے بڑھ سکیں۔

پرولتاریہ کی فتح سے پہلے، اصلاحات انقلابی طبقاتی جدوجہد کی ضمنی پیداوار ہیں اور فتح کے بعد (بین‌اقوامی پیمانے پر اب بھی ''ضمنی پیداوار،، رہتے ہوئے) اصلاحات ایسے ملک کےلئے جس میں فتح حاصل کی جا چکی ہے، ایسے حالات میں مزیدبرآں ضروری اور جائز وقفہ ہیں جبکہ زیادہ سے زیادہ کوششوں کے بعد یہ صاف ہو جاتا ہے کہ کسی عبوری اقدام کو انقلابی طریقے سے کرنے کےلئے کافی طاقت نہیں ہے۔ فتح سے ''طاقت کا ایسا خزانہ،، پیدا ہوتا ہے کہ مجبوری کی پسپائی کی حالت میں بھی مادی اور اخلاقی دونوں لحاظ سے قائم رہنا ممکن ہے۔ مادی طور پر قائم رہنے کے معنی یہ ہیں کہ ایسی کافی برتر طاقت برقرار رکھی جائے تاکہ دشمن ہم کو مکمل شکست نہ دے سکے۔ اخلاقی طور پر قائم رہنے کے معنی یہ ہیں کہ بدحواس اور منتشر نہ ہوا جائے، حالات کا صحیح اندازہ کیا جائے، ولولے اور استقلال کا جذبہ برقرار رکھا جائے، چاہے پسپائی طویل کیوں نہ ہو لیکن معقول حد تک ہو اور اس طرح ہو کہ بروقت پسپائی کو روک کر پھر حملہ کیا جا سکے۔

ہم نے ریاستی سرمایہ‌داری کی طرف پسپائی اختیار کی لیکن ہم نے یہ معقول حد کے اندر رہ کر کیا۔ اب ہم تجارت کے ریاستی ضابطے کی طرف پسپا ہو رہے ہیں لیکن ہم معقول حد کے اندر ہی پسپا ہوں گے۔ اس بات کی علامتیں ابھی نظر آرہی ہیں کہ یہ پسپائی اب ختم ہو رہی ہے۔ مستقبل قریب میں ہی اس پسپائی کو روکنے کے امکانات نظر آرہے ہیں۔ اس ضروری پسپائی کو پورا کرنے میں ہم جتنے ہی زیادہ باشعور، جتنے ہی زیادہ متفق، جتنے ہی زیادہ تعصبات سے آزاد ہوں گے اتنی ہی زیادہ جلدی ہم اس کو روک سکیں گے اور ہماری آئندہ فاتحانہ پیش‌قدمی اتنی ہی زیادہ پائدار، تیز اور وسیع ہوگی۔

۵ نومبر ۱۹۲۱ء

''پراودا،، شمارہ ۲۵۱،
۶ — ۷ نومبر ۱۹۲۱ء
دستخط: ن۔ لینن

لینن کا مجموعۂ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن،
جلد ۴۴، صفحات ۲۲۹ — ۲۲۱

مجاهدانہ مادیت کی اہمیت[88]

''پود زنامینیم مارکسزما،، (مارکس‌ازم کے جھنڈے تلے) نامی رسالے کے پہلے اور دوسرے شماروں میں عام فریضوں کے بارے میں کامریڈ تروتسکی نے سب ضروری باتیں بہت اچھی طرح بتا دی ھیں۔ میں کچھ ایسے سوالوں کے بارے میں کہنا چاھتا ھوں جو اس کام کے مواد اور پروگرام کی زیادہ قریبی وضاحت کرتے ھیں جس کا اعلان رسالے کے ایڈیٹوریل بورڈ نے پہلے اور دوسرے شمارے کے ابتدائی بیان میں کیا ھے۔

اس بیان میں کہا گیا ھے کہ رسالہ ''پود زنامینیم مارکسزما،، کے گرد متحد ھونے والے سبھی لوگ کمیونسٹ نہیں ھیں لیکن سبھی مادیت کے بااصول پیرو ھیں۔ میرے خیال میں کمیونسٹوں کے ساتھ غیر کمیونسٹوں کا یہ اتحاد بلاشبہ ضروری ھے اور رسالے کے مقاصد کا صحیح تعین کرتا ھے۔ کمیونسٹوں کی (اور اسی طرح عام طور پر ان انقلابیوں کی جنھوں نے کامیابی کے ساتھ عظیم انقلاب کی ابتدا کی ھے) ایک سب سے بڑی اور خطرناک غلطی یہ خیال ھے کہ گویا انقلاب محض انقلابیوں کے ھاتھوں ھی ھو سکتا ھے۔ اس کے برعکس، ھر طرح کے سنجیدہ انقلابی کام کی کامیابی کے لئے یہ سمجھنا اور زندگی میں اس کو عملی جامہ پہنانا ضروری ھے کہ انقلابی واقعی جاندار اور اگواکار طبقے کے صرف ھراول کا رول ادا کر سکتے ھیں۔ ھراول صرف اسی وقت ھراول کا فریضہ ادا

کرتا ھے جبکہ وہ ان عوام سے اپنے کو الگ نہیں کرتا جنکی وہ رهنمائی کرتا ھے اور واقعی سارے عوام کو آگے لےجا سکتا ھے۔ سرگرمیوں کے بہت ھی مختلف شعبوں میں غیرکمیونسٹوں سے اتحاد کے بغیر کامیاب کمیونسٹ تعمیر کا کوئی سوال ھی نہیں پیدا ھوتا۔

یہ مادیت اور مارکس‌ازم کے دفاع کے اس کام سے بھی متعلق ھے جس کو رسالہ ''پود زناسینیم مارکسزما،، نے لیا ھے۔ خوش قسمتی سے روس میں ترقی‌یافتہ سماجی خیالات کے خاص رجحانات ٹھوس مادی روایت کے حامل ھیں۔ گ۔ و۔ پلیخانوف کا ذکر نہ کرتے ھوئے، چرنی‌شیفسکی کاھی نام لینا کافی ھے جس سے جدید نرودنیکوں (عوامی سوشلسٹوں (۸۹) اور سوشلسٹ انقلابیوں وغیرہ) نے فیشن‌ایبل رجعت پرست فلسفیانہ نظریات کی تلاش میں اکثر منہ موڑ لیا ھے اور یورپی سائنس کے نام نہاد ''حرف آخر،، کی چمک دمک سے موہ کر اس چمک دمک کے نیچے بورژوازی، اس کے تعصبات اور بورژوا رجعت‌پرستی کی کسی قسم کی علامت کو دیکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

بہرحال ھمارے یہاں روس میں اب غیر کمیونسٹ کیمپ کے ایسے مادیت پسند بھی ھیں اور بلاشبہ کافی طویل زمانے تک رھیں‌گے اور ھمارا یہ قطعی فرض ھے کہ ھم مستقل اور مجاھدانہ مادیت کے ان حامیوں کو فلسفیانہ رجعت پرستی اور نام نہاد ''تعلیم‌یافتہ سوسائٹی،، کے فلسفیانہ تعصبات کے خلاف مشترکہ جدوجہد میں کھینچ لیں۔ دتسگین سینیر (اس کو اس کے بیٹے سے گڈمڈ نہ کرنا چاھئے جو اتنا ھی ناکامیاب مصنف تھا جتنا کہ بلند بانگ دعوے کرنےوالا) نے صحیح، موزوں اور صاف طور پر ان فلسفیانہ رجحانات کے بارے میں بنیادی مارکسی نقطۂ نظر کا اظہار کیا، جو بورژوا ملکوں میں رائج ھیں اور ان کے سائنس دانوں اور صحافیوں کی توجہ کا باعث ھیں، جب انہوں نے کہا کہ موجودہ سوسائٹی میں فلسفے کے پروفیسر زیادہ تر صورتوں میں ''کلیسائیت کے سندیافتہ خدمتگاروں،، کے سوا اور کچھ بھی نہیں ھیں۔

ہمارے روسی دانش‌ور جو باقی دوسرے ملکوں میں اپنے بھائیوں کی طرح اپنے کو ترقی‌یافتہ خیال کرنا پسند کرتے ہیں اس کو بالکل نہیں پسند کرتے کہ سوال کو رائے کی اس سطح تک لایا جائے جس کا اظہار دتسگین نے کیا ہے۔ لیکن وہ اس لئے پسند نہیں کرتے کیونکہ سچ ان کی آنکھوں میں گڑتا ہے۔ دتسگین کی تیز کردارنگاری کی قطعی سچائی کو سمجھنے کے لئے سرکاری اور پھر عام معاشی اور پھر رہن سہن وغیرہ کے لحاظ سے جدید تعلیم‌یافتہ لوگوں کے حکمراں بورژوازی کے دست نگر ہونے کے بارے میں کچھ نہ کچھ سوچنا کافی ہے۔ ان فیشن‌ایبل فلسفیانہ رجحانات کی زبردست اکثریت کو یاد کرنا کافی ہوگا جو اکثر یورپی ملکوں میں نمودار ہوتے ہیں، ان سے شروع ہوکر جن کا تعلق ریڈیم کی دریافت سے تھا اور ان پر ختم ہوتے ہوئے جو اب آئن‌شٹائن کا دامن کھینچنے کی کوشش کر رہے ہیں، تاکہ بورژوازی کے طبقاتی مفادات اور اس کی طبقاتی پوزیشن، مذہب کی مختلف شکلوں کے لئے اس کی حمایت اور فیشن‌ایبل فلسفیانہ رجحانات کے نظریاتی مواد کے درمیان تعلقات کا اندازہ ہو جائے۔

مندرجہ‌بالا باتوں سے یہ بات ظاہر ہے کہ ایسے رسالے کو جو مجاہدانہ‌مادیت کا ترجمان ہونا چاہتا ہے اس کو اول تو مجاہد ترجمان اس معنی میں ہونا چاہئے کہ وہ سارے موجودہ ”کلیسائیت کے سندیافتہ خدمتگاروں“ کو ڈٹ کر بے نقاب کرے اور ملزم قرار دے چاہے وہ سرکاری سائنس کے نمائندوں کی حیثیت سے کام کرتے ہوں یا آزادانہ کام کرنےوالے ہوں جو اپنے کو ”جمہوری بائیں بازو کے یا نظریاتی سوشلسٹ“ صحافی کہتے ہوں۔

دوسرے، ایسے رسالے کو مجاہدانہ بےدینی کا ترجمان ہونا چاہئے۔ ہمارے یہاں ایسے شعبے یا کم‌ازکم ریاستی ادارے ہیں جو یہ کام کرتے ہیں۔ لیکن اس کام کی حالت انتہائی غیراطمینانی ہے اور صاف طور پر ہماری اصلی روسی (حتی کہ سوویت) دفترشاہی کے عام حالات کا شکار ہے۔ اسی لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ان ریاستی اداروں کے کام کے ساتھ ساتھ، اس کام کو بہتر بنانے اور اسمیں جان ڈالنے کے لئے وہ رسالہ جس نے مجاہدانہ‌مادیت کا ترجمان

بننے کا کام اپنے ذمے لیا ھے بے دینی کے لئے انتھک پروپیگنڈا اور جدوجہد کرے۔ اس سے متعلق تمام زبانوں کے لٹریچر کا غور سے مطالعہ کرنا چاھئے اور جو کچھ بھی اس شعبے میں بیش‌قیمت ھو اس کا ترجمہ یا کم‌ازکم اس پر ریویو کرنا چاھئے۔

اینگلس نے مدت ھوئی اپنے زمانے کے پرولتاری لیڈروں کو یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ عوام میں تقسیم کرنے کے لئے ۱۸ ویں صدی کے آخر کے مجاھدانہ لامذھبی لٹریچر (۹۰) کا ترجمہ کریں۔ ھمارے لئے یہ شرم کی بات ھے کہ ھم نے اس کو ابھی تک نہیں کیا (یہ اس بات کے بہت سے اثبات میں سے ایک ھے کہ انقلابی دور میں اقتدار حاصل کرلینا آسان ھے بمقابلہ اس کے کہ اس اقتدار کو صحیح طور پر استعمال کیا جائے)۔ ھماری اس بےاعتنائی، کاھلی اور نا اھلی کو کبھی کبھی ”بلندبانگ،، باتوں سے بجا ٹھہرایا جاتا ھے — مثلاً ۱۸ ویں صدی کا پرانا لامذھبی لٹریچر فرسودہ، غیرسائنسی اور سادہ‌لوح وغیرہ ھے۔ ایسی جھوٹی سائنسی سوفسطائیت سے بری چیز کوئی اور نہیں ھے جو فضیلت کے جھوٹے دعوے کو یا مارکس‌ازم کو قطعی نہ سمجھنے کی بات کو چھپاتی ھے۔ یہ سچ ھے کہ ۱۸ ویں صدی کے انقلابیوں کی لامذھب تصانیف میں بہت کچھ غیرسائنسی اور سادہ‌لوح ھے۔ لیکن اشاعت کرنےوالوں کو کوئی اس بات سے نہیں روکتا کہ وہ ان تصانیف کو مختصر کر کے ان میں ایک مختصر پس لفظ کا اضافہ کر کے یہ دکھائیں کہ ۱۸ ویں صدی کے خاتمے کے بعد سے مذھب پر سائنسی تنقید نے کافی ترقی کی ھے اور اس طرح کی جدیدترین تصانیف وغیرہ کا ذکر کریں۔ یہ بہت بڑی اور بہت بری غلطی ھوگی جو ایک مارکسیسٹ اس خیال سے کر سکتا ھے کہ کروڑوں کی تعداد میں عوام (خصوصاً کسان اور دستکار) جن کو سارے موجودہ سماج نے تاریکی، جہالت اور تعصبات کا شکار بنا رکھا ھے محض خالص مارکسی تعلیم کی سیدھی لائن پر لگ کر اپنے کو اس تاریکی سے نکال سکتے ھیں۔ ان عوام کو لامذھبی پروپیگنڈے کا نوع‌بنوع مواد مہیا کرنا چاھئے، زندگی کے بہت ھی مختلف شعبوں کے واقعات سے روشناس کرانا چاھئے، ان کے پاس طرح طرح سے جانا چاھئے تاکہ ان میں دلچسپی

پیدا ہو، ان کو مذہبی خواب سے جگانا چاہئے، ان کو انتہائی مختلف پہلوؤں سے، انتہائی مختلف طریقوں وغیرہ سے اکسانا چاہئے۔

حکمران کلیسائیت کی اشتہاربازی پر اٹھارھویں صدی کے پرانے لامذہبوں کے جری، جاندار، باجوہر، طباع اور علانیہ حملے اس بات کے لئے ہزار گنا موزوں ہیں کہ لوگوں کو مذہبی خواب سے جگائیں بمقابلہ ان غیردلچسپ، خشک اور مہارت کے ساتھ چنے ہوئے واقعات کی مثالوں سے عاری مارکس‌ازم کی توضیحات کے جو ہمارے ادب پر چھائی ہوئی ہیں اور جو اکثر (برائی کو چھپانا تو کیا) مارکس‌ازم کو مسخ کرتی ہیں۔ مارکس اور اینگلس کی ساری بڑی تصانیف ہمارے یہاں ترجمہ کی جاچکی ہیں۔ اس ڈر کی قطعی کوئی بنیاد نہیں ہے کہ پرانی لامذہبیت اور پرانی مادیت میں ہمارے یہاں ان تصحیحات کا اضافہ نہ کیا جائے گا جو مارکس اور اینگلس نے کی ہیں۔ انتہائی اہم بات، جو اکثر ہمارے نام نہاد مارکسیسٹ اور عملی طور پر مارکس ازم کو مسخ کرنےوالے کمیونسٹ بھول جاتے ہیں، یہ جاننا ہے کہ ان عوام میں جو ابھی بالکل غیر ترقی یافتہ ہیں مذہبی سوالوں کی طرف باشعور رویہ اور مذہب پر باشعور تنقید سے کیسے دلچسپی پیدا کرائی جائے۔

دوسری طرف، مذہب پر موجودہ سائنسی تنقید کے نمائندوں کو دیکھئے۔ تعلیم یافتہ بورژوازی کے یہ نمائندے تقریباً ہمیشہ اپنے مذہبی تعصبات کی تردیدوں میں ایسی دلیلوں کا ''اضافہ،، کر دیتے ہیں جو ان کو فوراً بورژوازی کے نظریاتی غلاموں، ''کلیسائیت کے سندیافتہ خدمتگاروں،، کی حیثیت سے بےنقاب کر دیتی ہیں۔

دو مثالیں ہیں۔ ۱۹۱۸ء میں پروفیسر ا۔ یو۔ ویپپرنے ایک کتابچہ ''عیسائیت کا ظہور،، (اشاعت گھر ''فاروس،،۔ ماسکو) شایع کیا۔ جدید سائنس کے بڑے بڑے نتائج کو پیش کرتے ہوئے مصنف نے نہ صرف ان تعصبات اور دھوکوں کے خلاف جدوجہد سے گریز کیا ہے جو چرچ کے ہاتھ میں سیاسی تنظیم کی حیثیت سے ہتھیار کا کام کرتے ہیں، نہ صرف ان سوالوں سے کترا گیا ہے بلکہ علانیہ یہ مضحکہ‌انگیز اور رجعت پرست دعوی بھی کیا ہے کہ وہ دونوں ''حدوں،، یعنی عینی اور مادی حدوں سے ماورا ہے۔

یہ حکمراں بورژوازی کی خدمتگاری ہے جو ساری دنیا میں وہ کروڑوں روبل مذہب کی حمایت میں خرچ کرتی ہے جن کو محنت کشوں کو نچوڑ کر نفع کی صورت میں حاصل کرتی ہے۔

مشہور جرمن سائنس داں آرتھر دریوس نے اپنی کتاب «Die Christusmythe» (عیسی کا افسانہ) میں مذہبی توہمات اور کہانیوں کی تردید کرتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ کوئی عیسی تھے ھی نہیں اور کتاب کے آخرمیں مذہب کے حق میں کہا ہے، صرف ایسے تجدید اور پاک کئے ہوئے حیلہ‌ساز مذہب کے حق میں جو ''روز بروز زور پکڑتی ہوئی فطرت پسندوں کی لہر،، کا مقابلہ کرنےکی صلاحیت رکھتا ہو (صفحہ ۲۳۸، چوتھا جرمن ایڈیشن، ۱۹۱۰ء) ۔ وہ براہ‌راست، باشعور اور علانیہ رجعت‌پرست ہے جو استحصال کرنےوالوں کی اس بات میں مدد کرتا ہے کہ وہ پرانے، فرسودہ مذہبی توہمات کی جگہ نئے، زیادہ کمینہ اور ذلیل توہمات لائیں۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ دریوس کا ترجمہ نہ کرنا چاہئے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ کمیونسٹوں اور تمام بااصول مادیت پسندوں کو معینہ حدتک بورژوازی کے ترقی‌یافتہ حصے سے اپنا اتحاد قائم کرنا چاہئے، اس کے ساتھ اگر یہ بورژوازی رجعت‌پرستی میں مبتلا ہو جائے تو ڈٹ کر اس کو بےنقاب کرنا چاہئے۔ اسکا یہ مطلب ہوا کہ ۱۸ ویں صدی کی بورژوازی کے نمائندوں کے ساتھ اتحاد سے کترانا یعنی اس دور میں جب وہ انقلابی تھی، مارکس‌ازم اور مادیت سے غداری ہے۔ کیونکہ حکمراں مذہبی ظلمت‌پسندوں کے خلاف جدوجہد میں ہمارے لئے دریوس کے ساتھ ''اتحاد،، کسی نہ کسی شکل میں اور کسی نہ کسی حدتک لازمی ہے۔

رسالہ ''پود زنامینیم مارکسزما،، کو جو مجاھدانہ مادیت کا ترجمان بننا چاہتا ہے بےدینی کے پروپیگنڈے، اس موضوع پر ادب کے تبصروں کے لئے اور اس شعبے میں ھمارے ریاستی کام کی زبردست خامیوں کو صحیح کرنے کے لئے بہت جگہ دینا چاہئے۔ ان کتابوں اور پمفلٹوں کا استعمال خاص طور سے اہم ہے جن میں موجودہ بورژوازی کے طبقاتی مفادات اور طبقاتی تنظیموں کے ساتھ

مذهبی اداروں اور مذهبی پروپیگنڈے کی تنظیموں کے تعلقات دکھانے والے بہت سے واقعات اور موازنے دئے گئے ھیں۔

شمالی امریکه کی ریاستهائے متحده سے تعلق رکھنے والا سارا مواد بہت اهم ھے جہاں مذهب اور سرمائے کے درمیان سرکاری اور ریاستی تعلق بہت کم عیاں ھے۔ لیکن همارے لئے یه زیاده صاف هوجاتا ھے که نام نہاد ''جدید جمهوریت،، (جس کی منشویک، سوشلسٹ انقلابی اور کچھ حدتک انارکسٹ وغیره بھی ناحق پوجا کرتے ھیں) کی تبلیغ کی آزادی ھے جو بورژوازی کے لئے مفید ھے اور اس کے لئے انتہائی رجعت پرست خیالات، مذهب، جہالت‌پسندی اور استحصال کرنے‌والوں کی وکالت وغیره کی تبلیغ مفید ھے۔

یه توقع کی جاتی ھے که وه رساله جو مجاهدانه مادیت کا ترجمان بننا چاهتا ھے هماری پڑھنے‌والی پبلک کو بے‌دینی کے ادب پر تبصرے فراهم کریگا اور یه دکھائےگا که کون سی تصانیف قارئین کے کس حلقے اور کس تعلق سے موزوں ھیں اور یه بتائیگا که همارے یہاں کیا شایع هو چکا ھے (صرف اچھے ترجموں کے بارے میں نوٹ هونے چاهئیں اور ان کی تعداد بڑی نہیں ھے) اور مزید کیا شایع هونا چاهئے۔

ان بااصول مادیت‌پسندوں سے اتحاد کے علاوه جو کمیونسٹ پارٹی کے ممبر نہیں ھیں ایک اور بات اس کام کے لئے اگر زیاده نہیں تو کم اهمیت نہیں رکھتی ھے، جو مجاهدانه مادیت کو کرنا چاهئے۔ یه بات ان جدید نیچرل سائنس‌دانوں سے اتحاد ھے جو مادیت کی‌طرف راغب ھیں اور عینیت اور لاادریت کی طرف اس فیشن‌ایبل فلسفیانه تذبذب کے خلاف جو نام نہاد '' تعلیم‌یافته سوسائٹی ،، میں پھیلا هوا ھے اس‌کی حفاظت اور تبلیغ کرنے سے نہیں ڈرتے۔

آئن‌شٹائن کے نظریۂ اضافیت کے بارے میں تیمیریازیف کا جو مضمون '' پود زنامینیم مارکسزما ،، کے ۱ — ۲ شماروں میں شایع هوا ھے اس سے یه توقع پیدا هوتی ھے که رساله دوسرا اتحاد کرنے میں کامیاب هوگا۔ اس کی طرف زیاده توجه کرنے کی ضرورت ھے۔ یه بات

یاد رکھنی چاہئے کہ جس سخت الٹ‌پلٹ میں موجودہ نیچرل سائنس مبتلا ہے اسی سے اکثر رجعت‌پرست فلسفیانہ اسکول اور چھوٹے اسکول، رجحانات اور چھوٹے رجحانات پیدا ہوتے ہیں۔ اسی لئے ان مسائل پر غور کرنا جو نیچرل سائنس کے شعبے میں جدیدترین انقلاب پیش کرتا ہے اور فلسفیانہ رسالے کے اس کام میں نیچرل سائنس‌دانوں کو کھینچنا ایسا فریضہ ہے جس کی تکمیل کے بغیر مجاہدانہ مادیت کسی صورت میں نہ تو مجاہدانہ ہوسکتی ہے اور نہ مادیت۔ اگر تیمیریازیف اس رسالے کے پہلے شمارے میں یہ کہنے پر مجبور ہوا کہ آئن‌شٹائن کے نظریہ سے جس نے خود تیمیریازیف کے بیان‌کے مطابق، مادیت کی بنیادوں پر کوئی عملی حملہ نہیں کیا ہے، تمام ملکوں کے بورژوا دانش‌وروں کے کثیر تعداد نمائندے فائدہ اٹھانے لگے تو یہ بات اکیلے آئن‌شٹائن ہی سے نہیں بلکہ بہت سے لوگوں سے، اگر ۱۹ ویں صدی کے آخر سے نیچرل سائنس میں بڑے اصلاح کرنےوالوں کی اکثریت سے نہیں، تعلق رکھتی ہے۔

اور اس لئے کہ ہم اس مظہر سے بے شعور طور پر متعلق نہ رہیں ہمیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ بغیر معقول فلسفیانہ بنیاد کے کوئی نیچرل سائنس، کوئی مادیت بورژوا نظریات کے حملوں اور بورژوا عالمی نقطۂ نظر کی بحالی کے خلاف جدوجہد میں ڈٹی نہیں رہ سکتی۔ اور اس جدوجہد میں ڈٹے رہنے اور اس کو پوری کامیابی کے ساتھ انجام تک پہنچانے کے لئے نیچرل سائنس‌دانوں کو جدید مادیت‌پسند اور اس مادیت کا باشعور حامی ہونا چاہئے جس کی نمائندگی مارکس نے کی ہے یعنی اس کو جدلیاتی مادیت‌پسند ہونا چاہئے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے رسالہ ’’پود زنامینیم مارکسزما‘‘ کے کارکنوں کو چاہئے کہ وہ مادیت کے نقطۂ نظر سے ہیگل کی جدلیات کے مطالعہ کا انتظام کریں یعنی اسی جدلیات کا جس کا استعمال مارکس نے عملی طور پر اپنی کتاب ’’سرمایہ‘‘ اور اپنی تاریخی اور سیاسی تصانیف میں کیا ہے اور اسی کامیابی سے استعمال کیا ہے کہ اب ہر دن مشرق میں (جاپان، ہندستان اور چین) نئے طبقوں کی زندگی اور جدوجہد کےلئے بیداری یعنی ان کروڑوں انسانوں کی جو کرۂ ارض کی آبادی کا بڑا حصہ ہیں اور جن کی تاریخی ناکارکردگی

اور تاریخی گراں خوابی کی وجہ سے ابھی تک بہت سے ترقی‌یافتہ یورپی ملک جمود اور فرسودگی کی حالت میں تھے — ہر دن نئی قوموں اور نئے طبقوں کی زندگی اور جدوجہد کے لئے بیداری مارکس‌ازم کی زیادہ سے زیادہ تصدیق کر رہی ہے۔

یہ سچ ہے کہ ہیگل کی جدلیات کا ایسا مطالعہ، ایسی وضاحت اور ایسا پروپیگنڈا بہت ہی مشکل ہے اور بلاشبہ اس سلسلے میں پہلے تجربوں میں غلطیاں ہونگی۔ لیکن غلطی صرف وہی نہیں کرتا جو کچھ نہیں کرتا۔ مادی نقطۂ نظر سے ہیگل کی جدلیات کو جس طرح مارکس نے استعمال کیا ہے اس کو بنیاد بنا کر ہم اس جدلیات کے تمام پہلوؤں کو فروغ دے سکتے ہیں اور دینا چاہئے، ہیگل کی خاص تصانیف سے رسالے میں اقتباسات شایع کرنا چاہئے، مارکس نے جدلیات کو جس طرح استعمال کیا ہے اس کی مثالوں پر تبصرہ کرتے ہوئے مادی طور پر ان اقتباسوں کی وضاحت کرنی چاہئے اور ساتھ ہی معاشی اور سیاسی تعلقات کے شعبے میں جدلیات کی وہ مثالیں دینا چاہئے جو موجودہ تاریخ، خصوصاً موجودہ سامراجی جنگ اور انقلاب غیرمعمولی طور پر بڑی تعداد میں مہیا کرتے ہیں۔ میرے خیال میں، رسالہ ”پود زنامینیم مارکسزما“ کے ایڈیٹروں اور کارکنوں کے گروہ کو اپنے قسم کی ”ہیگل کی جدلیات کے مادیت‌پسند دوستوں کی انجمن“ ہونا چاہئے۔ موجودہ نیچرل سائنس‌داں ہیگل کی جدلیات کی مادیت‌پسندانہ وضاحت میں متعدد ایسے فلسفیانہ مسائل کا حل پائیں‌گے (اگر تلاش کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اگر ہم ان کی مدد کرنا سیکھ لیں) جن کو نیچرل سائنس میں انقلاب پیدا کرتا ہے اور جو بورژوا فیشن کے دانش‌وروں کے مداحوں کو رجعت‌پرستی میں ”ڈھکیل دیتے ہیں“۔

اس فریضے کو اپنے سامنے رکھے اور اس کو باقاعدگی کےساتھ پورا کئے بغیر مادیت کا مجاہدانہ مادیت ہونا ممکن نہیں ہے۔ بقول شچدرن کے وہ اتنی مجاہدانہ نہ ہوگی جتنا کہ خود اس پر جہاد کیا جائیگا (۹۱)۔ اس کے بغیر ممتاز نیچرل سائنس‌داں اپنے فلسفیانہ ماخوذات اور تعمیمات میں اسی‌طرح لاچار رہیں‌گے جیسے ابتک اکثر رہے ہیں۔ کیونکہ نیچرل سائنس اتنی تیزی سے ترقی

کر رھی ھے اور تمام شعبوں میں ایسی گہری انقلابی تبدیلیوں سے گذر رھی ھے کہ وہ کسی حالت میں فلسفیانہ ماخوذات کو نظرانداز نہیں کر سکتی۔

میں آخر میں ایک مثال پیش کرونگا جس کا تعلق فلسفے کے شعبے سے نہیں ھے لیکن بہرحال وہ ایسے سماجی مسائل کے شعبے سے تعلق رکھتی ھے جس کی طرف رسالہ ''پود زنامینیم مارکسزما،، بھی توجہ کرنا چاھتا ھے۔

یہ ایسی بات کی ایک مثال ھے کہ کیسے موجودہ نام‌نہاد سائنس درحقیقت انتہائی بھدے اور کمینہ رجعت‌پرست خیالات کی خدمت کرتی ھے۔

حال ھی میں مجھے رسالہ ''ایکونومسٹ،، شمارہ ۱ (۱۹۲۲ ء) کی ایک کاپی بھیجی گئی جو ''روسی ٹکنیکی سوسائٹی،، (۹۲) کا گیارھواں شعبہ شایع کرتا ھے۔ اس رسالے کو بھیجنےوالے نوجوان کمیونسٹ نے (جس کو غالباً اس کو پڑھنے کا وقت نہ ملا) بےاحتیاطی کے ساتھ اس رسالے کے بارے میں غیرمعمولی ھمدردی کا اظہار کیا۔ درحقیقت یہ رسالہ، مجھے پتہ نہیں کہ کس حد تک باشعور طور پر، کسان غلامی کے موجودہ حامیوں کا ترجمان ھے جو واقعی سائنس اور جمہوریت وغیرہ کے پردے میں چھپے ھوئے ھیں۔

اس رسالے میں کسی حضرت پ۔ ا۔ سوروکین نے ''جنگ کے اثر کے بارے میں،، وسیع نام نہاد ''سماجیاتی،، تحقیقات شایع کی ھے۔ اس فاضلانہ مضمون میں مصنف اور اس کے لاتعداد غیرملکی استادوں اور ساتھیوں کی ''سماجیاتی،، تصانیف کے فاضلانہ حوالوں کی بھر مار ھے۔ یہ رھا ان کے علم و فضل کا ایک نمونہ:

صفحہ ۸۳ پر میں پڑھتا ھوں:

''پیٹروگراد میں آجکل دس ھزار شادیوں پر ۹۲۶۲ طلاقیں ھوتی ھیں۔ یہ زبردست تعداد ھے۔ ھر ۱۰۰ منسوخ‌شدہ شادیوں میں سے ۵۱٫۱ ایک سال سے بھی کم قائم رھیں اور ۱۱ فیصدی ایک مہینے سے کم، ۲۲ فیصدی دو مہینے سے کم، ۴۱ فیصدی ۳ — ۶ مہینے سے کم اور

صرف ۲٦ فیصدی چھه سہینے سے زیادہ۔ یه اعداد و شمار دکھاتے هیں که موجودہ قانونی شادی وہ شکل هے جو عملی طور پر بلاشادی کے جنسی تعلقات کو چھپاتی هے اور '' بالائی،، کے ان شوقینوں کو اپنی اشتہا '' قانونی،، طور پر پورا کرنے کا امکان فراهم کرتی هے ،، (''ایکونومست،، شمارہ ۱، صفحه ۸۳)۔

اس میں کوئی شک نہیں که یه حضرت اور وہ روسی ٹکنیکی سوسائٹی جو یه رساله شایع کرتی هے اور اس میں اس طرح کی باتوں کو جگه دیتی هے اپنے کو جمہوریت کا حامی سمجھتے هیں اور اس کو بڑی توهین سمجھتے هیں جب ان کو وہ پکارا جاتا هے جو درحقیقت وہ هیں یعنی کسان غلامی کے حامی، رجعت پرست، '' کلیسائیت کے سندیافته خدمتگار ،،۔

بورژوا ملکوں میں شادی، طلاق، ناجائز اولاد کے قانون اور اس شعبے میں اصلی حالت کے متعلق ذرا بھی واقفیت اس موضوع میں دلچسپی رکھنےوالے کو دکھائےگی که موجودہ بورژوا جمہوریت، حتی که تمام زیادہ سے زیادہ جمہوری بورژوا ریپبلکوں میں، اس لحاظ سے عورتوں اور بلاشادی کے بچوں کی طرف واقعی غلامی کا رویه رکھتی هے۔

واقعی، یه منشویکوں، سوشلسٹ انقلابیوں، انارکسٹوں کے ایک حصے اور مغرب کی اسی قسم کی ساری پارٹیوں کو جمہوریت اور اسمیں بالشویکوں کے مخل هونے کے بارے میں چیخ پکار کرنے سے نہیں روکتا۔ لیکن واقعه یه هے که شادی، طلاق اور بلا شادی کے بچوں جیسے مسائل کے لحاظ سے بالشویک انقلاب هی واحد بااصول جمہوری انقلاب هے اور یه ایسا سوال هے جو براہ راست هر ملک کی نصف آبادی سے زیادہ سے تعلق رکھتا هے۔ اس سے پہلے هونےوالے ایسے بورژوا انقلابوں کی بڑی تعداد کے باوجود جو اپنے کو جمہوری کہتے تھے صرف بالشویک انقلاب نے هی متذکرہ بالا لحاظ سے فیصله کن جدوجہد کی، رجعت‌پرستی اور غلامی اور حکمران اور صاحب جائداد طبقوں کی عام مکاری دونوں کے خلاف۔

اگر ہر دس ہزار شادیوں میں سے ۹۲ طلاقیں سوروکین صاحب کو زبردست تعداد معلوم ہوتی ہیں تو یہی خیال کیا جا سکتا کہ یا تو مصنف کی زندگی اور پرورش کسی ایسی دنیا سے منقطع خانقاہ میں ہوئی ہے جس کے وجود کے بارے میں کوئی یقین نہیں کریگا یا یہ مصنف رجعت‌پرستی اور بورژوازی کے مفاد میں سچائی کو مسخ کر رہا ہے۔ بورژوا ملکوں کے سماجی حالات سے ذرا بھی واقفیت رکھنےوالا جانتا ہے کہ واقعی طلاقوں کی واقعی تعداد (یہ واقعہ ہے کہ چرچ اور قانون نے ان کو منظور نہیں کیا ہے) ہر جگہ کہیں زیادہ ہے۔ اس لحاظ سے روس اور دوسرے ملکوں کے درمیان فرق صرف یہ ہے کہ ہمارے قوانین مکاری اور عورت اور اس کے بچوں کی حقوق سے محرومی کی حالت کو مقدس بنا کر نہیں پیش کرتے بلکہ علانیہ اور حکومت کے نام سے ہر طرح کی مکاری اور ہر طرح کی حقوق کی محرومی کے خلاف باقاعدہ جدوجہد کا اعلان کرتے ہیں۔

مارکسی رسالے کو غلامی کے ان موجودہ ''تعلیم‌یافتہ،، حامیوں کے خلاف جدوجہد کرنی پڑےگی جن میں سے غالباً کافی تعداد ہمارے یہاں سرکاری رقمیں پاتے ہیں اور ہمارے نوجوانوں کو تعلیم دینے کے لئے سرکاری ملازمت میں ہیں حالانکہ اس مقصد کےلئے وہ اتنے ہی موزوں ہیں جتنے نوجوانوں کے تعلیمی اداروں کے ناظم کے رول کے لئے بدنام‌کن گمراہ لوگ موزوں ہیں۔

روس میں مزدور طبقے نے اقتدار تو حاصل کر لیا ہے لیکن ابھی اس کو استعمال کرنا نہیں سیکھا ہے ورنہ اس نے بہت دن پہلے ہی ایسے استادوں اور علمی انجمنوں کے ممبروں کو بڑے اخلاق کے ساتھ بورژوا ''جمہوریت،، والے ملکوں کو روانہ کر دیا ہوتا۔ وہیں ایسے غلامی کے حامیوں کے لئے واقعی اصلی جگہ ہے۔

لیکن وہ سیکھےگا اگر سیکھنے کا شوق ہوگا۔

۱۲ مارچ ۱۹۲۲ء

''پود زنامینیم مارکسزما،، شمارہ ۳، مارچ ۱۹۲۲ء
دستخط : ن۔ لینن

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۴۵، صفحات ۳۳ — ۲۳

''پراودا'' کی دسویں سالگرہ پر

بالشویکوں کے قانونی (یعنی زارشاہی قانون کے مطابق قانونی) روزنامہ ''پراودا'' کو قائم ہوئے پورے دس سال ہو گئے۔ اور اس عشرے سے پہلے تقریباً ایک عشرہ (۱۹۰۳ء سے ۱۹۱۲ء تک نو سال) بالشویزم کے جنم لینے کے بعد گزر چکا تھا – یا اگر ہم ۱۹۰۰ء میں ''بالشویک'' رجحان رکھنے والے پرانے ''اسکرا'' کے قیام سے حساب لگائیں تو تیرہ سال (۱۹۱۲ء – ۱۹۰۰ء) گزر چکے تھے۔

روس میں ایک روزانہ بالشویک اخبار کی اشاعت کے دس سال... صرف دس سال! لیکن ہماری تحریک اور ہمارے سنگھرش کے پیمانے سے ناپے جائیں تو یہ دس سال ایک پوری صدی کے برابر ہیں۔ پچھلے پانچ سال کی سماجی ترقی اور ارتقا کی رفتار بالکل حواس گم کر دینےوالی ہے اگر ہم یورپی تنگ‌نظر پیٹی بورژوا کا، دوسری اور ڈھائی‌ویں انٹرنیشنلوں کے سورماؤں کا پرانا پیمانہ استعمال کریں۔ یہ مہذب تنگ‌نظر پیٹی بورژوا لوگ تو ایسی صورت‌حال کو ''فطری'' صورت‌حال سمجھنے کے عادی ہیں جس میں نوآبادیوں اور نیم محکوم اور حد سے زیادہ غریب ملکوں کے کروڑوں (اور ٹھیک کہا جائے تو ایک ارب سے اوپر) باشندے صبروشکر سے اس قسم کے سلوک کو برداشت کرتے ہیں، جیسے چینیوں اور ہندستانیوں کے ساتھ کیا جانے والا سلوک، وہ

ناقابل بیان لوٹ کھسوٹ ، کھلم کھلا غارت گری ، بھوک ، تشدد اور تذلیل ہر چیز سہتے اور برداشت کرتے ہیں — اور یہ سب اس لئے تاکہ '' تہذیب یافتہ ،، لوگ '' آزادانہ ،، ' '' جمہوری طور پر ،، اور '' پارلیمانی طریقے کے مطابق ،، اس بات کا فیصلہ کر سکیں کہ مال غنیمت کی تقسیم پرامن ڈھنگ سے ہوگی یا اس سامراجی مال غنیمت کے بٹوارے کی خاطر لاکھوں کروڑوں آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتارا جائے گا ، وہ بٹوارہ جو آج جرمنی اور برطانیہ کے درمیان ہوا ہے تو کل جاپان اور امریکہ کے درمیان ہوگا (جس میں فرانس اور برطانیہ بھی کسی نہ کسی شکل میں شرکت کریں گے) ۔

عالمی ترقی اور ارتقا کی اس حیرت انگیز تیزرفتاری کا بنیادی سبب یہ ہے کہ کروڑوں نئے لوگ اس میں کھنچ آئے ہیں ۔ پرانا بورژوا اور سامراجی یورپ جو اپنے آپ کو مرکز کائنات سمجھنے کا عادی تھا پہلی سامراجی '' خون کی ہولی ،، میں ، گندے اور بدبودار پھوڑے کی طرح سڑ کر پھوٹ گیا ۔ سارے کے سارے اشپنگلر اور تمام نام نہاد روشن خیال تنگ نظر پیٹی بورژوا لوگ — جو اشپنگلر کی تعریف و تحسین کی (یا اس کے مطالعے کی) صلاحیت رکھتے ہیں — پرانے یورپ کے اس انحطاط پر چاہے جتنی سینہ کوبی اور فریاد کریں لیکن یہ انحطاط اس عالمی بورژوا طبقے کے انحطاط اور زوال کی تاریخ میں فقط ایک واقعہ ہے جسے دنیا کی آبادی کی اکثریت پر سامراجی ظلم و زبردستی اور لوٹ اور غارت گری نے ضرورت سے زیادہ شکم سیر کر رکھا ہے ۔

یہ اکثریت اب چونک گئی ہے ، جاگ اٹھی ہے اور اس نے ایک ایسی تحریک شروع کر دی ہے جس کے دھارے کو '' بڑی سے بڑی ،، طاقتیں بھی نہیں روک سکتیں ۔ اور بھلا وہ کیا روکیں گی ! کیونکہ اس پہلی سامراجی خون ریزی میں اس وقت جو '' فاتح ،، ہیں ان میں تو اتنی بھی طاقت نہیں ہے کہ چھوٹے سے — بلکہ میں کہہ سکتا ہوں ننھے سنے — آئرلینڈ ہی پر فتح حاصل کر سکیں ۔ اور نہ ہی وہ اس مالی انتشار اور ابتری پر غالب آسکتے ہیں جس کا اس وقت خود ان کے یہاں دور دورہ ہے ۔ اور اس دوران میں ہندستان اور چین میں ابال آ رہا ہے ۔ اس کا مطلب ہے ۷۰ کروڑ

انسان اور اگر پڑوس کے ایشیائی ملکوں کو بھی شامل کر لیا جائے — جو ہر لحاظ سے انہیں کی طرح ہیں — تو اس کا مطلب ہوگا دنیا کی آبادی کا آدھے سے زیادہ حصہ۔ یہ لوگ روز افزوں تیزی سے ، ایک ناقابل تسخیر قوت کی طرح ، اپنے ۱۹۰۵ ء کی سمت بڑھے چلے جا رہے ہیں۔ لیکن ایک بنیادی اور اہم فرق یہ ہے کہ ۱۹۰۵ ء میں تو روس کا انقلاب (کم از کم شروع میں) الگ‌تھلگ اور تنہا یعنی انقلاب میں دوسرے ملکوں کے فوراً شامل ہوئے بغیر بھی آگے بڑھ سکتا تھا ، مگر ہندستان اور چین میں اس وقت جو انقلاب پروان چڑھ رہے ہیں وہ انقلابی سنگھرش میں ، انقلابی تحریک میں ، عالمی انقلاب میں شامل ہو رہے ہیں ؛ اس کی طرف آ رہے ہیں — بلکہ شامل ہو بھی چکے ہیں۔

بالشویکوں کے قانونی روزنامہ "پراودا" کی دسویں سالگرہ ہمارے سامنے اس عظیم‌ترین عالمی انقلاب کی تیزرفتار ترقی کے ایک پہلو کی بڑی واضح اور روشن مثال پیش کرتی ہے۔ ۱۹۰۷ ء — ۱۹۰۶ ء میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ زارشاہی حکومت نے انقلاب کو بالکل کچل دیا ہے۔ چند ہی سال بعد بالشویک پارٹی اس قابل ہو گئی کہ — مختلف شکل میں اور مختلف طریقے سے — بالکل دشمن کے گڑھ میں گھس آئے اور روزانہ ، "قانونی طریقے سے" ، اندر ہی اندر اس لعنتی زارشاہی اور زمین دار مطلق العنان حکومت کی جڑ کھودے۔ چند سال اور گزرنے پر بالشویزم کا منظم کیا ہوا پرولتاری انقلاب کامران اور فتح یاب ہو گیا۔

۱۹۰۰ ء میں پرانے "اسکرا" کی بنیاد رکھنے میں کوئی دس انقلابی شامل تھے اور فقط چالیس پچاس انقلابیوں نے ۱۹۰۳ ء میں برسلز اور لندن کی غیر قانونی کانگرسوں میں شرکت کی جہاں بالشویزم نے جنم لیا تھا (۹۳)۔

۱۹۱۲ ء — ۱۹۱۳ ء میں جب قانونی بالشویک اخبار "پراودا" نے جنم لیا تو اسے لاکھوں مزدوروں کی حمایت اور مدد حاصل تھی جو اس کے لئے اپنے مقدور بھر چھوٹی چھوٹی رقمیں دیتے تھے اور اس طرح وہ زارشاہی کے ظلم و زبردستی اور منشویکوں ، سوشلزم کے پیٹی بورژوا غداروں کے مقابلے ، دونوں ہی پر غالب آ سکے۔

نومبر ۱۹۱۷ء میں آئین‌ساز اسمبلی کے چناؤ میں کل تین کروڑ ساٹھ لاکھ ووٹروں میں سے نوے لاکھ نے بالشویکوں کو ووٹ دئے۔ لیکن اگر ہم انتخابات ہی کو نہیں بلکہ اکتوبر ۱۹۱۷ء کے آخر اور نومبر ۱۹۱۷ء کے دنوں میں جو واقعی سنگھرش چل رہا تھا اس کو بھی لیں تو بالشویکوں کو پرولتاریہ اور طبقاتی شعور رکھنے والے کسانوں کی اکثریت کی حمایت حاصل تھی۔ اور یہ اکثریت سوویتوں کی دوسری کل روس کانگرس (۹۴) کے ڈیلیگیٹوں کی اکثریت اور محنت کش جنتا کے سب سے زیادہ سرگرم، باعمل اور سیاسی جاگرتی رکھنےوالے حصے، یعنی ایک کروڑ بیس لاکھ کی فوج کی اکثریت پر مشتمل تھی۔

پچھلے بیس برس کے عرصے میں عالمی انقلابی تحریک کی "تیزرفتار ترقی" کی مثالیں دینے کے لئے جو یہ چند اعدادوشمار دئے گئے ہیں وہ محض ایک چھوٹا سا اور بالکل ناسکمل نقشہ پیش کرتے ہیں۔ یہ تو صرف پندرہ کروڑ انسانوں کی تاریخ کی ایک ادھوری اوو ناسکمل سی تصویر ہے۔ پچھلے بیس برس میں تو انقلاب ان کئی سلکوں میں ایک ناقابل تسخیر قوت بن گیا ہے جن کی مجموعی آبادی ایک ارب سے اوپر ہے، یعنی پورے ایشیا میں اور جنوبی افریقہ کو بھی نہیں بھولنا چاہئے جس نے ابھی حال ہی میں دنیا کو یہ احساس دلایا کہ اسے بھی غلامانہ وجود نہیں بلکہ انسانی وجود رکھنے کا حق حاصل ہے، اور اس سلسلے میں اس نے جو طریقے استعمال کئے وہ کوئی خاص "پارلیمانی" طریقے بھی نہیں تھے۔

ہو سکتا ہے کہ بعض اشپنگلر طرفہ معجون قسم کے لوگ — اس فقرے کی معافی چاہتا ہوں — اس سے یہ نتیجہ نکالیں (دوسری اور ڈھائی‌ویں انٹرنیشنلوں کے "لال بجھکڑ" قسم کے لیڈروں سے ہر قسم کی حماقت کی توقع کی جا سکتی ہے) کہ انقلابی قوتوں کا یہ اندازہ یورپی اور امریکی پرولتاریہ کو نظر انداز کرتا ہے۔ ہم جواب دیتے ہیں: یہ "لال بجھکڑ" لیڈر ہمیشہ اس طرح استدلال کرتے ہیں جیسے کوئی یہ کہے کہ ولادت حمل ٹھیرنے کے نو مہینے بعد ہوتی ہے اور اس حقیقت کا لازمی طور پر یہ مطلب ہے کہ پہلے ہی سے پیدائش کی ٹھیک ٹھیک گھڑی اور لمحہ کا تعین کیا جا سکتا ہے اور

اسی طرح پیدا ہوتے وقت بچے کی پوزیشن، ماں کی حالت اور زچہ بچہ دونوں کی تکلیف اور خطرے کی حد اور نوعیت کا بھی پورا تعین کیا جا سکتا ہے۔ واہ ” لال بجھکڑ “، کیا کہنے! یہ حضرات کسی طرح یہ نہیں سمجھ سکتے کہ بین اقوامی انقلاب کے ارتقا کے نقطۂ نظر سے، چارٹزم (۹۰) سے بورژوا طبقے کی جوتیاں چاٹنے والے ہنڈرسنوں کی طرف یا وارلین سے ریناڈیل کی طرف اور ولہلم لیبکنیخت اور بیبل سے زوڈیکم، شیڈمان اور نوسکے کی طرف جانے کے عمل کو صرف موٹرکار کے سینکڑوں میل تک پھیلی ہوئی ہموار اور صاف ستھری شاہراہ سے گزر کر اسی شاہراہ کے کسی فقط چند گز تک پھیلے ہوئے بدبودار، گندے گڑھے کی سمت جانے سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔

انسان تاریخ کے خالق ہیں۔ لیکن چارٹسٹ، وارلین اور لیبکنیخت جیسے لوگ اپنے دل ودماغ کی مدد سے تاریخ کی تخلیق کرتے ہیں۔ لیکن دوسری اور ڈھائیویں انٹرنیشنلوں کے لیڈر اپنے ایک اور حصۂ جسم کی مدد سے اس کی ” تخلیق “ کرتے ہیں: وہ زمین کو کھاد دے کر اسے نئے چارٹسٹوں، نئے وارلینوں اور نئے لیبکنیختوں کی پیدائش کے لئے تیار کرتے ہیں۔

اس انتہائی مشکل لمحے میں انقلابیوں کے لئے خودفریبی کا شکار ہونا انتہائی نقصان‌ده چیز ہوگی۔ اگرچہ بالشویزم بین اقوامی قوت بن چکا ہے، اگرچہ سارے مہذب اور ترقی یافتہ ملکوں میں نئے نئے چارٹسٹ، نئے نئے وارلین اور نئے نئے لیبکنیخت پیدا ہوئے ہیں اور (جیسا کہ زارشاہی کے دور میں دس سال‌قبل ہمارا ” پراودا “ قانونی تھا) قانونی کمیونسٹ پارٹیوں کی شکل میں پروان چڑھ رہے ہیں، لیکن اس کے باوجود بین‌اقوامی بورژوا طبقہ اب تک اپنے طبقاتی دشمن سے کہیں زیادہ طاقت‌ور ہے۔ یہ بورژوازی جس نے روس میں پرولتاری اقتدار کی پیدائش میں اڑنگے لگانے اور اس کے کرب اور خطروں کو دس گنا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی، آج بھی اس پوزیشن میں ہے کہ اپنی سفید گارڈ اور سامراجی جنگوں وغیرہ کے ذریعے لاکھوں کروڑوں انسانوں کو کرب، اذیت اور موت کی آگ میں جھونک دے۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے۔ اور ہمیں

چاھئیے کہ ہوشیاری سے اپنے طریقۂ کار کو اس خاص قسم کی صورت‌حال کے مطابق ڈھال لیں۔ بورژوازی ابھی تک ایذا پہنچانے، ستانے اور جان سے مارنے کی قدرت رکھتی ہے۔ لیکن وہ انقلابی پرولتاریہ کی اٹل اور عالمی تاریخ کے نقطۂ‌نظر سے بےحد تیزی سے نزدیک آتی ہوئی مکمل جیت کو روکنے پر قادر نہیں ہے۔

۲ مئی ۱۹۲۲ء

"پراودا" شمارہ ۹۸ میں ۵ مئی ۱۹۲۲ء کو شائع ہوا
دستخط : ن۔ لینن

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۴۵، صفحات ۱۷۷ — ۱۷۳

جنوآ کانفرنس میں وفد کی رپورٹ پر کل روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے فیصلے کا مسودہ[۹۶]

کامریڈ یوفے کی رپورٹ کے مطابق کل‌روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے فیصلے کا مسودہ مثال کے لئے اس طرح ہونا چاہئے :

(۱) کل روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے وفدنے جرمنی سے معاہدہ کرکے روسی فیڈریشن کے اقتدار اعلی کی حمایت کرتے ہوئے (یعنی غلامی اور ذاتی ملکیت کی بحالی کی کوششوں کے خلاف جدوجہد کرتے ہوئے) اپنے فریضے کو صحیح طریقے سے ادا کیا (۹۷) -

(۲) مندرجہ‌ذیل سطروں میں بین‌اقوامی سیاسی اور معاشی صورت حال کی خاص باتیں یہ ہیں :

سیاسی : امن کی غیرموجودگی اور نئی سامراجی جنگوں کا خطرہ [آئرلینڈ ، ہندستان ، چین وغیرہ ـ انگلستان اور فرانس کے درمیان ، جاپان اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے درمیان تعلقات میں ابتری ، وغیرہ وغیرہ ـ (زیادہ تفصیل سے)] -

(۳) معاشی : ” فتحیاب ،، ملک جو جنگ سے (یعنی لوٹ کھسوٹ سے) دنیا بھر میں سب سے زیادہ طاقتور اور امیر بن گئے ہیں ، جنگ ختم ہونے کے ساڑھے تین سال بعد بھی پہلے جیسے سرمایہ‌دارانہ تعلقات نہیں قائم کر سکتے ہیں [کرنسی میں گڑبڑ ، معاہدۂورسائی کو پورا نہ کرنا اور اس کی تکمیل کا ناممکن ہونا ، ریاستہائے

متحدہ امریکہ کے قرضوں کو نہ ادا کرنا ، وغیرہ وغیرہ ۔ (تفصیل کے ساتھ)]۔

(۴) اس لئے کان کی تجویز (۹۸) کے پہلے پیرا گراف نے ملکیت کے دو نظاموں کو مساوی تسلیم کرکے (سرمایہ‌دارانہ نظام یا نجی ملکیت اور کمیونسٹ ملکیت کو جسے ابھی صرف روسی فیڈریشن میں اختیار کیا گیا ھے) اس طرح سے مجبوراً ملکیت کے پہلے نظام کی تباھی اور دیوالیہ‌پن کو خواہ وہ بالواسطہ ھی کیوں نہ ھو ، مان لیا ھے اور دوسرے سسٹم سے برابردار کی حیثیت سے سمجھوتہ ناگزیر تسلیم کر لیا ۔

(۵) کان کی شرطوں کے دوسرے پیرا گرافوں نے اور اسی طرح جنوآ میں طاقتوں کے میمورینڈموں وغیرہ نے اس کی مخالفت کرکے خود اپنے کو بےجان ثابت کردیا ۔

(٦) ملکیت کے دو نظاموں کے درمیان حقیقی مساوات — چاھے وہ وقتی ھی کیوں نہ ھو ، اس وقت تک کے لئے جب تک ساری دنیا ذاتی ملکیت اور اس کے پیدا کئے ھوئے معاشی انتشار اور جنگ کو ترک کرکے ملکیت کے بہتر نظام کی طرف نہیں آتی — صرف راپالو کے معاھدے میں ملتی ھے ۔ اس لئے کل روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی

— مشکلات ، انتشار اور جنگوں کے خطرے سے نکلنے کے واحد اور صحیح راستے کی حیثیت سے راپالو کے معاھدے کا خیرمقدم کرتی ھے (اس وقت تک جب تک ملکیت کے دو نظام ھیں اور ان میں سرمایہ‌دارانہ ملکیت جیسا فرسودہ نظام موجود ھے) ؛

روسی فیڈریشن کے سرمایہ‌دارانہ ملکوں سے تعلقات کے بارے میں صرف اس قسم کے معاھدوں کو ٹھیک تسلیم کرتی ھے ؛

— عوامی کمیساروں کی کونسل اور امورخارجہ کی عوامی کمیساریت کو ھدایت کرتی ھے کہ وہ اس جذبے کے ماتحت سیاست کو برتیں ؛

— کل روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی کی مجلس‌صدارت کو ہدایت کرتی ہے کہ وہ اس کی تصدیق ان تمام ریپبلکوں کی رضامندی سے کرے جو روسی فیڈریشن میں شامل ہیں؛

— امور خارجہ کی عوامی کمیساریت اور عوامی کمیساروں کی کونسل کو یہ حکم دیتی ہے کہ وہ اس سے یعنی راپالو قسم کے معاہدوں سے صرف ایسے شدید حالات میں ہٹنے کی اجازت دے سکتے ہیں، جو خاص طور سے روسی فیڈریشن کے محنت کش عوام کے لئے کارآمد ہوں۔

۱۵ یا ۱۶ مئی ۱۹۲۲ء کو لکھا گیا

پہلی بار ۱۹۵۰ء میں لینن کی تصانیف کے چوتھے ایڈیشن میں چھپا، جلد ۳۳

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۴۵، صفحات ۱۹۲ — ۱۹۳

ماسکو سوویت کے عام اجلاس میں تقریر[99]

۲۰ نومبر ۱۹۲۲ء

(طوفانی تالیاں اور ''انٹرنیشنل،، ترانہ۔) ساتھیو، مجھے بہت افسوس ہے اور میں اس بات کےلئے معافی چاھتا ھوں کہ آپ کے اجلاس میں اس سے پہلے شرکت نہ کرسکا۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے آپ لوگ مجھے کچھ ہفتے پہلے ہی ماسکو سوویت میں شرکت کا موقع دینے والے تھے۔ میں اس میں نہ آسکا کیونکہ بیماری کے بعد دسمبر کی ابتدا سے مجھ میں، پیشہ‌ورانہ اصطلاح میں یوں کہنا چاہئے کہ کافی طویل عرصے کےلئے کام کی اہلیت نہیں رہی اور کام کی اہلیت کی اسی کمی کی وجہ سے مجھے ہفتے در ہفتے اپنی تقریر ملتوی کرنی پڑی۔ میں نے اپنے کام کے کافی حصے کا بوجھ، جیسا کہ آپ کو یاد ہوگا، پہلے کامریڈ تسیوروپا اور پھر کامریڈ ریکوف کے کندھوں پر ڈالا، اس کے بعد اور زیادہ بوجھ کامریڈ کامینیف کے کندھوں پر ڈالنا پڑا۔ اور اس تشبیہہ کے لحاظ سے جو میں استعمال کر چکا ہوں یہ کہنا چاہئے کہ کامریڈ کامینیف نے اچانک دو بوجھ محسوس کئے۔ حالانکہ تشبیہہ کو جاری رکھنے کےلئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ گھوڑا غیرمعمولی طور پر اہل اور پرجوش ثابت ہوا۔ (تالیاں۔) پھر بھی کسی کے لئے بھی دو بوجھ لیکر چلنا مناسب نہیں ہے اور میں اب بےصبری سے کامریڈ تسیوروپا اور کامریڈ ریکوف کی واپسی کا منتظر ہوں اور پھر کچھ مناسب طریقے سے اس کام کی تقسیم کرلیں گے۔ جہاں تک میرا سوال ہے، میری کام

کی اھلیت میں کمی ھونے کی وجه سے مجھے معاملات سے نبٹنے پر اپنی مرضی سے زیادہ وقت صرف کرنا پڑیگا۔

دسمبر ۱۹۲۱ء میں جب مجھے بالکل کام روکنا پڑا تھا سال کا آخر تھا۔ ھم نئی معاشی پالیسی کی طرف عبور کر رھے تھے اور اس وقت یه معلوم ھوا، حالانکه اس عبور سے ھم ۱۹۲۱ء کی ابتدا سے ھی نبٹ رھے تھے، که یه کافی مشکل ھے، بلکه میں کھونگا بہت مشکل ھے۔ ھم ڈیڑھ سال سے زیادہ سے اس عبور میں مصروف ھیں اور سوچا جا سکتا ھے که وہ وقت آگیا ھے جب اکثریت نئی پوزیشن اختیار کرے اور نئے حالات کے مطابق چلے خصوصاً نئی معاشی پالیسی کے حالات کے مطابق۔

جہاں تک خارجه پالیسی کا سوال ھے ھم نے اس شعبے میں کم سے کم تبدیلی کی ھے۔ یہاں ھم نے وھی پالیسی جاری رکھی ھے جو پہلے اختیار کی تھی اور میرے خیال میں میں صفائی سے یه کہه سکتا ھوں که ھم نے اس کو کافی استقلال اور بڑی کامیابی کے ساتھ جاری رکھا ھے۔ مگر اس کی تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں ھے: ولادی‌وستوک پر قبضه، اس کے نتیجے میں مظاھرہ اور فیڈریشن کے حق میں اعلان جو آپ نے کئی دن پہلے اخباروں میں پڑھا ھے انتہائی صفائی کے ساتھ ثابت کرتے اور دکھاتے ھیں که اس سلسلے میں کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں ھے (۱۰۰)۔ ھم ایسے راستے پر جا رھے ھیں جس کا نقشه بہت صاف صاف اور واضح طور پر تیار کیا گیا ھے اور ھم نے ساری دنیا کے ملکوں کے سامنے اپنی کامیابی کی ضمانت کرلی حالانکه ان میں سے کچھ ملک اب بھی یه اعلان کرتے ھیں که وہ ھمارے ساتھ ایک میز پر بیٹھنا نہیں چاھتے ھیں۔ بہرحال معاشی تعلقات اور سفارتی تعلقات بھی قائم ھو رھے ھیں، قائم ھونا چاھئیں اور ضرور قائم ھوں‌گے۔ ھر ملک جو اس میں مزاحمت کرتا ھے دیر کرنے کا خطرہ مول لیتا ھے، ممکن ھے کسی کافی اھم چیز کے حصول سے محروم رھنے کا، اپنے کو کسی خسارے میں رکھنے کا خطرہ مول لیتا ھے۔ ھم سب اس کو دیکھتے ھیں اور صرف پریس سے، اخباروں سے نہیں۔ میرے خیال میں جو کامریڈ غیرملکوں کو جاتے ھیں وہ بھی ان بڑی تبدیلیوں

کے قائل ہوتے ہیں جو ہوئی ہیں۔ اس لحاظ سے ہم بالکل نہیں بدلے ہیں، ایک پرانی تشبیہہ کے مطابق ہم نے ٹرین یا گھوڑا گاڑی نہیں بدلی ہے۔

لیکن جہاں تک ہماری اندرونی پالیسی کا سوال ہے جو تبدیلی ہم نے ۱۹۲۱ء کی بہار میں کی تھی اور جو ایسے طاقتور اور کافی وزنی حالات کے تقاضے سے کی گئی تھی کہ اس کے بارے میں ہمارے درمیان کوئی بحث مباحثہ یا اختلاف نہیں تھا، یہ تبدیلی ہمارے لئے کچھ مشکلات، بلکہ میں کہونگا بڑی مشکلات پیدا کر رہی ہے۔ اس وجہ سے نہیں کہ تبدیلی کی ضرورت کے بارے میں کوئی شک ہے — اس سلسلے میں کوئی شک نہیں ہے — اس وجہ سے نہیں کہ ہمیں یہ شک ہے کہ آیا ہماری نئی معاشی پالیسی کی آزمائش ہماری توقع کے مطابق کامیاب ہے یا نہیں۔ اس سلسلے میں کوئی شک نہیں ہے، میں یہ پوری صفائی سے کہہسکتا ہوں، نہ تو ہماری پارٹی کی صفوں میں اور نہ کثیر تعداد غیرپارٹی مزدوروں اور کسانوں کی صفوں میں۔

اس لحاظ سے یہ مسئلہ کوئی دشواری نہیں پیش کرتا۔ دشواریاں یہ ہیں کہ ہمارے سامنے وہ فریضہ ہے جس کے حل کے لئے اکثر نئے لوگوں کی خدمات کی ضرورت ہوتی ہے، غیرمعمولی اقدامات اور طریقوں سے کام لینا پڑتا ہے۔ ہمارے درمیان اس سلسلے میں اب بھی شکوک ہیں کہ آیا یہ صحیح ہے یا وہ، آیا تبدیلیاں اس یا اس سمت ہو رہی ہیں اور یہ کہنا چاہئے کہ کافی دن تک یہ یا وہ ہوتا رہےگا۔ ''نئی معاشی پالیسی''! یہ اجنبی نام ہے۔ اس پالیسی کو نئی معاشی پالیسی کا نام دیا گیا کیونکہ وہ پیچھے کی طرف لے جاتی ہے۔ ہم اب پسپا ہو رہے ہیں، گویا پیچھے جارہے ہیں۔ لیکن ہم یہ اس لئے کر رہے ہیں کہ پیچھے ہٹنے کے بعد ہم تیزی سے آگے دوڑیں اور زیادہ بڑی جست لگائیں۔ صرف اسی شرط پر اپنی نئی معاشی پالیسی پر عمل کے دوران ہم پیچھے ہٹے۔ ہم ابھی یہ نہیں جانتے کہ کہاں اور کیسے ہم پھر اپنی صف‌بندی کریں، اپنی طاقتوں کو پھر سازگار بنائیں اور منظم کریں تاکہ ہم پیچھے ہٹکر آگے کی طرف زبردست دھاوا بولیں۔ یہ تمام کارروائیاں مناسب

طریقے سے پوری کرنے کے لئے فیصلہ کرنے سے پہلے جیسا کہ کہاوت ہے ہمیں دس بار نہیں بلکہ سو بار تولنا چاہئے۔ ہمیں ایسا کرنا چاہئے تاکہ ہم اپنی ان ناقابل یقین مشکلات سے نبٹ سکیں جو ہمارے تمام فرائض اور مسائل حل کرنے کے سلسلے میں آتی ہیں۔ آپ سب لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جو کچھ بھی کیا گیا ہے اس کے حصول میں کیسی قربانیاں کرنی پڑی ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ کتنی طویل مدت تک خانہ جنگی چلتی رہی اور اس پر کتنی کوششیں لگائی گئیں۔ اب ولادی‌وستوک پر قبضے نے ہمیں دکھایا ہے (بہرحال، حالانکہ ولادی‌وستوک تو بہت دور ہے پھر بھی وہ ہمارا شہر ہے) (دیر تک تالیاں)، ہمیں دکھایا ہے کہ ہماری طرف دلکشی کتنی عام ہے، ہمارے کارناموں کی طرف۔ ہم اور وہ دونوں روسی سوویت وفاقی سوشلسٹ ریپبلک میں ہیں۔ اس دلکشی کی وجہ سے ہم نے اپنے ملکی اور غیرملکی دونوں دشمنوں سے چھٹکارا پالیا جو ہم پر حملہ‌آور تھے۔ میرا مطلب جاپان سے ہے۔

ہم نے ایک بالکل واضح سفارتی پوزیشن حاصل کرلی ہے اور یہ سفارتی پوزیشن ہی ہے جس کو ساری دنیا مانتی ہے۔ آپ سب اس کو دیکھتے ہیں۔ آپ سب اس کے نتیجے دیکھتے ہیں۔ لیکن اس کے حصول میں ہمیں کتنا وقت لگا! اب ہم نے اپنے دشمنوں سے اپنے حقوق منوائے ہیں معاشی اور تجارتی پالیسی دونوں میں۔ اس کا ثبوت تجارتی معاہدوں سے ملتا ہے۔

ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ہم، جنھوں نے ڈیڑھ سال پہلے وہ راستہ اختیار کیا جس کو نئی معاشی پالیسی کہتے ہیں اس راستے پر آگے بڑھنے میں کیوں ناقابل یقین مشکلات پا رہے ہیں۔ ہم جنگ سے اتنے زیادہ تباہ، زندگی کے معتدل دھارے سے اتنی دور پڑے ہوئے ملک میں رہتے ہیں، ایسے ملک میں جس نے بہت مصیبتیں جھیلی ہیں کہ ہم اب ہڑبڑا کر اپنے حساب بہت، بہت ہی کم فیصدی سے، جنگ سے قبل کی سطح کی فیصدی سے شروع کرتے ہیں۔ ہم اپنی زندگی کے حالات کی ناپ کے لئے یہ گز استعمال کرتے ہیں۔ کبھی کبھی ہم یہ بڑی بے صبری سے، جوش سے کرتے ہیں اور ہمیشہ یہی پتہ چلتا ہے کہ یہاں بے حد مشکلات ہیں۔ اس

شعبے میں ہم نے جو فریضہ اپنے سامنے رکھا ہے وہ اور بھی بےحد معلوم ہوتا ہے کیونکہ ہم اس کا مقابلہ کسی عام بورژوا ملک کے حالات سے کرتے ہیں - ہم نے یہ فریضہ اپنے سامنے رکھا ہے کیونکہ ہم سمجھتے تھے کہ دولت مند طاقتوں سے ایسی مدد کی توقع رکھنا بے سود ہے جو عموماً ایسے حالات میں ملتی ہے - خانہ جنگی کے بعد ہمارا تقریباً بائیکاٹ کیا گیا یعنی ہم سے کہا گیا کہ وہ عام اور معمولی معاشی تعلقات جو سرمایہ‌دارانہ دنیا میں ہوتے ہیں وہ ہمارے ساتھ نہیں قائم کئے جائیں گے -

نئی معاشی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے ہمیں ڈیڑھ سال ہو چکا ہے اور ہمیں اپنا پہلا بین‌اقوامی معاہدہ کئے اس سے زیادہ وقت گذر گیا ہے - پھربھی تمام بورژوازی اور تمام حکومتوں نے ہمارا جو بائیکاٹ کیا وہ محسوس ہو رہا ہے - جب ہم نئے معاشی حالات میں آئے تو ہم اور کسی چیز کا سہارا نہیں لے سکتے تھے، بہرحال ہم کو کوئی شک نہ تھا کہ ہمیں یہ تبدیلی کرنی چاہئے اور ہمیں تن تنہا کامیابی حاصل کرنا چاہئے - جتنا ہی ہم آگے بڑھتے جاتے ہیں اتناھی یہ زیادہ صاف ہوتا جاتا ہے کہ جو مدد ہمیں مل سکتی ہے، جو ہم کو سرمایہ‌دار طاقتیں دینگی وہ اس شرط کو خارج کرنے کے بجائے غالباً زیادہ تر صورتوں میں اس شرط کو اور بھی مضبوط اور تیز بنائے گی - ''تن تنہا،، ہم نے اپنے آپ سے کہا - ''تن تنہا،، ہم سے تقریباً ہر سرمایہ‌دار ملک کہتا ہے جس سے ہم نے کوئی نہ کوئی معاملہ کیا، جس کے ساتھ ہم نے کوئی بھی رابطہ پیدا کیا، جس کے ساتھ ہم نے کوئی بھی بات چیت شروع کی - اور یہیں خاص مشکل ہے، ہمیں یہ تسلیم کرنا چاہئے - ہم نے اپنا ریاستی نظام تین سال سے زیادہ کے کام سے بنایا ہے، ناقابل یقین سخت کام سے، ناقابل یقین ہیروازم سے بھرے ہوئے کام سے - ابھی تک جو حالات رہے ہیں ان میں ہمیں یہ غور کرنے کا موقع نہیں ملا کہ آیا ہم کسی چیز کو بے ضرورت توڑینگے، ہم کو یہ سوچنے کا موقع نہیں ملا کہ آیا بہت سی قربانیاں کرنی ہونگی، کیونکہ کافی قربانیاں کی جا چکی ہیں، کیونکہ ہم نے جو جدوجہد اس وقت شروع کی تھی (آپ اس کو اچھی طرح جانتے ہیں - اس کے

بارے میں تفصیل سے کہنے کی کوئی ضرورت نہیں) وہ پرانے سماجی نظام کے خلاف موت و زندگی کی جدوجہد تھی، اس نظام کے خلاف ہم لڑے تاکہ ہم اپنے وجود کا، پرامن ترقی کا حق حاصل کر سکیں۔ اور ہم نے اس کو حاصل کیا ہے۔ یہ ہم نہیں کہہ رہے ہیں، یہ ان گواہوں کی تصدیق نہیں ہے جو ہمارے طرفدار ہونے کے ملزم ٹھہرائے جا سکتے ہوں۔ یہ ان گواہوں کی تصدیق ہے جو ہمارے دشمنوں کے کیمپ میں ہیں اور جو کسی طرح ہمارے طرفدار نہیں بلکہ بالکل مخالف ہیں۔ یہ گواہ دنیکن کے کیمپ میں تھے، قبضے کے سربراہ تھے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ ان کی جانبداری ہمارے لئے بہت گراں پڑی، ہمارے لئے بڑی تباہی لائی۔ ان کی وجہ سے ہمیں ہر طرح کے نقصانات اٹھانا پڑے، ہر طرح کی قیمتی چیزوں کا اتلاف ہوا جن میں سب سے بڑی چیز یعنی ناقابل یقین تعداد میں انسانی جانیں بھی شامل تھیں۔ اب ہمیں اپنے فریضوں کا بڑی احتیاط سے جائزہ لیکر یہ سمجھنا چاہئے کہ ہمارا خاص فریضہ یہی ہے کہ ہم اپنی پرانی حاصلات کو ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ ہم اپنی پرانی حاصلات میں سے ایک کو بھی ہاتھ سے جانے نہ دیں گے۔ (تالیاں۔) ساتھ ہی ہم ایک اور بالکل نئے فریضے سے دوچار ہیں۔ ماضی ایک بڑی رکاوٹ ثابت ہوسکتا ہے۔ اس فریضے کو سمجھنا نہایت مشکل ہے۔ لیکن اس کو سمجھنا چاہئے تاکہ ہم کام کرنا سیکھ سکیں اور جب ضرورت ہو تو ہم اپنے کو سر سے پیر تک بدل ڈالیں۔ ساتھیو، میرے خیال میں یہ الفاظ اور نعرے سمجھے جا رہے ہیں کیونکہ تقریباً ایک سال کے دوران جب مجھے غیر حاضر رہنا پڑا آپ کو عملی طور پر اپنے کاموں کے دوران مختلف طریقوں سے اور سیکڑوں موقعوں پر اس کے بارے میں بولنا اور سوچنا پڑا۔ اور مجھے یقین ہے کہ اگر آپ اس پر غور کریں تو آپ صرف ایک نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں کہ ہم کو وہ لوچ زیادہ دکھانے کی ضرورت ہے جسکو ہم نے ابھی تک خانہ‌جنگی میں استعمال کیا ہے۔

پرانے کو ہمیں چھوڑنا نہ چاہئے۔ متعدد رعایتیں جو ہم کو سرمایہ‌دار طاقتوں کے لئے موزوں بناتی ہیں اس بات کا امکان

فراھم کرتی ھیں کہ وہ ھم سے تعلقات قائم کریں اور ممکن ھے کہ کبھی کبھی ان کے لئے ضرورت سے زیادہ نفع بخش ثابت ھوں۔ ساتھ ھی ذرائع پیداوار سے جو تقریباً کلی طور پر ھماری ریاست کی ملکیت ھیں ھم بہت ھی کم دست بردار ھو رھے ھیں۔ حال میں اخباروں میں مراعات کی ان تجویزوں پر بحث تھی جو انگریز اورکارٹ نے پیش کی ھیں (۱۰۱) جس نے ابھی تک تقریباً پوری خانہ جنگی کے دوران ھماری مخالفت کی ھے۔ وہ یہ کہتا تھا ''ھم خانہ‌جنگی میں روس کے خلاف اپنے مقاصد میں کامیاب ھوں‌گے، اس روس کے خلاف جس نے ھمیں اس سے یا اس سے محروم کرنے کی ھمت کی ھے،،۔ اور ان سب باتوں کے بعد ھمیں اس سے بات چیت کرنی پڑی۔ ھم نے اس سے انکار نہیں کیا بلکہ بڑی خوشی سے بات چیت کرنے کے لئے تیار ھوئے مگر ھم نے کہا ''ھم کو معاف کیجئے گا لیکن ھم نے جو کچھ حاصل کیا ھے وہ واپس نہیں دینگے۔ ھمارا روس اتنا بڑا ھے، ھمارے معاشی امکانات اتنے بےشمار ھیں اور ھم اس کو ٹھیک بھی سمجھتے ھیں کہ آپ کی مہربانی آمیز تجویز کو رد نہ کریں لیکن ھم سکون سے کاروباری لوگوں کی طرح اس پر بحث کریں‌گے،،۔ یہ سچ ھے کہ پہلی بات چیت سے کوئی نتیجہ نہ نکلا کیونکہ ھم سیاسی وجوہ سے اس کی تجویز سے متفق نہ ھو سکے۔ ھمیں اس کو مسترد کرنا پڑا۔ جب تک انگریزوں نے درہ‌دانیال کی بات چیت میں ھماری شرکت کے حق سے انکار کیا (۱۰۲) ھمیں اس کو مسترد کرنا پڑا۔ لیکن ایسا ھوتے ھی ھم نے فوراً معاملہ کا جائزہ اس کے حسن و قبح کے مطابق لینا شروع کردیا۔ ھم نے یہ بحث کی کہ آیا یہ ھمارے لئے مفید تھا یا نہیں، آیا ھمارے لئے مراعات کا یہ معاھدہ کرنا مفید تھا یا نہیں اور اگر مفید تھا تو کن حالات میں۔ ھمیں قیمت کے بارے میں بات چیت کرنی چاھئے تھی۔ ساتھیو، اس سے آپ کے‌لئے صاف ظاھر ھو جائے گا کہ مسائل کی طرف ھمارا موجودہ رویہ پہلے سے کتنا مختلف ھونا چاھئے۔ پہلے کمیونسٹ کہتا تھا ''میں اپنی جان دے رھا ھوں،، اور یہ اس کو بہت معمولی بات معلوم ھوتی تھی حالانکہ ھمیشہ یہ ایسی معمولی بات نہیں ھوتی تھی۔ لیکن اب ھم کمیونسٹوں

کے سامنے بالکل دوسرا فریضہ ہے - اب ہم کو ہر چیز کا لحاظ کرنا ہے اور آپ میں سے ہر ایک کو حساب کتاب لگانا سیکھنا چاھئے - ھمیں حساب لگانا چاھئے کہ کیسے سرمایہ‌دار ماحول میں ہم اپنے وجود کی ضمانت حاصل کر سکتے ھیں، ہم اپنے دشمنوں سے کیسے فائدہ حاصل کر سکتے ھیں جو یقیناً طے توڑ کریں گے، جو طے توڑ کرنا کبھی نہیں بھولتے اور ہمارے خسارے پر طے توڑ کرینگے - ہم یہ بھی نہیں بھولتے ھیں اور کبھی بھی یہ خیال نہیں کرتے کہ یہ کاروباری لوگ کہیں بھی بھولے بن‌جائیں گے اور ایسے بن کر ھمیں ہر طرح کی سہولتیں مفت پیش کردیں گے - یہ نہیں ہوتا ہے اور ہم اس کی توقع بھی نہیں کرتے ھیں لیکن اس بات پر بھروسہ کرتے ھیں کہ ہم جو مقابلے کے عادی ھیں یہاں بھی راستہ نکال لیں گے اور تجارت کرنے، نفع اٹھانے اور مشکل معاشی حالات سے نکلنے کے اہل ثابت ہوں گے - یہ بہت ھی مشکل فریضہ ہے اور ہم اسی میں لگے ہوئے ھیں - میں چاھتا ہوں کہ ہم صاف طور پر یہ سمجھ لیں کہ پرانے اور نئے فرائض کے درمیان کتنا زبردست خلا ہے - خلا چاہے جتنا زبردست ہو ہم نے جنگ کے دوران چالیں چلنا سیکھ لیا ہے اور ھمیں یہ سمجھ لینا چاھئے کہ جو چال اب ھمیں چلنا ہے، جس میں اس وقت ہم ھیں وہ بہت ھی مشکل ہے - لیکن یہ چال بظاہر ہماری آخری چال ہے - ھمیں اس میدان میں اپنی طاقت کو آزمانا چاھئے اور یہ ثابت کرنا چاھئے کہ ہم نے نہ صرف کل ھی کے سبق رٹ لئے ھیں اور پچھلے دھرا رہے ھیں - ایسی کوئی بات نہیں ہے - ہم نے پھر سے سیکھنا شروع کیا ہے اور اس کو اس طرح کرینگے کہ ھمیں ایسی معین کامیابی ہو جو سب کی نظر میں آئے - اس بات کی ضمانت کے لئے کہ ہم ایسا کریں گے میرے خیال میں ھمیں ایک دوسرے سے زور دیکر پھر کہنا چاھئے کہ نئی معاشی پالیسی کے تحت ہم پیچھے ہٹے ھیں لیکن اس طرح سے کہ ہم کسی نئی چیز سے دست بردار نہیں ہوں گے اور ساتھ ھی سرمایہ‌داروں کو ایسی سہولتیں دینگے جن سے ہر ریاست خواہ چاہے جتنی وہ ہماری مخالف نہ ہو، ہمارے ساتھ کاروباری سمجھوتوں اور تعلقات پر مجبور ہو - کامریڈ کراسین

نے اورکارٹ سے جو پوری مداخلت کا سربراہ اور ریڑھ کی ھڈی ھے متعدد بار باتچیت کی۔ وہ کہتے تھے کہ بہرحال اورکارٹ پرانے نظام کو ھم پر سارے روس میں لادنے کی تمام کوششوں کے بعد اسی میز پر بیٹھا جس پر خود کراسین بیٹھے تھے اور پوچھنا شروع کیا: ''کیا قیمت ھے؟ کتنا؟ کتنے سال کے لئے؟،، (تالیاں۔) ابھی یہ مراعاتی سمجھوتے کرنے اور اس طرح ایسے معاھدوں کے تعلقات قائم کرنے سے بہت دور ھے جو بالکل ٹھیک اور واضح ھوں — بورژوا سماج کے نقطۂ نظر سے — لیکن ھم ابھی دیکھ سکتے ھیں کہ یہ صورت حال قریب آتی جا رھی ھے اور تقریباً ھو رھی ھے لیکن مکمل طور پر نہیں ھوئی ھے۔ ساتھیو، ھمیں یہ اعتراف کرنا چاھئے اور گھمنڈ نہ کرنا چاھئے۔ ابھی ھم ان چیزوں کے حصول سے بہت دور ھیں جو ھم کو ایسا طاقتور، خودمختار اور پراعتماد بنائیں‌گی کہ کوئی سرمایہ‌دارانہ کاروبار ھم کو نہ ڈرا سکے‌گا، ایسا پراعتماد کہ کاروبار چاھے جتنا مشکل کیوں نہ ھو ھم اس کو کرلیں‌گے، اس کی تہہ تک پہنچیں‌گے اور انجام تک پہنچائیں‌گے۔ اس لئے وہ سیاسی کام اور پارٹی کا کام دونوں جو ھم نے اس شعبے میں شروع کیا ھے جاری رھنا چاھئے، اس لئے ھمیں پرانے طریقوں کی جگہ بالکل نئے طریقے لانا چاھئے۔

ھماری ریاستی مشینری پرانی ھے اور ھمارا فریضہ یہ ھے کہ ھم اس کی نئی لائنوں پر پھر سے تنظیم کریں۔ ھم یہ یکایک تو نہیں کر سکتے ھیں لیکن ھمیں یہ بھی دیکھنا ھے کہ ھمارے جو کمیونسٹ ھیں وہ ٹھیک جگہ پر ھوں۔ ھمیں ضرورت یہ ھے کہ وہ یعنی کمیونسٹ مشینری کنٹرول کریں جو ان کے لئے نامزد کی گئی ھے اور یہ نہیں جیسا کہ اکثر ھمارے ساتھ ھوتا ھے کہ مشینری ان کو کنٹرول کرے۔ ھمیں اس کو راز نہیں رکھنا چاھئے بلکہ کھلم کھلا کہنا چاھئے۔ یہ ھیں وہ فریضے جو ھمارے سامنے ھیں اور یہ ھیں وہ مشکلات جن سے ھم دوچار ھیں اور ٹھیک اس وقت جب ھم اپنے عملی راستے پر آئے ھیں، جب ھم کو سوشلزم کی طرف بڑھنا چاھئے، کسی مذھبی شبیہہ کی طرف نہیں جس کو تہواری رنگوں میں بنایا گیا ھو۔ ھمیں صحیح سمت اختیار

کرنے کی ضرورت ہے، ہمیں ضرورت ہے کہ ہر چیز کا جائزہ لیا جائے، کہ تمام عام لوگ، ساری آبادی اس راستے کا جائزہ لے جس پر ہم چلتے ہیں اور کہے کہ ''ہاں، یہ پرانے نظام سے بہتر ہے،،۔ یہ ہے وہ فریضہ جو ہم نے اپنے سامنے رکھا ہے۔ ہماری پارٹی نے جو ملک کی ساری آبادی کے مقابلے میں ایک چھوٹا سا گروہ ہے اس کام کو شروع کیا ہے۔ ان مٹھی بھر لوگوں نے ہر چیز کو پھر سے بنانے کا فریضہ اپنے سامنے رکھا ہے اور وہ اس کو کرلیں گے۔ ہم نے ثابت کردیا ہے کہ یہ کوئی خیالی پلاؤ نہیں بلکہ یہ کام ہے جو لوگوں کی زندگی سے تعلق رکھتا ہے۔ ہم سب نے یہ دیکھا ہے، اس کو کیا جا چکا ہے۔ ہم کو چیزوں کو اس طرح پھر سے بنانا چاہئے کہ محنت کشوں، مزدوروں اور کسانوں کی اکثریت کہے ''آپ اپنی تعریف خود نہیں کر رہے ہیں بلکہ ہم آپ کی تعریف کر رہے ہیں، ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ نے شاندار نتائج حاصل کئے ہیں جن کے بعد کوئی بھی سمجھدار آدمی کبھی پرانے راستے تک واپس جانے کا خواب نہیں دیکھے گا،،۔ ابھی ہم اس تک نہیں پہنچے ہیں۔ اسی لئے نئی معاشی پالیسی آج کا بھی خاص، رواں اور ہمہ گیر نعرہ ہے۔ ہم وہ ایک بھی نعرہ نہیں بھولیں گے جو کل ہم نے سیکھا تھا۔ ہم یہ کسی سے بھی بڑے سکون سے، بلا ذرا سی جھجک کے کہہ سکتے ہیں اور ہمارا ہر قدم یہی دکھا رہا ہے۔ لیکن ہمیں ابھی اپنے کو نئی معاشی پالیسی کے لئے قابل قبول بنانا ہے۔ ہمیں جاننا چاہئے کہ اس کی تمام منفی باتوں پر جن کو گنوانے کی ضرورت نہیں ہے اور جن سے آپ خوب واقف ہیں کس طرح قابو پانا چاہئے، ان کو کس طرح کم سے کم کرنا چاہئے، اور احتیاط سے ہر چیز کس طرح منظم کرنا چاہئے۔ ایسا کرنے کے لئے ہمارے قانون ہم کو ہر سہولت دیتے ہیں۔ کیا ہم کام چلا سکیں گے؟ یہ بات ابھی طے ہونے سے بہت دور ہے۔ ہم اس کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ ہمارے پارٹی کے اخبار کے ہر شمارے میں درجن بھر ایسے مضامین ہوتے ہیں جو یہ بتاتے ہیں کہ فلاں فیکٹری میں جس کا مالک فلاں ہے پٹے کے شرائط ایسے ہیں جبکہ دوسری فیکٹری میں جہاں

ہمارا کمیونسٹ ساتھی ڈائرکٹر ہے شرائط ایسے ہیں۔ اس سے آمدنی ہوتی ہے یا نہیں، وہ اپنی کفیل ہے یا نہیں؟ ہم روزمرہ کے مسائل کی جڑ تک پہنچے ہیں اور یہ زبردست کارنامہ ہے۔ سوشلزم اب کوئی مستقبل بعید کی بات، یا کوئی مجرد تصویر یا مذہبی شبیہہ نہیں ہے۔ مذہبی شبیہوں کے بارے میں ہماری رائے پرانی ہے، بہت بری رائے۔ ہم سوشلزم کو کھینچ کر روزمرہ کی زندگی میں لائے ہیں اور یہاں ہمیں دیکھنا چاہئے کہ حالات کیسے ہیں۔ یہ ہے ہمارا آج کا فریضہ، ہمارے دور کا فریضہ۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس اعتماد کے ساتھ اپنی تقریر ختم کروں کہ یہ فریضہ ہمارے پرانے فریضے سے چاہے جتنا مشکل، چاہے جتنا نیا ہو، اور اس میں چاہے جتنی بےشمار مشکلات ہوں — ہم سب، ایک دن میں نہیں بلکہ کچھ برسوں میں، ہم سب ملکر اس کو ہر قیمت پر پورا کرینگے اور اس طرح نئی معاشی پالیسی کا روس، سوشلسٹ روس بن جائے گا۔ (طوفانی، طویل تالیاں۔)

"پراودا"، شمارہ ۲۶۳، ۲۱ نومبر ۱۹۲۲ء

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۴۵، صفحات ۳۰۹ — ۳۰۰

کانگرس کے نام خط[۱۰۳]

۱

میں باصرار یہ مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ اس کانگرس میں ہمارے سیاسی نظام کے بارے میں متعدد تبدیلیاں کی جائیں۔

میں آپ کے ساتھ ملکر ان خیالات پر غور کرنا چاہتا ہوں جن کو میں سب سے اہم سمجھتا ہوں۔

اولیں جگہ میں مرکزی کمیٹی کے ممبروں کی تعداد میں کئی دھائی یا سو تک اضافے کو دیتا ہوں۔ میرے خیال میں اس اصلاح کے بغیر ہماری مرکزی کمیٹی بہت خطرے میں ہوتی اگر واقعات نے ہمارے حق میں رخ نہ اختیار کیا ہوتا (اور یہ ایسی چیز ہے جس پر ہم بھروسہ نہیں کر سکتے)۔

اس کے بعد میں کانگرس کی توجہ اس بات کی طرف دلاتا ہوں کہ وہ ریاستی منصوبہ‌بندی کمیشن کے فیصلوں کو بعض شرائط کے تحت آئینی صورت دے۔ یہ خیال کچھ حدتک اور بعض شرائط کے تحت کامریڈ تروتسکی سے مطابقت کے لئے ہے۔

جہاں تک پہلے نکتے کا سوال ہے یعنی مرکزی کمیٹی کے ممبروں کی تعداد بڑھانے کا تو میرے خیال میں یہ بات مرکزی کمیٹی کے اختیار کو بڑھانے، ہماری سرکاری مشینری کو بہتر بنانے کے ٹھوس کام اور مرکزی کمیٹی کے چھوٹے چھوٹے حصوں کے درمیان تصادم کو اتنا بڑھنے سے روکنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ پوری پارٹی کی تقدیر کے لئے بہت زیادہ اہمیت اختیار کر جائے۔

میرے خیال میں ہماری پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے لئے ۵۰ سے ۱۰۰ تک ممبروں کا مزدور طبقے سے مطالبہ کرنا بالکل بجا ہوگا اور اس کی طاقت پر کوئی غیرمعمولی بار ڈالے بغیر اس کا حصول ممکن ہوگا۔

اس طرح کی اصلاح ہماری پارٹی کے استحکام میں کافی اضافہ کریگی اور مخاصمانہ ریاستوں کے درمیان اس کی جدوجہد کو آسان بنائےگی جو میرے خیال میں آنےوالے برسوں میں زیادہ تیز ہو سکتی ہے اور اس کو ہونا چاہئے۔ میرے خیال میں اس اقدام کی بنا پر ہماری پارٹی کا استحکام ہزار گنا زیادہ ہو جائےگا۔

۲۳ دسمبر ۱۹۲۲ء لینن

کاتب : م۔ و۔

۲

نوٹ کا سلسلہ۔

۲۴ دسمبر ۱۹۲۲ء

مرکزی کمیٹی کے استحکام سے جس کا ذکر میں اوپر کر چکا ہوں میرا مطلب تفرقے کے خلاف اقدام ہے جس حد تک یہ اقدام کیا جاسکتا ہو۔ کیونکہ واقعی ''روسکایا میسل،، (روسی فکر و خیال) (۱۰۴) میں سفید گارڈوالے (غالباً وہ س۔ س۔ اولدین برگ تھا) نے ٹھیک ہی کہا تھا جب اس نے اول، سوویت روس کے خلاف سفیدگارڈ کے کھیل میں ہماری پارٹی میں تفرقے پر بھروسہ کیا اور دوسرے جب اس نے اس تفرقے کے لئے ہماری پارٹی میں سنگین اختلافات پر بھروسہ کیا۔

ہماری پارٹی دو طبقوں پر قائم ہے اور اسی لئے اس کے عدم استحکام کا امکان ہے اور اس کا زوال لازمی ہے اگر ان دو طبقوں کے درمیان اتفاق رائے نہ ہوسکے۔ اس صورت میں کوئی نہ کوئی اقدام کرنا، ہماری مرکزی کمیٹی کے استحکام کے بارے میں عام بحث مباحثہ کرنا بےسود ہے۔ اس صورت میں کوئی بھی

اقدام تفرقے کو نہیں روک سکے گا۔ لیکن مجھے امید ہے کہ یہ بات اتنی مستقبل بعید کی اور اتنی ناقابل یقین ہے کہ اس کے بارے میں کہنے کی ضرورت نہیں۔

میرے پیش نظر مستقبل قریب میں تفرقے کے خلاف استحکام کی ضمانت ہے اور میں یہاں کچھ ذاتی خوبیوں کے بارے میں اظہار خیال کرنا چاہتا ہوں۔

میرے خیال میں، اس نقطۂ نظر سے استحکام کے مسئلے کی بنیاد میں استالین اور تروتسکی جیسے مرکزی کمیٹی کے ممبر ہیں۔ میرے خیال میں ان کے درمیان جو تعلقات ہیں وہ آدھے سے زیادہ تفرقے کے خطرے کے حامل ہیں جس سے بچا جا سکتا ہے اور میرے خیال میں یہ کام اور باتوں کے علاوہ مرکزی کمیٹی کے ممبروں میں ۵۰ یا ۱۰۰ تک کے اضافے سے ہو سکتا ہے۔

کامریڈ استالین نے جنرل سکریٹری بن کر اپنے ہاتھوں میں لامحدود اقتدار لے لیا ہے اور مجھے یقین نہیں ہے کہ وہ ہمیشہ کافی احتیاط کے ساتھ اس اقتدار کو استعمال کر سکیں گے۔ دوسری طرف، کامریڈ تروتسکی، جیسا کہ رسل و رسائل کی عوامی کمیساریت کے مسئلے کے بارے میں مرکزی کمیٹی کے خلاف ان کی جدوجہد نے ثابت کیا ہے، صرف نمایاں قابلیت کے لئے ہی امتیاز نہیں رکھتے۔ ذاتی طور پر وہ موجودہ مرکزی کمیٹی میں سب سے قابل شخص ہیں لیکن وہ بہت زیادہ خوداعتمادی میں مبتلا ہیں اور کام کے خالص انتظامی رخ سے بہت زیادہ ذوق رکھتے ہیں۔

موجودہ مرکزی کمیٹی کے دو ممتاز لیڈروں کی یہ دو خصوصیات غیرارادی طور پر تفرقے کا باعث ہوسکتی ہیں اور اگر ہماری پارٹی اس کو روکنے کے لئے اقدام نہیں کرتی تو اس کا امکان ہے کہ تفرقہ غیرمتوقع طور پر واقع ہو۔

میں مرکزی کمیٹی کے دوسرے ممبروں کی ذاتی خوبیوں کے بارے میں مزید کردارنگاری نہیں کرونگا۔ میں محض یہ یاد دلاؤنگا کہ زینوویف اور کامینیف کا اکتوبر کا واقعہ، درحقیقت، اتفاقی نہ تھا (۱۰۵) لیکن اس کے لئے ان کو ذاتی طور پر اتنا کم مورد الزام قرار دیا جاسکتا ہے جتنا تروتسکی کو غیربالشویزم کے لئے۔

مرکزی کمیٹی کے نوجوان ممبروں میں سے میں بوخارین اور پیاتاکوف کے بارے میں چند الفاظ کہنا چاہتاھوں۔ میرے خیال میں یہ سب سے ممتاز ھستیاں (سب سے نوجوان لوگوں میں) ھیں اور ان کے بارے میں مندرجہ ذیل بات پیش نظر رکھنا چاھئے: بوخارین پارٹی کے صرف انتہائی قابل قدر اور بڑے نظریہ‌دانوں میں سے ھی نہیں بلکہ پارٹی میں بجا طور پر ھر دلعزیز ھیں۔ لیکن ان کے نظریاتی خیالوں کو بڑی احتیاط کے ساتھ ھی مکمل مارکسی کہا جا سکتا ھے کیونکہ ان میں کچھ نہ کچھ سطحی انداز پایا جاتا ھے (انھوں نے کبھی جدلیات کا مطالعہ نہیں کیا ھے اور میرے خیال میں اس کو کبھی پوری طرح نہیں سمجھا ھے)۔

۲۵ دسمبر - اب رھا پیاتاکوف۔ وہ بلاشبہ امتیازی قوت‌ارادی اور امتیازی قابلیت رکھتے ھیں لیکن انتظام کرنے اور کام کے انتظامی پہلو سے ان کو اتنا زیادہ ذوق ھے کہ ان پر کسی سنجیدہ سیاسی مسئلے میں بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔

درحقیقت، میں یہ رائیں فی‌الحال اس خیال کے ساتھ پیش کر رھا ھوں کہ یہ دونوں ممتاز اور پرخلوص کارکن اپنی معلومات میں اضافہ کرنے اور اپنی یک رخی کو بدلنے کے لئے کوئی صورت نہ نکالیں گے۔

۲۵ دسمبر ۱۹۲۲ء لینن

کاتب: م۔ و۔

۲۴ دسمبر ۱۹۲۲ء کے خط کا ضمیمہ

استالین بہت درشت ھیں اور یہ نقص، جو ھم کمیونسٹوں میں نبٹارہ کرنے کے لئے قابل برداشت ھے، جنرل سکریٹری کے منصب کے لئے ناقابل برداشت ھو جاتا ھے۔ اسی لئے میں رفیقوں سے یہ تجویز کرتا ھوں کہ وہ استالین کو اس جگہ سے تبادلہ کرنے اور دوسرے شخص کو اس منصب کے لئے مقرر کرنے کے بارے میں سوچیں جو تمام دوسری صورتوں میں استالین سے ایک بات

میں امتیاز رکھتا ہو یعنی رفیقوں کے لئے زیادہ متحمل، زیادہ وفادار، زیادہ بااخلاق اور زیادہ توجہ رکھنےوالا اور کم متلون مزاج وغیرہ ہو۔ یہ تفصیل بہت ہی حقیر معلوم ہوسکتی ہے۔ لیکن میرے خیال میں تفرقے سے بچنے کے نقطۂ نظر سے اور جو کچھ میں اوپر استالین اور تروتسکی کے تعلقات کے بارے میں لکھ چکا ہوں اس کے نقطۂ نظر سے کوئی حقیر بات نہیں ہے یا ایسی حقیر بات ہے جو فیصلہ کن اہمیت اختیار کر سکتی ہے۔

کاتب: ل۔ ف۔ لینن

۴ جنوری ۱۹۲۳ء

۳

نوٹ کا سلسلہ۔

۲۶ دسمبر ۱۹۲۲ء

مرکزی کمیٹی کے ممبروں میں ۵۰ یا حتی کہ ۱۰۰ تک کا اضافہ، میرے خیال میں، دو یا تین مقاصد کو پورا کرسکتا ہے۔ مرکزی کمیٹی میں جتنے زیادہ ممبر ہوں‌گے اتنے ہی زیادہ لوگوں کو مرکزی کمیٹی کے کام کی تربیت ملےگی اور کسی بداحتیاطی کیوجہ سے تفرقے کا خطرہ کم رہےگا۔ مرکزی کمیٹی میں بہت سے مزدوروں کا اضافہ مزدوروں کو ہماری مشینری بہتر بنانے میں مدد دیگا جو بہت بری حالت میں ہے۔ یہ دراصل ہم کو پرانے نظام سے وراثت میں ملی ہے کیونکہ اس کو ایسے مختصر وقت میں، خاص طور سے جنگ اور بھکمری وغیرہ کی حالت میں اس کی ازسرنو تشکیل ممکن نہ تھی۔ اس لئے ان ''ناقدوں،، کو جو ہماری مشینری کے نقائص کو محض چڑھانے کے لئے یا بدخوئی سے دکھاتے ہیں اطمینان سے جواب دینا چاہئے کہ یہ لوگ موجودہ انقلاب کے حالات کو ذرا بھی نہیں سمجھتے۔ پانچ سال میں اس مشینری کو یوں بھی کافی حدتک بحال کرنا ممکن نہیں ہے اور خاص طور

سے ایسے حالات میں جن میں ہمارے یہاں انقلاب ہوا۔ یہ کافی ہے اگر ہم نے پانچ سال میں نئی قسم کی ریاست قائم کرلی جسمیں مزدور بورژوازی کے خلاف کسانوں کی رہنمائی کر رہے ہیں، اور مخاصمانہ بین‌اقوامی فضا میں یہ بجائے خود بہت بڑا کام ہے۔ لیکن اس شعور کو کسی صورت میں ہم سے یہ چھپانے کا باعث نہ ہونا چاہئے کہ یہ مشینری جو ہم نے زار اور بورژوازی سے لی ہے دراصل پرانی ہے اور اب قیام امن اور بھوک کے کم از کم تقاضوں کو پورا کرنے کے بعد سارا کام اس مشینری کو بہتر بنانے کے لئے ہونا چاہئے۔

میرے خیال میں چند دھائی مزدور، مرکزی کمیٹی میں آکر، کسی اور سے بہتر طریقے سے ہماری مشینری کی جانچ کر سکتے ہیں، اس کو بہتر بنا سکتے ہیں اور پھر سے اس کی تشکیل کرسکتے ہیں۔ مزدور کسان نگراں ادارہ (۱۰۶)، جس کے سپرد ابتدا میں یہ کام ہوا تھا اس کو کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا اور وہ مرکزی کمیٹی کے ان ممبروں کے لئے محض ''ضمیمے،، یا مدد گار کی حیثیت سے، خاص شرائط کی بنا پر استعمال ہو سکتا ہے۔ میری رائے میں، مرکزی کمیٹی میں آنےوالے مزدوروں کو زیادہ تر ان مزدوروں میں سے نہ ہونا چاہئے جنھوں نے طویل مدت تک سوویت خدمات کی ہیں (میرے خط کے اس حصے میں مزدوروں میں ہر جگہ میں نے کسانوں کو بھی شامل کیا ہے)، کیونکہ ان مزدوروں میں وہ مخصوص روایات اور مخصوص تعصبات پیدا ہو گئے ہیں جن کے خلاف جدوجہد کرنا ہے۔

مرکزی کمیٹی کے مزدور ممبروں میں زیادہ تر ایسے مزدوروں کو آنا چاہئے جو اس پرت سے نیچے کے ہیں جس کو پانچ سال کے دوران سوویت کارکنوں کی حیثیت سے ترقی دی گئی ہے۔ ان کو مزدوروں اور کسانوں کی معمولی صفوں سے ہونا چاہئے جو، بہرحال، براہ راست یا بالواسطہ استحصال کرنےوالوں کے زمرے میں نہیں آتے ہیں۔ میرے خیال میں ایسے مزدور مرکزی کمیٹی کی تمام نشستوں میں، پولیٹ بیورو کی تمام نشستوں میں شرکت کرکے، مرکزی کمیٹی کی ساری دستاویزوں کا مطالعہ کرکے سوویت نظام

کے پرخلوص حامیوں کا عملہ بنا سکتے ھیں جو اول تو خود مرکزی کمیٹی کو مستحکم بنانے کی اور دوسرے، سرکاری مشینری کو نئی اور بہتر بنانے کے لئے واقعی کام کرنے کی اھلیت رکھتا ھو۔

کاتب: ل۔ ف۔ لینن

۲۶ دسمبر ۱۹۲۲ء

پہلی بار ۱۹۵۶ء میں رسالہ ''کمیونسٹ''، شمارہ ۹ میں شایع ھوا

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۴۵، صفحات ۳۴۸ — ۳۴۳

ڈائری کے ورق

حال ھی میں روس کی آبادی کی خواندگی کے اعداد و شمار کی جو رپورٹ ۱۹۲۰ء کی مردم شماری کے حساب سے شایع ھوئی ھے (''روس میں خواندگی،، ماسکو، ۱۹۲۲ء، اعداد و شمار کا مرکزی بورڈ، تعلیم عامہ کے اعداد و شمار کا شعبہ) وہ بہت اھمیت رکھتی ھے۔

میں ذیل میں اس رپورٹ سے روس میں ۱۸۹۷ء اور ۱۹۲۰ء میں آبادی کی خواندگی کے بارے میں ایک جدول دے رھا ھوں:

	فی ہزار مردوں میں خواندہ		فی ہزار عورتوں میں خواندہ		پوری آبادی میں فی ہزار میں خواندہ	
	۱۸۹۷ء	۱۹۲۰ء	۱۸۹۷ء	۱۹۲۰ء	۱۸۹۷ء	۱۹۲۰ء
۱ — یورپی روس	۳۲۶	۴۲۲	۱۳۶	۲۵۵	۲۲۹	۳۳۰
۲ — شمالی قفقاز	۲۴۱	۳۵۷	۵۶	۲۱۵	۱۵۰	۲۸۱
۳ — سائبیریا (مغربی)	۱۷۰	۳۰۷	۴۶	۱۳۴	۱۰۸	۲۱۸
اوسط میزان	۳۱۸	۴۰۹	۱۳۱	۲۴۴	۲۲۳	۳۱۹

اس وقت جب ہم پرولتاری کلچر اور اس سے بورژوا کلچر کے تناسب کے بارے میں باتیں کرتے تھے، واقعات نے ہمارے سامنے ایسے اعداد و شمار پیش کئے جو یہ دکھاتے ھیں کہ بورژوا کلچر کے لحاظ سے بھی ہم بہت کمزور حالت میں ھیں - حسب توقع، ہم عام خواندگی سے ابھی بہت دور ھیں اور حتی کہ زارشاھی کے زمانے (۱۸۹۷ء) کے مقابلے میں ہماری ترقی بہت سست ھے - یہ ان لوگوں کے لئے سخت آگاھی اور فہمائش ھونی چاھئے جو ''پرولتاری کلچر،، کے عرش معلی پر پرواز کرتے تھے اور کرتے ھیں - یہ بات دکھاتی ھے کہ ھمیں ابھی کتنا مشقت کا کام کرنا ھے تاکہ ہم مغربی یورپ کے کسی معمولی ملک کے تہذیبی معیار تک پہنچ سکیں - اس سے یہ بھی ظاہر ھوتا ھے کہ ھمیں کتنا زیادہ کام کرنا ھے تاکہ ہم اپنی پرولتاری حاصلات کی بنا پر واقعی کوئی تہذیبی معیار حاصل کر سکیں -

ھمیں اس مسلمه لیکن نظریاتی بیان تک محدود نه رھنا چاھئے - اس بات کی ضرورت ھے کہ ہم اپنے سه ماھی بجٹ پر قریبی غور کے دوران اس معاملے کو عملی طور پر لیں - دراصل سب سے پہلے ہم کو تعلیمی کمیساریت کے نہیں بلکه دوسرے اداروں کے اخراجات میں کمی کرنی چاھئے تاکہ بچی ھوئی رقمیں تعلیمی کمیساریت میں لگائی جاسکیں - ایسے سال میں ھمیں استادوں کے راشن کے اضافے میں کنجوسی نه کرنی چاھئے جبکه ہماری اناج کی سپلائی کی حالت نسبتاً اچھی ھے -

جو کام اس وقت تعلیم عامه کے شعبے میں ھو رھا ھے اس کو عام طور پر بہت محدود نہیں کہا جاسکتا - پرانے استاد کو اس کے ڈھرے سے ھٹانے، اس میں نئے فریضوں کے لئے دلکشی پیدا کرنے، تعلیم کے نئے مسائل سے اس کو دلچسپی دلانے اور مذھب جیسے مسائل سے دلچسپی پیدا کرانے کے لئے بہت کچھ کیا جا رھا ھے -

لیکن ہم سب سے بڑی بات نہیں کر رھے ھیں - ہم اس کے لئے کچھ فکر نہیں کر رھے ھیں یا بہت نا کافی کر رھے ھیں کہ عوامی استاد کو اس بلندی تک اٹھائیں جس کے بغیر کسی

کلچر کی بات ممکن نہیں ہے خواہ وہ پرولتاری ہو یا حتیٰ کہ بورژوا بھی۔ ہمیں اس نیم ایشیائی جہالت کو پیش نظر رکھنا چاہئے جس سے ہم نے اپنے کو ابھی تک نہیں نکالا ہے اور بغیر ٹھوس کوششوں کے اس سے نہیں نکل سکتے، خواہ ہمارے پاس اس سے نکلنے کا امکان ہو کیونکہ ہمارے یہاں کی طرح کہیں اور عوام کو حقیقی کلچر سے دلچسپی نہیں ہے، کیونکہ ہمارے یہاں کی طرح کہیں اور کلچر کے مسائل ایسے گہرے اور مستقل طور پر نہیں لئے جا رہے ہیں، کہیں اور، کسی دوسرے ملک میں ریاستی اقتدار مزدور طبقے کے ہاتھ میں نہیں ہے جس کی کثیر تعداد، میں یہ تو نہیں کہتا کہ اپنی تہذیب کی، بلکہ اپنی خواندگی کی خامیوں کو اچھی طرح سمجھتی ہے۔ ہمارے یہاں کی طرح وہ اور کہیں اس لحاظ سے اپنی پوزیشن کو بہتر بنانے کے لئے ایسی قربانیاں کرنے کو نہ تو تیار ہے اور نہ کر رہا ہے۔

ہمارے یہاں اس کے لئے بہت کم، بہت ہی زیادہ کم کیا جا رہا ہے کہ ابتدائی تعلیم عامہ کے تقاضوں کو سب سے پہلے پورا کرنے کے لئے ہمارے ریاستی بجٹ میں توازن پیدا کیا جائے۔ حتیٰ کہ تعلیم عامہ کی کمیساریت میں بعض ریاستی اشاعت گھروں کے عملے بری طرح سے بھرے پڑے ہیں جو اس خیال کے برعکس ہے کہ ریاست کو سب سے پہلے اشاعت گھروں کی نہیں بلکہ اس کی فکر ہونی چاہئے کہ پڑھنے والے ہوں، کہ پڑھنے والوں کی تعداد زیادہ ہو، کہ مستقبل کے روس میں اشاعت گھروں کی بڑے سیاسی پیمانے پر توسیع ہو۔ پرانی (اور بری) عادت کے مطابق، ہم اب بھی عوامی خواندگی کے عام سیاسی مسئلے کے مقابلے میں ٹکنیکی سوالوں پر جیسے اشاعت گھروں کے سوال پر زیادہ وقت اور کوششیں صرف کر رہے ہیں۔

اگر حرفتی تعلیم کے مرکزی بورڈ (''گلاف پروف اوبر،، (۱۰۷)) کو لیا جائے تو وہاں بھی، ہم کو یقین ہے، بہت کچھ ایسا ملے گا جو فاضل اور شعبہ جاتی مفادات سے بھرا پڑا ہے اور وسیع عوامی تعلیم کے تقاضوں سے مطابقت نہیں رکھتا۔ حرفتی تعلیم کے مرکزی بورڈ میں بہت کم ایسا ہے جو اس جائز خواہش کو

حق بجانب قرار دے سکے کہ سب سے پہلے ہمارے نوجوان فیکٹری مزدوروں کی تعلیم کو بہتر بنایا جائے اور اس کو عملی رجحان دیا جائے۔ اگر ہم حرفتی تعلیم کے مرکزی بورڈ کے عملے کا بغور جائزہ لیں تو اس نقطۂ نظر سے وہاں بہت کچھ حد سے زیادہ پھولا ہوا اور بناوٹی ملےگا جس کو ختم کر دینا چاہئے۔ پرولتاری کسان ریاست میں ابھی بہت کچھ ایسا ھے جسمیں کفایت کی جاسکتی ھے اور کفایت کرنا چاہئے تاکہ عوامی خواندگی کو ترقی دی جاسکے۔ یہ ان اداروں کو بند کرکے کیا جا سکتا ھے جو نیم امیرانہ قسم کے کھلونے جیسے ھیں یا ایسے ادارے ھیں جن کے بغیر، عوامی خواندگی کی اس صورت حال کے پیش نظر جس کو اعداد و شمار بتاتے ھیں، ھمیں اپنا کام چلانا ممکن ھے اور بہت دنوں تک ممکن رھےگا۔

ھمارے یہاں عوامی استاد کو ایسی بلند جگہ دینا چاہئے جس پر وہ بورژوا سوسائٹی میں کبھی نہیں پہنچا تھا، نہ اب پہنچا ھے اور نہ پہنچ سکتا ھے۔ یہ ایسی حقیقت ھے جس کو ثبوت کی ضرورت نہیں۔ ھمیں اس صورت حال تک باقاعدہ، انتھک اور مستقل کام کے ذریعہ اس کے ذھنی معیار کو بلند کر کے، اس کو اس اعلی پیشے کے لئے ھر رخ سے تیار کرکے اور خاص طور سے، خاص طور سے اور خاص طور سے اس کی مالی حالت کو بہتر بناکر پہنچنا چاہئے۔

عوامی استادوں کو منظم کرنے کے لئے باقاعدہ زوروں کا کام کرنے کی ضرورت ھے تاکہ ان کو بورژوا نظام کے پشتی بان سے، جو وہ ابھی تک سارے سرمایہ‌دار ملکوں میں بلا استثنا ھیں، سوویت نظام کا پشتی بان بنا دیا جائے، تاکہ ان کے ذریعہ کسانوں کو بورژوازی کے ساتھ اتحاد کرنے سے باز رکھا جائے اور پرولتاریہ سے اتحاد کی طرف کھینچ لیا جائے۔

میں اس سلسلے میں دیہاتوں کے باقاعدہ دوروں کے خاص رول کی طرف مختصر طور پر توجہ دلانا چاھتا ھوں، جو دراصل ھمارے یہاں ھو رھے ھیں اور جن کو باقاعدگی کے ساتھ بڑھانا چاہئے۔ ان دوروں جیسے اقدامات پر پیسہ خرچ کرنے میں افسوس

نہ کرنا چاہئے جس کو ہم اس ریاستی مشینری پر اکثر ضایع کرتے ہیں جو تقریباً پورے طور سے پرانے تاریخی دور کی پیداوار ہے۔

دسمبر ۱۹۲۲ء میں سوویتوں کی کانگرس میں میری جو تقریر ہونےوالی تھی (لیکن وہ نہیں ہوئی) اس کے واسطے میں نے دیہاتی باشندوں کے لئے شہری مزدوروں کی سرپرستی کے بارے میں مواد جمع کیا۔ اس کے بارے میں کچھ مواد مجھے کامریڈ خودوروفسکی سے ملا تھا اور چونکہ میں خود اس کو مرتب کرکے سوویتوں کی کانگرس کے ذریعہ اس کی اشاعت نہ کرسکا اس لئے میں اب اس کو رفیقوں کے سامنے بحث کے لئے پیش کرتا ہوں۔

یہاں ایک بنیادی سیاسی سوال ہے — شہر اور دیہات کے درمیان تعلق، جو ہمارے سارے انقلاب کے لئے فیصلہ کن اہمیت رکھتا ہے۔ جبکہ بورژوا ریاست باقاعدگی کے ساتھ اپنی پوری کوشش اس بات کے لئے کرتی ہے کہ شہری مزدوروں کو کندفہم بنائے اور اس مقصد کے لئے ریاست کے خرچ سے، زارشاہی اور بورژوا پارٹیوں کے خرچ سے سارا لٹریچر شایع کیا جاتا ہے، ہم اپنے اقتدار کو اس کے لئے استعمال کر سکتے ہیں اور کرنا چاہئے کہ شہری مزدور دیہاتی پرولتاریہ میں کمیونسٹ خیالات کو واقعی پھیلانےوالے بن جائیں۔

میں نے ''کمیونسٹ،، کہا لیکن غلطفہمی یا بالکل سیدھے سادے طریقے پر اسے سمجھے جانے کے ڈر سے میں جلدی سے اس کی تفصیل کئے دیتا ہوں۔ کسی صورت میں بھی اس کو یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ہمیں فوراً خالص اور قطعی کمیونسٹ خیالات دیہات میں پھیلانا چاہئے۔ اس وقت تک، جب تک کہ ہمارے دیہاتوں میں کمیونزم کے لئے مادی بنیاد نہیں ہے، یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ مضرت رساں ہوگا بلکہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ کمیونزم کے لئے موت کا باعث ہوگا۔

نہیں۔ ہمیں کام اس طرح شروع کرنا چاہئے کہ شہر اور دیہات کے درمیان تعلقات قائم ہو جائیں اور یہ مقصد پہلے سے طے شدہ ہرگز نہ ہونا چاہئے کہ دیہات پر کمیونزم کو ٹھونسا جائے۔ یہ مقصد فی الحال حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ یہ مقصد

بروقت نہیں ہے۔ ایسے مقصد کو سامنے رکھنا کام کو فائدے کے بجائے نقصان پہنچاتا ہے۔

لیکن شہری مزدوروں اور دیہاتوں میں کام کرنےوالوں کے درمیان تعلقات قائم کرانا، ان کے درمیان اس طرح کی رفاقت پیدا کرانا جس کا قیام ان کے درمیان آسان ہے — یہ ہمارا فرض ہے، یہ برسر اقتدار مزدور طبقے کا ایک بنیادی فریضہ ہے۔ اس کے لئے کئی انجمنیں (پارٹی اور ٹریڈیونینوں کی اور نجی) فیکٹریوں اور کارخانوں کے مزدوروں سے قائم کرنے کی ضرورت ہے جو دیہات کو اس کی تہذیبی ترقی میں مدد دینے کا باقاعدہ فریضہ اپنے سامنے رکھیں۔

کیا تمام شہری جتھوں کو دیہاتی جتھوں سے مربوط کرنا ممکن ہے تاکہ ہر مزدور جتھہ اپنے سے ''رابطہ،، رکھنے والے دیہاتی جتھے کی خدمت کرنے کے ہر موقع سے باقاعدہ فائدہ اٹھا سکے، تاکہ وہ اپنے ساتھی جتھے کے کسی نہ کسی تہذیبی تقاضے کو پورا کرسکے؟ یا رابطے کی دوسری صورتیں تلاش کرنا ممکن ہے؟ میں یہاں اپنے کو صرف سوال پیش کرنے تک محدود رکھتا ہوں، تاکہ اس کی طرف رفیقوں کی توجہ دلاسکوں، تاکہ مغربی سائبیریا میں حاصل کئے ہوئے تجربے کی طرف اشارہ کر سکوں (اس تجربے کے بارے میں مجھے کامریڈ خودوروفسکی نے بتایا ہے) اور تاکہ اس زبردست عالمی تاریخی، تہذیبی فریضے کو اس کی پوری ضخامت میں پیش کر سکوں۔

ہم دیہات کے لئے اپنے سرکاری بجٹ یا سرکاری تعلقات کے علاوہ اور تقریباً کچھ نہیں کر رہے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ شہر سے دیہات کے تہذیبی تعلقات میں خود بخود اور ناگزیر تبدیلی ہو رہی ہے۔ سرمایہ‌دار نظام میں شہر دیہات کو جو دیتا تھا وہ اس کی سیاسی، معاشی، اخلاقی اور جسمانی ابتری وغیرہ کا باعث ہوتا تھا۔ ہمارے یہاں شہر خود بخود دیہات کو اس کے برعکس دینا شروع کر دیتا ہے۔ لیکن یہ سب خود بخود، ہنگامی طور پر ہو رہا ہے اور اس کام کو باشعور ، منصوبہ‌بند اور باقاعدہ

طور سے کر کے بہتر بنایا جاسکتا ہے (اور پھر اس کو سوگنا بڑھایا جاسکتا ہے)۔

ہم صرف اسی وقت آگے بڑھنا شروع کریں گے (اور تب غالباً ہم سوگنا تیزی سے آگے بڑھیں گے)، جب ہم اس سوال کا مطالعہ کرلیں گے، تمام امکانی مزدور تنظیمیں قائم کرلیں گے (ہر طرح ان کو دفترشاھی سے بچا کر) تاکہ ہم اس سوال کو پیش کر سکیں، اس پر بحث مباحثہ کرسکیں اور اس کو عملی جامہ پہنا سکیں۔

۲ جنوری ۱۹۲۳ء

''پراودا''، شمارہ ۲، ۴ جنوری ۱۹۲۳ء
دستخط: ن۔ لینن

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۴۵، صفحات ۳۶۸ — ۳۶۳

کوآپریٹیو کے بارے میں

۱

مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے یہاں کوآپریٹیو کی تحریک کی طرف کافی توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ مشکل سے ہی سب لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اکتوبر انقلاب کے وقت سے اور نئی معاشی پالیسی کے علاوہ (بلکہ اس کے برعکس، ہمیں کہنا چاہئے کہ نئی معاشی پالیسی کیوجہ سے)، ہماری کوآپریٹیو کی تحریک بڑی اہمیت اختیار کرگئی ہے۔ پرانے کوآپریٹیو کارکنوں کے خوابوں میں بہت کچھ خیالی ہے۔ اکثر ان کے یہ موہوم خیالات مضحکہ‌انگیز ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے موہوم خیالات کس بات پر مشتمل ہیں؟ اس پر، کہ لوگ استحصال کرنےوالوں کی حکومت کا تختہ الٹنے کے لئے مزدور طبقے کی سیاسی جدوجہد کی بنیادی، اساسی اہمیت کو نہیں سمجھتے۔ اب ہمارے یہاں یہ تختہ الٹ دیا گیا ہے اور اب اس کا بہت سا حصہ جو پرانے کوآپریٹیو کارکنوں کے خوابوں میں خیالی، حتی‌کہ رومانی اور پیش پا افتادہ تھا انتہائی صاف حقیقت بن گیا ہے۔

ہمارے یہاں واقعی، جب اقتدار مزدور طبقے کے ہاتھ میں آگیا ہے، جب اس ریاستی اقتدار کے قبضے میں سارے ذرائع پیداوار آگئے ہیں تو ہمارے لئے صرف یہ فریضہ باقی رہ گیا ہے کہ ہم آبادی کو کوآپریٹیو سوسائٹیوں میں منظم کریں۔ زیادہ سے زیادہ آبادی کو کوآپریٹیو سوسائٹیوں میں لانے سے اس سوشلزم کے مقاصد

خود بخود حاصل ہو جاتے ہیں جو پہلے بجا طور پر ان لوگوں کے مزاح، طنزیہ مسکراہٹ اور حقارت کا نشانہ تھی جن کو طبقاتی جدوجہد اور سیاسی اقتدار کے لئے جدوجہد کی ضرورت پر صحیح یقین تھا۔ لیکن سب رفیق یہ نہیں سمجھتے کہ اب ہمارے لئے روس میں کوآپریٹیو کی تحریک پھیلانا کتنی زبردست اور وسیع اہمیت کی بات ہے۔ نئی معاشی پالیسی میں ہم نے تاجروں کی حیثیت سے کسانوں کو، نجی تجارت کے اصول کو چھوٹ دی اور اسی سے کوآپریٹیو تحریک کی زبردست اہمیت (کچھ لوگوں کے خیال کے برعکس) پیدا ہوتی ہے۔ حقیقت میں اگر کہا جائے تو نئی معاشی پالیسی کے تحت روس کی آبادی کو کافی وسیع اور بڑی حد تک کوآپریٹیو سوسائٹیوں میں منظم کرنا ہی ہماری ساری ضرورت ہے کیونکہ ہم نے اب نجی مفاد، نجی تجارتی مفاد کو ریاستی جانچ اور کنٹرول سے متحد کرنیکا وہ درجہ، اس کو مشترکہ مفادات کے ماتحت لانے کا وہ درجہ پالیا ہے جو پہلے بہتیرے سوشلسٹوں کے لئے سنگ راہ بنا ہوا تھا۔ درحقیقت بڑے پیمانے کے سارے ذرائع پیداوار پر ریاست کا اقتدار، پرولتاریہ کے ہاتھ میں ریاستی اقتدار، اس پرولتاریہ کا لکھوکہا چھوٹے اور بہت چھوٹے کسانوں سے اتحاد، کسانوں کے لئے اس پرولتاریہ کی رہنمائی کی ضمانت وغیرہ — کیا یہ سب نہیں ہے جس کی ضرورت ہے تاکہ کوآپریٹیو تحریک سے، صرف کوآپریٹیو تحریک سے جس کو ہم پہلے چھوٹے دوکاندار کی حیثیت سے حقیر سمجھتے تھے اور اب نئی معاشی پالیسی کے تحت بھی اس کے کچھ پہلوؤں کو حقیر سمجھنے کا حق رکھتے ہیں، کیا یہ سب نہیں ہے جو مکمل سوشلسٹ سماج بنانے کے لئے ضروری ہے؟ یہ ابھی سوشلسٹ سماج کی تعمیر نہیں ہے لیکن یہ سب اس کی تعمیر کے لئے ضروری اور کافی ہے۔

اسی صورت حال کا اندازہ ہمارے بہت سے عملی کارکن گھٹا کر لگاتے ہیں۔ ہمارے یہاں کوآپریٹیو تحریک کو حقارت سے دیکھا جاتا ہے اور یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اس کوآپریٹیو تحریک کی کتنی غیرمعمولی اہمیت ہے اول، اصولی پہلو سے (ذرائع پیداوار کی ملکیت ریاست کے ہاتھ میں)، دوسرے، نئے سسٹم میں عبور کے پہلو سے

جو کسانوں کے لئے امکانی طور پر زیادہ سادہ، آسان اور قابل قبول طریقے پر ہو رہا ہے۔

لیکن یہ بھی بنیادی اہمیت کی بات ہے۔ ہر طرح کی مزدور تنظیموں کے ذریعہ سوشلزم کی تعمیر کا خیالی خاکہ بنانا ایک بات ہے اور عملی طور پر سوشلزم کی تعمیر اس طرح سے سیکھنا دوسری بات ہے کہ ہر چھوٹا کسان اس تعمیر میں حصہ لے سکے۔ یہی وہ منزل ہے جس تک ہم ابھی پہنچے ہیں۔ اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ اس کو پاکر ہم اس سے بہت کم فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

ہم نئی معاشی پالیسی کو رائج کرکے حد سے آگے بڑھ گئے، اس لحاظ سے نہیں کہ آزاد صنعت اور تجارت کے اصول کو بہت گنجائش دی گئی بلکہ نئی معاشی پالیسی کو رائج کرنے میں ہم اس لحاظ سے حد سے آگے بڑھ گئے کہ ہم نے کوآپریٹیو تحریک کے بارے میں سوچنا فراموش کر دیا، کہ ہم نے کوآپریٹیو تحریک کی زبردست اہمیت کو اس کے متذکرہ بالا دو پہلوؤں سے بھلانا شروع کر دیا۔

میں اب قارئین کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس ''کوآپریٹیو،، اصول کی بنا پر عملی طور سے فوراً کیا کیا جاسکتا ہے اور کرنا چاہئے۔ کن ذرائع سے ہم کو فوراً اس ''کوآپریٹیو،، اصول کو اس طرح فروغ دینا چاہئے کہ اس کی سوشلسٹ اہمیت سب کے لئے اور ہر ایک کے لئے صاف ہو جائے؟

کوآپریٹیو کو سیاسی طور پر اس طرح منظم کرنا چاہئے کہ کوآپریٹیو نہ صرف عام طور پر اور ہمیشہ معینہ مراعات حاصل کر سکیں بلکہ ان مراعات کو خالص ملکیت والی مراعات ہونا چاہئے (بینک کی مفید فیصدی وغیرہ)۔ کوآپریٹیو سوسائٹیوں کو ایسے ریاستی ذرائع بطور قرض دینا چاہئے جو خواہ زیادہ نہ ہوں لیکن ان ذرائع سے زیادہ ہوں جو ہم نجی کاروباروں کو، حتیٰ کہ بھاری صنعت وغیرہ کو قرض کے طور پر دیتے ہیں۔

ہر سماجی نظام محض کسی معینہ طبقے کی مالیاتی حمایت سے ہی نمودار ہوتا ہے۔ ان کروڑوں اور کروڑوں روبلوں کا ذکر نہیں جو ''آزاد،، سرمایہ‌دار نظام کی پیدائش پر صرف ہوئے ہیں۔

اب ہمیں یہ سمجھنا چاہئے اور اس کو عملی جامہ پہنانا چاہئے کہ اس وقت جس سماجی نظام کی ہمیں معمول سے زیادہ حمایت کرنی چاہئے وہ کوآپریٹیو کا نظام ہے۔ لیکن اس کی حمایت اس لفظ کے حقیقی معنی میں کرنی چاہئے یعنی اس حمایت کے تحت ہر کوآپریٹیو لین دین کی حمایت سمجھنا کافی نہیں ہے ــ اس حمایت کے تحت ایسے کوآپریٹیو لین دین کو سمجھنے کی ضرورت ہے جس میں آبادی کی واقعی کثیر تعداد حقیقی طور پر حصہ لیتی ہے۔ اس کسان کو بونس دینا جو کوآپریٹیو لین دین میں حصہ لیتا ہے ــ یہ بالکل ٹھیک بات ہے۔ لیکن اس کے ساتھ اس شرکت کو جانچنا، اس کے شعور اور نیک صفاتی کو جانچنا ــ یہ ہے سارے سوال کا گر۔ سچی بات یہ ہے کہ جب کوآپریٹیو کارکن دیہات میں جاکر کوآپریٹیو کی دوکان کھولتا ہے تو وہاں کے باشندے اسمیں کوئی حصہ نہیں لیتے، لیکن ساتھ ہی وہ اپنے ذاتی مفاد کی وجہ سے اسمیں حصہ لینے میں عجلت کرتے ہیں۔

اس معاملے کو دوسرا پہلو بھی ہے۔ ''مہذب،، (اور سب سے پہلے پڑھے لکھے) یورپی کے نقطۂ نظر سے ہمیں اس کے لئے بہت تھوڑا کرنا رہ گیا ہے کہ ہم ہر شخص کو کوآپریٹیو کے کاموں میں حصہ لینے کے لئے اور محض بے عملی سے نہیں بلکہ سرگرمی سے حصہ لینے کے لئے مجبور کریں۔ سچی بات یہ ہے کہ ہمیں ''صرف،، ایک بات کرنی رہ گئی ہے یعنی ہم اپنے باشندوں کو اتنا ''مہذب،، بنا دیں کہ وہ ہر شخص کے کوآپریٹیو میں حصہ لینے کے سب فوائد سمجھنے لگیں اور اس شرکت کو منظم کریں۔ ''صرف،، یہی۔ سوشلزم تک پہنچنے کے لئے ہمیں اور کسی فاضلانہ بات کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اس ''صرف،، کو کرنے کے لئے پورے انقلاب کی، سارے عوام کی تہذیبی ترقی کے پورے دور کی ضرورت ہے۔ اس لئے ہمارا قاعدہ یہ ہونا چاہئے ــ امکانی طور پر فاضلانہ باتیں کم اور امکانی طور پر قلابازیاں کم۔ اس لحاظ سے نئی معاشی پالیسی ترقی کا قدم ہے کیونکہ وہ انتہائی معمولی کسان کے معیار کے لئے اپنے کو موزوں بناتا ہے، کہ وہ کسان سے کسی اونچی بات کا تقاضہ نہیں کرتا۔ لیکن نئی معاشی پالیسی

کے ذریعہ آبادی کے ہر شخص کو کوآپریٹیو میں لانے کے لئے ایک پورے تاریخی دور کی ضرورت ہے۔ ہم اس دور کو کم از کم ایک یا دو دہائی برسوں میں طے کر سکتے ہیں۔ لیکن بہرحال یہ خاص تاریخی دور ہوگا اور اس تاریخی دور کے بغیر، ہر شخص کے خواندہ ہوئے بغیر، کافی حد تک قابلیت کے بغیر، کافی حدتک آبادی کو یہ سکھائے بغیر کہ وہ کتاب کو کام میں لائے اور اس کے لئے مادی بنیاد کے بغیر، اور مثال کے لئے بری فصلوں اور قحط وغیرہ کے خلاف کسی ضمانت کے بغیر — ان تمام باتوں کے بغیر ہم اپنے مقصد کو نہیں پورا کر سکیںگے۔ اب سارا کام یہ ہے کہ ہم اس انقلابی پیمانے کو، اس انقلابی ولولے کو، جس کا اظہار ہم نے کیا ہے اور کافی کیا ہے اور اس کو مکمل کامیابی سے مالامال کیا ہے، سمجھدار اور پڑھے لکھے تاجر ہونے کی قابلیت سے متحد کرسکیں (میں یہاں تقریباً یہی کہنا چاہتا ہوں) جو اچھے کوآپریٹیو کارکن کے لئے بالکل کافی ہے۔ میں تاجر ہونے کی قابلیت میں مہذب تاجر ہونے کی قابلیت سمجھتا ہوں۔ یہ بات روسی لوگوں یا محض کسان کے ذہن میں بیٹھ جانا چاہئے جو سوچتا ہے کہ اگر وہ تجارت کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ تاجر ہو سکتا ہے۔ یہ بالکل ٹھیک نہیں ہے۔ وہ تجارت کرتا ہے لیکن اس کے اور مہذب تاجر ہونے کی قابلیت کےدرمیان بہت دوری ہے۔ وہ اس وقت ایشیائی ڈھنگ سے تجارت کرتا ہے اور تاجر بننے کی قابلیت کے لئے یورپی ڈھنگ سے تجارت کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سے ایک پورا دور اس کو دور کرتا ہے۔

آخر میں، متعدد معاشی، مالیاتی اور بینک کی مراعات کوآپریٹیو کے لئے ہونی چاہئیں۔ ہماری سوشلسٹ ریاست کی طرف سے آبادی کی تنظیم کے نئے اصول کی حمایت اسی پر مشتمل ہونی چاہئے۔ لیکن اس طرح فریضے کو ابھی عام خاکے میں پیش کیا گیا ہے، کیونکہ یہاں عملی فریضے کی ساری باتوں کی وضاحت اور تفصیل نہیں ہے یعنی ''بونس،، کی اس شکل کو (اور اس کو دینے کی وہ شرطیں) تلاش کرنے کی ضرورت ہے جو ہم کوآپریٹیو میں شامل ہونے کے لئے دیتے ہیں، بونس کی وہ شکل جس کے ذریعہ ہم کوآپریٹیو

کی کافی مدد کر سکتے ھیں۔ بونس وہ شکل جس کے ذریعہ ھم کی مہذب کوآپریٹیو کارکن پاتے ھیں۔ اور ذرائع پیداوار کی سماجی ملکیت میں، بورژوازی پر پرولتاریہ کی طبقاتی فتح میں مہذب کوآپریٹیو کارکنوں کا نظام — سوشلزم کا نظام ھے۔

۴ جنوری ۱۹۲۳ء

۲

ھمیشہ، جب بھی میں نے نئی معاشی پالیسی کے بارے میں لکھا اپنے ۱۹۱۸ء کے اس مضمون کا حوالہ دیا جو ریاستی سرمایہ‌داری کے بارے میں ھے*۔ اس نے بعض نوجوان رفیقوں میں کئی بار شبہات پیدا کئے ھیں۔ لیکن ان کے شبہات زیادہ‌تر مجرد سیاست کے بارے میں تھے۔

ان کے خیال میں ریاستی سرمایہ‌داری کو ایسا نظام نہ کہنا چاھئے جسمیں ذرائع پیداوار مزدور طبقے کی ملکیت ھوں اور یہ مزدور طبقہ برسر اقتدار ھو۔ بہرحال، انھوں نے یہ غور نہیں کیا کہ میں نے ''ریاستی سرمایہ‌داری'' کی اصطلاح استعمال کی ھے اول، ھماری موجودہ پوزیشن کو تاریخی طور پر اس پوزیشن سے مربوط کرنے کے لئے جو میں نے نام نہاد بائیں بازو کے کمیونسٹوں سے مباحثے کے دوران اختیار کی تھی اور میں نے اسی وقت یہ بھی ثابت کیا تھا کہ ریاستی سرمایہ‌داری ھماری موجودہ معیشت سے برتر ھوگی۔ میرے لئے معمولی ریاستی سرمایہ‌داری اور اس غیرمعمولی، حتی‌کہ بہت ھی غیرمعمولی ریاستی سرمایہ‌داری کے درمیان مسلسل رابطہ دکھانا اھم تھا جس کا ذکر میں نے قاری کو نئی معاشی پالیسی سے متعارف کراتے ھوئے کیا تھا۔ دوسرے، میرے لئے

* دیکھئے اس ایڈیشن کا حصۂ سوم، صفحات ۱۶۲ — ۱۲۸۔ (ایڈیٹر)

ہمیشہ عملی مقصد اہم رہا ہے ۔ اور ہماری نئی معاشی پالیسی کا عملی مقصد مراعات تھا ۔ ہمارے حالات میں مراعات بلاشبہ خالص قسم کی ریاستی سرمایہ‌داری ہوتیں ۔ اسی طرح سے میں نے ریاستی سرمایہ‌داری کے بارے میں دلیل کی تھی ۔

لیکن معاملے کا ایک اور رخ بھی ہے جس کے لئے ہمیں ریاستی سرمایہ‌داری کی ضرورت ہو سکتی ہے یا کم‌ازکم اس کے ہم پلہ کی ۔ یہ سوال کوآپریٹیو کے بارے میں ہے ۔

سرمایہ‌دار ریاستوں میں کوآپریٹیو بلاشبہ اجتماعی سرمایہ‌دار ادارے ہیں ۔ اور اسمیں بھی شبہ نہیں کہ ہماری موجودہ معاشی حقائق کے حالات میں جبکہ ہم نجی سرمایہ‌دار اداروں کو (لیکن صرف سماجی آراضی پر اور صرف مزدور طبقے کے ریاستی اقتدار کے کنٹرول کے تحت) ان اداروں سے متحد کر رہے ہیں جو اصولی طور پر سوشلسٹ قسم کے ہیں (اور ذرائع پیداوار اور زمین، جس پر ادارہ واقع ہے، اور مکمل طور پر سارا ادارہ بھی ریاست کی ملکیت ہے) ان حالات میں تیسرے قسم کے اداروں کا سوال پیدا ہوتا ہے جو پہلے بنیادی اہمیت کے نقطۂ نظر سے خود مختار نہیں تھے یعنی کوآپریٹیو اداروں‌کا ۔ نجی سرمایہ‌داری میں، کوآپریٹیو ادارے سرمایہ‌دار اداروں سے اسی طرح مختلف ہوتے ہیں جیسے اجتماعی ادارے نجی اداروں سے مختلف ہوتے ہیں ۔ ریاستی سرمایہ‌داری میں کوآپریٹیو ادارے ریاستی سرمایہ‌دار اداروں سے مختلف ہوتے ہیں کیونکہ اول، وہ نجی ادارے ہیں اور دوسرے، وہ اجتماعی ہیں ۔ ہمارے موجودہ نظام میں کوآپریٹیو ادارے نجی سرمایہ‌دار اداروں سے بطور اجتماعی اداروں کے مختلف ہیں لیکن سوشلسٹ اداروں سے مختلف نہیں ہیں اگر ان کی زمین اور ذرائع پیداوار ریاست کی یعنی مزدور طبقے کی ملکیت ہیں ۔

کوآپریٹیو کے بارے میں بحث کے دوران ہمارے یہاں اس صورت حال پر کافی غور نہیں کیا جاتا ہے ۔ یہ بھلا دیا جاتا ہے کہ ہمارے ریاستی نظام کی خصوصیت کیوجہ سے کوآپریٹیو کو غیرمعمولی اہمیت حاصل ہے ۔ اگر ہم مراعات کو نکال دیں جن

کو برسبیل تذکرہ ہمارے یہاں کافی فروغ نہیں ملا ہے تو ہمارے حالات میں کوآپریٹیو سوشلزم سے بالکل مطابقت رکھتی ہیں۔

میں اپنے خیال کی وضاحت کرتا ہوں۔ پرانے کوآپریٹیو کارکنوں کے منصوبے، روبرٹ اووین سے شروع ہو کر، کس بات میں خیالی تھے؟ اسمیں کہ وہ اپنے زمانے کے سماج کو پرامن طور سے سوشلزم میں ڈھالنے کے خواب دیکھتے تھے، ایسے بنیادی سوالوں کا لحاظ کئے بغیر جیسے طبقاتی جدوجہد کا سوال، مزدور طبقے کا سیاسی اقتدار حاصل کرنا اور استحصال کرنےوالے حکمراں طبقے کا تختہ الٹنا۔ اسی لئے ہم اس ''کوآپریٹیو،، سوشلزم کو خیالی سمجھنے میں بالکل بجا ہیں جو رومانی اور حتی کہ ان خوابوں میں پیش پاافتادہ ہے کہ محض آبادی کی کوآپریٹیوکاری کے ذریعہ طبقاتی دشمن کو طبقاتی شریک کار اور طبقاتی جنگ کو طبقاتی امن (نام نہاد شہری امن) میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

موجودہ زمانے کے بنیادی فریضے کے نقطۂ نظر سے ہم بلاشبہ ٹھیک تھے کیونکہ ملک میں سیاسی اقتدار کے لئے طبقاتی جدوجہد کے بغیر سوشلزم کا حصول ممکن نہیں ہے۔

لیکن دیکھئے، اب حالت کیسی بدل گئی ہے، جب مزدور طبقے کے ہاتھ میں ریاستی اقتدار آگیا، جب استحصال کرنے والوں کے سیاسی اقتدار کا تختہ الٹ دیا گیا اور جب سارے ذرائع پیداوار (سوائے ان کے جو مزدور ریاست نے وقتی طور پر اور شرائط کے ساتھ استحصال کرنےوالوں کو بطور مراعات دئے ہیں) مزدور طبقے کے ہاتھ میں آگئے ہیں۔

اب ہم یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ کوآپریٹیو کی معمولی افزائش ہی ہمارے لئے (اوپر بتائی ہوئی بعض ''معمولی،، استثناؤں کے ساتھ) سوشلزم کی افزائش سے مطابقت رکھتی ہے اور اس کے ساتھ ہی ہم سوشلزم کے بارے میں اپنے نقطۂ نظر میں بنیادی تبدیلی کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ یہ بنیادی تبدیلی اس میں ہے کہ پہلے ہم سیاسی جدوجہد، انقلاب اور حصول اقتدار پر خاص زور دیتے تھے اور زور دینا چاہئے تھا۔ اب خاص زور

پرامن، منظم ''تہذیبی،، کام کی طرف منتقل ہو رہا ہے۔ میں یہ کہنے کے لئے تیار ہوں کہ اب خاص زور تہذیبی کام کی طرف منتقل ہو رہا ہے، اگر بین‌اقوامی صورت حال ایسی نہ ہوتی کہ ہم بین‌اقوامی پیمانے پر اپنی پوزیشن کے لئے جدوجہد کرنے پر مجبور ہیں۔ لیکن اگر اس کو ہم ایک طرف چھوڑ دیں اور اندرونی معاشی صورت حال تک محدود رہیں تو ہمارے یہاں اب واقعی زور تہذیبی کام کی طرف منتقل ہو رہا ہے۔

ہمارے سامنے اس دور کے دو بڑے اہم فریضے ہیں۔ یہ فرائض ہیں — ہماری ریاستی مشینری کی ازسرنو تشکیل جو کسی جگہ ٹھیک نہیں بیٹھتی اور جو پوری کی پوری ہم نے ماضی کے دور سے لی ہے اور پانچ سال کی جد و جہد کے دوران ہم اس کی ازسر نو تشکیل کے لئے نہ تو کچھ کر سکے اور نہ کر سکتے تھے۔ ہمارا دوسرا فریضہ کسانوں میں تہذیبی کام ہے۔ اور کسانوں میں اس تہذیبی کام کا معاشی مقصد کوآپریٹیوکاری ہی ہے۔ مکمل کوآپریٹیوکاری کی صورت میں ہم سوشلسٹ بنیاد پر دونوں پیروں سے کھڑے ہوتے۔ لیکن مکمل کوآپریٹیوکاری کی اس صورت میں کسانوں میں (کسانوں میں ہی کثیر تعداد لوگوں کی حیثیت سے) ایسا معیار تہذیب شامل ہے کہ یہ مکمل کوآپریٹیو کاری بغیر پورے تہذیبی انقلاب کے ممکن نہیں ہے۔

ہمارے مخالفین نے ہم سے بار بار کہا کہ ہم اس ملک میں جو کافی طور پر مہذب نہیں ہے سوشلزم کو مسلط کرکے بیوقوفی کر رہے ہیں۔ لیکن انہوں نے غلطی کی کیونکہ ہم نے اس سرے سے نہیں شروع کیا جو تھیوری میں (طرح طرح کے کٹر نظریات‌پرستوں کی) پیش کیا گیا تھا اور ہمارے یہاں سیاسی اور سماجی انقلاب تہذیبی انقلاب سے پہلے آیا، اس تہذیبی انقلاب سے جس سے ہم اب بہرحال دو چار ہیں۔

اس وقت ہمارے لئے یہ تہذیبی انقلاب ہمارے ملک کو مکمل سوشلسٹ ملک بنانے کے لئے کافی ہے۔ لیکن یہ تہذیبی انقلاب ہمارے سامنے خالص تہذیبی (کیونکہ ہم ناخواندہ ہیں)

اور مادی نوعیت (کیونکہ مہذب بننے کے لئے ہمیں پیداوار کے مادی ذرائع میں معینہ ترقی کرنی چاہئے، ہمیں معینہ مادی بنیاد رکھنی چاہئے) کی مشکلات پیش کرتا ہے۔

۶ جنوری ۱۹۲۳ء

پہلی بار ''پراودا،، کے ۱۱۵
و ۱۱۶ شماروں میں ۲۶ و ۲۷
مئی ۱۹۲۳ء کو شایع ہوا
دستخط: ن۔ لینن

لینن کا مجموعۂ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن،
جلد ۴۵، صفحات ۳۷۷ — ۳۶۹

ہمارے انقلاب کے بارے میں

(ن۔ سوخانوف کے رقعوں کے سلسلے میں[108])

۱

میں ان دنوں انقلاب کے بارے میں سوخانوف کے نوشتوں کی ورق گردانی کر رہا تھا۔ اسمیں ہمارے سارے پیٹی‌بورژوا ڈیموکریٹوں اور دوسری انٹرنیشنل کےسارے ہیروؤں کی کتاب‌پرستی پر خاص طور سے نظر پڑتی ہے۔ اس بات کو تو جانے دیجئے کہ وہ سب غیرمعمولی طور پر بزدل ہیں، کہ جب جرمن ڈھرے سے ذرا بھی ہٹنے کا سوال پیدا ہوتا ہے تو ان میں کے بہترین لوگ بھی اگر مگر کرنے لگتے ہیں، سارے پیٹی‌بورژوا ڈیموکریٹوں کی اس صفت کا ذکر نہ کرتے ہوئے جس کا انھوں نے پورے انقلاب کے دوران کافی اظہار کیا ہے، ان کی ماضی کی غلامانہ نقل پر نگاہ جاتی ہے۔

وہ سب اپنے کو مارکسیسٹ کہتے ہیں لیکن مارکس‌ازم کو ناممکن حد تک کتاب‌پرستی کی طرح سمجھتے ہیں۔ انھوں نے بالکل یہ نہیں سمجھا کہ مارکس‌ازم میں بنیادی کیا ہے یعنی اس کی انقلابی جدلیات۔ حتی‌کہ مارکس کے یہ علانیہ بیان کہ انقلابی لمحے کا تقاضہ زیادہ سے زیادہ لوچ ہے (۱۰۹) ان کی سمجھ میں قطعی نہیں آیا اور مثلاً وہ مارکس کے ان بیانات تک کو بھی نہ دیکھ سکے جو انھوں نے اپنے خطوط میں، میرے خیال میں ۱۸۵۶ء میں، پیش کئے تھے اور یہ امید ظاہر کی تھی کہ جرمنی میں کسانوں کی جنگ کو، جو انقلابی صورت‌حال پیدا کر سکتی تھی، مزدوروں کی تحریک سے متحد کر دیا جائے (۱۱۰)۔ اس صاف بیان تک کو بھی

وہ نظرانداز کرتے ہیں اور اس کے گرد وپیش میں اس طرح چکر لگا رہے ہیں جیسے بلی گرم کھیر کے گرد لگاتی ہے۔

ان کا پورا رویہ بزدل اصلاح‌پرستوں کی حیثیت سے خود ان کا پردہ چاک کرتا ہے جو بورژوازی سے دست‌کشیدہ ہونے سے ڈرتے ہیں، ان سے ناتہ توڑنا تو الگ رہا، اور ساتھ‌ھی اپنی بزدلی کو انتہائی غیرذمہ‌دارانہ لفاظی اور خودستائی سے چھپاتے ہیں۔ حتی‌کہ خالص نظریاتی نقطۂ نظر سے ان سب کی اس بات پر ہماری نگاہ جاتی ہے کہ وہ مارکس‌ازم کے مندرجہ‌ذیل خیالات کو سمجھنے کی بالکل صلاحیت نہیں رکھتے: انہوں نے ابھی تک مغربی یورپ میں سرمایہ‌دار نظام اور بورژوا جمہوریت کے ارتقا کا نپاتلا راستہ دیکھا ہے اور یہ تصور نہیں کرسکتے کہ اس راستے کو محض مناسب تغیروتبدل کے ساتھ نمونے (mutatis mutandis) کے طور پر اختیار کیا جاسکتا ہے اور صرف کچھ ترمیموں کے ساتھ (جو عالمی تاریخ کے عام ارتقا کے نقطۂ نظر سے بالکل غیراہم ہیں)۔

اول — پہلی عالمی سامراجی جنگ سے متعلق انقلاب۔ ایسے انقلاب میں نئے خطوخال یا خود جنگ سے پیدا ہونےوالی تبدیلیوں کا اظہار ہونا چاہئے تھا کیونکہ دنیا میں اس سے پہلے ایسی جنگ ایسے حالات میں نہیں ہوئی تھی۔ ابھی تک ہم دیکھتے ہیں کہ انتہائی دولت‌مند ملکوں کی بورژوازی بھی اس جنگ کے بعد ''معتدل،، بورژوا تعلقات کو بحال نہیں کر سکی ہے لیکن ہمارے اصلاح‌پرست، پیٹی بورژوا جو انقلابی بنتے ہیں معتدل بورژوا تعلقات کو حد سمجھتے تھے اور سمجھتے ہیں (اس سے آگے نہیں جاتے ہیں) مزیدبرآں اس ''اعتدال،، کے بارے میں ان کا خیال انتہائی مبتذل اور تنگ‌نظرانہ ہے۔

دوسرے — ان کے لئے یہ خیال بالکل اجنبی ہے کہ اگرچہ مجموعی طور پر عالمی تاریخ کا ارتقاعام قوانین کی پیروی کرتا ہے لیکن اس کو مسترد نہیں کیا جاسکتا بلکہ اس کے برعکس یہ ماننا چاہئے کہ ارتقا کے بعض ادوار میں اس ارتقا کی شکل یا اس کے سلسلے میں غیرمعمولی باتوں کا اظہار ہو سکتا ہے۔ مثلاً ان کے دماغ تک میں بھی یہ بات نہیں آتی کہ روس مہذب ملکوں اور

ان ملکوں کے درمیان سرحد پر کھڑا ہے جن کو جنگ پہلی بار قطعی طور پر تہذیب کی طرف کھینچ لائی ہے ، سارے مشرق کے ملکوں کو ، یورپ سے باهر کے ملکوں کو ، کہ اسی لئے روس کچھ غیرمعمولی باتوں کا اظہار کرسکا اور اس کو کرنا چاهئے تھا جو اگرچہ عالمی ارتقا کی عام لائن کے مطابق هیں پھر بھی وہ اس کے انقلاب کو تمام پہلے ہونےوالے مغربی یورپی ملکوں کے انقلابوں سے ممیز کرتی هیں اور مشرق کے ملکوں کیطرف انقلاب کے بڑھنے کے دوران کچھ جزوی اختراعات رائج کرتی هیں۔

مثلاً وہ دلیل انتہائی مبتذل ہے جو انھوں نے مغربی یورپ کی سوشل ڈیموکریسی کے ارتقا کے دوران رٹ لی ہے جو اس پر مشتمل ہے کہ ہم سوشلزم کے لئے پختہ نہیں ہوئے ہیں ، کہ ، ان حضرات میں سے مختلف ''صاحبان علم،، کے قول کے مطابق ، ہمارے یہاں سوشلزم کے لئے معروضی معاشی شرائط نہیں ہیں۔ ان میں سے کسی کے دماغ میں یہ نہیں آتا کہ وہ اپنے سے پوچھے : کیا وہ لوگ جو پہلی سامراجی جنگ کی پیدا کی ہوئی انقلابی صورتحال سے دوچار ہوئے ، کیا وہ لوگ اپنی حالت کی بے بسی کے زیراثر اس جدوجہد میں نہیں کود سکے جو ان کے لئے تہذیب کی مزید ترقی کے واسطے کچھ غیرمعمولی حالات حاصل کرنے کا کوئی نہ کوئی موقع فراہم کرسکے ؟

'' روس پیداواری طاقت کی ترقی میں اس بلندی کو نہیں پہنچا ہے جسمیں سوشلزم ممکن ہو ،،۔ دوسری انٹرنیشنل کے سارے ہیرو جن میں سوخانوف بھی ہیں اس بات کا ڈھنڈھورا پیٹتے ہیں۔ اس مسلمہ بات کو وہ ہزاروں طرح سے دوہراتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ہمارے انقلاب کے اندازے کے لئے یہ فیصلہ کن ہے۔

لیکن کیا ہوا اگر غیرمعمولی صورت حال نے روس کو ، اول ، عالمی سامراجی جنگ میں مبتلا کر دیا جسمیں کم و بیش ہر بااثر مغربی یورپی ملک مبتلا ہو گیا ، اس صورت حال نے روس کے ارتقا کو ان انقلابوں کی چوکھٹ پر کھڑا کر دیا جو مشرق میں پک رہے تھے یا شروع ہو چکے تھے اور ایسے حالات پیدا کئے جن میں ہم '' کسانوں کی جنگ ،، اور مزدوروں کی تحریک کے درمیان وہ اتحاد

پیدا کر سکیں جس کے بارے میں خود مارکس جیسے ''مارکسیسٹ،، نے ۱۸۵۶ء میں پروشیا کے لئے ایک امکان کی حیثیت سے لکھا تھا۔

تو کیا ہوا اگر بالکل ناقابل عبور صورت حال نے مزدوروں اور کسانوں کی کوششوں کو دس گنا بڑھا کر ہمیں اس بات کا موقع فراہم کیا کہ ہم تہذیب کے بنیادی شرائط کے قیام کے لئے مغربی یورپ کے تمام دوسرے ملکوں سے مختلف راستہ اختیار کریں؟ کیا اسکی وجہ سے عالمی تاریخ کے ارتقا کی عام لائن بدل گئی؟ کیا اسکی وجہ سے ہر ملک میں بنیادی طبقوں کے بنیادی باھمی تعلقات بدل گئے جو تاریخ عالم کی عام دھارے میں کھنچ کر آرہا ھے یا آچکا ھے؟

اگر سوشلزم کی تعمیر کے لئے ایک معینہ تہذیبی معیار کی ضرورت ھے (حالانکہ کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ معینہ ''تہذیبی معیار،، کیا ھے کیونکہ یہ مغربی یورپ کے ہر ملک میں مختلف ھے) تو پھر ہم اس طرح ابتدا کیوں نہیں کر سکتے کہ انقلابی طریقے سے اس معینہ معیار کے لئے لازمی شرائط حاصل کرلیں اور اس کے بعد مزدور — کسان اقتدار اور سوویت نظام کی بنیاد پر دوسری قوموں کے برابر پہنچنے کے لئے بڑھیں۔

۱۶ جنوری ۱۹۲۳ء

۲

آپ کہتے ہیں کہ سوشلزم کی تعمیر کے لئے تہذیب یافتہ ہونا ضروری ھے۔ اچھی بات ھے۔ لیکن پھر ہم ابتدا میں اپنے ملک کے اندر تہذیب کے ایسے لازمی شرائط کیوں نہیں پیدا کرسکتے تھے جیسے جاگیرداروں اور روسی سرمایہ‌داروں کو نکال باھر کرنا اور پھر سوشلزم کی طرف آگے بڑھنا؟ آپ نے یہ کن کتابوں میں پڑھا ھے کہ عام تاریخی سلسلے کی ایسی تبدیلیاں ناروا اور ناممکن ہیں؟

میرے خیال میں نپولین نے لکھا تھا: «On s'engage et puis... on voit» جس کا آزاد ترجمہ یہ ہوا ''پہلے گھمسان کی لڑائی میں اترنا چاہئے پھر وہاں سب کچھ دیکھا جا سکتا ھے،،۔ ہاں، ہم

پہلے اکتوبر ۱۹۱۷ء میں گھمسان کی لڑائی میں اترے اور وہاں ہم نے ترقی کی ایسی تفصیلات دیکھیں (عالمی تاریخ کے نقطۂ نظر سے یہ بلاشبہ تفصیلات ہیں) جیسے بریست کا معاہدہ یا نئی معاشی پالیسی وغیرہ اور اب اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ بنیادی طور پر ہم نے فتح حاصل کی ہے۔

ہمارے سوخانوف، ان سوشل ڈیموکریٹوں کا ذکرتوجانے دیجئے جو ان سے بھی زیادہ دائیں جانب ہیں، یہ خواب بھی نہیں دیکھتے کہ عموماً کسی دوسری طرح سے انقلاب ہوسکتے ہیں۔ ہمارے یورپی تنگ‌نظر لوگ بھی یہ خواب نہیں دیکھتے کہ مشرقی ملکوں میں، جو کہیں زیادہ وسیع آبادی اور کہیں زیادہ نوع‌بنوع سماجی حالات رکھتے ہیں، آنےوالے انقلاب بلاشبہ روسی انقلاب کے مقابلے میں زیادہ نوع بنوع شکلوں کے حامل ہوں گے۔

یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ کاؤتسکی کی لائن پر لکھی ہوئی نصابی کتاب اپنے زمانے میں بڑی کارآمد چیز تھی۔ لیکن اب اس خیال کو ترک کرنے کا وقت آ گیا ہے کہ گویا اس نصابی کتاب نے عالمی تاریخ کے آئندہ کے ارتقا کی سبھی شکلوں کی پیش‌بینی کرلی ہے۔ جو اس طرح سوچتا ہے اس کے احمق ہونے کے اعلان کا وقت آ گیا ہے۔

۱۷ جنوری ۱۹۲۳ء

۳۰ مئی ۱۹۲۳ء کو ”پراودا“
کے شمارہ ۱۱۷ میں شایع ہوا
دستخط: لینن

لینن کا مجموعۂ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۴۵،
صفحات ۳۸۲—۳۷۸

چاھے کم ھو مگر ھو بہتر

جہاں تک ریاستی مشینری کو بہتر بنانے کا سوال ھے ، میرے خیال میں ، مزدور کسان نگراں ادارے کو نہ تو مقدار بڑھانا اور نہ جلدی کرنا چاھئے ۔ ھم ابھی تک اپنی ریاستی مشینری کی کوالٹی کے بارے میں اتنا کم سوچ سکے ھیں اور توجہ دے سکے ھیں کہ اب اس کی خاص سنجیدگی کے ساتھ تیاری اور مزدور کسان نگراں ادارے میں ایسے کارکنوں کا عملہ مرکوز کرنے کے بارے میں توجہ کرنا بجا ھوگا جو موجودہ زمانے کی خوبیوں کا حامل ھو یعنی جو مغربی یورپ کے بہترین معیاروں سے کم نہ ھو ۔ دراصل ایک سوشلسٹ ریپبلک کے لئے یہ شرط بہت زیادہ معمولی ھے ۔ لیکن پہلے پانچ سال کے تجربوں نے ھمارے دماغ بےاعتمادی اور شبہات سے کافی بھر دئے ھیں ۔ یہ خصوصیات غیرارادی طور پر اس حالت میں کافی نمایاں ھو جاتی ھیں ، مثلاً جب لوگ ''پرولتاری،، کلچر کے بارے میں بہت اور لاپروائی سے باتیں بنانے لگتے ھیں ۔ ابتدا کے لئے ھمارے واسطے اصلی بورژوا کلچر کافی ھے ، ابتدا کے لئے ھمیں بورژوا سے قبل والے بھدے قسم کے کلچروں سے یعنی نوکرشاھی یا کسان غلاموں کے کلچر سے دامن بچاکر نکل جانا ھی اچھا ھوتا ۔ کلچر کے مسائل میں عجلت اور ھمہ گیر اقدامات سب سے زیادہ مضرت‌رساں ھوتے ھیں ۔ ھمارے بہت سے نوجوان ادیبوں اور کمیونسٹوں کو یہ بات اپنے دماغ میں بٹھا لینا چاھئے ۔

اور اس طرح ریاستی مشینری کے مسئلے میں ھمیں ماضی کے تجربے سے اب یہ نتیجہ اخذ کرنا چاھئے کہ زیادہ آھستہ آگے بڑھنا بہتر ھوگا۔

ھمارے یہاں ریاستی مشینری کی حالت اس درجے تک افسوسناک ھے، اگر اس کو گھناؤنی نہ کہیں، کہ ھمیں شروع سے ھی اچھی طرح سوچنا چاھئے کہ اس کی خامیوں کے خلاف کیسے لڑا جائے، یہ خیال رکھتے ھوئے کہ ان خامیوں کی جڑماضی میں ھے جس کا اگرچہ تختہ الٹا جا چکا ھے لیکن بالکل اکھاڑکر نہیں پھینکا گیا ھے، کلچر کی وہ منزل ابھی نہیں آئی ھے جو دور ماضی میں چلی گئی تھی۔ میں نے یہاں خاص طور سے کلچر کا سوال اٹھایا کیونکہ ان معاملوں میں صرف اسی کو حاصل سمجھنا چاھئے جو کلچر میں، زندگی میں اور رسم و رواج میں آ گیا ھے۔ ھم یہ کہہ سکتے ھیں کہ ھمارے سماجی نظام کی اچھائیوں کا آخری حد تک مطالعہ نہیں کیا گیا، سمجھا نہیں گیا، محسوس نہیں کیا گیا ھے۔ ان کو جلدی سے ھتھیا لیا گیا ھے، ان کی جانچ اور آزمائش نہیں کی گئی، تجربے سے تصدیق نہیں کی گئی اور مضبوط نہیں بنایا گیا وغیرہ۔ درحقیقت انقلابی دور میں اور دماغ کو چکرا دینےوالے ایسے تیز رفتار ارتقا میں جس نے ھمیں پانچ سال میں زارشاھی سے لیکر سوویت نظام تک پہونچایا، اس کے سوا اور کچھ ھو بھی نہیں سکتا تھا۔

بروقت عقل سے کام لینا چاھئے۔ بہت زیادہ تیزی سے آگے بڑھنے، ھر طرح کی ڈینگ وغیرہ کے خلاف معقول بےاعتمادی کا احساس کرنا چاھئے۔ آگے کی طرف ان قدموں کی آزمائش کے بارے میں سوچنا چاھئے جنکا اعلان ھم ھر گھنٹے کرتے ھیں، ھر منٹ ان کو کرتے ھیں اور پھر ھر سکنڈ یہ ثابت کرتے ھیں کہ وہ ناپائدار، نامعقول اور ناقابلفہم ھیں۔ یہاں سب سے زیادہ مضرترساں عجلت ھوگی۔ سب سے زیادہ مضرترساں یہ مفروضہ ھوگا کہ گویاھم کچھ نہ کچھ جانتے ھیں یا یہ کہ ھمارے یہاں واقعی نئی مشینری بنانے کے لئے جو واقعی سوشلسٹ اور سوویت وغیرہ کہلانے کے لائق ھو کافی تعداد میں عناصر موجود ھیں۔

نہیں ، ایسی مشینری اور حتی کہ اس کے عناصر تک ہمارے یہاں مضحکہ‌انگیز حدتک کم ہیں اور ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس کے قیام کے لئے ہمیں وقت کی کنجوسی نہ کرنا چاہئے اور اس پر بہت بہت سال خرچ کرنا چاہئے۔

اس مشینری کو بنانے کے لئے ہمارے یہاں کیا عناصر ہیں ؟ صرف دو ۔ اول وہ مزدور جو کھنچ کر سوشلزم کی جدوجہد میں آ گئے ہیں ۔ یہ عناصر کافی تعلیم‌یافتہ نہیں ہیں ۔ وہ ہمیں بہتر مشینری دینا چاہتے ہیں لیکن وہ نہیں جانتے کہ اس کو کیسے کرنا ہوگا ۔ وہ اس کو نہیں کر سکتے ہیں ۔ انھوں نے ابھی تک اپنے میں ایسا ارتقا ، ایسا کلچر نہیں پیدا کیا ہے جو اس کے لئے ضروری ہے ۔ اور اس کے لئے کلچر ہی ضروری ہے ۔ یہاں عجلت یا دھاوے ، زور شور یا جوش یا عام طور پر بہترین انسانی خصوصیات سے کچھ کرنا ممکن نہیں ہے ۔ دوسرے ، علم ، تعلیم اور تربیت کے عناصر ، جو ہمارے یہاں تمام دوسرے ملکوں کے مقابلے میں مضحکہ‌انگیز حدتک کم ہیں ۔

یہاں ہمیں یہ نہ بھولنا چاہئے کہ ہم اس علم کی کمی کو جوش یا تیزی وغیرہ سے پورا کرنے کا ضرورت سے زیادہ رجحان رکھتے ہیں (یا یہ تصور کرتے ہیں کہ اس کمی کو پورا کرسکتے ہیں) ۔

ہمیں چاہئے کہ اپنی ریاستی مشینری کی تعمیرنو کے لئے یہ فریضہ اپنے سامنے رکھیں : اول — سیکھنا ، دوم — سیکھنا ، سوم — سیکھنا اور پھر اس کو جانچنا کہ ہمارے یہاں سائنس بے‌جان لفظ یا فیشن‌ایبل جملہ نہ رہ جائے (اور کوئی راز کی بات نہیں ہے کہ یہ ہمارے یہاں خاص طور سے اکثر سے ہوتا ہے) ، کہ سائنس واقعی ہمارے دل و جان میں جگہ پائے ، پوری طرح اور واقعی ہماری سماجی زندگی کا جز بن جائے ۔ مختصر یہ کہ ہمیں وہ تقاضے نہ کرنا چاہئے جو بورژوا مغربی یورپ کرتا ہے بلکہ وہ تقاضے جو ایسے ملک کے لئے مناسب اور صحیح ہیں جس نے ایک سوشلسٹ ملک بننے کا فریضہ اپنے سامنے رکھا ہے ۔

جو کہا گیا ہے اس سے یہ نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں : ہمیں مزدور کسان نگراں ادارے کو اپنی مشینری بہتر بنانے کے آلے کی حیثیت سے واقعی مثالی ادارہ بنا دینا چاہئے ۔

اس کو ضروری بلندی تک پہنچانے کے لئے اس قاعدے پر عمل کرنا چاہئے : ”سات بار ناپو ، ایک بار کاٹو ،،۔

اس کے لئے یہ ضرورت ہے کہ ہم اپنے سماجی نظام میں جو کچھ واقعی بہترین ہے اس کو انتہائی احتیاط ، سوچ بچار اور معلوسات کے ساتھ نئی عوامی کمیساریت بنانے کے لئے استعمال کریں۔

اس کے لئے یہ ضرورت ہے کہ ہمارے سوشلسٹ نظام میں بہترین عناصر ، جیسے اول ، ترقی‌یافتہ مزدور ، دوسرے ، واقعی تعلیم‌یافتہ عناصر جن کے لئے ہم یہ ضمانت دے سکیں کہ وہ زبانی باتوں میں یقین نہ کریں گے ، ضمیر کے خلاف ایک لفظ نہ کہیں گے — کسی بھی مشکل کو تسلیم کرنے سے نہ ڈرینگے اور جو مقصد اپنے سامنے سنجیدگی سے رکھیں گے اس کے لئے کسی جدوجہد سے نہ ڈرینگے۔

پانچ سال ہوچکے ہیں کہ ہم اپنی ریاستی مشینری کو بہتر بنانے کے لئے بھاگ دوڑ کر رہے ہیں لیکن اس کو صرف بھاگ دوڑ ہی کہنا چاہئے جس نے پانچ سال میں اپنی ناسوزونی یا اپنا ناکارہ‌پن یا مضرت رسانی تک دکھائی۔ بھاگ دوڑ نے یہ دکھاوا کیا کہ جیسے کام ہو رہا ہے لیکن حقیقت میں ہمارے ادارے اور ہمارے دماغ گندے ہو گئے۔

آخرکار ، اس کو بدلنے کے لئے کچھ کرنا ہی ہے۔

ہمیں اس قاعدے پر چلنا چاہئے : بہتر ہے کہ تعداد میں کم ہو ، لیکن کوالٹی میں اونچا ہو۔ اس قاعدے پر چلنا چاہئے : بہتر ہے کہ دو سال یا تین سال تک لگ جائیں بمقابلہ اس کے کہ اچھا انسانی مسالہ حاصل کرنے کی کسی امید کے بغیر عجلت کی جائے۔

میں جانتا ہوں کہ اس قاعدے کو قائم رکھنا اور اپنی سرگرمیوں میں اس کو رائج کرنا مشکل ہوگا۔ میں جانتا ہوں کہ اس کے برعکس قاعدہ ہزار سوراخوں سے ہمارے راستے میں حائل ہوگا۔ میں جانتا ہوں کہ زبردست مزاحمت کرنی پڑے گی ، کہ سخت استقلال سے کام لینا پڑیگا ، کہ یہاں ، کم از کم پہلے برسوں میں ، کام انتہائی ناخوشگوار ہوگا۔ لیکن مجھے بلاشبہ یقین ہے کہ صرف ایسے ہی کام سے ہم اپنا مقصد حاصل کر سکتے ہیں اور صرف اس مقصد

کو حاصل کرکے ہم ریپبلک قائم کر سکتے ہیں جو واقعی سوویت، سوشلسٹ وغیرہ کہلانے کے قابل ہو۔

غالباً بہت سے قارئین نے ان اعداد وشمار کو جو میں نے اپنے پہلے مضمون میں (۱۱۱) بطور مثال پیش کئے ہیں بہت کم خیال کیا۔ مجھے یقین ہے کہ ان اعدادوشمار کو ناکافی ثابت کرنے کے لئے بہت حساب کتاب پیش کرنا ممکن ہے۔ لیکن میرے خیال میں ایسے سارے اور ہر طرح کے حساب کتاب پر ایک بات کو ترجیح دینا چاہئے: واقعی مثالی کوالٹی حاصل کرنے کے مفاد کو۔

میں سمجھتا ہوں کہ آخرکار وہ وقت آ گیا ہے جب ہمیں اپنی ریاستی مشینری کو بہتر بنانے کے لئے معقول طریقے سے کام کرنا چاہئے اور اس کام کی سب سے مضرت‌رساں بات عجلت ہوگی۔ اسی‌لئے میں ان اعداد و شمار میں مبالغے کے لئے سخت انتباہ کرتا ہوں۔ میری رائے میں، اس کے برعکس، اس معاملے میں ہمیں اعدادوشمار میں خاص طور سے بخل سے کام لیناچاہئے۔ ہم صاف صاف کہتے ہیں کہ فی الحال مزدور کسان نگرانی کی عوامی کمیساریت اختیار کا شائبہ تک نہیں رکھتی۔ ہر ایک جانتا ہے کہ کوئی دوسرے ادارے مزدور کسان نگراں ادارے سے بدتر منظم نہیں ہیں اور موجودہ حالات میں اس عوامی کمیساریت سے کوئی توقع نہیں کی جاسکتی۔ ہمیں اس بات کو خوب یاد رکھنا چاہئے اگر ہم واقعی چند سال کے اندر ایسا ادارہ بنانا چاہتے ہیں جو اول، ایک مثالی ادارہ ہوگا، دوسرے، ہر ایک کا قطعی اعتماد حاصل کرلیگا اور تیسرے، سب اور ہر ایک پر یہ ثابت کر دیگا کہ ہم نے واقعی مرکزی کنٹرول کمیشن (۱۱۲) جیسے اعلی ادارے کے کام کو حق بجانب کر دکھایا ہے۔ ہمیں ملازمین کی تعداد کے عام معیار کو فوراً اور قطعی طور پر مسترد کر دینا چاہئے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم مزدور کسان نگراں ادارے کے لئے ملازمین کا انتخاب بالکل خاص طور سے اور سوائے انتہائی سخت امتحان کے ذریعہ کسی اور طرح سے نہ کریں۔ درحقیقت ایسی عوامی کمیساریت بنانے سے کیا فائدہ جو کسی نہ کسی طرح چلے، پھر جو ذرا بھی قابل اعتماد نہ ہو اور جو اختیار سے عاری الفاظ کا بےحد استعمال کرتی ہو؟ میرے خیال میں،

جس قسم کی تعمیرنو ہمارے پیش نظر ہے اسمیں اس سے بچنا ہمارا خاص مقصد ہے۔

جن مزدوروں کو ہم مرکزی کنٹرول کمیشن میں ممبروں کی حیثیت سے لا رہے ہیں ان کو کمیونسٹ کی حیثیت سے بےعیب ہونا چاہئے اور میرے خیال میں ان پر طویل ریاض کرنا ہوگا تاکہ ان کو اپنے کام کے طریقے اور فریضے سکھائے جا سکیں۔ مزید برآں، اس کام کے معاونوں میں سکریٹریٹ کا عملہ معینہ تعداد میں ہونا چاہئے جن کا ان کے عہدے پر مقرر کرنے سے پہلے تہرا امتحان لینا چاہئے۔ آخر میں، ان ذمےدار اشخاص کو جنھیں مزدور کسان نگراں ادارے میں استثنا کے طور پر ہم براہ راست مقرر کریں گے مندرجہ ذیل شرائط پر پورا اترنا چاہئے:

اول، ان کی کچھ کمیونسٹ سفارش کریں۔

دوسرے، وہ ہماری ریاستی مشینری سے واقفیت کا امتحان پاس کریں۔

تیسرے، وہ ہماری ریاستی مشینری کی بنیادی تھیوری، انتظام اور کام چلانے وغیرہ کی بنیادی سائنس کے بارے میں امتحان پاس کریں۔

چوتھے، وہ مرکزی کنٹرول کمیشن کے ممبروں اور اپنے سکریٹریٹ کے ساتھ اس طرح مل‌جل کر کام کریں کہ ہم اس ساری مشینری کے کام پر بھروسہ کر سکیں۔

مجھے معلوم ہے کہ یہ تقاضے حدسے زیادہ بڑے شرائط پیش کرتے ہیں اور مجھے بہت ڈر ہے کہ مزدور کسان نگراں ادارے کے زیادہ‌تر ''عملی کارکن''، ان تقاضوں کو ناقابل عمل کہیں گے یا حقارت سے ان کا مذاق اڑائیں گے۔ لیکن میں مزدور کسان نگراں ادارے کے کسی موجودہ سربراہ یا اس ادارے سے متعلق لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ ایمانداری کے ساتھ مجھے بتا سکتے ہیں کہ مزدور کسان نگراں ادارے جیسی عوامی کمیساریت کی عملی طور پر حاجت کیا ہے؟ میرے خیال میں یہ سوال ان میں توازن کا احساس پیدا کریگا۔ یا تو ایک اور تنظیم‌نو کرنے کی ضرورت نہیں ہے جو ہمارے یہاں اتنی بہت سی اس مایوس کن معاملے یعنی مزدور کسان

نگراں ادارے کی ہو چکی ہیں، یا اپنے سامنے واقعی یہ فریضہ رکھنا چاہئے کہ آہستہ آہستہ ، مشکل اور غیرمعمولی طور سے ، بار بار اس کو جانچ کر ، کوئی چیز واقعی مثالی بنائیں جو سب کا اور ہر ایک کا احترام حاصل کر سکے اور صرف اس لئے نہیں کہ اس کا منصب اور نام اس کے مقتضی ہیں۔

اگر ہم اپنے کو صبر و تحمل سے لیس نہیں کرتے، اگر اس کام کو چند سال نہیں دیتے تو بہتر یہ ہوگا کہ اس کو کریں ہی نہیں۔

میرے خیال میں ، ہمیں محنت کے اعلی تحقیقاتی اداروں وغیرہ میں سے ، جن کو ہم نے بہت زیادہ پختہ کیا ہے ، کم سے کم اداروں کو چن لیں ، ان کی مکمل ٹھوس تنظیم کی جانچ کریں اور ان کو صرف اس طرح اپنا کام جاری رکھنے دیں کہ وہ واقعی جدید سائنس کی بلندی کا ہو اور ہر طرح سے ہم کو مستفید کرے۔ اس وقت چند برسوں میں یہ امید کرنا یوٹوپیائی نہ ہوگا کہ ہمیں ایسا ادارہ مل جائےگا جو اپنا کام کرنے کے قابل ہوگا یعنی مزدور طبقے، روسی کمیونسٹ پارٹی اور ہماری ریپبلک کی ساری آبادی کا اعتماد حاصل کرکے ہماری ریاستی مشینری کو بہتر بنانے کے لئے باقاعدگی کے ساتھ انتھک کام کریگا۔

اس کام کی تیاری ابھی شروع کی جا سکتی۔ اگر مزدور کسان نگرانی عوامی کمیساریت نے موجودہ تشکیل‌نو کے منصوبے کو منظور کر لیا ہوتا تو وہ ابھی اس کے لئے تیاری کے اقدام شروع کر سکتی، کہ وہ اس کو عجلت کئے بغیر اور جو کچھ کیا جا چکا ہے ، اس میں تبدیلی سے ھچکے بغیر ، باقاعدگی کے ساتھ تکمیل تک پہنچا سکے۔

اس میں کوئی ادھورا فیصلہ بےحد مضرت رساں ہوگا۔ مزدور کسان نگراں ادارے کے ملازمین کا ہر قسم کا معیار جو کسی دوسرے خیال کا حامل ہو پرانے نوکرشاہی خیالات، پرانے تعصبات پر اور اس پر مبنی ہوگا جس کی مذمت کی جا چکی ہے اور جو عام طور پر تضحیک وغیرہ کا نشانہ بن‌چکا ہے۔

درحقیقت مسئله یوں ہے :

یا اب ہم یہ دکھائیں کہ ہم نے ریاستی تعمیر کے بارے میں ٹھوس طور پر کچھ نہ کچھ سیکھا ہے (اور پانچ سال میں کچھ نہ کچھ سیکھ لینا عجب بھی نہیں ہے) یا یہ کہ ہم اس کے لئے پختہ کار نہیں بنے ہیں۔ اور پھر اس صورت میں اس کام کو نہ کرنا چاہئے۔

میرے خیال میں ہمارے پاس جو انسانی مسالہ موجود ہے اس کے لحاظ سے یہ کہنا لاف‌زنی نہیں ہے کہ ہم نے اس کے لئے کافی سیکھ لیا ہے کہ باقاعدگی کے ساتھ اور ابتدا سے کم‌ازکم ایک عوامی کمیساریت کی تشکیل کر لیں۔ یہ سچ ہے کہ اس ایک عوامی کمیساریت کو مجموعی طور پر ہماری ساری ریاستی مشینری کے لئے نمونہ ہونا چاہئے۔

ہمیں محنت کی تنظیم کے بارے میں عام طور پر اور انتظام کے بارے میں خاص طور پر دو یا اس سے زیادہ نصابی کتابوں کو مرتب کرنے کے مقابلے کا فوراً اعلان کرنا چاہئے۔ ہم یرمانسکی کی اس کتاب کو بنیاد بنا سکتے ہیں جو ہمارے یہاں موجود ہے حالانکہ بریکٹ میں بتایا جاسکتا ہے کہ وہ منشویزم سے صاف ہمدردی رکھنے میں نمایاں ہے اور سوویت حکومت کے لئے موزوں نصابی کتاب مرتب کرنے کا اہل نہیں ہے۔ پھر بنیاد کے طور پر کیرژینتسیف کی حالیہ کتاب (۱۱۳) کو لیا جاسکتا ہے اور آخر میں دوسری جزوی نصابی کتابیں بھی موزوں ہو سکتی ہیں۔

ہمیں کچھ تیار کئے ہوئے اور بھلے لوگوں کو جرمنی یا انگلستان بھیجنا چاہئے تاکہ وہ ادب کا ذخیرہ حاصل کر سکیں اور اس مسئلے کا مطالعہ کر سکیں۔ میں نے انگلستان کا نام اس صورت میں لیا ہے اگر امریکہ یا کناڈا کو بھیجنا ممکن نہ ہو۔

ہمیں مزدور کسان نگراں ادارے میں کام کرنے کے امیدواروں کے امتحانوں کا ابتدائی پروگرام مرتب کرنے کے‌لئے ایک کمیشن مقرر کرنا چاہئے اور مرکزی کنٹرول کمیشن کے امیدوار ممبروں کے لئے بھی۔

ظاہر ہے کہ یہ اور اسی طرح کے اقدامات، نہ تو عوامی کمیسار کے کام میں، اور نہ مزدور کسان نگراں ادارے کی کالیجیم کے ممبروں

اور نہ مرکزی کنٹرول کمیشن کی مجلس صدارت کے کام میں رکاوٹ ڈالیں گے ۔

ساتھ ھی ساتھ ، مرکزی کنٹرول کمیشن کی ممبری کے امیدواروں کے انتخاب کے لئے ایک تیاری کمیشن مقرر کرنا پڑیگا ۔ مجھے امید ھے کہ اس ذمےداری کے لئے ھمارے یہاں اب کافی سے زیادہ امیدوار تمام شعبوں کے تجربےکار کارکنوں میں مل سکتے ھیں اور ھمارے سوویت اسکولوں کے طالب‌علموں میں بھی ۔ ان میں سے کسی بھی قسم کے لوگوں کو پہلے سے رد کر دینا ٹھیک نہ ھوگا ۔ غالباً اس ادارے کے لئے نوع بنوع مرکب کو ترجیح دینا پڑیگا جسمیں ھمیں بہت سی خوبیوں کا اتحاد، مختلف مہارتوں کا اتحاد تلاش کرنا چاھئے ۔ اس لئے یہاں امیدواروں کی فہرست مرتب کرنے کے فریضے پر کام کرنے کی ضرورت ھوگی ۔ مثلاً سب سے زیادہ یہ بات ناپسندیدہ ھوگی اگر نئی عوامی کمیساریت ایک سانچے میں ڈھلی ھو ، مان لیجئے ایک قسم کے لوگوں سے جو افسرانہ کردار رکھتے ھوں یا ایسے لوگوں سے خالی ھو جو پرچارکوں کی خوبی رکھتے ھوں یا ایسے لوگوں سے خالی ھو جن کی امتیازی خصوصیت معاشرت یا ایسے حلقوں میں گھسنے کی صلاحیت ھو جن کے اس قسم کے کارکن وغیرہ خاص طور سے عادی نہیں ھیں ۔

* * *

میں سوچتا ھوں کہ میں اپنے خیال کا اظہار بہتر طریقے سے کر سکونگا اگر میں اپنے منصوبے کا سوازنہ علمی قسم کے اداروں سے کروں ۔ اپنی مجلس صدارت کے زیر ھدایت ، مرکزی کنٹرول کمیشن کے ممبروں کو پولیٹ بیورو کے تمام کاغذات اور دستاویزات کی باقاعدگی سے جانچ کرنی پڑیگی ۔ مزید برآں ان کو اپنا وقت ھمارے اداروں میں انتظامی کام کی جانچ کے الگ الگ کاموں کے درمیان صحیح طور پر تقسیم کرنا ھوگا ، بہت چھوٹے اور نچی اداروں سے ابتدا کر کے اونچے ریاستی اداروں پر ختم کرتے ھوئے ۔ آخر میں ، ان کے کاموں میں تھیوری کا مطالعہ شامل ھونا چاھئے ، یعنی ان کاموں کی تنظیم کی تھیوری جو وہ اپنے لئے مقرر کرنا چاھتے ھیں ، اور عملی کام بھی یا

تو پرانے رفیقوں کی یا محنت کی تنظیم کے اعلی اداروں کے استادوں کی رهنمائی میں شامل هونا چاهئے۔

لیکن میرے خیال میں اس قسم کے علمی کاموں تک اپنے کو محدود رکھنا ان کے لئے ممکن نه هوگا۔ ساتھ هی انهیں ایسے کام کے لئے اپنے کو تیار کرنا پڑیگا جس کو میں بدمعاشوں کو پکڑنا تو نهیں کهونگا، لیکن اسی قسم کے لوگ پکڑنے کی تیاری کهنے سے نه جھجکونگا اور اس کے لئے مخصوص چالیں سوچنی پڑیں گی که اپنی حرکتوں اور رویے وغیره کو چھپایا جائے۔

اگر مغربی یورپ کے اداروں میں اس طرح کی تجاویز بےمثال غصے اور اخلاقی ناراضگی کے جذبات وغیره پیدا کرتیں تو مجھے امید هے که هم ابھی ایسے نوکر شاه نهیں بنے هیں که یه کر سکیں۔ همارے یهاں نئی معاشی پالیسی کو ابھی ایسا احترام نهیں حاصل هوا هے که کسی کو پکڑنے کا خیال برا معلوم هو۔ هماری سوویت ریپبلک کی تعمیر ابھی حال هی میں هوئی هے اور هر طرح کے کوڑے کرکٹ کا ایسا ڈھیر پھیلا هوا هے که اس کوڑے کرکٹ کو، بعض چالاکیوں اور جاسوسیوں کے ذریعه جو کبھی کبھی دوردراز وسائل کی سمت هونگی اور کبھی چکردار طریقے سے، کریدنے پر ناراضگی کا خیال کسی طرح دماغ میں نهیں آسکتا اور اگر آتا بھی هے تو همیں یقین کرنا چاهئے که ایسے آدمی پر هم دل بھرکر هنسیں گے۔

همیں امید هے که همارا نیا مزدور کسان نگراں اداره وه خصوصیت ترک کر دیگا جس کو فرانسیسی pruderie کهتے هیں اور جس کو هم مضحکه‌انگیز نخرےبازی یا مضحکه‌انگیز خودنمائی کهه سکتے هیں اور جو آخری حد تک هماری ساری نوکرشاهی کے فائدے کےلئے هوگی خواه وه سوویت هو یا پارٹی کی۔ بریکٹ میں یه کهنا هے که همارے یهاں نوکرشاه صرف سوویت اداروں میں نهیں بلکه پارٹی کے اداروں میں بھی هیں۔

اگر میں نے اوپر لکھا هے که همیں پڑھنا چاهئے اور محنت کی اعلی تنظیم کے انسٹی‌ٹیوٹوں وغیره میں پڑھنا چاهئے تو اس کا یه مطلب هرگز نهیں هے که میں اس ”پڑھائی“ کو کچھ نه کچھ

اسکولی ڈھنگ کی سمجھتا ہوں یا یہ کہ میں نے پڑھائی کے خیال کو صرف اسکولی ڈھنگ تک محدود کر دیا ھے۔ مجھے امید ھے کہ کوئی واقعی انقلابی میرے لئے اس بات کا گمان نہ کریگا کہ اس صورت میں ''پڑھائی،، سے میرا مطلب کسی نہ کسی طرح کی نیم‌مزاحیہ چال، کسی چالاکی، کسی نہ کسی طرح کی حیلہ‌گری یا اس قسم کی کسی اور بات سے ھے۔ میں جانتا ہوں کہ مغربی یورپ کی موقر اور سنجیدہ ریاستوں میں یہ خیال واقعی دھشتناک ہوگا اور کوئی بھی ٹھکانے کا افسر اس کو قابل غور تک نہ سمجھے گا۔ لیکن مجھے امید ھے کہ ہم ابھی کافی طور پر نوکرشاہ نہیں بنے ھیں اور ہمارے یہاں اس خیال پر بحث مضحکے کے سوا اور کسی بات کا باعث نہیں ہوتی۔

بہرحال، پسندیدگی کا افادیت سے اتصال کیوں نہ کیا جائے؟ ایسی مزاحیہ یا نیم‌مزاحیہ چال کا استعمال اس کے لئے کیوں نہ کیا جائے کہ کسی مضحکہ‌انگیز، کسی مضرت‌رساں، کسی نیم‌مضحکہ‌انگیز، نیم‌مضرت‌رساں بات وغیرہ کا بھانڈا پھوڑا جائے؟

میں محسوس کرتا ہوں کہ ہمارا مزدور کسان نگراں ادارہ کچھ کم نہ حاصل کریگا اگر وہ ان خیالات پر غور کرے اور یہ کہ ان کیسوں کی فہرست، جن کے ذریعہ ہمارے مرکزی کنٹرول کمیشن یا مزدور کسان نگراں ادارے میں اس کے ساتھیوں نے کچھ بہت ھی شاندار کامیابیاں حاصل کی ھیں، ہمارے ان اداروں کے آئندہ کارکنوں کے کارناموں سے ایسی جگہوں پر اور مالامال ہو جائے‌گی جو نزاکت بھری اور باتکلف نصابی کتابوں میں قابل ذکر نہیں ھیں۔

* * *

پارٹی کے کسی ادارے کو سوویت ادارے سے متحد کرنا کیسے ممکن ھے؟ کیا یہاں کچھ نہ کچھ ناقابل قبول نہیں ھے؟

میں یہ سوال اپنی طرف سے نہیں پیش کر رہا ہوں بلکہ ان لوگوں کی طرف سے جن کے بارے میں اوپر یہ کہہ کر اشارہ کر چکا ہوں کہ ہمارے یہاں نوکرشاہ نہ صرف سوویت بلکہ پارٹی کے اداروں میں بھی ھیں۔

بہر حال اگر کام کے مفادات کا تقاضہ ہے تو ان دونوں کو متحد کیوں نہیں کیا جاتا؟ کیا کسی نے کبھی اس پر غور نہیں کیا کہ خارجہ امور کی عوامی کمیساریت میں اس طرح کے اتحاد سے غیرمعمولی فائدہ ہوا ہے جہاں اس پر ابتدا سے ہی عمل ہو رہا ہے؟ کیا پولیٹ بیورو پارٹی کے نقطۂ نظر سے بہت سے چھوٹے اور بڑے سوالوں پر بحث نہیں کرتا، ان ”چالوں،، کے بارے میں جو ہمیں غیرملکی طاقتوں کی ”چالوں،، کے جواب میں چلنا ہیں تاکہ ہم ان کی چالاکی کی، اگر اس سے کم شائستہ لفظ نہ کہا جائے، پیش‌بندی کر سکیں؟ کیا سوویتوں اور پارٹی کا یہ لوچدار اتحاد ہماری پالیسی کی غیرمعمولی طاقت کا سرچشمہ نہیں ہے؟ میرے خیال میں جس بات نے اپنے کو صحیح ثابت کیا ہے، ہماری خارجہ پالیسی میں استوار ہوئی ہے اور اس طرح رائج ہوگئی ہے کہ اس شعبے میں کوئی شبہہ نہیں رہا ہے، وہ ہماری ساری ریاستی مشینری کے لئے بھی کم از کم اتنی ہی مناسب ہوگی (اور میرے خیال میں کہیں زیادہ مناسب ہوگی)۔ مزدور کسان نگراں ادارہ ہماری پوری ریاستی مشینری سے منسوب ہے اور اس کی سرگرمیوں کا تعلق سب اور ہر ایک ریاستی ادارے سے، بلا استثنا ہونا چاہئے، مقامی، مرکزی، تجارتی، خالص انتظامی، تعلیمی، قدیم دستاویزات اور تھیٹر وغیرہ کے اداروں سے — مختصر یہ کہ تمام اداروں سے بلا ذرا بھی استثنا کے۔

پھر کیوں ایسے ادارے کے لئے، جس کی سرگرمیوں کا پیمانہ اتنا وسیع ہے اور جو اس کے علاوہ غیرمعمولی لوچدار شکل کی سرگرمیوں کا تقاضہ کرتا ہے، پھر کیوں اس کے لئے پارٹی کے کنٹرول‌والے ادارے کو سوویتوں کے کنٹرول‌والے ادارے سے متحد کرنے کی اجازت نہیں ہے؟

میں اس میں کوئی رکاوٹ نہیں دیکھتا۔ مزید برآں، میرا خیال ہے کہ ایسا اتحاد ہمارے کام کی کامیابی کی واحد ضمانت ہے۔ میرے خیال میں اس سلسلے میں سارے شبہات ہماری ریاستی مشینری کے انتہائی گردآلود کونوں سے پیدا ہوتے ہیں اور ان کا جواب سوائے تمسخر کے اور کچھ نہیں ہے۔

* * *

دوسرا شبہہ : کیا تعلیمی سرگرمیوں کو سرکاری سرگرمیوں سے متحد کرنا مناسب ہوگا؟ میں سوچتا ہوں کہ یہ صرف مناسب نہیں بلکہ اس کی ضرورت ہے۔ عام طور پر تو یہ کہنا ہے کہ ہمیں مغربی یورپی شکل کے ریاستی سسٹم سے، اس کی طرف اپنے سارے انقلابی رویے کے باوجود، متعدد انتہائی مضرت‌رساں اور مضحکہ‌انگیز توہمات‌والی چھوت کی بیماری ملی ہے، اور جزوی طورپر ہمارے پیارے نوکرشاہوں نے جان بوجھکر یہ چھوت کی بیماریاں لگائی ہیں، یہ توقع کرتے ہوئے کہ وہ ایسے توہمات سے بےجا فائدہ اٹھا سکیں‌گے، اور انہوں نے اس حدتک اس سے بےجا فائدہ اٹھایا کہ صرف ہم میں سے بالکل اندھے ہی نہ دیکھ سکے کہ کتنا بےجا فائدہ اٹھایا گیا۔

سماجی، معاشی اور سیاسی تعلقات کے تمام شعبوں میں ہم ”بےحد،، انقلابی ہیں۔ لیکن منصب کے احترام کے شعبے اور انتظامی کام کی شکلوں اور رسوم رائج کرنے میں ہماری ”انقلابیت،، انتہائی بدبودار ڈھرے کے کام کو اپنی جگہ دے دیتی ہے۔ یہاں بار بار یہ بہت ہی دلچسپ مظہر دیکھا جا سکتا ہے کہ کیسے سماجی زندگی میں آگے کی طرف بہت بڑی چھلانگ کے ساتھ ساتھ چھوٹی سی تبدیلی پر حیرت‌انگیز بوداپن ملا ہوتا ہے۔

یہ بات سمجھ میں آتی ہے کیونکہ آگے کی طرف انتہائی جرأت‌آمیز قدم اس شعبے میں اٹھائے گئے جو نظریاتی مطالعہ کے لئے وقف تھا، ایسے شعبے میں جس کی افزائش خاص طور سے اور حتی کہ تقریباً باستثنا نظریاتی لحاظ سے کی گئی تھی۔ روسی آدمی گھر پر غیرمعمولی طور پر جرأت‌آمیز نظریاتی تصورات کی مدد سے بےکیف افسرانہ سرگرمیوں سے اپنے ذہن کو تسکین پہنچاتا تھا اور اسی لئے ان غیرمعمولی طور پر جرأت‌آمیز نظریاتی تصورات نے ہمارے یہاں غیرمعمولی یک‌رخا کردار اختیار کر لیا۔ ہمارے یہاں عام تصورات میں نظریاتی جرأت کےساتھ ساتھ کسی نہ کسی انتہائی معمولی دفتری اصلاح کے سلسلے میں حیرت‌انگیز بوداپن بھی پیدا ہوا۔ کسی بہت بڑے عالمی انقلاب آراضی کا خاکہ ایسی جرأت کے ساتھ تیار کیا جو کسی دوسرے ملک میں سنی تک نہیں گئی تھی لیکن ساتھ‌ہی دسویں

درجے کی کسی دفتری اصلاح کے لئے پرواز خیال نے کام نہ کیا۔ پرواز خیال نے کام نہ کیا یا اتنا کافی تحمل نہ تھا کہ اس اصلاح میں وھی عام قوانین استعمال کئے جائیں جن کے عام مسائل میں استعمال سے ''شاندار،، نتائج نکلے ھیں۔

اسی وجہ سے ھماری موجودہ زندگی میں بے دھڑک جرأت کی صفات اور انتہائی معمولی تبدیلیوں میں بودے پن کا چولی دامن کا ساتھ ھے۔

میرے خیال میں ایک بھی حقیقی عظیم انقلاب میں اس کے سوا اور کچھ نہیں ھوا ھے کیونکہ حقیقی عظیم انقلاب پرانی باتوں کے درمیان، پرانے کو ترقی دینے والے اقدامات اور اس نئے پن کی مجرد آرزوؤں کے درمیان تضادات سے پیدا ھوتا ھے جس کو اتنا نیا ھونا چاھئے کہ اس میں پرانے کا ایک ذرہ بھی نہ ھو۔

اور یہ انقلاب جتنا ھی نا گہاں ھوگا اتنی ھی زیادہ طویل مدت تک اس قسم کے متعدد تضادات قائم رھیں گے۔

* * *

ھماری زندگی کی اب عام صورت یہ ھے کہ ھم نے سرمایہ دارانہ صنعت کو ختم کر دیا ھے، ازمنۂ وسطی کے اداروں اور جاگیرداری کا جڑ سے صفایا کرنے کی کوشش کی ھے اور اس بنیاد پر چھوٹے اور بہت چھوٹے کسانوں کا ایک طبقہ پیدا کر دیا ھے جو پرولتاریہ کی پیروی کر رھا ھے کیونکہ وہ اس کے انقلابی کام کے نتائج پر بھروسہ رکھتا ھے۔ بہرحال ھمارے لئے یہ آسان نہیں ھے کہ ھم زیادہ ترقی یافتہ ملکوں میں سوشلسٹ انقلاب کی جیت ھونے تک محض اس بھروسے پر چلتے رھیں کیونکہ چھوٹے اور بہت چھوٹے کسان، خاص طور سے نئی معاشی پالیسی کے تحت، معاشی ضرورت کے لحاظ سے محنت کی کارگذاری کا بہت ھی نیچا معیار رکھتے ھیں۔ اور اس پر طرہ یہ کہ بین اقوامی صورت حال نے اب روس کو پیچھے ڈھکیل دیا ھے اور عام اور مجموعی طور پر اب ھمارے یہاں عوامی محنت کی کارگذاری اس سے کافی گر گئی ھے جو جنگ سے قبل تک تھی۔ مغربی یورپ کی سرمایہ دار طاقتوں نے کچھ تو جان بوجھکر اور کچھ

افتاد طبیعت سے ہم کو پیچھے ڈھکیلنے کے لئے ہر امکانی بات کی تاکہ روس میں خانہ جنگی کے عناصر کو ملک کی امکانی طور پر زبردست بربادی کے لئے استعمال کیا جائے۔ سامراجی جنگ سے نکلنے کا ایسا ہی راستہ ان کو واقعی کافی فوائد کا حامل معلوم ہوتا تھا: اگر ہم روس میں انقلابی نظام کا تختہ نہ الٹ سکے تو بہرحال ہم سوشلزم کی طرف اس کی ترقی میں رکاوٹ تو ڈال ہی دینگے۔ تقریباً اس طرح ان طاقتوں نے دلیل کی اور وہ اپنے نقطۂ نظر سے کسی اور طرح دلیل کر ہی نہیں سکتے تھے۔ نتیجے میں وہ اپنے مقصد کو نیم مکمل کر سکے۔ انھوں نے انقلاب کے قائم کئے ہوئے نئے نظام کا تختہ تو نہیں الٹا لیکن انھوں نے اس کو فوراً وہ قدم آگے بڑھانے سے روک دیا جو سوشلسٹوں کی پیش گوئی کو بجا ثابت کرتا، جو ان کو انتہائی تیزرفتاری کے ساتھ پیداواری طاقتوں کو ترقی دینے کا امکان مہیا کرتا، ان تمام امکانات کو فروغ دینے کا جو مل جل کر سوشلزم بن جاتے ہیں، سب پر اور ہر ایک پر صاف اور معقول طور سے یہ ثابت کرتا کہ سوشلزم میں زبردست طاقتیں پنہاں ہیں اور یہ کہ اب انسانیت ترقی کی نئی منزل تک پہنچ گئی ہے جو غیرمعمولی شاندار امکانات کی حامل ہے۔

بین اقوامی تعلقات کے نظام نے اب ایسی صورت اختیار کی ہے کہ یورپ میں ایک ملک کو فاتح ملکوں نے غلام بنا لیا ہے۔ یہ جرمنی ہے۔ اس کے علاوہ مغرب کے بعض سب سے پرانے ملک اپنی فتح کیوجہ سے ایسی پوزیشن میں ہیں کہ وہ اس فتح کو استعمال کر کے اپنے مظلوم طبقوں کو کچھ معمولی رعایتیں دے سکتے ہیں — ایسی رعایتیں جو بہرحال ان طبقوں میں انقلابی تحریک کی رفتار سست کرتی ہیں اور ''سماجی امن،، جیسی صورت حال پیدا کرتی ہیں۔

اسی زمانے میں بہت سے ملک: مشرقی ممالک، ہندستان اور چین وغیرہ اس پچھلی سامراجی جنگ کیوجہ سے ہی اپنی ڈگر سے بالکل ہٹ گئے ہیں۔ ان کے ارتقا نے عام یورپی سرمایہ‌دارانہ معیار کا قطعی رخ اختیار کیا ہے۔ ان میں عام یورپی ہیجان شروع ہو گیا ہے۔ اور اب ساری دنیا کے لئے یہ صاف ہو گیا ہے کہ وہ ایسے

ارتقا میں کھنچ آئے ھیں جو عالمی سرمایہ‌دار نظام میں قطعی بحران لائے گا۔

اس طرح موجودہ لمحے میں ہم اس سوال سے دوچار ھیں : آیا ہم اپنی چھوٹے اور بہت چھوٹے کسانوں کی پیداوار کی حالت میں، اپنی تباہ حالی میں اس وقت تک قائم رہ سکیں گے جب تک مغربی یورپ کے سرمایہ‌دار ملک ارتقا کا راستہ طے کرکے سوشلزم تک پہنچیں‌گے ؟ لیکن ان کا ارتقا ویسے نہیں ہو رہا ہے جیسی کہ ہم نے پہلے توقع کی تھی۔ ان کا ارتقا ان میں سوشلزم کی ہموار ''پختگی'' کے ذریعہ نہیں ہو رہا ہے بلکہ ایک ملک کے ہاتھوں دوسرے کے استحصال کے ذریعہ، سب سے پہلے سامراجی جنگ کے مغلوب ملکوں اور اس کے ساتھ پورے مشرق کے استحصال کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ دوسری طرف، اسی پہلی سامراجی جنگ کیوجہ سے ہی مشرق قطعی طور پر انقلابی تحریک میں آیا ہے اور قطعی طور پر عالمی انقلابی تحریک کے بھنور میں کھنچ آیا ہے۔

یہ صورت حال ہمارے ملک کے لئے کیسے طریقۂ کار کا مطالبہ کرتی ہے ؟ ظاہر ہے مندرجہ ذیل کا : ہمیں اپنی مزدور حکومت کو برقرار رکھنے، اپنے چھوٹے اور بہت چھوٹے کسانوں کو اس کے زیراختیار اور رہنمائی میں رکھنے کےلئے انتہائی احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ یہ بات ہمارے حق میں ہے کہ ساری دنیا اب ایسی تحریک کی طرف آرہی ہے جسے عالمی سوشلسٹ انقلاب کو جنم دینا ہے۔ لیکن یہ بات ہمارے حق میں نہیں ہے کہ سامراجی ساری دنیا کو دو کیمپوں میں تقسیم کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور یہ تفرقہ اسلئے اور پیچیدہ ہو گیا ہے کہ جرمنی کےلئے جو واقعی ترقی یافتہ، مہذب سرمایہ‌دارانہ ارتقا کا ملک ہے اپنے پیروں پر کھڑا ہونا بےحد مشکل ہو گیا ہے۔ نام‌نہاد مغرب کی ساری سرمایہ‌دار طاقتیں اس کے چونچیں مار رہی ہیں اور اس کو اٹھ کر کھڑا نہیں ہونے دیتیں۔ اور دوسری طرف، سارا مشرق معہ اپنی کروڑوں محنت‌کش اور استحصال کی شکار آبادی کے جس کو انسانی تکالیف کی آخری حد تک پہنچا دیا گیا ہے ایسی حالت میں مبتلا ہو گیا ہے کہ اس کی جسمانی اور مادی طاقتوں کا کسی

بھی ایسے مغربی یورپ کے ملک کی جسمانی ، مادی اور جنگی طاقتوں سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا جو اس سے کہیں چھوٹے ہیں ۔

کیا ہم ان سامراجی ملکوں کے ساتھ تصادم کے منڈلاتے ہوئے خطرے سے بچ سکتے ہیں ؟ کیا ہمیں اس کی امید ہے کہ مغرب کے پروان چڑھتے ہوئے سامراجی ملکوں اور مشرق کے پروان چڑھتے ہوئے سامراجی ملکوں کے درمیان اندرونی تضادات و تصادم ہم کو دوسری بار دم لینے کا موقع دینگے جیسا کہ پہلی بار انہوں نے دیا تھا جبکہ روسی انقلاب دشمنوں کی حمایت کے لئے مغربی یورپ کے انقلاب‌دشمنوں کا دھاوا مشرق و مغرب کے انقلاب‌دشمنوں کے کیمپ میں ، مشرق کے استحصال کرنے والوں اور مغرب کے استحصال کرنے‌والوں کے کیمپ میں ، امریکہ اور جاپان کے کیمپ میں تضادات کی وجہ سے ناکام بنادیا گیا تھا ؟

اس سوال کا جواب میرے خیال میں اس طرح دینا چاہئے کہ یہاں فیصلے کا انحصار بہت سے حالات پر ہے اور جدوجہد کے نتیجے کی عام اور مجموعی طور سے محض اس بنیاد پر پیش بینی کی جاسکتی ہے کہ کرۂ ارض کی آبادی کی زبردست اکثریت کو آخرکار خود سرمایہ‌دار نظام جدوجہد کی تعلیم وتربیت دے رہا ہے ۔

آخری تجزئے میں ، جدوجہد کے نتیجے کا انحصار اس بات پر ہوگا کہ روس ، ہندستان اور چین وغیرہ کی آبادی زبردست اکثریت رکھتی ہے ۔ اور آبادی کی یہی اکثریت پچھلے برسوں میں غیرمعمولی تیزی کے ساتھ اپنی آزادی کی جدوجہد میں اس طرح کھنچ آئی ہے کہ اس خیال میں شبہہ کا شائبہ بھی نہیں ہو سکتا کہ عالمی جدوجہد کا قطعی فیصلہ کیا ہوگا ۔ اس لحاظ سے سوشلزم کی فتح کی مکمل اور مسلمہ طور پر ضمانت ہے ۔

لیکن ہمیں سوشلزم کی اس ناگزیر اور قطعی فتح سے دلچسپی نہیں ہے ۔ ہمیں دلچسپی اس طریقۂ کار سے ہے جو ہم کو ، روسی کمیونسٹ پارٹی کو ، ہم کو ، روسی سوویت اقتدار کو اختیار کرنا چاہئے تاکہ ہم مغربی یورپ کے انقلاب دشمن ملکوں کو اپنا گلا گھونٹنے سے باز رکھ سکیں ۔ انقلاب دشمن سامراجی مغرب اور انقلابی اور قوم‌پرست مشرق کے درمیان ، دنیا کے مہذب‌ترین

ملکوں اور مشرق کے پسماندہ ملکوں کے درمیان ، جو بہرحال اکثریت میں ہیں اگلے جنگی تصادم تک اپنے وجود کی ضمانت کے لئے اس اکثریت کا مہذب ہونا ضروری ہے۔ ہم میں ابھی اس کے لئے کافی تہذیب نہیں ہے کہ ہم براہ‌راست سوشلزم تک پہنچ جائیں اگرچہ ہم اس کے لئے سیاسی لوازمات رکھتے ہیں۔ ہمیں ایسا طریقۂ کار اختیار کرنا چاہئے یا اپنے کو بچانے کے لئے مندرجہ‌ذیل پالیسی پر کاربند ہونا چاہئے۔

ہمیں ایسی ریاست بنانے کی کوشش کرنی چاہئے جسمیں مزدور کسانوں پر اپنی رہنمائی ، اپنے اوپر کسانوں کا اعتماد برقرار رکھیں اور زبردست کفایت شعاری سے اپنے سماجی تعلقات میں فضول خرچی کی ہر علامت کو دور کر دیں۔

ہمیں اپنی ریاستی مشینری میں زیادہ سے زیادہ کفایت شعاری برتنا چاہئے۔ ہمیں اس سے فضول خرچی کی ساری علامتیں نکال باہر کرناچاہئے جو اس میں زارشاہی روس سے ، اس کی نوکرشاہی سرمایہ‌دارانہ مشینری سے بڑی تعداد میں باقی رہ گئی ہیں۔

کیا یہ کسانوں کی تنگ‌نظری کا راج نہ ہوگا ؟

نہیں۔ اگر ہم کسانوں پر مزدور طبقے کی رہنمائی برقرار رکھیں تو ہمیں اس بات کا امکان ملے گا کہ ہم اپنے ملک کی معیشت میں زیادہ سے زیادہ کفایت شعاری کی بدولت چھوٹی سی چھوٹی رقمیں اپنی بھاری مشین‌بند صنعت کی ترقی کے لئے ، بجلی‌کاری اور دلدلی کوئلہ نکالنے کے لئے ، وولخوف بجلی گھر (۱۱۴) کی تعمیر کی تکمیل وغیرہ کے لئے بچانے کی کوشش کریں۔

یہی اور صرف یہی ہماری امید کا مرکز ہے۔ صرف اسی وقت ہم ، استعارے کی زبان میں ، ایک گھوڑے سے دوسرے گھوڑے پر جاسکیں گے یعنی کسان کے دیہاتی ، غریب گھوڑے سے ، تباہ حال کسان ملک کے لئے تیار کئے ہوئے کفایت‌والے گھوڑے سے اس گھوڑے پر جا سکیں گے جس کو پرولتاریہ اپنے لئے تلاش کر رہا ہے (اور اس کے سوا کچھ کر بھی نہیں سکتا) ، بھاری مشین‌بند صنعت ، بجلی‌کاری اور وواخوف بجلی گھر کی تعمیر وغیرہ کے گھوڑے پر۔

اس طرح میں اپنے خیالات میں ہمارے کام ، ہماری پالیسی ، ہمارے طریقۂ کار ، ہماری حکمت عملی کے عام منصوبے کو پھر سے منظم کئے ہوئے مزدور کسان نگراں ادارے کے فریضوں سے مربوط کرتا ہوں۔ اور یہی ہے جس کی وجہ سے میں اس غیرمعمولی فکر ، اس غیرمعمولی توجہ کو بجا قرار دیتا ہوں جو ہمیں مزدور کسان نگراں ادارے کی طرف کرنی چاہئے ، اس کو مرکزی کمیٹی جیسے حقوق وغیرہ سے سربراھی تفویض کرکے غیرمعمولی بلندی تک پہنچانا چاہئے۔

اس کو بجا قرار دینے کیوجہ یہ ہے کہ اپنی مشینری کی محض زیادہ سے زیادہ صفائی کے ذریعہ ، اس میں ساری قطعی غیرضروری چیزوں کا زیادہ سے زیادہ اختصار کرنے کے ذریعہ ہم اس کو ضرور قائم رکھ سکیں گے۔ مزید براں ، ہم چھوٹے کسان‌والے ملک کے معیار پر ، اس عام محدود معیار پر برقرار رہنے کی پوزیشن میں نہیں رہیں گے بلکہ ایک ایسے برابر بلند ہوتے ہوئے معیار پر جو بھاری مشین‌بند صنعت کی طرف متواتر آگے بڑھے گا۔

یہ رہے وہ اعلی فریضے جن کا خواب میں اپنے مزدور کسان نگراں ادارے کے لئے دیکھتا ہوں۔ اسی واسطے میں اس کے لئے پارٹی کے انتہائی باختیار چوٹی کے ادارے سے " معمولی " عوامی کمیساریت کے اتحاد کا منصوبہ بنا رہا ہوں۔

۲ مارچ ۱۹۲۳ ء

" پراودا "، شمارہ ۴۹ ،
۴ مارچ ۱۹۲۳ ء
دستخط : ن۔ لینن

لینن کا مجموعۂ تصانیف ،
پانچواں روسی ایڈیشن ، جلد ۴۵ ،
صفحات ۳۰۶ — ۳۸۹

تشریحی نوٹ

۱ ۔ ولادیمیر ایلیچ لینن نے اپنی کتاب ''کمیونزم میں ''بائیں بازو ،، کی طفلانہ بیماری ،، کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری کانگرس کے افتتاح کے موقع پر لکھی تھی۔

اس کتاب پر بنیادی کام لینن نے اپریل ۱۹۲۰ ء میں کیا اور ذاتی طور پر اس کی چھپائی کی نگرانی کی تا کہ وہ کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری کانگرس شروع ہونے تک شایع ہو جائے۔ چنانچہ یہ کتاب ۱۲ جون ۱۹۲۰ ء کو شایع ہوگئی اور تقریباً اس کے ساتھ ھی جولائی میں سوویت روس میں یہ فرانسیسی اور انگریزی زبانوں میں بھی شایع ہوگئی۔ یہ کتاب کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری کانگرس کے سارے مندوبین میں تقسیم کی گئی۔ '' کمیونزم میں '' بائیں بازو ،، کی طفلانہ بیماری ،، میں جو اھم نظریات اور نتائج پیش کئے گئے تھے وہ متذکرہ بالا کانگرس کے فیصلوں کی بنیاد بن گئے۔

۱۹۲۰ ء کی دوسری ششماھی میں یہ کتاب برلن اور ھیمبرگ سے جرمن زبان میں ، لندن اور نیویارک سے انگریزی زبان میں ، پیرس سے فرانسیسی زبان میں اور میلان سے اطالوی زبان میں شایع ہوگئی۔ صفحہ ۹

۲ ۔ دوسری انٹرنیشنل — سوشلسٹ پارٹیوں کی بین‌اقوامی تنظیم جس کی بنیاد ۱۸۸۹ ء میں رکھی گئی تھی۔ سامراجی دور آنے پر اس میں موقع‌پرست رجحانات کا بڑا فروغ ہوتا گیا۔ جب ۱۹۱۴ ء

میں عالمی جنگ شروع ہوئی تو دوسری انٹرنیشنل کے موقع پرست لیڈروں نے کھلم کھلا اپنے ملکوں کی بورژوا حکومتوں کی سامراجی پالیسی کی حمایت کی۔ دوسری انٹرنیشنل منتشر ہو گئی۔ ۱۹۱۹ ء میں دوسری انٹرنیشنل کو پھر بحال کرنے کی ناکام کوشش کی گئی۔ صفحہ ۱۰

۳ - «Weltrevolution» ("عالمی انقلاب") نامی پمفلٹ اوٹو باؤیر نے لکھا تھا۔ صفحہ ۱۰

۴ - "اسکرا" — یہ پہلا کل روسی غیرقانونی مارکسی اخبار تھا جس کی بنیاد ۱۹۰۰ ء میں لینن نے ڈالی تھی۔ اس نے مزدور طبقے کی انقلابی مارکسی پارٹی کے قیام میں فیصلہ کن رول ادا کیا۔

لیننی "اسکرا" کا پہلا شمارہ دسمبر ۱۹۰۰ ء میں لائپزگ سے شایع ہوا اور بعد میں میونخ، لندن اور جنیوا سے۔

"اسکرا" کے ایڈیٹوریل بورڈ میں لینن، پلیخانوف، مارتوف، اکسیلروڈ، پوتریسوف اور زاسولیچ شامل تھے۔ عملی طور پر لینن اس کے چیف ایڈیٹر اور رہنما تھے۔

"اسکرا" پارٹی کی طاقتوں کو متحدہ کرنے، پارٹی کے کارکنوں کے جمع ہونے اور ان کی ٹریننگ کا مرکز بن گیا۔

لینن کی پہل‌قدمی اور ان کی براہ راست شرکت سے "اسکرا" کے ایڈیٹوریل بورڈ نے پارٹی کے پروگرام کا مسودہ تیار کیا اور روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی دوسری کانگرس کی تیاری کی جو جولائی — اگست ۱۹۰۳ ء میں ہوئی۔ اس سے روس میں حقیقی انقلابی مارکسی پارٹی کی ابتدا ہوئی۔ دوسری کانگرس کے بعد موقع پرست منشویکوں نے "اسکرا" پر قبضہ جمالیا اور ۵۲ ویں شمارے سے "اسکرا" انقلابی مارکس‌ازم کا ترجمان نہیں رہا۔ صفحہ ۱۱

۵ - روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی دوسری کانگرس جولائی — اگست ۱۹۰۳ ء میں ہوئی اور اسمیں لیننی "اسکرا" کے حامیوں اور مخالفین کے درمیان تفرقہ پڑ گیا۔ مرکزی اداروں کے انتخاب میں لینن کے حامیوں کو ووٹوں کی اکثریت (بالشینستوو) حاصل ہوئی اور وہ بالشویک کہلائے اور موقع پرست اقلیت (منشینستوو) میں رہے اور منشویک کہلائے۔ صفحہ ۱۳

۶ - یہاں ذکر ان منشویکوں کے بارے میں ہے جو روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی میں داہنے، موقع پرست بازو کے سوشل ڈیموکریٹوں پر مشتمل تھے۔ اس کے علاوہ سوشلسٹ انقلابیوں کی پارٹی کا بھی ذکر ہے۔

منشویک — روسی سوشل ڈیموکریسی میں موقع پرست رجحان اور بین‌اقوامی موقع پرستی کا ایک رخ۔ ۱۹۰۳ء میں روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی دوسری کانگرس میں لینن کے ''اسکرا'' کے مخالفین سے اس کی تشکیل ہوئی۔

منشویکوں نے پارٹی کے انقلابی پروگرام، انقلاب میں پرولتاریہ کے رہنما رول، مزدور طبقے اور کسانوں کے اتحاد کی مخالفت کی اور اعتدال پرست بورژوازی سے سمجھوتے کے حق میں تھے۔

۷ — ۱۹۰۵ء کے انقلاب کی ناکامی کے بعد منشویکوں نے کوشش کی کہ پرولتاریہ کی غیرقانونی انقلابی پارٹی توڑ دی جائے۔ جنوری ۱۹۱۲ء کی چھٹی کل‌روس پارٹی کانفرنس نے منشویک — انسداد پرستوں کو روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی سے نکال باہر کیا۔

۱۹۱۷ء میں منشویکوں کے نمائندے بورژوا عارضی حکومت میں شامل ہوئے اور عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد منشویکوں نے دوسری انقلاب‌دشمن پارٹیوں کے ساتھ مل کر سوویت اقتدار کے خلاف جدوجہد کی۔

سوشلسٹ انقلابی — روس کی پیٹی‌بورژوا پارٹی جو ۱۹۰۱ء کے آخر اور ۱۹۰۲ء کی ابتدا میں نرودنکوں کے مختلف گروہوں اور حلقوں کے اتحاد سے پیدا ہوئی۔

سوشلسٹ انقلابی پرولتاریہ اور کسانوں کے درمیان طبقاتی فرق نہیں دیکھتے تھے، کسانوں کی طبقاتی پرت‌داری اور ان کے اندرونی تضاد کو چھپاتے تھے اور انقلاب میں پرولتاریہ کے رہنما رول سے انکار کرتے تھے۔

عالمی سامراجی جنگ کے دوران زیادہ‌تر سوشلسٹ انقلابیوں نے سوشل شاونزم کا راستہ اختیار کیا۔

فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کی فتح کے بعد سوشلسٹ انقلابی منشویکوں کے ساتھ ملکر انقلاب دشمن بورژوا —

جاگیردار عارضی حکومت کے بڑے ستون بنے اور پارٹی لیڈر (کیرینسکی، اوکسین تیف اور چیرنوف) اس حکومت میں شامل ہوئے۔ سوشلسٹ انقلابیوں کی پارٹی نے کسانوں کا یہ مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا کہ زمین پر جاگیردارانہ ملکیت ختم کی جائے۔ وہ اس ملکیت کو برقرار رکھنے کے حق میں تھے۔ عارضی حکومت کے سوشلسٹ انقلابی وزیروں نے ان کسانوں کے خلاف تعزیری دستے بھیجے جنھوں نے جاگیرداروں کی زمینوں پر قبضہ کر لیا تھا۔

عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد غیرملکی فوجی مداخلت اورخانہ‌جنگی کے دوران سوشلسٹ انقلابیوں نے انقلاب‌دشمن تخریبی کارروائیاں کیں، سرگرمی کے ساتھ مداخلت کرنےوالوں اور سفیدگارڈ کی حمایت کی، انقلاب‌دشمن سازشوں میں حصہ لیا، سوویت ریاست اور کمیونسٹ پارٹی کے کارکنوں کے خلاف دہشت‌انگیز اقدامات منظم کئے۔ صفحہ ١٦

٧- یہاں پیش نظر وہ گولی‌باری ہے جو ٤ (١٧) اپریل ١٩١٢ء کو سائبیریا کی لینسکی نامی سونے کے کانوں میں نہتے مزدوروں پر ان‌کی ہڑتال کے دوران کی گئی۔

دریائے لینا پر اس خونیں ڈرامے کی خبر سے روس کے مزدور طبقے میں بےچینی پھیل گئی۔ سارے ملک میں سڑکوں پر مظاہرے، جلسے اور احتجاجی ہڑتالیں ہوئیں۔ لینن نے کہا ”لینسکی کی گولی‌باری عوام کے انقلابی موڈ کو عوام کے انقلابی ابھار میں بدلنے کا سبب بن گئی۔“ صفحہ ١٨

٨- یہاں ذکر چوتھی ریاستی دوما (نمائندہ ادارہ) میں بالشویک ممبروں بادائیف، مورانوف، پیتروفسکی، ساموئلوف اور شاگوف کے بارے میں ہے۔ دوما کے اجلاس میں ٢٦ جولائی (٨ اگست) ١٩١٤ء کو بالشویک گروپ نے زارشاہی روس کے سامراجی جنگ میں شریک ہونے کے خلاف قطعی احتجاج کا اعلان کیا۔ اس نے جنگی قرضوں کے لئے ووٹ دینے سے انکار کر دیا اور عوام میں انقلابی پروپیگنڈا کیا۔ نومبر ١٩١٤ء میں دوما کے بالشویک ممبروں کو گرفتار کر لیا گیا اور فروری ١٩١٥ء میں ان پر مقدمہ چلا کر ان کو

مشرقی سائبیریا کے توروخانسکی علاقے میں زندگی بھر کے لئے جلاوطن کر دیا گیا۔ صفحہ ۱۸

۹ - لونگےازم — فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی میں ایک رجحان جس کا لیڈر ژان لونگے تھا۔ ۱۸ — ۱۹۱۴ ء کی عالمی سامراجی جنگ میں لونگےوالوں نے سوشل شاونسٹوں سے سمجھوتے کی پالیسی اختیار کی۔ انھوں نے انقلابی جدوجہد سے انکار کر کے سامراجی جنگ میں ”دفاع وطن“ کی پوزیشن لی۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی فتح کے بعد ان لوگوں نے پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی زبانی حمایت کی اور عملی طور پر اس کے مخالفین کا ساتھ دیا۔ دسمبر ۱۹۲۰ ء میں لونگےوالے معہ کھلے ہوئے اصلاح پرستوں کے پارٹی سے الگ ہوگئے اور نام‌نہاد ڈھائی انٹرنیشنل میں شامل ہوگئے (دیکھئے نوٹ نمبر ۹۷)۔ صفحہ ۱۹

۱۰ - برطانوی انڈیپنڈنٹ لیبر پارٹی (Independent Labour Party) — ۱۸۹۳ ء میں یہ اصلاح پرست تنظیم ”نئی ٹریڈ یونینوں“ کے لیڈروں نے ہڑتالوں کی بڑھتی ہوئی جدوجہد اور بورژوا پارٹیوں سے برطانوی مزدور طبقے کے چھٹکارے کی تحریک زور پکڑنے کے حالات میں بنائی۔ اس پارٹی میں ”نئی ٹریڈیونینوں“ اور متعدد پرانی ٹریڈیونینوں کے ممبر، دانش‌وروں اور پیٹی بورژوازی کے نمائندے شامل ہو گئے جو فیبئن لوگوں (Fabians) کے زیر اثر تھے۔ بورژوا پارٹیوں سے سیاسی خودمختاری کا دعوی کرتے ہوئے حقیقت میں یہ پارٹی ”صرف سوشلزم سے تو بالکل 'خودمختار' تھی لیکن اعتدال‌پرستی کی بالکل محتاج تھی“ (لینن)۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران اس نے مرکزیت‌پرست پوزیشن اختیار کی اور بعد میں سوشل شاونزم تک پہنچ گئی۔ صفحہ ۱۹

۱۱ - فیبئن لوگ — برطانوی اصلاح پسند تنظیم — فیبئن سوسائٹی — کے ممبر جو ۱۸۸۴ ء میں قائم ہوئی۔ اس سوسائٹی کا نام تیسری صدی قبل مسیح کے روم کے سپہ‌سالار فیبی میکسم پر پڑا جو ہانی‌بال کے خلاف فیصلہ‌کن لڑائی میں اپنی تاخیری کارروائیوں کی وجہ سے ”کونک‌تاتر“ (سست) کہلایا۔ اس سوسائٹی کے ممبر زیادہ‌تر

بورژوا دانش‌وروں کے نمائندے تھے — عالم ، ادیب اور سیاسی کارکن (سڈنی اور بیاٹریس ویب ، ریمزے میکڈانلڈ اور برنارڈ شا وغیرہ)۔ وہ پرولتاریہ کی طبقاتی جدوجہد اور سوشلسٹ انقلاب کی ضرورت کو نہیں مانتے تھے اور اس بات پر زور دیتے تھے کہ سرمایہ‌داری سے سوشلزم تک عبور صرف چھوٹی چھوٹی اصلاحوں کے ذریعہ سماج کی رفتہ رفتہ تشکیل نو سے ہو سکتا ہے۔ ۱۹۰۰ ء میں فیبئن سوسائٹی برطانیہ کی لیبر پارٹی میں مل گئی۔ صفحہ ۱۹

۱۲ - ملیران‌ازم (Ministerialism) — سوشل ڈیموکریسی میں موقع‌پرست رجحان جسکو فرانسیسی سماجی اصلاح‌پرست ملیران کا نام دیا گیا جس نے ۱۸۹۹ ء میں فرانس کی رجعت‌پرست بورژوا حکومت میں شرکت کی اور اس‌کی عوام‌دشمن سیاست کی حمایت کی۔ لینن نے ملیران‌ازم کو ترمیم‌پرستی اور غداری کا کردار دیتے ہوئے دکھایا کہ سماجی اصلاح پرست بورژوا حکومت میں شامل ہو کر سرمایہ‌داروں کا پردہ اور عوام کو دھوکا دینے کے لئے اس حکومت کا آلۂ کار بن جاتے تھے۔ صفحہ ۱۹

۱۳ - ”جرمن انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی“ — مرکزیت‌پسندوں کی پارٹی اپریل ۱۹۱۷ ء میں شہر گوتھا میں اپنی تاسیسی کانگرس میں قائم ہوئی۔ ”انڈپنڈنٹ“ لوگوں نے مرکزیت‌پسند باتوں کا نقاب ڈالکر سوشل شاونسٹوں کے ساتھ ”اتحاد“ کا پرچار کیا اور طبقاتی جدوجہد سے انکار کی حد تک گر گئے۔ پارٹی کا بنیادی حصہ کاؤتسکی کی تنظیم ”محنتی دوستی“ پر مشتمل تھا۔

اکتوبر ۱۹۲۰ ء میں شہر ہالے کی ”انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی“ کی کانگرس میں پھوٹ پڑ گئی اور اس کا کافی بڑا حصہ دسمبر ۱۹۲۰ ء میں جرمنی کی کمیونسٹ پارٹی سے مل گیا۔ دائیں بازو کے عناصر نے اپنے پرانے نام ”جرمن انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی“ سے الگ پارٹی بنائی جو ۱۹۲۲ ء تک رہی۔ صفحہ ۲۰

۱۴ - اسپارٹاک‌والے — جرمنی کے بائیں بازو کے سوشل ڈیموکریٹوں کی انقلابی تنظیم کے ممبر تھے۔ ”اسپارٹاک“ نامی گروپ کی تشکیل

پہلی عالمی سامراجی جنگ کی ابتدا میں کارل لیبکنیخت، روزا لکسمبرگ، فرانس میرنگ، کلارا تسیتکین، مارخلیفسکی، ایوگیہیس (تیشکا) اور ولہلم پیک نے کی۔ اسپارٹاک والے عوام میں انقلابی پروپیگنڈا کرتے تھے، جنگ کے خلاف عام جلسے منظم کرتے تھے اور ہڑتالوں کی رہنمائی کرتے تھے، پہلی عالمی جنگ کے سامراجی کردار اور سوشل ڈیموکریسی کے موقع پرست لیڈروں کی غداری کو بےنقاب کرتے تھے۔ پھر بھی ان لوگوں نے نظریات اور سیاست کے مسائل میں سنگین غلطیاں کیں: انھوں نے مزدور طبقے کی جدوجہد میں پرولتاری پارٹی کے رہنما رول کا ٹھیک اندازہ نہیں لگایا اور موقع‌پرستوں سے الگ ہونے سے ڈرتے رہے، مزدور طبقے اور کسانوں کے اتحاد کی ضرورت اور قومی تحریک آزادی کی اہمیت کو نہیں سمجھے، علحدہ ہونے اور خودمختار ریاست کی تشکیل کرنے کی حدتک قوموں کے حق خودارادیت کی مخالفت کی۔

اپریل ۱۹۱۷ء میں اسپارٹاک‌والے مرکزیت‌پسند "جرمن انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی" میں شامل ہو گئے لیکن اسمیں اپنی تنظیم کی خودمختاری قائم رکھی۔ نومبر ۱۹۱۸ء میں جرمنی میں انقلاب کے زمانے میں انھوں نے "اسپارٹاک یونین" بنائی اور ۱۴ دسمبر ۱۹۱۸ء کو اپنا پروگرام شایع کرکے "انڈپنڈنٹوں" سے علحدہ ہو گئے۔ اپنی تاسیسی کانگرس میں جو ۳۰ دسمبر ۱۹۱۸ء سے یکم جنوری ۱۹۱۹ء تک ہوئی اسپارٹاک‌والوں نے جرمنی کی کمیونسٹ پارٹی کی بنیاد ڈالی۔ صفحہ ۲۴

۱۵ - پیرس کمیون — مزدور طبقے کی انقلابی حکومت جو پرولتاری انقلاب کیوجہ سے ۱۸۷۱ء میں پیرس میں قائم ہوئی۔ یہ تاریخ عالم میں پرولتاری ڈکٹیٹرشپ کی پہلی حکومت تھی۔ وہ ۷۲دن تک — ۱۸ مارچ سے ۲۸ مئی ۱۸۷۱ء تک قائم رہی۔ صفحہ ۲۴

۱۶ - یہاں معاہدۂبریست سے مطلب ہے۔ یہ معاہدۂ امن سوویت روس اور چار طاقتی اتحاد (جرمنی، آسٹریا — ہنگری، بلغاریہ اور ترکی) کے درمیان ہوا تھا جس پر ۳ مارچ ۱۹۱۸ء کو بریست لیتوفسک میں دستخط ہوئے اور جس کی تصدیق سوویتوں کی چوتھی

کل روس ھنگامی کانگرس نے ۱۵ مارچ کو کی۔ سوویت روس کے لئے اس معاھدے کی شرائط بہت ھی سخت تھے۔ معاھدے کے مطابق پولینڈ، تقریباً تمام بالٹک علاقے اور بیلوروس کے ایک حصے کو جرمنی اور آسٹریا۔ ھنگری کے کنٹرول میں رھنا تھا اور یوکرین کو سوویت روس سے الگ کرکے جرمن ریاست کا ماتحت بننا تھا۔ ترکی کو کارس، باتومی اور ارداگان کے شہر دئے گئے تھے۔ اگست ۱۹۱۸ء میں جرمنی نے سوویت روس پر ضمنی معاھدے اور مالیاتی سمجھوتے کے لئے دباؤ ڈالا جن میں نئے قزاقانہ مطالبات پیش کئے گئے تھے۔

جرمنی میں نومبر ۱۹۱۸ء کے انقلاب کے بعد جس نے شاھی حکومت کا تختہ الٹ دیا، ۱۳ نومبر ۱۹۱۸ء کو کل روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی نے قزاقانہ اور غیرمنصفانہ معاھدۂ بریست کے کالعدم ھونے کا اعلان کر دیا۔ صفحہ ۲۵

۱۷ - یہاں اوتزوویستوں (Otsovists) اور الٹی‌میٹمسٹوں (Ultimatumists) کا ذکر ھے جن کے خلاف ۱۹۰۸ء میں جدوجہد شروع ھوئی اور ۱۹۰۹ء میں ان کے لیڈر بوگدانوف کو بالشویک پارٹی سے نکالنے کا باعث بنی۔ انقلابی لفاظی کے پردے میں اوتزوویستوں نے یہ مطالبہ کیا کہ تیسری ریاستی دوما سے سوشل ڈیموکریٹ مندوبین کو واپس بلا لیا جائے اور پارٹی ٹریڈیونین، کوآپریٹیو اور دوسری قانونی تنظیموں میں کام کرنا بند کردے۔ الٹی‌میٹم‌ازم اوتزووازم کی ایک اور قسم تھی۔ اس بات کی ضرورت کو نہ سمجھتے ھوئے کہ سوشل ڈیموکریٹ مندوبین میں استقلال کے ساتھ کام کرنا چاھئے، ان کو بااصول انقلابی پارلیمانی کارکن ھونے کی تربیت دینا چاھئے، الٹی‌میٹمسٹوں نے اس بات پر اصرار کیا کہ دوما میں سوشل ڈیموکریٹک گروہ کو یہ الٹی‌میٹم دے دیا جائے کہ ان کو پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے فیصلوں کی قطعی پیروی کرنا ھے اور اگر وہ ان فیصلوں کی پیروی نہ کریں تو ان کو دوما سے واپس بلا لیا جائے۔ بالشویک اخبار ”پرولتاری“ کے ایڈیٹوریل بورڈ کے جون ۱۹۰۹ء کے توسیعی جلسے نے اپنے فیصلے میں کہا کہ ”روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی میں ایک معین رجحان کی حیثیت سے بالشویزم کی کوئی بات اوتزووازم اور الٹی‌میٹم‌ازم سے مشترک نہیں ھے“۔ صفحہ ۲۵

۱۸ - ٦ (۱۹) اگست ۱۹۰۵ء کو زار کا مینی‌فسٹو — مشاورتی ریاستی دوما کے قیام کا قانون، اور اس میں منتخب ہونے کے قواعد شایع کئے گئے۔ امور داخلہ کے وزیر بولیگین کے نام پر جس کو زار نے دوما کے قیام کا کام سپرد کیا تھا اس دوما کا نام بولیگین دوما پڑا۔ بولیگین دوما کے انتخابات نہیں ہوئے، حکومت اس کو نہ منعقد کر سکی اور بڑھتے ہوئے انقلابی جوش نے اس کو ختم کر دیا۔ صفحہ ۲۵

۱۹ - یہاں اکتوبر ۱۹۰۵ء کی کل روس سیاسی ہڑتال پیش نظر ہے۔ اس عام ہڑتال میں بیس لاکھ سے زیادہ لوگوں نے حصہ لیا۔ اس سیاسی ہڑتال نے مزدور تحریک کی طاقت اور زور کا اظہار کیا، دیہات، فوج اور بحری بیڑے کے لئے انقلابی جدوجہد کے اضافے میں مہمیز کا کام کیا اور پرولتاریہ کو مسلح بغاوت تک لایا۔ صفحہ ۲۵

۲۰ - ''بائیں بازو کے کمیونسٹ،، — یہ پارٹی دشمن گروہ تھا جو ۱۹۱۸ء کی ابتدا میں جرمنی سے معاهدۂ امن (بریست کا معاهده) کرنے کے سلسلے میں پیدا ہوا۔ انقلابی جنگ کے بارے میں بائیں بازو کی لفاظی سے کام لیتے ہوئے ''بائیں بازو کے کمیونسٹوں،، کا گروہ اپنی مہم‌بازانہ پالیسی سے سوویت ریپبلک کو، جس کے پاس فوج ابھی نہیں تھی، سامراجی جرمنی سے جنگ میں الجھانا اور سوویت ریپبلک کو موت کے خطرے میں مبتلا کرنا چاہتا تھا۔ لینن اور ان کے ہم‌خیالوں کو مرکزی کمیٹی میں تروتسکی اور ''بائیں بازو کے کمیونسٹوں،، کے خلاف سخت جدوجہد کرنی پڑی تاکہ جرمنی کے ساتھ معاهدۂ امن پر دستخط کی منظوری حاصل کی جائے اور اس طرح نوخیز سوویت ریپبلک کو خاتمے سے بچایا جائے۔

پارٹی کی جدوجہد کے نتیجے میں مئی — جون ۱۹۱۸ء میں ''بائیں بازو کے کمیونسٹ،، اپنا سارا اثر کھو بیٹھے۔ صفحہ ۲۷

۲۱ - لیبرسٹ — انگلستان کی لیبر پارٹی (Labour Party) کے ممبر جس کی بنیاد ۱۹۰۰ء میں پارلیمنٹ میں مزدوروں کے نمائندے (''مزدوروں کی نمائندگی کی کمیٹی،،) بھیجنے کے مقصد سے کی گئی۔ ۱۹۰۶ء میں اس کا نام لیبر (مزدور) پارٹی رکھا گیا جس نے ابتدا

میں مزدور طبقے کی پارٹی کی صورت اختیار کی (آگے چل کر اس میں پیٹی‌بورژوا عناصر کافی تعداد میں آ گئے)۔ اپنے نظریات اور طریقۂ کار کے لحاظ سے یہ موقع پرست‌تنظیم ھے۔ پارٹی کے قیام کےوقت سے ھی اس کے لیڈر بورژوازی سے طبقاتی تعاون کی پالیسی چلا رھے ھیں۔ صفحہ ۲۸

۲۲ - کانسٹی‌ٹیوشنل (آئینی) ڈیموکریٹک پارٹی (کیڈیٹ) — روس کی اعتدال‌پرست — شاہ‌پرست بورژوازی کی یہ نمایاں پارٹی اکتوبر ۱۹۰۵ ء میں قائم ھوئی۔ اس میں بورژوازی کے نمائندے، بورژوا دانش‌ور اور زیمستوو (مقامی انتظامی ضلع کونسل) کے وہ کارکن (ممبر) شامل تھے جو زمین‌دار تھے۔ کیڈیٹ آئینی شاہ‌پرستی کے مطالبے سے آگے نہیں بڑھے۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران کیڈیٹوں نے سرگرمی کے ساتھ زارشاھی کی قبضہ‌گیر خارجہ پالیسی کی حمایت کی۔ فروری ۱۹۱۷ ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے زمانے میں انھوں نے شاھی حکومت کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی۔ بورژوا عارضی حکومت میں رھنمائی کی پوزیشن حاصل کر کے کیڈیٹوں نےعوام‌دشمن اور انقلاب‌دشمن پالیسی اختیار کی۔ صفحہ ۳۰

۲۳ - تیسری انٹرنیشنل، یعنی کمیونسٹ انٹرنیشنل — بین‌اقوامی انقلابی پرولتاریہ کی تنظیم تھی جس نے مختلف ملکوں کی کمیونسٹ پارٹیوں کو اپنے میں متحد کر لیا۔ یہ ۱۹۱۹ ء سے ۱۹۴۳ ء تک رھی۔
تیسری انٹرنیشنل کا قیام مزدور تحریک میں پھوٹ پڑنے کے بعد تاریخی ضرورت بن گیا جو پہلی عالمی جنگ کی ابتدا میں سوشلزم کے کاز کے ساتھ دوسری انٹرنیشنل کے موقع‌پرست لیڈروں کی غداری اور دوسری انٹرنیشنل کی تباھی کی وجہ سے ھوا۔ کمیونسٹ انٹرنیشنل کے قیام میں لینن نے نمایاں رول ادا کیا۔

کمیونسٹ انٹرنیشنل کی پہلی کانگرس ۲ سے ۶ مارچ ۱۹۱۹ ء تک ماسکو میں ھوئی۔ کانگرس نے ساری دنیا کے پرولتاریہ کے لئے مینی‌فسٹو منظور کیا جسمیں بتایا گیا تھا کہ کمیونسٹ انٹرنیشنل، مارکس اور اینگلس کے ان نظریات کی وارث ھے جنکا اظہار "کمیونسٹ پارٹی کے مینی‌فسٹو" میں کیا گیا ھے۔

کمیونسٹ انٹرنیشنل نے تمام ملکوں کے محنت کشوں کے درمیان رابطہ بحال اور مضبوط کیا، بین‌اقوامی مزدور تحریک میں موقع پرستی کو بےنقاب کرنے، نوخیز کمیونسٹ پارٹیوں کو مضبوط بنانے اور بین‌اقوامی کمیونسٹ تحریک کی حکمت‌عملی اور طریقۂ کار مرتب کرنے میں مدد دی۔

مئی ۱۹۴۳ء میں کمیونسٹ انٹرنیشنل کی انتظامی کمیٹی نے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہوئے کہ مزدوروں کے اتحاد کی تنظیمی شکل جو گذرے ہوئے تاریخی دور کے تقاضوں کے مطابق تھی، اب اپنی ضرورت کو پورا کر چکی ہے، کمیونسٹ انٹرنیشنل کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا۔ صفحہ ۳۵

۲۴۔ ''کمیونسٹ مزدور اخبار،، (« Kommunistische Arbeiterzeitung ») — جرمن کمیونسٹوں کے ''بائیں بازو،، کے انارکسٹ — سینڈیکیلسٹ گروپ کا ترجمان اخبار جو ہیمبرگ سے ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۷ء تک شایع ہوتا رہا۔ صفحہ ۳۶

۲۵۔ ''هرقلیسی ستونوں تک جانے کی،، اصطلاح کا مطلب انتہائی حدتک جانا ہے۔ یونانی دیومالا کے مطابق یہ ستون هرقلیس نے دنیا کے سرے پر بنائے تھے اور قدیم یونانیوں کے خیال کے مطابق ان کے آگے کوئی راستہ نہیں تھا۔ صفحہ ۳۶

۲۶۔ یہاں ذکر ''مزدور طبقے کی آزادی کی مجاہد یونین،، کا ہے جو لینن نے ۱۸۹۵ء کی خزاں میں قائم کی تھی اور اس میں پیٹرسبرگ کے تقریباً بیس مارکسی حلقے شامل تھے۔ ''مجاہد یونین،، کا سربراہ مرکزی گروپ تھا۔ یہ پوری تنظیم اضلاعی گروہوں میں منقسم تھی اور فیکٹریوں اور کارخانوں کے ترقی‌یافتہ اور باشعور مزدور ان گروہوں سے روابط رکھتے تھے۔

پیٹرسبرگ کی ''مزدور طبقے کی آزادی کی مجاہد یونین،، لینن کے قول کے مطابق انقلابی پارٹی کا جنین تھی جو مزدور تحریک اور پرولتاریہ کی جدوجہد کے رهنمائی کرنےوالے طبقے پر منحصر تھی۔ صفحہ ۳۸

۲۷ - روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی نویں کانگرس ۲۹ مارچ سے ۵ اپریل ۱۹۲۰ء تک ماسکو میں ہوئی۔

اس کانگرس میں پیداواری کاموں کے انتظام کی طرف کافی توجہ کی گئی۔ اس سوال پر جو تجویز منظور ہوئی اسمیں واحد سربراہ کی بنیاد پر مقتدر، مضبوط اور سرگرم رہنمائی کے قیام کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ لینن کی سفارشات کے مطابق کانگرس نے خاص طور سے اس بات پر زور دیا کہ سوشلسٹ معیشت کے مفادات میں پرانے ماہرین کو وسیع پیمانے پر اپنی طرف کھینچنا چاہئے۔

معاشی تعمیر کی پارٹی لائن کی مخالفت کانگرس میں پارٹی‌دشمن گروہ ''جمہوری مرکزیت،، (democratic centralism) نے کی۔ جمہوری مرکزیت کے بارے میں لفاظی کرتے ہوئے اور حقیقت میں اس اصول کو توڑتے مروڑتے ہوئے جمہوری مرکزیت‌والوں نے پیداواری کاموں میں واحد سربراہ کے خیال کو مسترد کر دیا، سخت پارٹی اور ریاستی ڈسپلن کی مخالفت کی اور اس بات پر جھوٹا زور دیا کہ مرکزی کمیٹی میں اجتماعی قیادت کا اصول رائج نہیں ہے۔ کانگرس نے جمہوری مرکزیت‌والوں کی پارٹی‌دشمن تجاویز کی قطعی مذمت کی اور ان کو مسترد کر دیا۔ صفحہ ۳۸

۲۸ - ترودوویک (محنتی گروہ) — ریاستی دوما میں پیٹی‌بورژوا نائبین کا قلیل تعداد گروہ جو کسان مندوبین پر مشتمل تھا اور اپریل ۱۹۰۶ء میں بنایا گیا تھا۔ پہلی عالمی جنگ کے برسوں میں ترودوویکوں نے جنگ‌جو قوم‌پرستانہ (شاونسٹ) پوزیشن اختیار کی۔ ۱۹۱۷ء میں یہ گروہ ''عوامی سوشلسٹوں،، (نوٹ ۸۹ دیکھئے) کی پارٹی میں مل گیا اور سرگرمی کے ساتھ عارضی بورژوا حکومت کی حمایت کرنے لگا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد ترودوویک بورژوا انقلاب دشمنوں کے طرفدار ہو گئے۔ صفحہ ۳۹

۲۹ - آئین‌ساز اسمبلی ۔ جنوری ۱۹۱۸ء کو منعقد کی گئی۔ اس کے انتخابات ووٹروں کی اس فہرست کے مطابق ہوئے جو اکتوبر سوشلسٹ انقلاب سے پہلے تیار کی گئی تھی۔ چنانچہ آئین‌ساز اسمبلی کے طاقتی توازن میں بھی اس وقت کی عکاسی ہوئی جب بورژوازی برسر

اقتدار تھی۔ سوویت اقتدار کی حمایت کرنےوالوں کی زبردست اکثریت کی مرضی اور اس پالیسی کے درمیان رخنہ پڑ گیا جو آئین‌ساز اسمبلی میں سوشلسٹ انقلابیوں، منشویکوں اور کیڈیٹوں کی اکثریت بورژوازی اور جاگیرداروں کے مفادات میں چلا رہی تھی۔ بات یہاں تک پہنچی کہ آئین‌ساز اسمبلی نے "محنت‌کش اور استحصال کے شکار لوگوں کے حقوق کے اعلان" پر بحث کرنے اور امن اور آراضی اور سوویتوں کو اقتدار منتقل کرنے کے بارے میں سوویتوں کی دوسری کانگرس کے فرمانوں کی تصدیق کرنے سے انکار کر دیا۔ ۶ (۱۹) جنوری ۱۹۱۸ء کو کل یونین مرکزی انتظامی کمیٹی کے فیصلے کے مطابق اس آئین‌ساز اسمبلی کو برخاست کر دیا گیا۔ صفحہ ۴۷

۳۰۔ "کمیونسٹ انٹرنیشنل" — یہ کمیونسٹ انٹرنیشنل کی انتظامی کمیٹی کا ترجمان رسالہ تھا جو روسی، جرمن، فرانسیسی، انگریزی، ہسپانوی اور چینی زبانوں میں شایع ہوتا تھا۔ اس کا پہلا شمارہ یکم مئی ۱۹۱۹ء کو نکلا۔ اس رسالے میں نظریاتی مضامین اور کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دستاویزیں اور لینن کے بھی کچھ مضامین شایع ہوتے تھے۔ اس رسالے کی اشاعت ۱۹۴۳ء میں بند کر دی گئی۔ صفحہ ۴۸

۳۱۔ یہاں اس خط کا ذکر کیا گیا ہے جو فریڈرک اینگلس نے ۷ نومبر ۱۸۵۸ء کو کارل مارکس کو لکھا تھا۔ صفحہ ۴۸

۳۲۔ «Folkets Dagblad Politiken» ("روزانہ عوامی سیاسی اخبار") — سویڈن کی بائیں‌بازو کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا اخبار تھا۔ یہ اسٹاک‌ہوم سے اپریل ۱۹۱۶ء سے مئی ۱۹۴۵ء تک نکلتا رہا۔ پہلے یہ ایک دن بیچ میں ناغہ کر کے شایع ہوتا تھا اور پھر روزانہ نکلنے لگا۔ نومبر ۱۹۱۷ء تک اس کا نام «Politiken» تھا۔ صفحہ ۴۹

۳۳۔ اتحادی ملک یا اتحاد ثلاثہ (Entente) — سامراجی طاقتوں (برطانیہ، فرانس اور روس) کا بلاک، جو بیسویں صدی کی ابتدا میں بنایا گیا تھا اور جس کا مقصد تین سامراجی طاقتوں (جرمنی،

آسٹریا — ہنگری اور اٹلی) کی مخالفت تھا۔ اس نے اپنا نام اس برطانوی فرانسیسی معاہدے سے لیا جو ۱۹۰۴ء میں «Entente cordiale» کے نام سے ہوا تھا۔ ۱۹۱۴ — ۱۸ ء کی عالمی سامراجی جنگ کے دوران اتحادثلاثہ میں ریاستہائے متحدہ امریکہ ، جاپان اور دوسرے ملک بھی شامل ہو گئے۔ عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد اس بلاک کے بڑے شرکا — برطانیہ ، فرانس ، ریاستہائے متحدہ امریکہ اور جاپان سوویت ملک کے خلاف فوجی مداخلت کے بڑھاوا دینےوالے ، ناظم اور شرکا میں سے تھے۔ صفحہ ۵۰

۳۴ - ”دنیا کے صنعتی مزدور“ (The Industrial Workers of the World, I. W. W.) — ریاستہائے متحدہ امریکہ کے مزدوروں کی تنظیم جو ۱۹۰۵ ء میں قائم ہوئی اور جس نے زیادہ‌تر غیرهنرمند اور کم اجرت پانےوالے مزدوروں کو متحد کیا جو مختلف پیشوں میں کام کرتے تھے۔ اس کے قیام میں امریکی مزدور تحریک کے کارکنوں ڈی لیون ، دیبس اور ہےووڈ نے سرگرمی سے حصہ لیا۔ پہلی عالمی سامراجی جنگ کے برسوں میں اس تنظیم کی شرکت سے امریکی مزدور طبقے کے کئی بڑے بڑے جنگ‌دشمن اقدامات منظم کئے گئے۔ اس تنظیم کی سرگرمیوں سے انارکسٹ — سینڈیکیلسٹ کردار کا اظہار ہوتا تھا : یہ پرولتاریہ کی سیاسی جدوجہد کو نہیں تسلیم کرتی تھی اور پارٹی کے رہنما رول ، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی ضرورت سے منکر تھی اور اس نے ان ٹریڈیونینوں میں کام کرنے سے انکار کیا جو امریکی فیڈریشن آف لیبر کی ممبر تھیں۔ اس‌کی لیڈرشپ کی موقع‌پرست پالیسی کیوجہ سے یہ تنظیم ایک فرقہ‌بند تنظیم بن کر رہ گئی اور مزدور تحریک پر اس‌کا اثر نہیں رہا۔ صفحہ ۵۱

۳۵ - سیاہ صد — شاہ‌پرست جتھے جن‌کو زار کی پولیس نے انقلابی تحریک کے خلاف جدوجہد کے لئے قائم کیا تھا۔ سیاہ صد انقلابیوں کو قتل کرتے تھے ، ترقی‌پسند دانش‌وروں پر حملے کرتے تھے اور یہودیوں کے قتل عام منظم کرتے تھے۔ صفحہ ۵۱

۳۶ - یہاں ولادیمیر ایلیچ لینن کے پیش‌نظر ”زمین کے بارے میں کسانوں کی سفارش“ ہے جو مقامی کسانوں کی ۲۴۲ سفارشات

کی بنا پر مرتب کی گئی تھی اور لینن نے جو ''زمین کے بارے میں فرمان،، جاری کیا تھا اس کا حصہ بن گئی تھی۔ صفحہ ۶۳

۳۷ - ''سوویت،، («Il Soviet») — اطالوی سوشلسٹ پارٹی کا اخبار جو نیپلز میں ۱۹۱۸ء سے ۱۹۲۲ء تک شایع ہوتا رہا۔ ۱۹۲۰ء سے وہ اطالوی سوشلسٹ پارٹی کے Communist — abstentionist گروہ کا ترجمان ہوگیا۔ صفحہ ۶۴

۳۸ - ''کمیونزم،، («Comunismo») — اطالوی سوشلسٹ پارٹی کا ہر پندرہ دن پر نکلنےوالا رسالہ جو ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۲ء تک شایع ہوتا رہا۔ اس کے ایڈیٹر سیراتی تھے۔ صفحہ ۶۴

۳۹ - ۲۱ مارچ ۱۹۱۹ء کو ھنگری کے سوویت رپبلک ہونے کا اعلان کیا گیا۔ ھنگری کے سوشلسٹ انقلاب کی نوعیت تقریباً پر امن تھی۔ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی اور کمیونسٹ پارٹی کے لیڈروں کے درمیان گفتگو میں کمیونسٹوں کے جو پیش کردہ شرائط منظور ہوئے، وہ سوویت حکومت کی تشکیل، بورژوازی کو نہتا کرنا، سرخ فوج اور عوامی میلیشیا کا قیام، جاگیرداروں کی زمین کی ضبطی، صنعت کو قومیانا، سوویت روس کے ساتھ یونین بنانا وغیرہ تھے۔ ساتھ ھی یہ معاھدہ بھی ھوا کہ ان دونوں پارٹیوں کو ھیگری کی سوشلسٹ پارٹی میں متحد کر دیا جائے۔ اس اتحاد کے دوران کچھ غلطیاں ھوئیں جن کو بعد میں محسوس کیا گیا: یہ میکانیکی اتحاد تھا اور اسمیں سے اصلاح پرست عناصر کو نکالا نہیں گیا۔ اصلاح آراضی کا قانون منظور کیا گیا جس کے مطابق ۵۰ ھیکٹر سے زیادہ رقبےوالی سب آراضیاں ضبط کرلی گئیں اور ان کو بڑے بڑے ریاستی فارموں میں تبدیل کر دیا گیا لیکن یہ پرانے نگرانوں کے ھی کنٹرول میں رھے۔ سب سے زیادہ غریب کسانوں کی یہ امید خاک میں مل گئی کہ سوویت حکومت ان کو زمین دےگی۔ اس سے پرولتاریہ کےساتھ کسانوں کے اتحاد میں رخنہ پڑا اور ھنگری میں سوویت اقتدار کمزور پڑ گیا۔

غیرملکی سامراجی مداخلت کرنےوالوں اور اندرونی انقلاب‌دشمنی کی متحدہ سرگرمیوں کیوجہ سے یکم اگست ۱۹۱۹ء کو ھنگری میں سوویت اقتدار کا تختہ الٹ دیا گیا۔ صفحہ ۶۵

۴۰ - بلانکیسٹ — فرانسیسی سوشلسٹ تحریک کے اس رجحان کے شرکا جسکے لیڈر ممتاز انقلابی ، فرانسیسی یوٹوپیائی کمیونزم کے نمایاں نمائندے لوئی آگسٹ بلانک (۱۸۰۵ ء — ۱۸۸۱ ء) تھے - بلانک کے پیروؤں کو توقع تھی کہ '' انسانیت کو اجرتی غلامی سے نجات پرولتاریہ کی طبقاتی جدوجہد کے ذریعہ نہیں بلکہ مٹھی بھر دانشوروں کی سازش کے ذریعہ مل جائیگی ،، (و - لینن) - انقلابی پارٹی کی سرگرمیوں کے بجائے مٹھی بھر سازش کرنےوالوں کے اقدامات پر بھروسہ کر کے وہ ان ٹھوس صورت حال کا اندازہ نہیں لگا سکے جو بغاوت کی کامیابی کے لئے ضروری ہوتی ہے - اور انھوں نے عوام سے رابطے رکھنے کی اہمیت کو نظر انداز کیا - صفحہ ٦٥

۴۱ - «Der Volksstaat» ('' عوامی ریاست ،،) — یہ اخبار جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی (ائیزیناخ والوں) کا مرکزی ترجمان تھا اور ١٨٦٩ — ٧٦ ء میں لائپزگ سے و- لیبکنیخت کی ایڈیٹری میں نکلتا رہا - اس اخبار میں کارل مارکس اور فریڈرک اینگلس بھی معاون کارکن تھے - صفحہ ٦٦

۴۲ - مجلس اقوام (League of Nations) — یہ بین اقوامی تنظیم پہلی اور دوسری عالمی جنگ کے درمیان وجود میں تھی - اس کا قیام ۱۹۱۹ ء میں پہلی عالمی جنگ کی فاتح طاقتوں کی پیرس کی امن کانفرنس میں ہوا تھا - اس کا منشور یہ تاثر پیدا کرنے کے لئے مرتب کیا گیا تھا کہ گویا اس تنظیم کا مقصد جارحیت کے خلاف جدوجہد ، تخفیف اسلحہ ، امن اور سلامتی کی مضبوطی ہے - درحقیقت مجلس اقوام کے لیڈر جنگ بازوں کے حامی تھے ، اسلحہ بندی کی دوڑ اور دوسری عالمی جنگ کی تیاری کی حوصلہ افزائی کرتے تھے -

۱۵ ستمبر ۱۹۳۴ ء کو فرانسیسی مدبروں کی تحریک پر مجلس اقوام کی ممبر ۳۴ ریاستوں نے سوویت یونین کو مجلس اقوام میں شرکت کی دعوت دی اور سوویت یونین امن کو مضبوط کرنے کے مقصد سے مجلس اقوام میں شریک ہوا - بہرحال امن کا محاذ قائم کرنے کی سوویت یونین کی کوششوں کا تصادم مغربی طاقتوں کے رجعت پرست حلقوں کی مزاحمت سے ہوا - دوسری عالمی جنگ کی ابتدا سے مجلس اقوام کی سرگرمیاں

عملی طور پر بند ہوگئیں اور اپریل ۱۹۴۶ء میں اس کو سرکاری طورپر برخاست کر دیا گیا۔ صفحہ ۶۹

۴۳۔ یہاں زمروالڈ اور کین تال (سوئٹزرلینڈ) کی بین اقوامی سوشلسٹ کانفرنسوں کا ذکر ہے۔

زمروالڈ یا پہلی بین اقوامی سوشلسٹ کانفرنس ۵ — ۸ ستمبر ۱۹۱۵ء کو ہوئی۔

کین تال یا دوسری بین اقوامی سوشلسٹ کانفرنس ۲۴ — ۳۰ اپریل ۱۹۱۶ء کو ہوئی۔

ان کانفرنسوں نے مارکس‌ازم — لینن‌ازم کی نظریاتی بنیاد پر یورپی سوشل جمہوری تحریک کے بائیں‌بازو کے عناصر کو متحد ہونے میں مدد دی۔ صفحہ ۷۲

۴۴۔ ”انقلابی کمیونسٹ“ — نرودنک رجحان رکھنے‌والا گروپ جو بائیں‌بازو کی سوشلسٹ انقلابی پارٹی سے نکل آیا اور بائیں‌بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کی جولائی ۱۹۱۸ء کی بغاوت کے بعد اس پارٹی سے بالکل ناتہ توڑ لیا۔ ستمبر ۱۹۱۸ء میں اس گروپ نے ”انقلابی کمیونزم کی پارٹی“ بنائی جس نے سوویت اقتدار سے تعاون کا اعلان کیا اور ستمبر ۱۹۲۰ء میں روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) میں ضم ہو گئی۔ صفحہ ۷۳

۴۵۔ بائیں‌بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں (انٹرنیشنلسٹوں) کی پارٹی جس کی تنظیم انھوں نے اپنی پہلی کل روس کانگرس میں کی جو ۱۹ — ۲۸ نومبر (۲ — ۱۱ دسمبر) ۱۹۱۷ء کو ہوئی۔ ابھی تک وہ سوشلسٹ انقلابی پارٹی کے بائیں بازو کی حیثیت سے تھے (دیکھئے نوٹ نمبر ۶) جو عالمی سامراجی جنگ کے دوران بننا شروع ہوا تھا۔ سوویتوں کی دوسری کل روس کانگرس میں بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں نے ایجنڈے کے اہم سوالوں پر بالشویکوں کے ساتھ ووٹ دیا لیکن بالشویکوں کی اس تجویز سے انکار کیا کہ بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابی سوویت حکومت میں حصہ لیں۔

طویل تذبذب کے بعد بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں نے کسانوں کے درمیان اپنا اثر برقرار رکھنے کی کوشش میں بالشویکوں

سے مصالحت کی اور کئی عوامی کمیساریتوں کے بورڈوں میں شامل ہو گئے۔ بالشویکوں کےساتھ تعاون کا راستہ اختیار کرنے کے باوجود بائیں‌بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں نے سوشلزم کی تعمیر کے بارے میں بنیادی مسائل پر ان کی مخالفت کی اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی بھی مخالفت کرتے رہے۔ جنوری — فروری ۱۹۱۸ ء میں بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابی پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے بریست کے معاہدۂ امن کے خلاف جدوجہد شروع کر دی اور اس معاہدے پر دستخط اور مارچ ۱۹۱۸ ء میں سوویتوں کی چوتھی کانگرس میں اس کی تصدیق کے بعد وہ عوامی کمیساروں کی سوویت سے علحدہ ہو گئے لیکن عوامی کمیساریتوں کے بورڈوں اور مقامی سرکاری اداروں میں کام کرتے رہے۔ دیہاتوں میں سوشلسٹ انقلاب پھیلنے کے ساتھ بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں میں سوویت‌دشمن ماحول بڑھنے لگا۔ جولائی ۱۹۱۸ ء میں بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کی مرکزی کمیٹی نے ماسکو میں جرمن سفیر کا قتل اس خیال سے منظم کیا کہ سوویت روس کی جرمنی سے جنگ چھڑ جائے‌گی اور اس‌نے سوویت اقتدار کے خلاف مسلح بغاوت کردی۔ اس سلسلے میں بغاوت کو دبانے کے بعد سوویتوں کی پانچویں کل روس کانگرس نے یہ فیصلہ کیا کہ سوویتوں سے ان بائیں‌بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کو نکال باہر کیا جائے جو اپنے اعلی لیڈروں کے خیالات میں شریک‌دار تھے۔ صفحہ ۷۳

۳۶ - ۱۹۱۸ ء — ۱۹۱۴ ء کی عالمی سامراجی جنگ ختم کرنےوالے صلح‌نامۂ ورسائی پر ۲۸ جون ۱۹۱۹ ء کو ایک طرف ریاستہائے متحدہ امریکہ، سلطنت برطانیہ، فرانس، اٹلی، جاپان اور ان طاقتوں کے دستخط ہوئے جو جنگ میں ان کے ساتھ تھیں اور دوسری طرف جرمنی کے دستخط ہوئے۔ صلح‌نامۂ ورسائی نے سرمایہ‌دار دنیا کی دوبارہ تقسیم کو مستحکم کرنے کے مقصد کو فاتح طاقتوں کے حق میں رکھا اور اسی طرح ملکوں کے درمیان تعلقات کا ایسا نظام قائم کرنا جس کا مقصد سوویت روس کا گلا گھونٹنا اور ساری دنیا میں انقلابی تحریک کی تباہی تھا۔ صفحہ ۷۶

۳۷ - برطانوی سوشلسٹ پارٹی (British Socialist Party)

۱۹۱۱ ء میں سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے دوسرے سوشلسٹ گروپوں

کے ساتھ اتحاد کی بناپر مانچسٹر میں قائم ہوئی۔ برطانوی سوشلسٹ پارٹی مارکسی نظریات کی اسپرٹ کے تحت ایجی‌ٹیشن کرتی تھی اور بقول لینن کے "موقع پرست نہ تھی اور واقعی لبرلوں سے آزاد تھی"۔

برطانوی سوشلسٹ پارٹی نے عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کا خیرمقدم کیا۔ سوویت روس کی غیرملکی مداخلت کرنےوالوں سے بچاؤ کرنےوالی برطانوی محنت‌کشوں کی تحریک میں اس پارٹی کے ممبروں نے بڑا رول ادا کیا۔ ۱۹۱۹ء میں اس پارٹی کی تنظیموں کی غالب اکثریت (۹۸ حق میں اور ۴ خلاف) نے کمیونسٹ انٹرنیشنل کی ممبری کے حق میں ووٹ دیا۔ برطانوی سوشلسٹ پارٹی نے کمیونسٹ یونٹی گروپ کے ساتھ ملکر برطانوی کمیونسٹ پارٹی کی تشکیل میں اہم رول ادا کیا۔ ۱۹۲۰ء میں ہونےوالی پہلی متحدہ کانگرس میں برطانوی سوشلسٹ پارٹی کی مقامی تنظیموں کی غالب اکثریت کمیونسٹ پارٹی میں ضم ہوگئی۔ صفحہ ۷۹

۴۸ - سوشلسٹ لیبر پارٹی (Socialist Labour Party) — ایک انقلابی مارکسی تنظیم تھی۔ اس کو ۱۹۰۳ء میں ان بائیں‌بازو کے سوشل ڈیموکریٹوں نے (جو زیادہ تر اسکاٹ لوگ تھے) اسکاٹ‌لینڈ میں بنایا تھا جو سوشل ڈیموکریٹک فیڈریشن سے الگ ہوگئے تھے۔

جنوبی ویلس کی سوشلسٹ سوسائٹی (South Wales Socialist Society) — ایک چھوٹا سا گروپ تھا جو زیادہ تر ویلس کے انقلابی کان‌کنوں پرمشتمل تھا۔ اس کی ابتدا کان‌کنی میں اصلاحات کی ایسی تحریک سے ہوئی جو پہلی عالمی جنگ سے قبل کافی زور پکڑ گئی۔

ورکرس سوشلسٹ فیڈریشن (Workers Socialist Federation) — ایک چھوٹی سی تنظیم تھی جو مئی ۱۹۱۸ء میں عورتوں کے حق رائے دہی کی تحفظ کرنےوالی انجمن سے پیدا ہوئی اور زیادہ‌تر عورتوں پر مشتمل تھی۔

جب برطانوی کمیونسٹ پارٹی جس کی تاسیسی کانگرس ۳۱ جولائی اور یکم اگست ۱۹۲۰ء کو ہوئی، بنی اور اس کے پروگرام میں پارٹی کے پارلیمانی انتخاب میں شرکت اور لیبرپارٹی میں داخلے کے نکات رکھے گئے تو مندرجہ بالا تنظیموں نے جو گروہ‌بندی‌والی غلطیاں

کرتے تھے اسمیں شرکت نہیں کی۔ جنوری ۱۹۲۱ء میں جنوبی ویلس کی سوشلسٹ سوسائٹی اور ورکرس سوشلسٹ فیڈریشن نے جو اس وقت تک ''کمیونسٹ پارٹی (تیسری انٹرنیشنل کا برطانوی سکشن)'' کا نام اختیار کر چکی تھی، برطانیہ کی کمیونسٹ پارٹی سے متحد ہو گئیں لیکن سوشلسٹ لیبر پارٹی کی لیڈروں نے متحد ہونے سے انکار کر دیا۔ صفحہ ۹۷

۴۹ - ''ورکرس ڈریڈناوٹ'' («Workers Dreadnought») — مارچ ۱۹۱۴ء سے جون ۱۹۲۴ء تک لندن سے شایع ہوتا رہا۔ جولائی ۱۹۱۷ء تک یہ «Woman's Dreadnought» کے نام سے شائع ہوا اور ۱۹۱۸ء میں ورکرس سوشلسٹ فیڈریشن بننے کے بعد اس کا ترجمان ہو گیا۔ صفحہ ۹۷

۵۰ - ''مانچسٹر گارجین'' «TheManchester Guardian» — بورژوا لبرل اخبار۔ کثیر تعداد شایع ہونےوالے اور باائر انگریزی بورژوا اخباروں میں سے ایک اخبار جو اب «Guardian» کے نام سے شایع ہوتا ہے۔ یہ اخبار ۱۸۲۱ء میں قائم کیا گیا تھا۔ صفحہ ۸۳

۵۱ - یہاں ۷ — ۱۹۰۵ء کا پہلا روسی بورژوا جمہوری انقلاب، فروری ۱۹۱۷ء کا بورژوا جمہوری انقلاب اور عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب پیش نظر ہیں۔ صفحہ ۸۸

۵۲ - یہاں فوجی شاہی بغاوت پیش نظر ہے جو ''کاپ کی یورش'' کہلائی۔ اس کو جرمنی کے رجعت‌پسند فوجیوں نے منظم کیا تھا۔ اس یورش کے ناظم شاہ‌پرست کاپ، لیودین‌دورف، سیکٹ اور لیوتویتس تھے۔ سازش کرنےوالوں نے اس بغاوت کی تیاری سوشل جمہوری حکومت کی کھلی حمایت سے کی تھی۔ ۱۳ مارچ ۱۹۲۰ء کو باغی جنرل فوج لیکر برلن آ گئے اور حکومت کی طرف سے کسی طرح کی مزاحمت نہ پاکر انھوں نے فوجی ڈکٹیٹرشپ کا اعلان کر دیا۔ جرمن مزدوروں نے اس بغاوت کا جواب عام ہڑتال سے دیا۔ پرولتاریہ کے دباؤ سے کاپ کی حکومت ۱۷ مارچ کو ختم ہو گئی اور پھر سوشل ڈیموکریٹ برسر اقتدار ہو گئے۔ صفحہ ۹۸

۵۳ - یہاں ولادیمیر ایلیچ لینن کے پیش نظر پیٹروگراد میں ۳ — ۴ جولائی ۱۹۱۷ء کے پرامن مظاھرے کو منتشر کرنے کے بعد بالشویک پارٹی کے خلاف عارضی بورژوا حکومت کا جبروتشدد ہے۔ صفحہ ۱۰۸

۵۴ - جرمن کمیونسٹ مزدور پارٹی کی تشکیل ''بائیں بازو'' کے کمیونسٹوں کے ایک گروپ نے کی جو اکتوبر ۱۹۱۹ء میں جرمن کمیونسٹ پارٹی سے الگ ہو گیا تھا۔ اسمیں بہت سے انارکسٹ — سینڈیکیلسٹ عناصر تھے۔ اپریل ۱۹۲۰ء میں یہ خودمختار تنظیم ہوگئی۔ اس پارٹی کی پوزیشن گروہبند تھی، پارلیمنٹ کو استعمال کرنے کی مخالفت کرتی تھی، ٹریڈیونینوں میں کام کرنے سے منکر تھی اور پرولتاری انقلاب میں کمیونسٹ پارٹی کے رھنما رول سے منحرف تھی۔ اس پارٹی نے کمیونسٹ انٹرنیشنل کی تیسری کانگرس میں اپنے مندوبین بھیجے لیکن انھوں نے کانگرس کے فیصلوں کی پیروی نہیں کی جن کا تقاضہ تھا کہ وہ اپنا گروہبندانہ طریقۂ کار چھوڑ دے اور جرمن کمیونسٹ پارٹی سے متحد ہو جائے۔ چنانچہ جرمن کمیونسٹ مزدور پارٹی کو کمیونسٹ انٹرنیشنل سے نکال دیا گیا اور پھروہ ایک حقیر سا گروہ بن کر رہ گئی جو کمیونسٹ تحریک کا مخالف تھا۔ صفحہ ۱۱۲

۵۵ - «Die Rote Fahne» (''لال جھنڈا'') — اس اخبار کو کارل لیبکنیخت اور روزا لکسمبرگ نے ''اسپارٹاک یونین'' کے مرکزی ترجمان کی حیثیت سے جاری کیا اور بعد کو یہ جرمن کمیونسٹ پارٹی کا ترجمان بن گیا۔ یہ اخبار برلن میں ۹ نومبر ۱۹۱۸ء سے شایع ہونے لگا اور اس کو بار بار جرمن حکومت کے جبروتشدد کا شکار بننا پڑا۔ اس اخبار میں جرمن کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے صدر ارنسٹ‌تیلمان سرگرمی کے ساتھ کام کرتے تھے۔ جرمنی میں نازی ڈکٹیٹرشپ کے قیام کے بعد «Die Rote Fahne» کو ممنوع قرار دیا گیا لیکن یہ غیرقانونی طور پر نکلتا رہا۔ ۱۹۳۵ء میں یہ اخبار پراگ (چیکوسلوواکیه) سے نکلنے لگا اور پھر اکتوبر ۱۹۳۶ء سے ۱۹۳۹ء کی خزاں‌تک برسلز (بلجیم) سے شایع ھوا۔ صفحہ ۱۱۵

۵۶ - «Die Rote Fahne» (''لال جھنڈا'') — آسٹریائی کمیونسٹ پارٹی کا مرکزی ترجمان اخبار تھا جو وی‌آنا سے نومبر

۱۹۱۸ء میں شایع ہوا۔ پہلے اس کا نام «Weckruf» (''اپیل'') تھا۔ پھر جنوری ۱۹۱۹ء سے اس کا نام «Die Soziale Revolution» (''سوشل انقلاب'') ہو گیا اور جولائی ۱۹۱۹ء سے اس کا نام «Die Rote Fahne» پڑا۔ ۱۹۳۳ء میں اس اخبار کو غیرقانونی صورت اختیار کرنی پڑی۔ ۲۱ فروری ۱۹۰۷ء سے یہ «Volksstimme» (''عوامی آواز'') کے نام سے شایع ہونے لگا۔ صفحہ ۱۱۷

۵۷ - «Die Freiheit» (''آزادی'') — جرمن انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا روزانہ اخبار جو برلن سے نومبر ۱۹۱۸ء میں نکلنا شروع ہوا اور اکتوبر ۱۹۲۲ء تک جاری رہا۔ صفحہ ۱۱۷

۵۸ - ''سوویت'' ''محافظان حقوق'' — سوویت وکیلوں کے وہ کالیجیم جو فروری ۱۹۱۸ء میں مزدوروں، سپاہیوں، کسانوں اور کزاکوں کے نائبین کی سوویتوں میں قائم کئے گئے تھے۔ بہت سے کالیجیموں میں بورژوا وکیلوں کا کافی اثر تھا جنھوں نے سوویت عدالت کی بنیادی اصولوں کو مسخ کرکے ان کو اپنے فائدے کے لئے استعمال کیا۔ صفحہ ۱۲۳

۵۹ - لینن کی اس ہدایت کے مطابق ''کمیونزم میں ''بائیں بازو'' کی طفلانہ بیماری'' کی موجودہ ایڈیشن میں ''ہالینڈ کے ٹریبون‌والے'' کا جملہ ہر جگہ ''ہالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کے بعض ممبروں'' سے بدل دیا گیا۔ صفحہ ۱۲۵

۶۰ - زرعی سوال کے مقالے کا ابتدائی مسودہ کمیونسٹ انٹرنیشنل کی انتظامی کمیٹی نے ''زرعی سوال پر کمیونسٹ انٹرنیشنل کی انتظامی کمیٹی کے مقالوں'' کی حیثیت سے منظور کر لیا۔ ان مقالوں کو دوسری انٹرنیشنل نے بنیاد کے طور پر قبول کیا اور زرعی سوال پر تجویز تیار کرنے کےلئے کمیشن کے سپرد کیا۔ کمیشن نے جس کے کام کے سربراہ لینن تھے مقالوں کے ابتدائی مسودہ میں کچھ ترمیمیں کیں اور ۴ اگست ۱۹۲۰ء کو یہ مقالے کانگرس نے منظور کر لئے۔ صفحہ ۱۲۷

۶۱ - لینن کے پیش‌نظر یہاں مارخلیفسکی کا مضمون ''زرعی سوال اور عالمی انقلاب'' ہے جو ۲ جولائی ۱۹۲۰ء کو ''کمیونسٹ

انٹرنیشنل ،، رسالے کے شمارے ۱۲ میں شایع ہوا تھا۔ لینن نے یہ مضمون اس کی اشاعت سے پہلے ہی پڑھ لیاتھا۔ صفحہ ۱۲۷

۶۲ - کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری کانگرس جس نے کمیونسٹ انٹرنیشنل کے پروگرام ، طریقۂ کار اور تنظیم کی بنیاد تیار کی ۱۹ جولائی سے ۷ اگست ۱۹۲۰ء تک ہوئی۔ اس کے کام میں ۲۰۰ سے زیادہ مندوبین نے جو ۳۷ ملکوں کی کمیونسٹ پارٹیوں اور مزدور تنظیموں کے نمائندے تھے ، حصہ لیا۔

کانگرس کی پہلی نشست میں لینن نے بین‌اقوامی صورت‌حال اور کمیونسٹ انٹرنیشنل کے فریضوں کے بارے میں اپنی رپورٹ‌پیش کی اور بعد کی نشستوں میں انھوں نے کمیونسٹ‌پارٹی کے بارے میں تقریر کی ، قومی اور نوآبادیاتی مسائل پر اپنی رپورٹ پیش کی اور پارلیمانیت اور دوسری مسائل پر تقریریں کیں۔ لینن نے کانگرس کے زیادہ تر کمیشنوں کے کام میں بھی سرگرمی سے حصہ لیا۔

کانگرس کے فیصلوں کی بنیاد لینن کی کلاسیکی تصنیف ” کمیونزم میں ” بائیں‌بازو ،، کی طفلانہ بیماری ،، کے خیالات تھے۔ اولیں سوال پر تجویز کی حیثیت سے کانگرس نے لینن کے ” کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری کانگرس کے بنیادی فریضوں کے بارے میں مقالے ،، کی تصدیق کی۔ کانگرس کی کارروائی کے بنیادی مسائل میں سے پرولتاری انقلاب میں کمیونسٹ پارٹی کا رول ، مزدور طبقے سے پارٹی کے باہمی تعلقات کا مسئلہ تھا۔ ” پرولتاری انقلاب میں کمیونسٹ پارٹی کے رول کے بارے میں،، اپنی منظور کی ہوئی قرارداد میں کانگرس نے بتایا کہ مزدور طبقے کی نجات کے لئے کمیونسٹ پارٹی سب سے بڑا اور خاص آلۂ کار ہے۔ قومی اور زرعی مسائل پر بھی لینن کے مقالے کانگرس کی قراردادوں کی حیثیت سے منظور کئے گئے۔

کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری کانگرس نے بین‌اقوامی کمیونسٹ تحریک کو آگے بڑھانے میں زبردست رول ادا کیا۔ لینن نے بتایا کہ کانگرس کے بعد ”ساری مزدور تحریک میں مجموعی طور پر کمیونزم مرکزی مسئلہ بن گیا ہے ،،۔ صفحہ ۱۳۲

۶۳ - جینگوازم (Jingoism) — جنگجو تنگ‌نظر وطن‌پرستی جو جارحیت‌پسند ، سامراجی پالیسی کی مبلغ تھی۔ یہ اصطلاح ناقابل ترجمہ

لفظ ”جینگو،، سے لی گئی ہے جو ۱۹ ویں صدی کی آٹھویں دہائی میں ایک وطن پرست انگریزی گیت کی کورس کی دھن کا نام تھا۔ صفحہ ۱۴۸

۶۴۔ دوسری انٹرنیشنل کا بازیل مینی‌فسٹو ۲۵ نومبر ۱۹۱۲ء کو بین‌اقوامی غیرمعمولی سوشلسٹ کانگرس میں منظور ہوا جو ۲۴ — ۲۵ نومبر ۱۹۱۲ء کو بازیل میں ہوئی۔

یہ کانگرس اس مقصد سے بلائی گئی تھی کہ عالمی سامراجی جنگ کے بڑھتے ہوئے خطرے کے خلاف جدوجہد کے سوال پر غور کرے۔ مینی‌فسٹو نے قوموں کو عالمی جنگ کے خطرے سے متنبہ کیا جو سر پر منڈلا رہی تھی اور اس جنگ کے قزاقانہ مقاصد کو بےنقاب کیا، اور تمام ملکوں کے مزدوروں سے یہ اپیل کی کہ وہ ”پرولتاریہ کی بین‌اقوامی یکجہتی کی طاقت سے سرمایہ‌دار سامراجیت،، کا مقابلہ کرکے امن کےلئے اٹل جدوجہد کریں۔ بازیل مینی‌فسٹو میں اشٹوٹگارٹ کانگرس (۱۹۰۷ء) کی قرارداد کا لینن کا پیش کیا ہوا نکتہ بھی شامل تھا جو اس بارے میں تھا کہ سامراجی جنگ ہونے کی صورت میں سوشلسٹوں کو چاہئے کہ وہ جنگ کے پیدا کئے ہوئے معاشی اور سیاسی بحران کو سوشلسٹ انقلاب کی جدوجہد کے لئے استعمال کریں۔

دوسری انٹرنیشنل کے لیڈروں نے اس مینی‌فسٹو کے حق میں جنگ کے خلاف رائے دی لیکن جنگ شروع ہونے پر انھوں نے بازیل مینی‌فسٹو کو بھی بین‌اقوامی سوشلسٹ کانگرسوں کے ان فیصلوں کی طرح بھلادیا جو جنگ کے خلاف جدوجہد کے لئے تھے اور اپنی اپنی سامراجی حکومتوں کی حمایت کی۔ صفحہ ۱۴۹

۶۵۔ نوجوانوں کی روسی کمیونسٹ لیگ کی تیسری کل روس کانگرس ماسکو میں ۲ — ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو ہوئی۔ کانگرس میں تقریباً ۶۰۰ مندوبین موجود تھے۔ لینن نے ۲ اکتوبر کی شام کو اس کانگرس کے پہلے اجلاس میں تقریر کی۔

لینن کی ہدایت پر تیسری کانگرس نے پروگرام کے مندرجہ‌ذیل نکتے پر زور دیا: ”روسی نوجوانوں کی کمیونسٹ لیگ کا بنیادی فریضہ محنت‌کش نوجوانوں کی کمیونسٹ تربیت ہے جسمیں نظریاتی

تربیت کا محنت کش عوام کی زندگی، محنت، جدوجہد اور تعمیری کاموں میں شرکت سے گہرا رابطہ ہے۔ روسی نوجوانوں کی کمیونسٹ لیگ کی عملی سرگرمیاں تمام شعبوں میں نوجوانوں کی کمیونسٹ تعلیم اور سوشلسٹ معیشت کے سرگرم اور ہنرمند معماروں، سوویت ریپبلک کے محافظوں اور نئے سماج کے ناظموں کی تربیت کے فریضے کے تحت ہونی چاہئیں،،۔ صفحہ ۱۵۰

۶۶ - یہاں اس پرولتاری تہذیبی تعلیمی تنظیم کے ممبروں کا ذکر ہے جس کا مختصر نام پرولیت کولت Proletcult تھا۔ یہ ستمبر ۱۹۱۷ء میں آزاد مزدور تنظیم کی حیثیت سے قائم کی گئی تھی۔ اس کے ممبروں نے ماضی کی تہذیبی وراثت کی اہمیت کو ماننے سے انکار کیا اور زندگی سے کٹ کر ''لیباریٹری کے طریقے،، سے خصوصی ''پرولتاری کلچر،، بنانا چاہا۔ پرولیت کولت ہم‌آہنگ تنظیم نہ تھی۔ ان پیٹی بورژوا دانش‌وروں کے ساتھ ساتھ، جو پرولیت کولت کی بہت سی تنظیموں کے سربراہ تھے، ایسے نوجوان مزدور تھے جو سوویت ریاست کی تہذیبی تعمیر میں خلوص کے ساتھ مدد دینا چاہتے تھے۔ پرولیت کولت کی تنظیمیں ۱۹۱۹ء میں اپنی ترقی کے نقطۂ عروج تک پہنچ گئیں اور بسویں صدی کی تیسری دہائی میں ان کا زوال ہو گیا۔ صفحہ ۱۵۵

۶۷ - پرولتاری کلچر کے بارے میں تجویز کا مسودہ لینن نے پرولیت کولت کی پہلی کل روس کانگرس کے سلسلے میں تیار کیا تھا۔ یہ کانگرس ماسکو میں ۵ سے ۱۲ اکتوبر تک ہوئی۔ اس کانگرس میں کمیونسٹ گروپ کو یہ ہدایت کی گئی کہ وہ ایسی تنظیمی تجویز منظور کرائے جس کے مطابق پرولیت کولت کی مرکزی اور مقامی تنظیمیں عوامی تعلیمی کمیساریت کے ماتحت رہیں۔ یہ تجویز جو لینن کی براہ راست ہدایت کے مطابق مرتب کی گئی تھی پرولیت کولت کانگرس نے باتفاق رائے منظور کر لی۔ صفحہ ۱۶۵

۶۸ - تعلیم عامہ کے صوبائی اور اضلاعی شعبوں میں سیاسی تعلیم کے کارکنوں کی کل روس کانفرنس ماسکو میں ۸ — ۲ نومبر ۱۹۲۰ء کو ہوئی جسمیں ۲۸۳ مندوبین نے شرکت کی۔ اس کی کارروائیوں

کا مرکز سوویت ریپبلک کےلئے مرکزی سیاسی تعلیمی کمیٹی قائم کرنے سے متعلق سوالات تھے (گلاوپولیت پروسویت) ۔ اس کے ایجنڈے میں غذائی مہم ، سیاسی تعلیم، ملک کی معاشی زندگی کی بحالی سے متعلق پروپیگنڈے ، جہالت کو ختم کرنے وغیرہ کے سوالات بھی تھے ۔ صفحہ ۱۷۸

۶۹ - روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی دسویں کانگرس ماسکو میں ۸ — ۱۶ مارچ ۱۹۲۱ ء تک ہوئی ۔ اس کی کارروائی کی رہنمائی ولادیمیر ایلیچ لینن کر رہے تھے ۔ انھوں نے کانگرس میں افتتاحی اور اختتامی تقریریں کیں ، مرکزی کمیٹی کی سیاسی سرگرمیوں ، فاضل اناج کی وصولی کی جگہ مقررہ اناج ٹیکس عائد کرنے (دیکھئے نوٹ نمبر ۷۷) ، پارٹی کے اتحاد اور انارکسٹ — سینڈیکیلسٹ رجحان ، ٹریڈیونین اور ایندھن کے سوال کے بارے میں رپورٹیں پیش کیں اور کانگرس کی اہم‌ترین تجاویز کے بارے میں مسودے تیار کئے ۔

مرکزی کمیٹی کی سرگرمی کے بارے میں رپورٹ اور فاضل اناج کی وصولی کی جگہ مقررہ اناج ٹیکس عائد کرنے کی تقریر میں نئی معاشی پالیسی اختیار کرنے کی ضرورت کے بارے میں لینن نے گہرے نظریاتی اور سیاسی اسباب پیش کئے (دیکھئے نوٹ نمبر ۷۷) ۔ لینن کی رپورٹ پر کانگرس نے فاضل اناج کی وصولی جگہ مقررہ اناج ٹیکس عائد کرنے اور جنگی کمیونزم سے نئی معاشی پالیسی میں عبور کے بارے میں تاریخی فیصلے منظور کئے ۔

کانگرس نے پارٹی کے اتحاد کی طرف بڑی توجہ کی ۔ لینن کی پیش کی ہوئی " پارٹی کے اتحاد کے بارے میں "، جو تجویز منظور ہوئی اسمیں کہا گیا تھا کہ تمام سرکش گروہ ختم کردئے جائیں جو پارٹی کو کمزور بناتے ہیں اور اس کے اتحاد کو توڑتے ہیں ۔ کانگرس نے لینن کی تیار کی ہوئی ایک اور تجویز بھی منظور کی جو " ہماری پارٹی میں سینڈیکیلسٹ اور انارکسٹ رجحان کے بارے میں "، تھی ۔

دسویں کانگرس کی کارروائیوں میں معاشی تعمیر میں ٹریڈیونینوں کے رول کو بھی کافی اہم مقام دیا گیا ۔ ٹریڈیونین کے بارے میں

بحث کے نتائج اخذ کرتے ہوئے کانگرس نے ''مزدور حزب مخالف''، ''جمہوری مرکزیت'' کے گروہ اور دوسرے موقع پرست گروہوں کے خیالات کی قطعی مذمت کی اور غالب اکثریت سے لینن کے پلیٹ‌فارم کی حمایت کی جسمیں ٹریڈیونین کے رول کی تعریف کمیونزم کے اسکول کی حیثیت سے کی گئی تھی اور ٹریڈیونین جمہوریت کی توسیع کے لئے اقدامات کی تجویز کی گئی تھی۔

قومی مسئلے کے بارے میں اپنے فیصلے میں، جس کو اس کمیشن نے تیار کیا تھا جس کے سربراہ لینن تھے، کانگرس نے یہ فریضہ پیش کیا کہ ان قوموں کی عدم مساوات کو مکمل طور سے ختم کیا جائے جو پہلے جبروتشدد کا شکار تھیں اور ان کو سوشلزم کی تعمیر میں حصہ لینے کے لئے رغبت دلائی جائے۔ کانگرس نے قومی مسئلے میں پارٹی دشمن رجحانات — بڑی طاقت‌والی جنگ‌جو قوم‌پرستی اور مقامی قوم‌پرستی کی مذمت کی۔ صفحہ ۱۹۱

۷۰۔ ''مزدور حزب مخالف'' — پارٹی دشمن انارکسٹ — سینڈیکیلسٹ سرکش گروپ جس‌نے ۲۱ — ۱۹۲۰ء میں ٹریڈیونین کی بحث کے دوران مختتم شکل اختیار کی۔ اس‌نے یہ سفارش کی کہ قومی معیشت کا انتظام پیداوار کرنے‌والوں کی کل روس کانگرس کے سپرد کر دیا جائے جو ٹریڈ یونینوں میں متحد تھی۔ اس حزب مخالف نے یہ مطالبہ کیا کہ قومی معیشت کے تمام انتظامی اداروں کو محض ان سے متعلق ٹریڈیونینوں کے ذریعہ هی منتخت کیا جائے اور پارٹی اور حکومت کو ٹریڈیونین کے امیدواروں کو مسترد کرنے کا حق نہ ہو۔ ان مطالبات کا مطلب سوشلسٹ تعمیر کے بنیادی آلۂ کار کی حیثیت سے پارٹی اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے رہنما رول کو تسلیم نہ کرنا تھا۔ ''مزدور حزب مخالف'' نے ٹریڈ یونینوں کو سوویت ریاست اور کمیونسٹ پارٹی کے مدمقابل کر دیا اور پارٹی کو نہیں بلکہ ٹریڈیونینوں کو مزدور طبقے کی تنظیم کی اعلی شکل سمجھا۔ ''مزدور حزب مخالف'' کا پلیٹ‌فارم پارٹی کے اندرونی مسائل میں پارٹی کی قیادت کو ''عام پارٹی ممبروں سے علحدہ ہونے''، ''پرولتاریہ کی تخلیقی طاقت کا کم کر کے اندازہ لگانے'' اور ''پارٹی کی چوٹی کے لوگوں کی گراوٹ'' کے لئے ملزم ٹھہراتا تھا۔

پارٹی کی دسویں کانگرس نے ''مزدور حزب مخالف،، کے خیالات پر ضرب کاری لگائی۔ ہماری پارٹی میں ''سینڈیکیلسٹ اور انارکسٹ رجحان کےبارے میں،، لینن کی پیش کردہ تجویز میں کانگرس نے یہ تسلیم کر لیا کہ ''مزدور حزب مخالف،، کے نظریات کا پروپیگنڈا ان کے کمیونسٹ پارٹی کے ممبر ہونے سے مطابقت نہیں رکھتا۔ صفحہ ۱۹۱

۷۱۔ ''جمہوری مرکزیت،، کا گروپ پہلی بار روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی آٹھویں کانگرس میں مارچ ۱۹۱۹ء میں آیا۔ ۱۹۲۰ — ۲۱ء میں ٹریڈیونین پر بحث کے زمانے میں اس گروپ نے اپنے گروہ کا پلیٹ‌فارم شایع کیا۔ اس نے سوویتوں اور ٹریڈیونینوں میں پارٹی کے رہنما رول سے انکار کیا، کارخانوں کی قیادت میں ایک شخص کی سربراھی اور ذاتی ذمےداری کی مخالفت کی، تنظیمی مسائل میں لینن کے اصولوں کو نہیں مانا اور فرقے اور گروہ بنانے کی آزادی کا مطالبہ کیا۔ پارٹی کے عام ممبروں میں ''جمہوری مرکزیت،، کے گروپ کا اثر نہ تھا۔

۱۹۲۳ء میں یہ گروپ ختم ہو گیا۔ صفحہ ۱۹۱

۷۲۔ کرونشتاد کی انقلاب‌دشمن بغاوت کی تنظیم سفید گارڈوں، سوشلسٹ انقلابیوں، منشویکوں، انارکسٹوں اور سامراجی طاقتوں کے ایجنٹوں نے سوویت حکومت کے خلاف کی تھی۔ یہ بغاوت ۲۸ فروری ۱۹۲۱ء کو شروع ہوئی۔ اس بغاوت میں طبقاتی دشمن نےسرمایہ‌دار نظام کی بحالی کےلئے اپنی خواهش کو ''کمیونسٹوں کے بغیر سوویتیں،، کے نعرے سے چھپا کر نئی چال چلی۔ اس کا خیال تھا کہ اس طرح عوام کو دھوکا دیا جاسکےگا۔ یہ انقلاب دشمن چاہتے تھے کہ سوویتوں کی قیادت سے کمیونسٹوں کو ھٹا کر بورژوازی کی ڈکٹیٹرشپ اور سرمایہ‌دار نظام قائم کریں۔ ۱۸ مارچ کو بغاوت پوری طرح ختم کردی گئی۔ صفحہ ۱۹۲

۷۳۔ ''مباحثی پرچے،،— یہ روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی مرکزی کمیٹی کی ایک غیر میعادی اشاعت تھی جو روسی کمیونسٹ

پارٹی (بالشویک) کی نویں کل روس کانفرنس کے فیصلے کے مطابق شایع کی جاتی تھی۔ دسویں کانگرس سے پہلے اس کے دو شمارے نکلے۔ اس کے بعد اس کے اشاعت بحثوں کے دوران اور پارٹی کانگرسوں سے پہلے ہوتی رہی۔ صفحہ ۱۹۳

۷۴- یہاں ''ہماری پارٹی میں سینڈیکیلسٹ اور انارکسٹ رجحان کے بارے میں ،، قرارداد کا ذکر ھے۔ صفحہ ۱۹۴

۷۵- کانگرس کے فیصلے کے مطابق '' پارٹی کے اتحاد کے بارے میں ،، قرارداد کی ساتویں دفعہ اس وقت نہیں شایع کی گئی۔ اس دفعہ کو روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی تیرھویں کانفرنس کے فیصلے پر ۱۹۲۴ ء میں شایع کیا گیا۔ صفحہ ۱۹۵

۷۶- روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی دسویں کل روس کانفرنس ماسکو میں ۲۸ — ۲۶ مئی ۱۹۲۱ ء تک ھوئی۔ کانفرنس نے نئی معاشی پالیسی چلانے کے مسئلے پر خاص توجه کی۔ اس کانفرنس کی کارروائی براہ راست لینن کی رهنمائی میں ھوئی۔ انھوں نے کانفرنس کا افتتاح کیا ، ایجنڈے کے مسئلے پر بولے ، مقررہ اناج ٹیکس پر رپورٹ پیش کی اور اس مسئلے کے بارے میں مختتم تقریر کی۔ کانفرنس کی اختتامی تقریر بھی لینن نے کی۔ کانفرنس میں '' معاشی پالیسی کے بارے میں ،، تجویز پر بحث کے دوران لینن کئی بار بولے۔ اس تجویز میں زوردے کر کہا گیا تھا کہ '' اس وقت کا بنیادی سیاسی فریضہ یہ ھے کہ پارٹی اور سوویتوں کے تمام کارکن نئی معاشی پالیسی کو پوری طرح کنٹرول کریں اور اس کو بالکل ٹھیک ٹھیک چلائیں ،،۔ صفحہ ۱۹۶

۷۷- نئی معاشی پالیسی — سرمایہ‌دار نظام سے سوشلزم تک عبور کے دوران پرولتاری ریاست کی معاشی پالیسی جس کی بنیاد لینن نے ۱۹۱۸ ء کی بہار میں ھی مرتب کرلی تھیں لیکن اس کو رائج کرنے میں غیرملکی حملہ‌آوروں کی جنگ اور ۲۰ — ۱۹۱۸ ء کی خانہ جنگی خلل انداز ھوئیں۔ اس پالیسی کو اس معاشی پالیسی کے مقابلے میں '' نئی ،، کہا گیا جو سوویت روس میں غیرملکی مداخلت اور

خانہ‌جنگی کے دوران رائج کی گئی تھی اور تاریخ میں ''جنگی کمیونزم،، کے نام سے جانی جاتی تھی۔ ''جنگی کمیونزم،، جو جنگ کے حالات کی مجبوری سے رائج کی گئی تھی پیداوار اور سامان کی تقسیم کی انتہائی مرکوزیت، آزاد تجارت کی ممانعت اور فاضل اناج کی وصولی کی (جس کے مطابق کسان اپنی ساری فاضل زرعی پیداوار ریاست کو دیتے تھے) خصوصیات کی حامل تھی۔ غیرملکی حملہ‌آوروں کی جنگ اور خانہ جنگی کے خاتمے پر اس فاضل اناج کی وصولی کو تبدیل کرکے مقررہ اناج ٹیکس کی صورت دی گئی اور کسانوں کو یہ امکان ملا کہ وہ آزادی کے ساتھ اپنی فاضل پیداوار کو ٹھکانے لگا سکیں، اس کو کھلے بازار میں بیچ سکیں اور بازار کے ذریعہ ضروری صنعتی اشیا خرید سکیں۔

پرولتاری ریاست کے ہاتھوں میں بنیادی معاشی پوزیشن برقرار رکھ کر کچھ عرصے تک محدود طور پر سرمایہ‌دار عناصر کے وجود کے اجازت دیتے ہوئے نئی معاشی پالیسی کا مقصد سوویت ملک کی پیداواری طاقتوں کو ترقی دینا، زرعی معیشت کو ابھارنا، سوشلزم میں عبور کیلئے معاشی بنیاد بنانا تھا۔ صفحہ ۱۹۶

۷۸۔ کمیونسٹ انٹرنیشنل کی تیسری کانگرس ماسکو میں ۲۲ جون سے ۱۲ جولائی ۱۹۲۱ء تک ہوئی۔ اس کانگرس میں ۵۲ ملکوں کی ۱۰۳ تنظیموں کے ۶۰۵ مندوبین نے حصہ لیا۔ روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کے وفد کے رہنما لینن تھے۔ انہوں نے کانگرس کی تیاری اور کارروائی کا سارا کام اپنے ذمے لے لیا اور کانگرس کے اعزازی صدر منتخب ہوئے۔ انہوں نے روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کے طریقۂ کار کے بارے میں رپورٹ پیش کی اور متعدد مسائل پر تقریریں کیں، ان کی شرکت سے کانگرس کے سارے بنیادی فیصلے مرتب کئے گئے۔

تیسری کانگرس نے عالمی کمیونسٹ تحریک کی تاریخ میں ایسی کانگرس کی حیثیت اختیار کی جس نے کمیونسٹ پارٹیوں کے طریقۂ کار کی بنیاد ڈالی، پرولتاریہ کی طرف عوام کو لانے، مزدور طبقے میں اتحاد قائم کرنے اور متحدہ محاذ کے طریقہ‌ہائےکار کو عمل میں لانے کا فریضہ پیش کیا۔ لینن کی رائے کے مطابق کانگرس

کے فیصلوں میں خاص بات ''نئی اور انتہائی فیصلہ کن لڑائیوں کےلئے ، خواہ وہ دفاعی ہوں یا حملہ‌آورانہ ، زیادہ محتاط اور زیادہ ٹھوس تیاری تھی ... '' صفحہ ۱۹۸

۷۹ - ڈھائی انٹرنیشنل یا وی‌آنا کی انٹرنیشنل (جسکا سرکاری نام ''سوشلسٹ پارٹیوں کی بین‌اقوامی ایسوشی‌ایشن تھا) وی‌آنا میں فروری ۱۹۲۱ ء کی کانفرنس میں قائم کی گئی - دوسری انٹرنیشنل پر زبانی تنقید کرتے ہوئے ، ڈھائی انٹرنیشنل کے لیڈر عملی طور پر پرولتاری تحریک کے تمام اہم‌ترین سوالوں پر موقع‌پرست اور مزدور طبقے میں تفرقہ ڈالنےوالی پالیسی چلاتے تھے اور اس بات کی کوشش کرتے تھے کہ مزدور لوگوں میں کمیونسٹوں کے بڑھتے ہوئے اثر کےخلاف کام کرنے کیلئے گٹھ جوڑ کریں -

مئی ۱۹۲۳ ء میں دوسری اور ڈھائی انٹرنیشنلوں کا اتحاد ہوگیا جو سوشلسٹ مزدور انٹرنیشنل کہلایا - صفحہ ۱۹۹

۸۰ - ۱۳ اپریل ۱۹۱۹ ء کو پنجاب کے ایک اہم صنعتی شہر امرتسر میں برطانوی فوجیوں نے ہزاروں محنت‌کشوں کے جلسے پر گولی چلائی جو برطانوی نوآبادکاروں کے جبر و تشدد کےخلاف احتجاج کررہے تھے - اس میں تقریباً ایک ہزار آدمی مارے گئے اور دو ہزار کے قریب زخمی ہوئے - امرتسر کے قتل‌و غارت کے جواب میں پنجاب میں عوامی بغاوت پھوٹ پڑی اور اس کی لہر ہندستان کے دوسرے حصوں میں پھیل گئی - برطانوی نوآبادکاروں نے پنجاب کی بغاوت کو بری طرح کچل دیا - صفحہ ۲۰۰

۸۱ - یہاں ذکر بجلی کے ماہروں کی آٹھویں کل‌روس کانگرس کا ہے جو ماسکو میں یکم سے ۹ اکتوبر ۱۹۲۱ ء تک ہوئی - اس کانگرس کی کارروائی میں ملک کے بڑے بڑے سائنس‌دانوں ، ماہرین معیشت اور دوسرے ماہرین اور برقی ٹکنیک کے مزدوروں کے نمائندوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی - اس کانگرس نے روسی فیڈریشن کی بجلی‌کاری کا عام منصوبہ منظور کیا - گوایلرو (روس کی بجلی‌کاری کا ریاستی کمیشن) کے منصوبے کو ٹھوس شکل دیتے وقت جس کو سوویتوں کی آٹھویں کانگرس نے منظور کیا اور اس کو عملی جامہ پہنانے

کے دوران بجلی کے ماھروں کی آٹھویں کل‌روس کانگرس کی سفارشات کا لحاظ کیا گیا۔ صفحہ ۲۰۵

۸۲ - "پراودا" — بالشویکوں کا قانونی اور روزانہ اخبار۔ اس کا پہلا شمارہ پیٹرسبرگ سے ۲۲ اپریل (۵ مئی) ۱۹۱۲ء کو نکلا تھا۔ اس اخبار کی اشاعت کا ذریعہ خود مزدوروں کا چندہ تھا اور وہ چالیس ہزار شایع ہوتا تھا۔ بعض شماروں کی اشاعت ساٹھ ہزار تک بھی پہنچ جاتی تھی۔ روزانہ مزدور اخبار کی اشاعت کو لینن نے عظیم کام کہا جو پیٹرسبرگ کے مزدوروں نے کیا تھا۔ "پراودا" نے پارٹی اور عوام کے درمیان وسیع پیمانے پر بھروقت تعلقات قائم رکھے۔ اخبار کے گرد مزدور نامہ‌نگاروں کی ایک بڑی فوج جمع ہو گئی۔ لینن اس اخبار کے رھنما تھے۔ وہ تقریباً روزانہ اسمیں لکھتے تھے، اس کے ایڈیٹوریل بورڈ کو ھدایات دیتے تھے اور اس کی فکر رکھتے تھے کہ اخبار کی اسپرٹ مجاھدانہ اور انقلابی رہے۔ پارٹی کے تنظیمی کام کا کافی حصہ "پراودا" سے متعلق تھا۔

زارشاھی پولیس مستقل طور سے "پراودا" کے پیچھے پڑی رھتی تھی۔ ۸ (۲۱) جولائی ۱۹۱۴ء کو اخبار بند کر دیا گیا۔ "پراودا" ۱۹۱۷ء میں فروری کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد پھر جاری کیا گیا۔ عارضی حکومت بھی اس کے پیچھے پڑی رھی اور اخبار کو کئی بار اپنا نام بدلنا پڑا۔ ۲۷ اکتوبر (۹ نومبر) ۱۹۱۷ء سے اخبار اپنے پرانے نام "پراودا" سے مستقل طور سے نکلنے لگا۔ اور اب وہ سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کا مرکزی ترجمان اخبار ہے۔ صفحہ ۲۰۷

۸۳ - "پوسلیدنئے نوواستی" ("تازہ‌ترین خبریں") — سفید تارکین‌وطن کا روزانہ اخبار اور انقلاب‌دشمن کیڈیٹوں کی پارٹی کا ترجمان تھا جو اپریل ۱۹۲۰ء سے جولائی ۱۹۴۰ء تک پیرس سے شائع ھوتا رھا۔ صفحہ ۲۰۷

۸۴ - "کمیونستی‌چیسکی ترود" ("کمیونسٹ محنت") — روزنامہ اخبار، روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی ماسکو کمیٹی

اور ماسکو کے مزدور اور کسان مندوبین کی سوویت کا ترجمان تھا۔ یہ ۱۸ مارچ ۱۹۲۰ ء سے شایع ہونے لگا اور اب ''ماسکوفسکایا پراودا،، کے نام سے شایع ہوتا ھے۔ صفحہ ۲۰۸

۸۵ - اوجیائی اصطبل (Augean stables) - یونانی دیومالا کے مطابق شاہ اوجیا کے وسیع اصطبل جو برسوں تک صاف نہیں کئے گئے تھے اور جن کو مشہور یونانی سورما ھرقلیس نے ایک دن میں صاف کر دیا تھا۔ ''اوجیائی اصطبل،، کا محاورہ ھر طرح کے کوڑا کباڑ اور غلیظ کے ڈھیر یا معاملات میں انتہائی گڈمڈ اور بےقاعدگی کی نشانی بن گیا۔ صفحہ ۲۱۰

۸۶ - ھیملیٹ - انگریز ڈرامہ‌نگار ولیم شیکسپیئر کی ایک ٹریجڈی کا ھیرو۔ صفحہ ۲۱۱

۸۷ - فریڈرک اینگلس کی کتاب «Flüchtlingsliteratur» (''تارکین وطن کا لٹریچر،،)۔ صفحہ ۲۲۳

۸۸ - ''مجاھدانہ مادیت کی اھمیت،، نامی مضمون ''پود زنامینیم مارکسزما،، رسالے کے تیسرے شمارے کےلئے لکھا گیا تھا جس کو ماسکو میں ۲۷ مارچ سے ۲ اپریل ۱۹۲۲ ء تک ھونےوالی پارٹی کی گیارھویں کانگرس کے موقع پر شایع ھونا تھا۔
''پود زنامینیم مارکسزما،، - فلسفیانہ، سماجی اور معاشی رسالہ جو جنوری ۱۹۲۲ ء سے جون ۱۹۴۴ ء تک ماھانہ (اور ۱۹۳۳ء-۳۵ میں مہینے میں دوبار) ماسکو سے نکلتا رھا۔ صفحہ ۲۳۰

۸۹ - عوامی سوشلسٹ - پیٹی بورژوا لیبر عوامی سوشلسٹ پارٹی کے ممبر تھے جو ۱۹۰۶ ء میں سوشلسٹ انقلابی پارٹی کے دائیں بازو سے علحدہ ھوئے تھے۔ انھوں نے کیڈیٹوں کے ساتھ مل کر بلاک بنانے کی حمایت کی۔ فروری ۱۹۱۷ ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد عوامی سوشلسٹوں کی پارٹی نے بورژوا عارضی حکومت کی سرگرمی سے حمایت کی اور اسکے ممبران اس حکومت میں شامل ھوئے۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد ان لوگوں نے سوویت

حکومت کے خلاف انقلاب دشمن سازشوں اور مسلح اقدامات میں حصه لیا - صفحه ۲۳۱

۹۰ - دیکھئے فریڈرک اینگلس " تارکین وطن کا لٹریچر "۔ صفحه ۲۳۳

۹۱ - یه حواله لینن نے روسی ناول نگار سالتیکوف ــ شچدرن کی تصنیف " ایک شہر کی تاریخ " سے لیا ہے - صفحه ۲۳۸

۹۲ - " ایکونومسست " ــ اس روسی ٹکنیکی سوسائٹی کے صنعتی اور معاشی شعبے کا رساله جس میں سوویت اقتدار سے دشمنی رکھنے والے بورژوا ٹکنیکی دانش ور اور کارخانوں کے سابق مالک شامل تھے - یه رساله دسمبر ۱۹۲۱ ء سے جون ۱۹۲۲ ء تک پیٹروگراد سے نکلا - صفحه ۲۳۹

۹۳ - یہاں ذکر روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی دوسری کانگرس کا ہے جو جولائی ــ اگست ۱۹۰۳ ء میں ہوئی - کانگرس کا افتتاح برسلز میں ہوا لیکن پولیس کے تعاقب کی وجه سے اس کو لندن منتقل کر دیا گیا - صفحه ۲۴۴

۹۴ - مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی دوسری کل روس کانگرس ۲۵ ــ ۲۶ اکتوبر (۷ ــ ۸ نومبر) ۱۹۱۷ ء کو پیٹروگراد میں ہوئی - اس میں سرما محل لینے اور عارضی حکومت کے ممبران کی گرفتاری کی رپورٹ پیش کی گئی اور لینن کی لکھی ہوئی " مزدوروں، سپاہیوں اور کسانوں " سے اپیل منظور کی گئی جس میں اس کا اعلان کیا گیا تھا که مزدوروں ، سپاہیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں کے ہاتھ میں اقتدار منتقل ہو گیا ہے -

اس کانگرس نے امن اور زمین کے بارے میں لینن کے لکھے ہوئے تاریخی فرمانوں کی تصدیق کی اور مزدوروں اور کسانوں کی حکومت ــ لینن کی سربراہی میں عوامی کمیساروں کی سوویت کی تشکیل کی - صفحه ۲۴۵

۹۵ - چارٹزم ــ (انگریزی لفظ Charter سے) برطانوی مزدوروں کی عوامی انقلابی تحریک جو خراب معاشی حالت اور ۱۸۳۲ ء کے

پارلیمانی اصلاحات سے مزدوروں کی بےاطمینانی کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی۔ ان اصلاحات نے صرف بورژوازی کے سیاسی حقوق میں توسیع کی تھی۔ یہ تحریک انیسویں صدی کی چوتھی دھائی کے آخر میں بڑے بڑے جلسوں اور مظاھروں سے شروع ہوئی اور انیسویں صدی کی چھٹی دھائی تک وقفوں کے ساتھ جاری رھی۔ چارٹسٹوں نے برطانیہ کی سیاسی تاریخ کی طرح بین‌اقوامی مزدور تحریک پر بھی بڑا اثر ڈالا۔ لینن نے چارٹزم کو ''پرولتاری انقلابی تحریک کی پہلی وسیع، واقعی عوامی، سیاسی شکل،، کہا۔ صفحہ ۲۴۶

۹۶ - جنوآ کانفرنس — یہ بین‌اقوامی معاشی اور مالیاتی کانفرنس ۱۰ اپریل سے ۱۹ مئی ۱۹۲۲ء تک ہوئی۔ اس میں ۲۹ ملکوں کے نمائندے شریک ہوئے۔

سوویت وفد نے اس کانفرنس میں ایک وسیع پروگرام پیش کیا جو امن اور قوموں کے معاشی تعاون کی استواری، سوویت روس اور سرمایہ‌دار ملکوں کے درمیان کاروباری اور تجارتی تعلقات کے قیام کی تجاویز پر مشتمل تھا۔ اس پروگرام کی ایک اھم دفعہ عام تخفیف اسلحہ کے مسئلے سے متعلق تھی۔

سامراجی ممالک نے کانفرنس میں سوویت روس کی معاشی مشکلات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی تاکہ اس کو سخت شرائط پر سمجھوتہ کرنے کےلئے مجبور کرسکیں۔ انھوں نے یہ مطالبہ کیا کہ سوویت روس زار کے سارے قرض، معہ پہلی عالمی جنگ کے قبل کے قرضوں کے، ادا کر دے اوروہ کارخانے جو اس نے قومی بنالئے ھیں سابق غیرملکی مالکوں کو واپس دے۔

کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی اور لینن کی ھدایات پر چلتے ہوئے سوویت وفد نے سامراجیوں کے ان ذلیل مطالبات کو قطعی رد کردیا اور سوویت ریاست کے اقتدار پر دست‌درازی کرنےوالوں کو دندان شکن جواب دیا۔

اتحاد ثلاثہ کے ملکوں نے غیرمصالحانہ پوزیشن اختیار کی اور اسی لئے کانفرنس میں سوویت روس اور سرمایہ‌دار ملکوں کے درمیان تعلقات کو اعتدال پر لانے کیلئے کوئی براہ‌راست عملی نتائج نہیں برآمد ہوئے۔ صفحہ ۲۴۸

۹۷ - یہاں ذکر اس معاہدے کا ہے جو سوویت روس اور جرمنی کےدرمیان ۱۶ اپریل ۱۹۲۲ء کو راپالو (جنوآ کے قریب) میں جنوآ کانفرنس کے دوران ہوا تھا۔

اس معاہدے کے مطابق فریقین اپنے اپنے دعوؤں سے دست‌بردار ہوگئے جو پہلی عالمی جنگ کی وجہ سے پیدا ہوئے تھے۔ جرمنی اس مطالبے سے دست‌بردار ہوگیا جو وہ سابق جرمن مالکوں کے کارخانوں کی واپسی کیلئے کر رہا تھا جنکو سوویت حکومت نے قومی بنالیا تھا۔ اس میں شرط یہ تھی کہ سوویت حکومت دوسری ریاستوں کے اسی طرح کے دعوؤں کو تسلیم نہ کرے۔ ساتھ ہی ان دونوں ملکوں میں سفارتی تعلقات قائم ہوئے اور معاشی مسائل میں باہمی مفاد کے اصول کو رائج کیا گیا۔

راپالو معاہدہ سوویت ڈپلومیسی کی بڑی کامیابی تھی کیونکہ اس نے سوویت ریاست کی بین‌اقوامی پوزیشن استوار کی اور سوویت دشمن متحدہ محاذ قائم کرنے کی کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ صفحہ ۲۴۸

۹۸ - یہاں جنوآ کی بین‌اقوامی معاشی کانفرنس منعقد کرنے کے بارے میں اس تجویز کے پہلے پیراگراف کا ذکر ہے جو اتحاد ثلاثہ کے ملکوں کی سپریم کونسل نے (جس کا انعقاد فرانس کے شہر کان میں ۱۳ — ۶ جنوری ۱۹۲۲ء تک ہوا) ۶ جنوری ۱۹۲۲ء کو منظور کیا تھا۔ اس تجویز میں ایسے شرائط مرتب کئے گئے تھے جن کو اختیار کرنا، اتحادی ملکوں کی سپریم کونسل کی رائے کے مطابق، ہونے والی کانفرنس کی تیاری کے کام کو کارآمد بنانے کیلئے ضروری تھا۔ ان شرائط کے پہلے پیراگراف میں اعلان کیا گیا تھا ”قومیں دوسروں کو ایسے اصول اپنانے کا حکم دینے کا حق نہیں اختیار کر سکتیں جن کی بنا پر وہ اپنے ملکیت کے نظام، اندرونی معاشی زندگی اور حکومت کی شکل کی تنظیم کرتی ہیں۔ اس حالت میں ہر قوم کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے لئے ایسا نظام منتخب کرے جس کو وہ بہتر سمجھتی ہو“۔ صفحہ ۲۴۹

۹۹ - ماسکو سوویت کا عام اجلاس جو ماسکو کی تمام اضلاعی سوویتوں کے عام جلسے کےساتھ ماسکو کے بالشوئی تھیٹر کے ہال

میں ہوا۔ اس میں شہری اور اضلاعی سوویتوں کے انتخابات سے پہلے ماسکو سوویت کی مجلس صدارت اور انتظامی کمیٹی کی سرگرمیوں کے بارے میں رپورٹ پیش کی گئی۔
یہاں لینن آخری بار پبلک میں آئے۔ صفحہ ۲۵۱

۱۰۰۔ یہاں لینن کے پیش‌نظر مشرق‌بعید کی ریپبلک اور سوویت روس کے فیڈریشن کو دوبارہ متحد کرنے کی تجویز ہے جس کو مشرق‌بعید کی ریپبلک کی عوامی اسمبلی نے ۱۴ نومبر ۱۹۲۲ ء کو منظور کیا اور ۱۵ نومبر ۱۹۲۲ ء کو یہ تجویز شایع کی گئی۔ صفحہ ۲۵۲

۱۰۱۔ اکتوبر کے آخر اور نومبر کی ابتدا (۱۹۲۲ ء) میں "پراودا" میں کچھ مضامین شایع ہوئے جن میں جان لیزلی اورکارٹ سے معاہدے کے بارے میں بحث کی گئی تھی۔
برطانوی صنعت‌کار اور سرمایہ‌کار اورکارٹ سے کان‌کنی کیلئے مراعات دینے کے معاہدے پر بحث ۱۹۲۱ — ۲۲ ء میں ہوئی۔ ایک ابتدائی معاہدہ ہوا جس کی تصدیق عوامی کمیساروں کی سوویت کو اس پر دستخط کے ایک مہینے کے‌اندر کرنی تھی۔ لینن نے اس معاہدے کا جائزہ لیا اور انھوں نے اس کو سوویت ریاست کیلئے صاف طور پر غیرمفید پایا اور اس کی تصدیق کی مخالفت کی۔
روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی مرکزی کمیٹی کے عام اجلاس نے ٥ اکتوبر کو اور عوامی کمیساروں کی سوویت نے ٦ اکتوبر ۱۹۲۲ ء کو اس ابتدائی معاہدے کو مسترد کردیا۔ صفحہ ۲۵۷

۱۰۲۔ یہاں ذکر اس لوزان کانفرنس کا ہے جو برطانیہ، فرانس اور اٹلی نے ترکی میں برطانیہ اور یونان کی مداخلت کی ناکامی کے سلسلے میں صورت‌حال پر بحث کرنے کیلئے بلائی تھی۔ سامراجی طاقتوں نے اعلان کیا کہ وہ سوویت روس کو صرف اس دوران میں کانفرنس میں شرکت کی اجازت دیں‌گے جب بحیرۂ اسود کے‌بارے میں مسائل پر بحث ہوگی۔ صفحہ ۲۵۷

۱۰۳ - ”کانگرس کے نام خط،، میں لینن کی لکھائی ہوئی وہ تحریریں ھیں جو انھوں نے ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶ دسمبر ۱۹۲۲ ء کو اور ۴ جنوری ۱۹۲۳ ء کو لکھائی تھیں۔

۲۳ دسمبر کے تحریروں میں لینن کی سفارشات اور اپنے مضامین ”ہم مزدور کسان نگراں ادارے کی تنظیم نو کیسے کریں،، اور ”چاھے کم ھو مگر ھو بہتر،، میں جو تفصیلات انھوں نے دی تھیں وہ روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی بارھویں کانگرس کے لئے تنظیمی مسائل پر پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی تجویز کی بنیاد بنیں۔ صفحہ ۲۶۲

۱۰۴ - ”روسکایا میسل،، (”روسی فکروخیال،،) — یہ رسالہ ۱۹۲۲ ء میں پراگ (چیکوسلوواکیہ) سے استرووے کی ایڈیٹری میں نکالا گیا۔ صفحہ ۲۶۳

۱۰۵ - یہاں ذکر زینوویف اور کامینیف کے اس ھار ماننےوالے رویے کا ھے جو انھوں نے ۱۰ (۲۳) اور ۱۶ (۲۹) اکتوبر ۱۹۱۷ ء کو ھونےوالی پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی نشستوں میں اختیار کیا۔ انھوں نے فوراً مسلح بغاوت کی تیاری کےلئے لینن کی تجویز کی مخالفت کی اور اس کےخلاف ووٹ دیا اور انتہائی دندانشکن جواب پانے پر کامینیف نے اپنی اور زینوویف کی طرف سے منشویک اخبار ”نووایا ژیزن،، میں یہ اعلان کردیا کہ بالشویک بغاوت کی تیاری کر رھے ھیں اور وہ خود اس بغاوت کو مہمبازانہ سمجھتے ھیں۔ ان دونوں نے کیرینسکی کو بھی پارٹی کا یہ منصوبہ بتادیا کہ مرکزی کمیٹی جلد ھی بغاوت منظم کرنےوالی ھے۔ صفحہ ۲۶۴

۱۰۶ - مزدور کسان نگراں ادارہ — روسی سوویت وفاقی سوشلسٹ رپبلک میں مزدوروں اور کسانوں پر مشتمل پیداوار اور اس کی تقسیم کی نگرانی کا عوامی کمیساریت۔ صفحہ ۲۶۷

۱۰۷ - گلاف‌پروف‌اوبر — تعلیم کی عوامی کمیساریت کے تحت حرفتی ٹکنیکی اسکولوں اور اعلی تعلیمی اداروں کا مرکزی دفتر۔ صفحہ ۲۷۱

۱۰۸ - لینن نے ''ہمارے انقلاب کے بارے میں'' نامی مضمون منشویک سوخانوف کی کتاب ''انقلاب پر رقعوں'' کی تیسری اور چوتھی جلد کے سلسلے میں لکھا تھا۔ صفحہ ۲۸۶

۱۰۹ - صاف طور پر لینن کے پیش نظر پیرس کمیون کی وہ ''اعلی درجے کی لوچدار سیاسی شکل'' ہے جس کو مارکس نے اپنی تصنیف ''فرانس میں خانہ‌جنگی'' میں پیش کیا اور ''پیرس‌والوں کے لوچ'' کی وہ اعلی قدراندازی ہے جس کا اظہار مارکس نے کوگیلمان کو اپنے ۱۲ اپریل ۱۸۷۱ء کے خط میں کیا ہے۔ صفحہ ۲۸۶

۱۱۰ - لینن کے پیش‌نظر مارکس کے اس خط کا ذیل کا حصہ ہے جو انہوں نے اینگلس کو ۱۶ اپریل ۱۸۵۶ء کو لکھا تھا: ''جرمنی میں سارے معاملے کا انحصار اس امکان پر ہوگا کہ پرولتاری انقلاب کی حمایت کسی دوسرے ایڈیشن کی کسان جنگ سے کی جائے۔ تب معاملہ شاندار رہے‌گا''۔ صفحہ ۲۸۶

۱۱۱ - لینن کے پیش‌نظر ان کا اپنا مضمون ''ہم مزدور کسان نگراں ادارے کی تنظیم‌نو کیسے کریں'' (پارٹی کی بارھویں کانگرس کے لئے تجویز۔) صفحہ ۲۹۵

۱۱۲ - روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کا مرکزی کنٹرول کمیشن۔ صفحہ ۲۹۵

۱۱۳ - لینن کے پیش‌نظر مندرجۂ ذیل کتابیں ہیں: ''محنت اور پیداوار کی سائنسی تنظیم اور ٹیلر سسٹم'' (یرمانسکی) اور ''تنظیم کے اصول'' (کیرژینتسیف) ہے جن کو ''گوس‌ایزدات'' نے ۱۹۲۲ء میں شائع کیا۔ صفحہ ۲۹۸

۱۱۴ - وولخوفستروئے — وولخوف پن‌بجلی گھر - وہ ۱۹۲۶ء کے آخر میں چالو ہوا۔ صفحہ ۳۰۸

ناموں کا اشاریہ

— آ —

لیبر پارٹی کا صدر رہا اور اس کے دائیں بازو کا نمائندہ تھا۔ ۱۹۰۶ ء سے برطانوی پارلیمنٹ کا ممبر ہوا۔ پہلی عالمی سامراجی جنگ کے دوران سرکزیت‌پرست تھا۔ اس نے بورژوازی کے ساتھ ایتلاف کی حمایت کی۔ کمیونزم کا شدید مخالف تھا۔ صفحات ۸۱، ۸۳، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۱۱۶

اشپنگلر ، (Spengler) ، اوسوالڈ (۱۹۳۶ ء — ۱۸۸۰ ء) — جرمن عینیت‌پرست فلسفی۔ صفحہ ۲۴۳

اکسیلروڈ ، پ۔ ب۔ (۱۹۲۸ ء — ۱۸۵۰ ء) — ایک منشویک لیڈر تھا۔ ۱۹۰۰ ء سے اخبار ”اسکرا“ کے ایڈیٹوریل بورڈ کا ممبر رہا۔ فروری ۱۹۱۷ ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد اس نے بورژوا عارضی حکومت کی حمایت کی۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی مخالفت کی۔ صفحہ ۲۷

اورکارٹ ، ل۔ (۱۹۳۳ ء — ۱۸۷۴ ء) — برطانوی مالی کاروبار کرنےوالا اور صنعت‌کار۔ ”روسی — ایشیائی متحدہ انجمن“ کا صدر ، روس میں بڑے معدنیاتی کارخانوں کا مالک۔ ۲۲ — ۱۹۲۱ ء میں اس نے اپنے سابق کارخانوں کی سراعات حاصل کرنے کے لئے بات‌چیت کی۔ صفحات ۲۰۷ ، ۲۰۹

اوستیرلتز (Austerlitz) ، فریڈرک (۱۹۳۱ ء — ۱۸۶۲ ء) — آسٹریائی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا ایک لیڈر۔ صفحہ ۲۰

اولدین‌برگ ، س۔ س۔ (سال انتقال ۱۹۴۰ ء) — سفیدگارڈ کے رسالے ”روسی فکر و خیال“ کا سیاسی مبصر اور خاص کارکن۔ یہ رسالہ ۱۹۲۲ ء میں پراگ سے شائع کیا جاتا تھا۔ صفحہ ۲۶۳

اووین (Owen) ، روبرٹ (۱۸۵۸ ء — ۱۷۷۱ ء) — عظیم برطانوی سوشلسٹ اور یوٹوپیائی۔ صفحہ ۲۸۳

ایسکویتھ (Asquith) ، ہربرٹ ہنری (۱۹۲۸ ء — ۱۸۵۲ ء) —

انگلستان کا سیاسی اور ریاستی کارکن اور لبرل پارٹی کا ایک لیڈر - صفحات ۸۳ ، ۹۰

اینکپین (Inkpin) ، آلبرٹ (۱۸۸۴ ء — ۱۹۴۴ ء) — برطانوی مزدور تحریک کا کارکن اور برطانوی کمیونسٹ پارٹی (۱۹۲۰ ء) کے بانیوں میں سے تھا - ۱۹۲۰ — ۲۹ ء کے دوران برطانوی کمیونسٹ پارٹی کا سکریٹری جنرل رہا - صفحہ ۸۶

اینگلس (Engels) ، فریڈرک (۱۸۲۰ ء — ۱۸۹۵ ء) — سائنسی کمیونزم کے بانیوں میں سے تھے - بین‌اقوامی پرولتاریہ کے لیڈر اور معلم ، کارل مارکس کے دوست اور ساتھی - صفحات ۲۴ ، ۳۵ ، ۳۸ ، ۶۵ ، ۶۶ ، ۶۷ ، ۲۰۷ ، ۲۰۸ ، ۲۲۱ ، ۲۲۳

— ب —

بابوشکن ، ای - و - (۱۸۷۳ ء — ۱۹۰۶ ء) — مزدور ، پیشہ‌ور انقلابی ، بالشویک - لینن کے اخبار ''اسکرا'' کی تنظیم میں حصہ لیا - ۱۹۰۵ — ۷ ء کے انقلاب کے دوران دشمن کی گولیوں کا نشانہ بنے - صفحہ ۵۱

باؤیر (Bauer) ، اوٹو (۱۸۸۲ ء — ۱۹۳۸ ء) — آسٹریائی سوشل ڈیموکریسی اور دوسری انٹرنیشنل کے دائیں بازو کا ایک لیڈر - ۱۹۱۸ — ۱۹۱۹ ء میں آسٹریائی بورژوا ریپبلک کا وزیر خارجہ تھا - آسٹریائی مزدور طبقے کی انقلابی سرگرمیوں کو دبانے میں اس نے سرگرم حصہ لیا - صفحات ۱۰ ، ۲۰ ، ۲۸ ، ۷۱ ، ۷۸ ، ۱۰۹

برنشٹائن (Bernstein) ، ایڈوارڈ (۱۸۵۰ ء — ۱۹۳۲ ء) — جرمن سوشل ڈیموکریسی اور دوسری انٹرنیشنل کے انتہاپسند موقع پرست بازو کا لیڈر ، ترمیم‌پرستی اور اصلاح‌پرستی کا نظریہ‌داں - صفحہ ۲۴

بوخارین، ن۔ ای۔ (۱۹۳۸ء — ۱۸۸۸ء) — صحافی اور ماہرمعاشیات ۱۹۰۶ء سے روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کا ممبر رہا۔ بہت سے مسائل میں اس نے لینن کی مخالفت کی — مثلاً ریاست، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ اور قوموں کے حق خودارادیت وغیرہ کے بارے میں۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد وہ برابر پارٹی کی لیننی پالیسی کی مخالفت کرتا رہا۔ ۱۹۱۸ء میں بریست کے معاہدے پر بحث کے دوران وہ "بائیں بازو کے کمیونسٹوں" کے پارٹی دشمن گروپ کا لیڈر تھا۔ ۱۹۲۰ء — ۱۹۲۱ء میں پارٹی میں ٹریڈ یونینوں پر بحث کے دوران اس نے ابتدا میں «Buffer» کی پوزیشن اختیار کی اور پھر تروتسکی کے لینن دشمن گروپ میں شامل ہو گیا۔ ۱۹۲۸ء میں پارٹی کے دائیں بازو کے حزب‌مخالف کا لیڈر بنا۔ ۱۹۲۹ء میں مرکزی کمیٹی کے سیاسی بیورو اور کمیونسٹ انٹرنیشنل کی انتظامیہ کمیٹی کی مجلس صدارت سے نکالا گیا اور ۱۹۳۷ء میں پارٹی دشمن سرگرمیوں کی وجہ سے پارٹی سے خارج کر دیا گیا۔ صفحات ۳۷، ۲٦۵

بوردیگا (Bordiga)، امادیو (سال پیدائش ۱۸۸۹ء) — اطالوی سیاسی کارکن اور اطالوی سوشلسٹ پارٹی کا ممبر۔ کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری کانگرس کا ڈیلیگیٹ تھا۔ ۱۹۲۱ء میں اٹلی کی کمیونسٹ پارٹی قائم کرنے میں حصہ لیا۔ بوردیگا بائیں‌بازو کی فرقہ‌پرستانہ پالیسی پر عمل پیرا رہا اور آگے چل کر تروتسکی کے خیالات کا پرچارک بن گیا۔ صفحات ٦۴، ٦۵، ۱۱۹، ۱۲۰

بیبل (Bebel)، آگسٹ (۱۹۱۳ء — ۱۸۴۰ء) — جرمن سوشل ڈیموکریسی اور دوسری انٹرنیشنل کا ایک نمایاں کارکن۔ ۱۸٦۹ء میں اس نے و۔ لیبکنیخت کے ساتھ ملکر جرمن سوشل ڈیموکریٹک لیبر ائیزیناخ‌والوں کی پارٹی کی بنیاد ڈالی۔ صفحات ۲۴، ۲۰۷، ۲۲۱، ۲۴٦

پوتریسوف، ا۔ ن۔ (۱۹۳۴ء — ۱۸۶۹ء) — منشویکوں کا ایک لیڈر۔ رجعت پرستی کے برسوں میں انسداد پرستی (liquidation) کا نظریہ‌داں۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد وطن کے باہر چلا گیا اور وہاں سوویت روس کے خلاف کارروائیاں کرتا رہا۔ صفحہ ۷۲

پیاتاکوف، گ۔ ل۔ (۱۹۳۷ء — ۱۸۹۰ء) — ۱۹۱۰ء میں بالشویک پارٹی میں آیا۔ فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا ڈیموکریٹک انقلاب کے بعد سوشلسٹ انقلاب کے بارے میں پارٹی کی لائن کی مخالفت کی۔

۱۹۲۰ء سے معاشی اور سوویتوں کے کام کرتا رہا۔ متعدد بار پارٹی کی لیننی پالیسی کی مخالفت کی۔ ۱۹۲۳ء میں تروتسکی کے حزب مخالف کا سرگرم کارکن ہوگیا اور گروہ‌بند سرگرمیوں کیوجہ سے پارٹی سے نکال دیا گیا۔ صفحہ ۲۶۵

پیتلیورا، س۔ و۔ (۱۹۲۶ء — ۱۸۷۷ء) — یوکرینی بورژوا نیشنلسٹوں کے لیڈروں میں سے تھا۔ غیرملکی مداخلت اور خانہ‌جنگی کے دوران یوکرین میں انقلاب‌دشمن کمانڈر تھا۔ صفحہ ۱۸۲

پیلسودسکی (Pilsudski) یوزیف (۱۹۳۵ء — ۱۸۶۷ء) — بورژوا جاگیردارانہ پولینڈ میں رجعت‌پرست ریاستی کارکن، فسطائی ڈکٹیٹر۔ ۱۹۲۰ء میں وہ سوویت اقتدار کے خلاف فوجی سفیدپوش پولستانیوں کو منظم کرنےوالوں میں تھا۔ صفحہ ۲۲۹

— ت —

تروتسکی (برونشٹیئن)، ل۔ د۔ (۱۹۴۰ء — ۱۸۷۹ء) — لینن‌ازم کا سخت‌دشمن تھا۔ ۱۹۱۷ء میں روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی چھٹی کانگرس میں بالشویک پارٹی میں لیا گیا۔

اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد کئی سرکاری عہدوں پر رہا۔ ۱۹۲۳ء سے تروتسکی نے پارٹی کی جنرل لائن، سوشلزم کی تعمیر کےلئے لینن کے پروگرام کے خلاف سخت گروہ بند جدوجہد کی اور اس کا پرچار کیا کہ سوویت یونین میں سوشلزم کی فتح ناممکن ہے۔ کمیونسٹ پارٹی نے دکھایا کہ تروتسکی‌ازم پارٹی میں پیٹی بورژوا رجحان ہے اور اس کو نظریاتی اور تنظیمی دونوں طرح سے شکست دی۔ ۱۹۲۹ء میں سوویت دشمن سرگرمیوں کےلئے اس کو جلاوطن کر دیا گیا اور ۱۹۳۲ء میں سوویت شہریت کے حقوق سے محروم کر دیا گیا۔ بیرون ملک رہ‌کر اس نے سوویت ریاست اور کمیونسٹ پارٹی کے خلاف اور بین‌اقوامی کمیونسٹ تحریک کے خلاف جدوجہد جاری رکھی۔ صفحات ۲۳۰، ۲۶۲، ۲۶۴، ۲۶۶

تریویس (Treves)، کلاؤدیو (۱۸۶۸ء — ۱۹۳۳ء) — اطالوی سوشلسٹ پارٹی کا ایک اصلاح‌پرست لیڈر۔ صفحہ ۱۱۹

تسیوروپا، ا۔ د۔ (۱۸۷۰ء — ۱۹۲۸ء) — ۱۸۹۸ء سے پارٹی کا ممبر۔ پیشہ‌ور انقلابی، کمیونسٹ پارٹی اور سوویت ریاست کا ممتاز کارکن۔ ۱۹۲۱ء کے آخر سے عوامی کمیساروں کی کونسل اور محنت اور دفاع کی کونسل کا نائب صدر رہا۔ صفحہ ۲۰۱

توراتی (Turati)، فیلیپو (۱۸۵۷ء — ۱۹۳۲ء) — اٹلی کی مزدور تحریک کا اصلاح‌پرست کارکن۔ اٹلی کی سوشلسٹ پارٹی (۱۸۹۲ء) منظم کرنےوالوں میں سے تھا۔ پرولتاریہ اور بورژوازی کے درمیان طبقاتی تعاون کی سیاست پر گامزن رہا۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران مرکزیت پرست رویہ اختیار کیا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی طرف اس کا رویہ دشمنی کا تھا اور اس نے اطالوی محنت‌کشوں کی انقلابی تحریک کی مخالفت کی۔ صفحات ۲۰، ۶۵، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۲۱۳

دانیل ڈی لیون (De Leon)، (۱۸۵۲ء — ۱۹۱۴ء) — ریاستہائے متحدہ امریکہ کی مزدور تحریک کا کارکن اور پچھلی صدی کے آخری عشرے سے سوشلسٹ مزدور پارٹی کا لیڈر اور نظریہ‌داں، صحافی۔ ۱۹۰۵ء میں ''دنیا کے صنعتی مزدور''، ناسی تنظیم کے بانیوں میں سے تھا۔ صفحہ ۳۸

دتسگین (Dietzgen)، ایوسیف (۱۸۲۸ء — ۱۸۸۸ء) — چمڑا کمانےوالا مزدور، سوشل ڈیموکریٹ، فلسفی، خود سے مادی جدلیات کی طرف مائل ہوا۔ مارکس نے لکھا کہ دتسگین نے مادی جدلیات کو سمجھنے میں بعض غلطیوں کے باوجود ''بہت سے لاجواب اور حیرت‌انگیز خیالات کا اظہار کیا جو مزدور کی خود اپنی سوجھ بوجھ کی پیداوار تھے''۔ صفحات ۶۰، ۲۳۱

دتسگین (Dietzgen)، ایوگینی (۱۸۶۲ء — ۱۹۳۰ء) — ایوسیف دتسگین کا بیٹا اور اس کی تصانیف کا پبلشر۔ صفحہ ۲۳۱

درائی‌فوس (Dreyfus)، آلفریڈ (۱۸۵۹ء — ۱۹۳۵ء) — فرانسیسی جنرل اسٹاف کا یہودی افسر تھا۔ ۱۸۹۴ء میں اس کو اس جھوٹے الزام پر عمر قید کی سزا دی گئی کہ اس نے حکومت سے غداری کی ہے۔ فرانس میں وسیع پبلک تحریک پھیل جانے کی وجہ سے اس کے معاملے پر دوبارہ غور ہوا۔ ۱۸۹۹ء میں اس کو معافی دی گئی اور ۱۹۰۶ء میں اس کو اپنے فوجی عہدے پر بحال کر دیا گیا۔ صفحہ ۱۰۳

دریوس (Drews)، آرتھر (۱۸۶۵ء — ۱۹۳۵ء) — ابتدائی عیسوی دور کا جرمن بورژوا مؤرخ۔ اپنی تصانیف میں دریوس نے عیسی کے تاریخی وجود کو غلط ثابت کیا۔ عینیت کے نقطۂ نظر سے چرچ کے عقیدوں اور مذہبی توھمات پر تنقید کی۔ صفحہ ۲۳۴

دنیکن ، ا- ای- (۱۸۷۲ء — ۱۹۴۷ء) — زار کا جنرل تھا- روس میں خانہ جنگی کے دوران سفیدگارڈ تحریک کے سربراہوں میں سے تھا اور جنوبی روس میں سوویت دشمن مسلح طاقتوں کا کمانڈر انچیف تھا- سرخ فوج کے ھاتھوں شکست کے بعد وہ بیرون ملک چلا گیا- صفحات ۳۰ ، ۳۹ ، ۴۱ ، ۶۰ ، ۱۶۸ ، ۲۲۸ ، ۲۵۶

دوگونی (Dugoni) ، اینریکو (۱۸۷۴ء — ۱۹۴۵ء) — اطالوی سوشلسٹ ، توراتی اور تریویس کے اصلاح پرست گروہ میں شامل ہو گیا- صفحہ ۱۱۹

— ر —

رادیک ، ک- ب- (۱۸۸۵ء — ۱۹۳۹ء) — ۱۹ ویں صدی کی آخری دھائی کی ابتدا سے گالیشیا ، پولینڈ اور جرمنی کی سوشل ڈیموکریٹک تحریکوں میں شرکت کی- عالمی سامراجی جنگ کے دوران انٹرنیشنلسٹ پوزیشن اختیار کی لیکن مرکزیت پرستی کی طرف ڈانواں ڈول ھوا- قوموں کے حق‌خودارادیت کے بارے میں غلط رویہ اختیار کیا- ۱۹۱۷ء میں بالشویک پارٹی میں شامل ھوا اور بریست معاھدے پر بحث کے دوران '' بائیں بازو کا کمیونسٹ '' رھا- ۱۹۲۳ء سے تروتسکی کے حزب مخالف کا سرگرم کارکن تھا اور اس وجہ سے پارٹی سے نکالا گیا- صفحہ ۲۷

رائے ، منوبندرناتھ (۱۸۹۲ء — ۱۹۴۸ء) — ھندستانی سیاسی کارکن- بعد کو کمیونسٹ ھو گیا- کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری ، تیسری ، چوتھی اور پانچویں کانگرسوں کا مندوب تھا- ۱۹۲۲ء سے کمیونسٹ انٹرنیشنل کی انتظامیہ کمیٹی کا امیدوار ممبر تھا اور ۱۹۲۴ء سے اس کا ممبر ھوگیا- اس کے بعد کمیونسٹ پارٹی سے الگ ھوگیا- صفحات ۱۴۲ ، ۱۴۳

رودزیانکو ، م- و- (۱۸۵۹ء — ۱۹۲۴ء) — بڑا جاگیردار ، بڑی بورژوازی (اکتوبروالوں) کی پارٹی کے لیڈروں میں سے اور

شاہ‌پرست تھا۔ مارچ ۱۹۱۱ء کے بعد تیسری اور پھر چوتھی ریاستی دوما کا صدر ہوا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد بھاگ کر دنیکن کے پاس چلا گیا اور سوویت اقتدار کے خلاف جدوجہد کے لئے ساری انقلاب‌دشمن طاقتوں کو متحد کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ بعد کو انتقال وطن کر گیا۔ صفحہ ۳۹

ریکوف، ا۔ ای۔ (۱۸۸۱ء — ۱۹۳۸ء) — بالشویک پارٹی میں ۱۸۹۹ء سے آیا۔ فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا ڈیموکریٹک انقلاب کے بعد سوشلسٹ انقلاب کے بارے میں پارٹی کی لیننی لائن کی مخالفت کی۔

اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد امور داخلہ کا عوامی کمیسار (وزیر)، عوامی معیشت کی کل‌روس کونسل کا صدر، عوامی کمیساروں کی کونسل اور محنت‌و دفاع کی کونسل کا نائب صدر، پھر سوویت یونین اور روسی فیڈریشن کی عوامی کمیساروں کی کونسلوں کا صدر، پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے پولیت‌بیورو کا ممبر رہا۔ اس نے متعدد بار پارٹی کی لیننی پالیسی کی مخالفت کی۔ نومبر ۱۹۱۷ء میں منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کی شرکت سے مخلوط حکومت بنانے کا حامی تھا اور بعد میں پارٹی کی پالیسی سے نارضامندی کا اعلان کر کے مرکزی کمیٹی اور حکومت سے نکل گیا۔ ۱۹۲۸ء میں پارٹی میں دائیں بازو کے موقع پرست رجحان کے لیڈروں میں سے تھا۔ ۱۹۳۷ء میں پارٹی دشمن سرگرمیوں کی وجہ سے پارٹی سے نکال دیا گیا۔ صفحہ ۲۰۱

ریناڈیل (Renaudel)، پیئر (۱۸۷۱ء — ۱۹۳۵ء) — فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی کا ایک اصلاح پرست لیڈر۔ صفحات ۲۸، ۲۳۶

رینیر (Renner)، کارل (۱۸۷۰ء — ۱۹۵۰ء) — آسٹریائی سیاسی کارکن، آسٹریا کے دائیں‌بازو کے سوشل ڈیموکریٹوں کا لیڈر اور نظریہ‌داں۔ بورژوا قوم‌پرست تھیوری "تہذیبی قومی خودمختاری" کے بانیوں میں سے ایک۔ صفحات ۱۹، ۲۸

— ز —

زاسولیچ ، و ۔ ای ۔ (۱۹۱۹ ء — ۱۸۴۹ ء) — روس کی نرودنک تحریک میں نمایاں حصہ لیا اور پھر سوشل ڈیموکریٹک تحریک میں شامل ہوگئی ۔ ۱۹۰۰ ء میں '' اسکرا ،، کے ایڈیٹوریل بورڈ میں آگئی ۔ روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی دوسری کانگرس کے بعد وہ منشویزم کی ایک لیڈر ہوگئی ۔ صفحہ ۲۷

زوباتوف ، س ۔ و ۔ (۱۹۱۷ ء — ۱۸۶۴ ء) — پولیس کا کرنل ، '' پولیس والے سوشلزم ،، ('' زوباتوفشچینا ،،) کا روح رواں اور ناظم ۔ ۳ — ۱۹۰۱ ء میں پولیس مزدور یونینیں قائم کیں جن کا مقصد مزدوروں کو انقلابی جدوجہد سے ہٹانا تھا ۔صفحہ ۵۲

زینوویف (رادومیسلسکی) ، گ ۔ اے ۔ (۱۹۳۶ ء — ۱۸۸۳ ء) — بالشویک پارٹی میں ۱۹۰۱ ء سے رہا ۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی تیاری اور اس کو کرنے کے دوران اس نے تزلزل دکھایا اور مسلح بغاوت کی مخالفت کی ۔

اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد پارٹی اور سوویتوں کے کام کی رہنمائی کرتا رہا ، کمیونسٹ انٹرنیشنل کی انتظامیہ کمیٹی کا صدر تھا ۔ گروہ‌بندی کی سرگرمیوں کے لئے پارٹی سے نکال دیا گیا ۔ صفحہ ۲۶۴

زیودیکوم (Südekum) ، آلبرٹ (۱۹۴۴ ء — ۱۸۷۱ ء) — جرمن سوشل ڈیموکریسی کے موقع‌پرست لیڈروں میں سے تھا اور ترمیم پرست بھی ۔ عالمی سامراجی جنگ کے دوران سخت سوشل شاونسٹ ہو گیا ۔ صفحہ ۲۴۶

— ژ —

ژوؤ (Jouhaux) ، لیون (۱۹۵۴ ء — ۱۸۷۹ ء) — فرانسیسی اور بین‌اقوامی ٹریڈ یونین تحریک کا اصلاح‌پرست کارکن ۔ صفحات ۴۷ ، ۵۱ ، ۱۲۱

— س —

سوخانوف، ن۔ (گریمیر، ن۔ ن۔) (سال پیدائش ۱۸۸۲ ء) — ماہر معاشیات اور صحافی، منشویک۔ ۱۹۱۷ ء میں پیٹروگراد سوویت کی انتظامیہ کمیٹی کا ممبر چنا گیا۔ اس نے سرگرمی کے ساتھ بورژوا عارضی حکومت کی حمایت کی۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد منشویک ل۔ مارتوف کے گروہ میں شامل ہو گیا۔ صفحات ۲۸۶، ۲۸۸، ۲۹۰

سوروکین، پ۔ ا۔ (سال پیدائش ۱۸۸۹ ء) —سوشلسٹ انقلابی۔ ۲۲—۱۹۱۹ ء میں پیٹروگراد کے اعلی تعلیمی اداروں میں علم سماجیات پڑھاتا رہا۔ انقلاب دشمن سرگرمیوں کے لئے اس کو ملک سے باہر نکال دیا گیا۔ صفحات ۲۳۹، ۲۴۱

سیراتی (Serrati)، جاچینتو مینوتی (۱۹۲۶ ء—۱۸۷۲ ء) — اطالوی مزدور تحریک کا ممتاز کارکن، اطالوی سوشلسٹ پارٹی کا ایک رہنما اور دوسروں کے ساتھ اس کے ماکزیت‌پرست بازو کا سربراہ تھا۔ پہلی عالمی سامراجی جنگ کے دوران انٹرنیشنلسٹ ہوگیا۔ کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری کانگرس میں اطالوی وفد کی قیادت کی اور ۱۹۲۴ ء میں اطالوی کمیونسٹ پارٹی میں شامل ہوا جسمیں آخر عمر تک سرگرمی کے ساتھ کام کرتا رہا۔ صفحات ۶۴، ۶۵

— ش —

شریدر (Schröder)، کارل (۱۹۵۰ ء—۱۸۸۴ ء) — بائیں بازو کا جرمن سوشل ڈیموکریٹ، ادیب اور صحافی۔ صفحہ ۳۵

شیڈمان (Scheidemann)، فلیپ (۱۹۳۹ ء—۱۸۶۵ ء) — جرمن سوشل ڈیموکریسی کے انتہاپرست موقع‌پرست دائیں‌بازو کا ایک

کا نظریہ‌داں بن گیا۔ صفحات ۱۰، ۱۱، ۱۹، ۲۴، ۲۸، ۷۴، ۷۸، ۱۱۰، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۴۰، ۲۱۳، ۲۹۰

کراسین، و۔ ب۔ (۱۸۷۰ء — ۱۹۲۶ء) — ممتاز سوویت ریاستی کارکن۔ پچھلی صدی کے آخری عشرے سے سوشل ڈیموکریٹک تحریک میں حصہ لیتا رہا، بالشویک تھا۔ ۱۹۱۹ء میں سفارتی کام پر مامور ہوا اور ۱۹۲۲ء میں بیرونی تجارت کا عوامی کمیسار (وزیر) مقرر ہوا۔ صفحہ ۲۰۸

کریسپین (Crispien)، آرتھر (۱۸۷۵ء — ۱۹۴۶ء) — جرمن سوشل ڈیموکریسی کا ایک لیڈر اور صحافی۔ ۱۹۱۷ — ۲۲ء میں جرمن انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے دائیں بازو کا سربراہ ہوا۔ ۱۹۲۰ء میں ''انڈپنڈنٹوں'' کی پارٹی کے وفد میں کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری کانگرس میں شریک ہوا۔ لیکن جرمنی واپس آکر کمیونسٹ انٹرنیشنل میں شامل ہونے کی مخالفت کی۔ صفحات ۲۴، ۷۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷

کلائنس (Clynes)، جان روبرٹ (۱۸۶۹ء — ۱۹۴۹ء) — برطانوی سیاسی کارکن، لیبر پارٹی کا ایک لیڈر۔ صفحات ۸۱، ۸۳

کورنیلوف، ل۔ گ۔ (۱۸۷۰ء — ۱۹۱۸ء) — زار کی فوج کا جنرل اور شاہ‌پرست۔ جولائی — اگست ۱۹۱۷ء میں روسی فوج کا اعلی کمانڈر تھا۔ اگست ۱۹۱۷ء میں انقلاب‌دشمن بغاوت کا لیڈر بنا۔ بغاوت کو دبانے کے بعد اس کو گرفتار کرکے قید کر دیا گیا لیکن وہ جیل سے بھاگ کر دریائے دون کے علاقے میں پہنچا اور وہاں سفید گارڈوں کی ''رضاکارانہ فوج'' کا ناظم اور اس کے بعد کمانڈر بن بیٹھا۔ یکاتیرینودار (کراسنودار) کے قریب لڑائی میں مارا گیا۔ صفحات ۹۸، ۱۱۷

کولچاک، ا۔ و۔ (۱۸۷۳ء — ۱۹۲۰ء) — زار کے بیڑے کا امیرالبحر، شاہ‌پرست، ۱۹۱۸ء — ۱۹۱۹ء میں روسی انقلاب دشمنی کا ایک بڑا رہنما اور اتحاد ثلاثہ کا پٹھو تھا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد امریکہ اور اتحاد ثلاثہ کی حمایت پر اس نے روس کی حکومت کا سربراہ ہونے کا اعلان کر دیا اور اورال، سائبیریا اور مشرق بعید میں جنگی بورژوا جاگیردارانہ ڈکٹیٹرشپ کی قیادت شروع کر دی۔ سرخ فوج کی ضربوں اور انقلابی چھاپہ‌ماروں کی تحریک میں اضافے نے کولچاک کے حامیوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ صفحات ۳۰، ۶۰، ۱۶۸، ۱۸۲، ۲۲۸

کویلچ (Quelch)، ٹامس (۱۸۸۶ء — ۱۹۵۴ء) — برطانوی سوشلسٹ، پھر کمیونسٹ ہو گیا، ٹریڈ یونین کارکن اور صحافی تھا۔ ۱۹۱۹ء سے اس نے برطانوی کمیونسٹ پارٹی کے قیام کے لئے سرگرمی سے کام کیا۔ کمیونسٹ‌انٹرنیشنل کی دوسری کانگرس کا ڈیلیگیٹ تھا۔ ۱۹۲۰ء میں وہ برطانوی کمیونسٹ پارٹی میں شامل ہوا اور ۱۹۲۳ — ۲۵ء میں اس کی مرکزی کمیٹی کا ممبر رہا۔ صفحہ ۱۴۸

کیرژینتسیف (لیبدیف)، پ۔ م۔ (۱۸۸۱ء — ۱۹۴۰ء) — سوویت ریاستی اور پارٹی کارکن، مؤرخ، صحافی۔ روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کا ۱۹۰۴ء سے ممبر اور بالشویک۔ صفحہ ۲۹۸

کیرینسکی، ا۔ ف۔ (۱۸۸۱ء — ۱۹۷۰ء) — سوشلسٹ انقلابی۔ عالمی سامراجی جنگ کے برسوں میں وہ سخت سوشل شاونسٹ ہو گیا۔ فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد وہ انصاف، جنگ اور بحری محکموں کا وزیر ہوا اور بعد کو بورژوا عارضی حکومت میں وزیر اعظم اور کمانڈر انچیف بنا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد اس نے سوویت حکومت کے خلاف جدوجہد کی اور ۱۹۱۸ء میں بیرون ملک بھاگ گیا۔ صفحات ۳۰، ۷۳، ۸۸، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۸۲

— گ —

گلاخر (Gallacher)، ولیم (۱۹۶۵ ء — ۱۸۸۱ ء) — برطانوی مزدور تحریک کا نمایاں کارکن، برطانیہ کی کمیونسٹ پارٹی کا ایک لیڈر۔ ۵۶ — ۱۹۴۳ ء میں برطانوی کمیونسٹ پارٹی کی انتظامیہ کمیٹی کا چیرمین اور ۱۹۵۶ ء میں برطانوی کمیونسٹ پارٹی کا صدر ہوا۔ صفحات ۸۰، ۸۲، ۸۴، ۹۲

گومپیرس (Gompers)، سیموئیل (۱۹۲۴ ء — ۱۸۵۰ ء) — امریکی ٹریڈیونین تحریک کا کارکن اور امریکی لیبر فیڈریشن کے بانیوں میں سے تھا۔ سرمایہ‌داروں سے طبقاتی تعاون کی پالیسی پر عمل کرتا تھا اور مزدور طبقے کی انقلابی جدوجہد کا مخالف تھا۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران سوشل شاونزم کا حامی ہوگیا۔ صفحات ۴۷، ۵۱، ۵۲

گید (Guesde)، ژول (۱۹۲۲ ء — ۱۸۴۵ ء) — فرانسیسی سوشلسٹ تحریک اور دوسری انٹرنیشنل کا ایک ناظم و رہنما۔ پہلی عالمی سامراجی جنگ کی ابتدا سے اس نے سوشل شاونزم کا رویہ اختیار کیا اور فرانس کی بورژوا حکومت میں شامل ہو گیا۔ صفحات ۶۶، ۱۰۹

گیرمان (Hermann)، لادی‌سلاؤس (.L. L) (۱۹۶۲ ء میں انتقال ہوا) — آسٹریائی صحافی۔ ۲۰ — ۱۹۱۹ ء میں آسٹریا کی کمیونسٹ پارٹی کا ممبر تھا۔ صفحہ ۱۱۷

— ل —

L - L — دیکھئے گیرمان، لادی‌سلاؤس۔

لاؤفینبرگ (Laufenberg)، ہنریخ، (یرلیر (Erler)، کارل) (۱۹۳۲ ء — ۱۸۷۲ ء) — بائیں بازوکا جرمن سوشل ڈیموکریٹ، صحافی۔

۱۹۱۸ء میں جرمنی کے نومبر انقلاب کے بعد جرمن کمیونسٹ پارٹی میں آگیا جسمیں وہ جلدھی ”بائیں بازو“ حزب مخالف کا سربراہ بن گیا۔ ۱۹۱۹ء میں پارٹی سے نکال دیا گیا۔ صفحات ۳۵، ۷۶

لائڈ جارج (Lloyd George)، ڈیوڈ (۱۸۶۳ء — ۱۹۴۵ء) — برطانوی ریاستی کارکن اور مدبر، لبرل پارٹی کا لیڈر۔ پہلی عالمی سامراجی جنگ کو بھڑکانے میں بڑا رول ادا کیا۔ ۱۹۱۶ء — ۱۹۲۲ء میں برطانیہ کا وزیر اعظم رہا۔ روس میں اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد سوویت ریاست کے خلاف فوجی مداخلت اور ناکہ‌بندی کی ہمت‌افزائی کرنے والوں اور ناظموں میں سے تھا۔صفحات ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۳، ۱۰۰

لکسمبرگ (Luxemburg)، روزا (۱۸۷۱ء — ۱۹۱۹ء) — بین‌اقوامی مزدور تحریک کی ممتاز کارکن اور دوسری انٹرنیشنل کے بائیں بازو کے لیڈروں میں سے تھیں۔ ان کا شمار پولینڈ کی سوشل ڈیموکریٹک تحریک کے بانیوں میں ہوتاھے۔ ۱۸۹۷ء سے انھوں نے جرمن سوشل ڈیموکریٹک تحریک میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ سامراجی جنگ کی ابتدا سے ھی انھوں نے بین‌اقوامیت کا رویہ اختیار کیا۔ وہ ”انٹرنیشنل“ گروپ کے قیام کے محرکوں میں سے تھیں جس کا نام بدل کر ”اسپارٹاک“ ہوا اور اس کے بعد ”اسپارٹاک یونین“۔ جرمنی میں نومبر ۱۹۱۸ء کے انقلاب کے بعد روزا لکسمبرگ نے جرمن کمیونسٹ پارٹی کی تاسیسی کانگرس میں حصہ لیا۔ جنوری ۱۹۱۹ء میں ان کو گرفتار کرلیا گیا اور شیئدمان کی حکومت کے حکم کے مطابق ان کو سزائے موت دی گئی۔ صفحہ ۵۴

لوناچارسکی، ا۔ و۔ (۱۸۷۵ء — ۱۹۳۳ء) — پیشہ‌ور انقلابی اور ممتاز سوویت ریاستی کارکن۔ روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی دوسری کانگرس کے بعد بالشویک ہوئے اور عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد سے ۱۹۲۹ء تک تعلیم عامہ کے عوامی

کمیسار (وزیر) رہے - ۱۹۳۰ ء میں اکادمیشن ہوئے - لوناچارسکی صحافی، ڈرامہ‌نگار اور آرٹ‌و ادب کے بارے میں کئی کتابوں کے مصنف تھے - صفحات ۱۷۰، ۱۷۷

لونگے (Longuet)، ژان (۱۹۳۸ ء — ۱۸۷۶ ء) — فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی اور دوسری انٹرنیشنل کا کارکن، جرنلسٹ - شارل لونگے اور ژینی مارکس کا بیٹا - فرانسیسی اور بین‌اقوامی سوشلسٹ پریس کا سرگرم کارکن - فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی کے مرکزیت‌پرست بازو کا ایک لیڈر - چوتھی دہائی میں اس نے فسطائیت کے خلاف سوشلسٹوں اور کمیونسٹوں کے اقدامات کو متحد کرنے کی کوشش کی، فسطائیت اور جنگ کے خلاف جدوجہد کے لئے بین‌اقوامی تنظیموں میں حصہ لیا - صفحات ۱۹، ۲۰، ۲۸، ۱۱۳، ۱۳۸، ۲۱۳

لیبکنیخت (Liebknecht) ولہلم (۱۹۰۰ ء — ۱۸۲۶ ء) — جرمن اور بین‌اقوامی مزدور تحریک کا ایک نمایاں کارکن - جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے بانیوں اور لیڈروں میں سے تھا - پہلی انٹرنیشنل کی سرگرمیوں اور دوسری انٹرنیشنل کے قیام میں اس نے زوروں کے ساتھ حصہ لیا - صفحہ ۲۴۶

لیبکنیخت (Liebknecht)، کارل (۱۹۱۹ ء — ۱۸۷۱ ء) — جرمن اور بین‌اقوامی مزدور تحریک کے ایک نمایاں کارکن، موقع‌پرستی اور عسکریت پرستی کے خلاف سرگرم مجاہد - پہلی عالمی جنگ میں شروع سے ہی قطعی طور پر ''اپنی،، حکومت کی قزاقانہ جنگ کی حمایت کے خلاف رہے اور پورے ریشتاغ میں واحد شخص تھے جس نے جنگی قرضوں کے خلاف ووٹ دیا (۲ دسمبر ۱۹۱۴ ء کو) - انقلابی ''اسپارٹاک یونین،، کے ناظموں اور رہنماؤں میں سے تھے - جرمنی میں نومبر انقلاب کے دوران روزا لکسمبورگ کے ساتھ جرمن مزدوروں کے انقلابی ہراول کے سربراہ رہے - جرمن کمیونسٹ پارٹی کے بانیوں میں سے تھے اور جنوری ۱۹۱۹ ء میں برلن کے مزدوروں کی بغاوت کی

رہنمائی کی۔ بغاوت کے کچلے جانے کے بعد نوسکے کے گروہ نے ان کو وحشیانہ طور پر قتل کردیا۔ صفحات ۵۴، ۶۳

ایڈیبور (Ledebour)، جارج (۱۸۵۰ء — ۱۹۴۷ء) — جرمن سوشل ڈیموکریٹ، ۱۹۰۰ء سے ۱۹۱۸ء تک جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کی طرف سے ریشتاغ کا ممبر رہا۔ جرمن انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی میں شامل ہو گیا جو علانیہ قوم‌پرست جنگ‌بازوں کی حامی تھی۔ صفحات ۲۴، ۷۴

لیگین (Legien)، کارل (۱۸۶۱ء — ۱۹۲۰ء) — دائیں بازو کا جرمن سوشل ڈیموکریٹ، جرمن ٹریڈیونین لیڈروں میں سے تھا اور ترمیم‌پرست تھا۔ صفحات ۲۴، ۳۰، ۴۷، ۵۱

لینسبیری (Lensbury)، جارج (۱۸۵۹ء — ۱۹۴۰ء) — برطانوی لیبر پارٹی کا ایک لیڈر۔ صفحات ۲۷، ۶۷

لینن، و۔ ای۔ (اولیانوف، و۔ ای۔) (۱۸۷۰ء — ۱۹۲۴ء)۔ صفحات ۲۶۳، ۲۶۵، ۲۶۶

لیوتویتس (Lüttwitz)، والٹر (۱۸۵۹ء — ۱۹۴۲ء) — جنرل، نواب اور جرمن سامراجی عسکریت‌پرستوں کا نمائندہ تھا۔ مارچ ۱۹۲۰ء میں "کاپوفسکی پوتچ"، نامی انقلاب‌دشمن بغاوت کے رہنماؤں میں سے تھا جس کو جرمن عسکریت‌پرستوں نے شاہ‌پرستی کو بحال کرنے اور جرمنی میں فوجی ڈکٹیٹرشپ قائم کرنے کی غرض سے منظم کیا تھا۔ صفحات ۱۱۵، ۱۱۷

— م —

ماخنو، ن۔ ای۔ (۱۸۸۴ء — ۱۹۳۴ء) — یوکرین میں انقلاب‌دشمن انارکسٹ اور امیر کسانوں (کلاکوں) کے فوجی دستوں کا کمانڈر تھا جو ۱۹۱۸ — ۲۱ء کے دوران سوویت اقتدار کے خلاف لڑ رہے تھے۔ صفحہ ۱۸۲

مارتوف، ل۔ (تسیدرباؤم، یو۔ او۔) (۱۹۲۳ء — ۱۸۷۳ء) — منشویزم کا ایک لیڈر۔ فروری ۱۹۱۷ء کے انقلاب کے بعد منشویکوں — انٹرنیشنلسٹوں کے گروپ کا سربراہ تھا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد سوویت یونین کے کھلے دشمنوں کے کیمپ میں شامل ہو گیا اور ۱۹۲۰ء میں انتقال وطن کر لیا۔ صفحات ۷۲، ۷۳، ۲۱۳

مارخلیفسکی (Marchlewski)، یولین (۱۹۲۵ء — ۱۸۶۶ء) — پولینڈ، جرمنی اور بین‌اقوامی مزدور تحریک کا ممتاز کارکن۔ ۱۹۱۸ء میں سوویت روس میں آیا اور کل یونین مرکزی انتظامیہ کمیٹی میں منتخب ہو گیا اور آخر عمر تک اس کا ممبر رہا۔ کمیونسٹ انٹرنیشنل کے قیام میں حصہ لیا۔ معاشی مسائل، پولینڈ کی تاریخ اور بین‌اقوامی حالات پر کئی کتابوں کا مصنف تھا۔ صفحہ ۱۲۷

مارکس (Marx)، کارل (۱۸۸۳ء — ۱۸۱۸ء) — سائنسی کمیونزم کے بانی، ممتاز مفکر، بین اقوامی پرولتاریہ کے لیڈر اور معلم۔ صفحات ۲۴، ۳۵، ۴۸، ۶۵، ۷۱، ۱۵۵، ۱۵۶، ۲۲۸، ۲۳۴، ۲۳۷، ۲۸۶، ۲۸۹

مارنگ (Maring)، ہنریخ (۱۹۴۲ء — ۱۸۸۳ء) — ہالینڈ کا سوشل ڈیموکریٹ۔ ۱۹۰۲ء سے ہالینڈ کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا ممبر ہوا — ۱۹ — ۱۹۱۳ء کے دوران جزیرۂجاوا میں رہا اور جاوا اور ہالینڈ کی کمیونسٹ پارٹیوں کا ممبر ہوگیا۔ کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری کانگرس کا ڈیلیگیٹ تھا۔ ۲۳ — ۱۹۲۱ء میں چین میں مشرق بعید کے ملکوں کے لئے کمیونسٹ انٹرنیشنل کی انتظامیہ کمیٹی کا نمائندہ تھا۔ صفحہ ۱۳۲

سالینوفسکی، ر۔ و۔ (۱۹۱۸ء — ۱۸۷۶ء) — چوتھی ریاستی دوما کا ممبر تھا جو دوما کے بالشویک گروہ میں شامل ہو گیا۔ بعد میں پتہ چلا کہ وہ غدار اور زار کی پولیس کا خفیہ ایجنٹ

تھا۔ ۱۹۱۸ء میں اس پر مقدمہ چلایا گیا اور کل یونین مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے اعلیٰ ٹریبونل کی سزا کے مطابق اس کو گولی مار دی گئی۔ صفحات ۳۸، ۳۹

موديليانی (Modigliani)، وِیتوریو ایمانویل (۱۸۷۲ء — ۱۹۴۷ء) — اطالوی سوشلسٹ پارٹی کا ایک پرانا ممبر اور اصلاح پرست۔ صفحہ ۱۱۹

میرهیم (Merrheim)، الفانس (۱۸۸۱ء — ۱۹۲۵ء) — فرانسیسی ٹریڈیونین کارکن، سینڈیکیلسٹ۔ ۱۹۰۵ء سے فرانس کے دھات مزدوروں کے فیڈریشن اور محنت کے جنرل کنفیڈریشن کے لیڈروں میں سے تھا۔ اس نے علانیہ سوشل شاونزم اور اصلاح پرستی کا رویہ اختیار کیا۔ صفحات ۴۷، ۱۲۱

میکڈانلڈ (MacDonald)، جیمس ریمزے (۱۸۶۶ء — ۱۹۳۷ء) — برطانوی سیاست‌داں، انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی اور لیبر پارٹی کے بانیوں اور لیڈروں میں سے تھا۔ انتہائی موقع پرست سیاست پر عمل پیرا رہا۔ عالمی سامراجی جنگ کی ابتدا میں امن پرست پوزیشن اختیار کی، پھر سامراجی بورژوازی کی کھلم کھلا حمایت کرنے لگا۔ ۱۹۱۸ء — ۱۹۲۰ء میں سوویت روس میں مداخلت کے خلاف برطانوی مزدوروں کی جدوجہد میں گڑبڑ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ صفحات ۸۱، ۸۳، ۲۱۳

میلیوکوف، پ۔ ن۔ (۱۸۵۹ء — ۱۹۴۳ء) — کیڈیٹوں کی پارٹی کا لیڈر، روسی سامراجی بورژوازی کا نظریہ‌داں، مؤرخ اور جرنلسٹ۔ ۱۹۱۷ء میں بورژوا عارضی حکومت میں شامل ہوا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد سوویت روس کے خلاف مداخلت منظم کرنے والوں اور سفید گارڈ مہاجرین میں سرگرمی سے کام کرنے والوں میں تھا۔ صفحہ ۲۰۷

— ن —

ہیوگ‌لینڈ، (Högland)، کارل تسیت کونستانتین (۱۸۸۴ء — ۱۹۵۶ء) — سویڈن کا سوشل ڈیموکریٹ، سویڈن کی سوشل ڈیموکریٹک تحریک کے بائیں‌بازو اور نوجوان سوشلسٹ تحریک کا لیڈر۔ ۱۹۱۷ — ۲۴ء میں سویڈن کی کمیونسٹ پارٹی کے لیڈروں میں سے تھا۔ ۱۹۲۴ء میں موقع‌پرستی اور کمیونسٹ انٹرنیشنل کی پانچویں کانگرس کے فیصلے کی علانیہ مخالفت کے لئے کمیونسٹ پارٹی سے نکال دیا گیا۔ صفحہ ۶۳

— ی —

یرلیر، ک — دیکھئے لاؤفینبرگ، ہنریخ۔

یرمانسکی، ا۔ (کوگان، او۔ ا۔) (۱۹۳۱ء — ۱۸۶۶ء) — سوشل ڈیموکریٹ، منشویک۔ ۱۹۲۱ء میں منشویکوں کی پارٹی سے نکل گیا اور سائنسی کام کرنے لگا۔ صفحہ ۲۹۸

یودینچ، ن۔ ن۔ (۱۹۳۳ء — ۱۸۶۲ء) — زار کی فوج کا جنرل۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد شمال مغربی روس میں سفید گارڈ فوجوں کی قیادت کی۔ ۱۹۱۹ء میں پیٹروگراد پر قبضہ کرنے کی دو ناکام کوششیں کیں۔ نومبر ۱۹۱۹ء میں سرخ فوج سے شکست کھاکر ایستونیا بھاگ گیا۔ صفحات ۱۴، ۱۸۲، ۲۲۹

یوفے، ا۔ ا۔ (۱۹۲۷ء — ۱۸۸۳ء) — نمایاں سوویت رکن‌سفارت۔ صفحہ ۲۴۸

پڑھنے والوں سے

دارالاشاعت ترقی آپ کا بہت شکرگذار ہوگا اگر آپ ہمیں اس کتاب کے ترجمے، ڈیزائن اور طباعت کے بارے میں اپنی رائے لکھیں۔ اس کے علاوہ بھی اگر آپ کوئی مشورہ دے سکیں تو ہم ممنون ہوں گے۔

ہمارا پتہ : زوبوفسکی بلوار - نمبر ۲۱
ماسکو، سوویت یونین
21, Zubovsky Boulevard, Moscow, USSR